طلاق، حلالہ، خلع، فسخ وتفریق، ظہار، ایلاء، لعان وعدت
ثبوتِ نسب، اولاد کی پرورش اور نفقہ وغیرہ کے ضروری مسائل

مرتب:
مفتی محمد سلمان منصورپوری
جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب المسائل

(جلدِ پنجم)

طلاق، حلالہ، خلع، فسخ وتفریق، ظہار، اِیلاء، لعان، عدت، ثبوتِ نسب، اَولاد کی پرورش اور نفقہ وغیرہ کے ضروری مسائل

مرتب:

مفتی محمد سلمان منصور پوری

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ناشر

المرکز العلمی للنشر والتحقیق مرادآباد

تقسیم کار:

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ

○

□ اِس کتاب کی اِشاعت کی عام اِجازت ہے؛ لیکن بہتر ہے کہ طباعت سے قبل مرتب کو مطلع کریں؛ تاکہ اگر کوئی تبدیلی ناگزیر ہو تو اُس سے آگاہ کردیا جائے۔ [مرتب]

○

← نام کتاب: کتاب المسائل (۵)

← مرتب: مفتی محمد سلمان منصورپوری

← کتابت وتزئین: محمد اسجد قاسمی مظفرنگری

← صفحات: ۵۱۲

← قیمت:

← اشاعتِ اول: رجب المرجب ۱۴۳۹ھ مطابق اپریل ۲۰۱۸ء

← ناشر: المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مرادآباد

← 09412635154 - 09058602750

← تقسیم کار: فرید بک ڈپو (پرائیویٹ لمٹیڈ) دریا گنج دہلی

← 011-23289786 - 23289159

○

خیر کثیر

يُؤْتِى الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِىَ خَيْراً كَثِيْرًا ○

(البقرة: ٢٧٩)

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں سمجھ عنایت فرما دیتے ہیں اور جس کو سمجھ ملی اس کو بڑی خوبی ملی۔

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِىْ الدِّيْنِ.

(صحيح البخاري ١٦/١، مختصر بيان العلم ٣٣)

جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد:

بفضلہٖ تعالیٰ آج سے تقریباً ۲۰؍سال قبل ۱۹۹۹ء سے ماہنامہ ’’ندائے شاہی‘‘ میں فقہی اَبواب کی ترتیب پر منتخب ضروری مسائل کی اِشاعت کا جو سلسلہ ’’کتاب المسائل‘‘ کے نام سے شروع کیا گیا تھا، اُسے باذوق قارئین، علماء کرام اور مفتیانِ عظام کی نظر میں توقع سے زیادہ پذیرائی اور قبولیت حاصل ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب برصغیر میں دسیوں کتب خانوں سے شائع ہورہی ہے، اور بعض دیگر زبانوں میں بھی اس کے ترجمے بھی ہوچکے ہیں، یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے، ورنہ احقر اپنی کم مائیگی اور کم علمی کی جس سطح پر ہے اُس سے خود ہی واقف ہے۔

’’کتاب المسائل‘‘ کی ابتدائی تین جلدوں میں طہارت سے لے کر حج تک عبادات سے متعلق مسائل شائع ہوئے ہیں، جب کہ چوتھی جلد نکاح اور اُس سے ملحقہ مسائل پر مشتمل ہے، اور زیر نظر جلد میں طلاق، خلع، رجعت، ظہار، اِیلاء، لعان، عدت، ثبوتِ نسب، حق پرورش، فسخ وتفریق اور نفقہ کے ضروری مسائل شامل اِشاعت ہیں۔

اِس جلد کے مسودہ پر بھی حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہم نے گہری نظر ڈال کر مناسب اِصلاحات فرمائی ہیں۔

اور عزیزم مولوی مفتی محمد ابراہیم غازی آبادی زید علمہ (مرتب کتاب النوازل) حال اُستاذ مدرسہ اعزاز العلوم ویٹ ضلع ہاپوڑ نے کئی اَبواب کے اَہم مسائل کی نشان دہی کی، جس سے کام آسان ہوا۔

نیز مسائل کی ترتیب، تصحیح اور مراجعت میں حسبِ سابق طلبہ اِفتاء مدرسہ شاہی (۱۴۳۹ھ)

بالخصوص مولوی مفتی سہیل بڑودوی فاضل اِفتاء مدرسہ شاہی (۱۴۳۸ھ) کا تعاون حاصل رہا، **فجزاهم اللّٰه تعالىٰ أحسن الجزاء۔**

مزید اِطمینان اور مسرت کی بات یہ ہوئی کہ احقر نے فقیہ العصر مکرم ومحترم حضرت اَقدس مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی دامت برکاتہم ناظم المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد و جنرل سکریٹری اِسلامک فقہ اَکیڈمی سے کتاب پر پیش لفظ لکھنے کی درخواست کی، جسے حضرت موصوف نے عدیم الفرصتی اور کثرتِ مشاغل کے باوجود قبول فرمایا، اور جلد چہارم وپنجم کے مسورہ پر اِجمالی نظر ڈال کر نہایت وقیع تحریر سے سرفراز فرمایا، احقر اِس کرم فرمائی پر حضرت موصوف کا تہہ دل سے مشکور ہے، اور اَکابر کے حسن ظن کو اپنے لئے سرمایۂ سعادت سمجھتا ہے۔

اِس جلد کی کتابت اور تزئین وتہذیب میں بھی عزیزم مولوی محمد اسجد قاسمی مظفرنگری سلمہ نے اَن تھک محنت کی، جس پر وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔

کتاب کی طباعت واِشاعت میں رفیق مکرم جناب مولانا معزالدین احمد صاحب ناظم امارتِ شرعیہ ہند اور محبّ مکرم جناب الحاج محمد ناصر صاحب مالک فرید بک ڈپو دہلی بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ سبھی معاونین کو جزائے خیر سے نوازیں، آمین۔

قارئین سے درخواست ہے کہ دورانِ مطالعہ کوئی فروگذاشت -جس کا عین اِمکان ہے- دیکھیں، تو ضرور مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔

اَخیر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازیں، احقر کے اَساتذۂ کرام، والدین ماجدین اور اِس کتاب کی تیاری میں جن کتابوں سے اِستفادہ کیا گیا ہے، اُن سب کے مؤلفین کے لئے اِس کتاب کو صدقۂ جاریہ بنائیں اور اِس منصوبہ کی بآسانی تکمیل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

خادم فقہ وحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۳؍رجب المرجب ۱۴۳۹ھ

۲۲؍اپریل ۲۰۱۸ء بروز جمعرات

❍❖❍

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی دامت برکاتہم العالیہ

ناظم المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد و جنرل سکریٹری اِسلامک فقہ اَکیڈمی اِنڈیا

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد:

قرآن وحدیث کے اَوامر ونواہی کو سمجھنا، اَسرار وحکم کو جاننا علت ومناط کو دریافت کرنا، نئے واقعات پر اُن کو منطبق کرنا اور جہاں اَدلۂ شرعیہ میں بظاہر تعارض ہو، اُن میں تطبیق وترجیح کی راہ نکالنا، پھر نصوص کے لب ولہجہ کو دیکھتے ہوئے اَحکام کے مدارج کو متعین کرنا، یہ ایسی خدمت ہے، جس کے بغیر اُمت کا رشتہ قرآن وحدیث سے قائم نہیں رہ سکتا۔ فقہاء نے اِسی فریضہ کو اَنجام دیا ہے اور اِسلامی تاریخ کی بہترین ذہانتیں اِس میدان میں استعمال ہوئی ہیں۔ فقہاء اپنے عہد کے ذہین ترین لوگ ہی نہیں تھے؛ بلکہ وہ اپنے عہد میں ورع وتقویٰ کے اوجِ کمال پر بھی تھے، اگر اُن کا دماغ علوم وفنون کا گنجینہ تھا، تو اُن کے قلوب خشیتِ الٰہی کا خزینہ تھے۔

اِمام اَبوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حال یہ تھا کہ اُن کے معاصرین اُن کو ''أَعْقَلُ أَهْلِ الزَّمَانِ'' بھی کہتے ہیں اور ''أَوْرَعُ أَهْلِ الزَّمَانِ'' بھی۔

اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا حال یہ ہے کہ دو عباسی خلفاء نے صلاح دی کہ اُن کی تالیف ''مؤطا'' کو پورے عالم اِسلام کے لئے قانون واجب الطاعۃ بنادیا جائے؛ لیکن اُنہوں نے اِس کو قبول نہیں کیا، بے پایاں اِخلاص اور بے نہایت خشیت وتقویٰ کے بغیر کوئی عالم ایسی پیش کش کو رد نہیں کرسکتا۔

اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مذہبِ اَہلِ سنت کے دفاع میں کیسی کیسی ابتلاؤں اور

آزمائشوں سے گزرے، یہ اِسلام کی تاریخِ دعوت وعزیمت کا روشن باب ہے۔ اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کیا مصائب برداشت کئے؛ لیکن دین اور علم دین کی آبرو کو سلاطین کی چوکھٹ پر نثار نہیں کیا۔

ہر مسلمان کو فقہاء کا شکر گزار اور احسان مند ہونا چاہئے کہ قرآن وحدیث اور آثارِ صحابہ میں جو تعلیمات ہزاروں صفحات میں بکھری ہوئی تھیں اور جن کو سمجھنے کے لئے عمریں درکار تھیں، نیز عوام کے لئے جن کی تحقیق کرنا دشوار تھا، فقہاء نے اُن تعلیمات کو کشید کر کے اُس کا عطر لوگوں کے سامنے پیش کر دیا۔ اُنہوں نے عبادت سے لے کر معاملات، معاشی نظام، اُصولِ سیاست وطریق حکمرانی اور زندگی کے تمام گوشوں کو ایک نظم وارتباط کے ساتھ مرتب کر دیا، اور اُمت کے لئے شریعتِ اسلامی پر عمل کرنے کی ایک شاہراہ بنادی، اِس طرح کہا جا سکتا ہے کہ فقہ اِسلامی کتاب وسنت کی عملی تشکیل اور صورت گری سے عبارت ہے۔

یوں تو تمام ہی اِسلامی علوم کی اَہمیت اپنی جگہ مسلّم ہے؛ لیکن غور کریں تو فقہ اِسلامی ایک درجہ میں ان تمام علوم کو جامع ہے۔ یہ تفسیر قرآن بھی ہے؛ کیوں کہ آیاتِ اَحکام کی تشریح وتوضیح کے بغیر فقہ کی کوئی کتاب مکمل نہیں ہوسکتی۔ یہ حدیث رسول بھی ہے؛ کیوں کہ اَحکامِ فقہیہ کا سب سے بڑا مرجع کتبِ حدیث ہیں۔ یہ علم کلام بھی ہے؛ کیوں کہ ردت اور اَلفاظِ کفر کی تمام بحثیں بنیادی طور پر عقیدہ واِیمان سے مربوط ہیں۔ یہ تجوید وقرأت بھی ہے کہ ''زلۃ القاری'' اور بعض دوسرے مباحث اِس فن سے بے تعلق نہیں ہوسکتے۔ یہ تصوف واحسان بھی ہے؛ کیوں کہ اَذکار واَوراد اور تزکیۂ اَخلاق سے متعلق بہت سے مسائل کتبِ فقہ کا حصہ ہیں۔ اُصولِ فقہ تو گویا فقہ کی سواری ہے کہ جس کی مدد سے فقہاء شریعت کے مقاصد تک پہنچتے ہیں اور اُصول تفسیر وحدیث سے بھی کوئی شخص بے نیاز نہیں ہوسکتا؛ کیوں کہ اَخذ واِستنباط اور تطبیق وترجیح میں قدم قدم پر اِن اُصولوں سے مدد لینی پڑتی ہے۔ غرض یوں تو فقہ بظاہر ایک علم ہے؛ لیکن اپنے پھیلاؤ کے اعتبار سے یہ تمام ہی علومِ اسلامی کا نچوڑ اور پوری شریعتِ اسلامی کا خلاصہ ہے۔

ائمۂ متبوعین وفقہاء مجتہدین کا اَہم کارنامہ یہ ہے کہ اُنہوں نے اَحکامِ شریعت کا اجتہاد واستنباط کیا؛ لیکن بعد کے فقہاء کا بھی یہ کام کچھ کم قابلِ قدر ہے کہ اُنہوں نے ان اجتہادات کو اُمت کے مختلف طبقات کی ضرورت کے لحاظ سے مرتب فرمایا اور الگ الگ نہج کی کتابیں تالیف فرمائیں۔ بعض کتابوں میں مذہب کے معتبر مسائل کو جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا، دلائل، جزوی تفصیلات اور مختلف شقوں سے احتراز کیا گیا؛ تاکہ ایک ایسا جچا تُلا مواد عام لوگوں کے سامنے آجائے جس پر بلا تأمل فتویٰ دیا جاسکے، یہ کتابیں متون کہلائیں۔ بعض کتابوں میں کوشش کی گئی کہ اَصحابِ مذہب کے علاوہ بعد کے مشائخ اور اہلِ علم کے اجتہادات کو بھی شامل کردیا جائے، اور زیادہ سے زیادہ جزئیات کا اِحاطہ واستیعاب ہوجائے۔ نیز مفتیٰ بہ اَقوال کے دوش بدوش غیر مفتی بہ اَقوال بھی اہلِ علم کے سامنے آجائیں؛ تاکہ تمام پہلو اُن کی نظر میں ہوں، جیسے: محیطِ برہانی، فتاویٰ تاتارخانیہ، فتاویٰ ہندیہ وغیرہ۔ بعض کتابوں میں مذہب کے راجح اَقوال کے ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ دلائل وبراہین کو پیش کرنے کا بھی اہتمام کیا گیا؛ تاکہ نصوص اور شریعت کے مقاصد واُصول سے ان اجتہادات کا ربط واضح ہوجائے، جیسے: مبسوط، ہدایہ وغیرہ۔

اِسی طرح کتبِ فقہیہ کی ترتیب کا ایک منہج یہ بھی رہا ہے کہ اَہم، کثیر الوقوع اور ضروری مسائل کا اِنتخاب کیا جائے، جیسے محدثین نے زبان زد عام وخاص حدیثوں کے مجموعے مرتب کیے؛ تاکہ لوگوں کو سہولت ہو، اور اُنہیں حدیث کے بحر ناپیدا کنار میں اُترے بغیر ساحل مراد حاصل ہوجائے، جیسے علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''المقاصد الحسنۃ'' یا ''کشف الخفاء'' وغیرہ۔

اِسی طرح بعض فقہاء نے بھی استیعاب کے بجائے انتخاب کا طریقۂ کار اختیار کیا اور ایسے مسائل کو جمع کرنے کا اہتمام کیا جو اِنسان کو بکثرت پیش آتے ہیں، اِن کتابوں کا فائدہ یہ ہو اکہ سینکڑوں اَوراق کی ورق گردانی کے بغیر لوگوں کو مطلوبہ مسائل مل جاتے ہیں، اِس طرز پر بہت سی کتابیں تالیف کی گئی ہیں، اُن میں ایک اہم کتاب جسے بڑا قبول حاصل ہوا، علامہ سراج الدین بن عثمان اوشی کی ''فتاویٰ سراجیہ'' ہے۔ بعض علماء ہند نے بھی اِس منہج پر کام کیا ہے، حضرت مولانا

عبدالحئی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کی ''نفع المفتی والسائل'' کو اِس زمرہ میں رکھا جاسکتا ہے۔

اُردو زبان میں بھی ضروری منتخب مسائل کو جمع کرنے کا کام کیا جاتا رہا ہے؛ لیکن اِس میں عام طور پر عوام کو سامنے رکھا گیا ہے؛ اِس لئے سارا مواد اُردو میں ہے، بعض حضرات نے حوالہ جات ذکر کئے ہیں، اور بعض نے حوالے بھی ذکر نہیں کئے ہیں؛ کیوں کہ عام لوگوں کو اِس کی ضرورت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ممتاز فاضل، صاحب ِنظر مصنف اور معروف صاحب ِافتاء، محبی فی اللہ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری زیدت حسناتہ کو؛ کہ اُنہوں نے ''کتاب المسائل'' کے نام سے ایک اَہم اور مفید کام شروع کیا ہے، مولانا کا منہج بہت عمدہ ہے۔ اور اِس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر باب کے شروع میں ایک جامع تعارفی مضمون ہوتا ہے، جس میں اُس موضوع کی بنیادی باتیں واضح کرنے کی کوشش کی جاتی ہیں، پھر ضروری، اَہم اور کثیر الوقوع مسائل کا انتخاب کرتے ہوئے واضح الفاظ میں عنوان لکھا جاتا ہے، اُس کے بعد مختصر طور پر دو تین سطروں میں آسان اُردو زبان میں مسئلہ تحریر کیا جاتا ہے، آخر میں کتب ِفقہ میں سے مسئلہ کے مأخذ کا ذکر کرتے ہوئے عبارت درج کی جاتی ہے، اور اکثر دفعہ ایک سے زیادہ حوالے درج کئے جاتے ہیں، عبارت جس کتاب کی ہوتی ہے، اُس کا حوالہ پہلے دیا جاتا ہے اور تائید کے طور پر اُس کے بعد دوسری یا تیسری کتاب کا حوالہ درج کیا جاتا ہے۔ مصنف نے اِس بات کی بھی کامیاب کوشش کی ہے کہ اُس باب میں اگر کوئی اَہم جدید مسئلہ ہو تو اُس کا حکم بھی لکھا جائے، اِس طرح یہ کتاب بیک وقت عوام وخواص، علماء واَصحاب ِافتاء دونوں طبقوں کے لئے مفید ہے۔ عام طور پر دلائل سے تعرض نہیں کیا گیا ہے، اور نہ اَحکام ِشریعت کے مصالح سے بحث کی گئی ہے؛ کیوں کہ یہ اُس مقصد کے برخلاف ہے، جس کے لئے اِس کتاب کی ترتیب وتالیف عمل میں آئی ہے؛ لیکن بعض مسائل میں غلط فہمی دور کرنے کے غرض سے اُن نکات پر بھی بحث کی گئی ہے، اور کوشش کی گئی ہے کہ گفتگو مختصر اور جامع ہو، عام فہم تعبیر، حسن ِترتیب اور حسن ِانتخاب تینوں

جہت سے یہ کتاب بہت ہی قابلِ تحسین اور لائقِ استفادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مصنف کو مختلف کمالات سے نوازا ہے، وہ ایک اچھے مفتی بھی ہیں اور کامیاب مدرس بھی، صاحبِ قلم بھی ہیں اور صاحبِ تقریر و بیان بھی، اِن سب کے ساتھ ساتھ اللہ نے اُن کو دل دردمند اور جذبہ دعوت و اِصلاح سے بھی نوازا ہے، اور ماشاء اللہ اُن کا فیض دُور دُور تک پہنچ رہا ہے۔ وہ ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں اور اِس چراغ نے اُس کی علمی روایت کی تب و تاب میں نمایاں اِضافہ کیا ہے۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی علمی، فکری، اِصلاحی اور قلمی خدمات کو قبول فرمائے، اور یہ شمع دیر اور بہت دیر تک روشن رہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

۳۰؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۹ھ — خالد سیف اللہ رحمانی

۱۹؍ مارچ ۲۰۱۸ء بروز پیر — خادم المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد

❑❖❑

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسنِ ترتیب

وقوعِ طلاق کے مسائل

طلاقِ صریح کا بیان

رجعت کے مسائل

کنایہ کے الفاظ سے طلاق کے مسائل

تحریری طلاق کے مسائل

تین طلاق کے مسائل

حلالہ کے متعلق مسائل

تعلیقِ طلاق کے مسائل

زمان ومکان کی طرف نسبت کرکے طلاق دینا

تفویضِ طلاق کے مسائل

خلع کے مسائل

کتاب الفسخ والتفریق ۲۵۹-۳۲۰

کتاب الظہار ۳۲۱-۳۴۸

کتاب الایلاء ۳۳۹-۳۵۴

کتاب اللعان ۳۵۵-۳۶۶

کتاب العدۃ ۳۶۷-۴۱۰

عدت کی پابندیاں

کتاب ثبوت النسب ۴۱۱-۴۳۴

کتاب الحضانة ۴۳۵-۴۵۰

کتاب النفقات ۴۵۱-۵۰۰

بچوں کے نفقہ کے مسائل

محرم رشتہ داروں کے نفقہ کے مسائل

غلام باندیوں کے نفقہ کے مسائل

□❖□

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الطلاق

□ طلاق کے منتخب ضروری مسائل

طلاق کے مسائل

طلاق کی شرعی تعریف

نکاحِ شرعی کے ذریعہ سے زوجین پر جو پابندیاں اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، اُن کوفوراً (فی الحال طلاق دے کر) یا مستقبل میں (طلاق کو معلق کر کے) خاص الفاظ سے اُٹھالینے کا نام ''طلاق'' ہے۔

هو رفع قيد النكاح في الحال والمآل بلفظ مخصوص. (تنوير الأبصار مع الدر المختار على الشامي ٤٢٤/٤-٤٢٦ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٨/١ رشيدية)

وهو رفع القيد الثابت شرعًا بالنكاح. (البحر الرائق / كتاب النكاح ٤٠٩/٣ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٣٧٧/٤ رقم: ٦٤٧١ زكريا، تبيين الحقائق ٢٠/٣ زكريا، شامي / كتاب النكاح ٤٢٧/٤ زكريا)

اِسلام میں خواتین کے حقوق

اسلام کی آمد سے قبل عورت نہایت مظلوم ومقہور تھی، جاہلیت کے معاشرے میں اس کی زندگی غلاموں سے بدتر تھی، اسے جاہلیت جدیدہ کی طرح صرف شہوت رانی کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا، اس کی حددرجہ بے وقعتی کی وجہ سے ہی کسی کے یہاں اگرلڑکی کی پیدائش کی خبر ملتی، تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا اور پورا گھر غم واندوہ کے ماحول میں ڈوب جاتا تھا، اور اپنی فرضی عار مٹانے کے لئے اُس کا سگا باپ بسا اَوقات انتہائی شقاوت کا ثبوت دیتے ہوئے اسے زندہ درگور کردیتا تھا، اسی طرح کمزورلڑکیوں کی وراثت کا مال ہڑپنے کا رواج عام تھا اور معاشرہ میں اسے برا بھی نہ سمجھا جاتا تھا۔

استحصال کے اس شرم ناک دور میں ''اسلام'' صنف نازک کے لئے سایۂ رحمت بن کر نمودار ہوا اور پیغمبر اسلام، رحمت عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرہ کے اس کمزور طبقہ کو ظلم وجبر سے نجات دلوانے کے لئے جو عظیم انقلابی اقدامات فرمائے، مذاہب عالم کی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے؛ چنانچہ:

○ اِسلام نے بچیوں کی خوش دلی سے پرورش کرنے والوں کی حوصلہ اَفزائی کی اور انہیں اُخروی بشارتوں سے نوازا۔

○ اِسلام نے خواتین کی عفت وعصمت کی حفاظت کے لئے صرف زبانی جمع خرچ نہیں کیا، (جیسا کہ آج کل کے نام نہاد مہذب لوگوں کا وطیرہ ہے) بلکہ اس کے لئے ایسے پختہ انتظامات کئے کہ آج اگر ان پر عمل ہوجائے تو کسی عورت کی عزت پر ادنیٰ سی آنچ بھی نہ آنے پائے، یہ نظام اتنا مؤثر ہے کہ اسلام کے دشمن بھی اس پختہ نظام کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں؛ حتی کہ ہمارے ملک میں بھی غیروں کی طرف سے عورتوں کی حفاظت کے حوالہ سے اسلام کے تعزیری نظام کے نفاذ کی باتیں اُٹھتی رہتی ہیں۔

○ اِسلام نے بالغہ عورت کی اجازت اور مرضی کے بغیر نکاح کو ممنوع قرار دیا۔

○ اِسلام نے نکاح میں مہر کو ضروری قرار دیا، جو سراسر عورت کا حق ہے۔

○ اِسلام نے بیویوں کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید کی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے کو سب سے اچھا انسان قرار دیا۔

○ اِسلام نے متعدد بیویوں کے درمیان مکمل عدل وانصاف کرنے کا حکم دیا اور ناانصافی کرنے والوں کے لئے سخت وعیدیں سنائیں اور جو لوگ عدل پر قدرت نہ رکھیں ان کے لئے صرف ایک بیوی رکھنے کی تلقین کی۔

○ اِسلام نے بلاوجہ طلاق دینے کو نہایت ناپسند قرار دیا، اور بدرجۂ مجبوری طلاق دینے کے لئے ایسا تدریجی نظام مقرر کیا، جس کو اپنانے سے بگڑی ہوئی معاشرتی زندگی بآسانی سنور سکتی ہے۔

○ اِسلام نے ضرورت کے وقت عورت کو خلع لینے کی اجازت عطا کی۔

○ اِسلام نے زمانۂ جاہلیت میں رائج ہر ایسے ریت ورواج کو منسوخ کردیا، جس سے عورت معلقہ بن رہ جاتی تھی اور ایلاء اور ظہار کے مروجہ تصورات میں ایسی مناسب اصلاحات کیں، جن سے عورتوں پر ظلم کا دروازہ بند کردیا گیا۔

○ اِسلام نے سات سال تک چھوٹے بچوں اور بالغ ہونے تک بچیوں کی پرورش کا حق ماں کو دیا تاکہ ماں کی ممتا کو سکون ملے۔

○ اِسلام نے عورت کو وراثت میں باقاعدہ حصہ داری عطا کی اور ہر طرح کے مترو کہ مال میں خواہ وہ نقد کی صورت میں ہو یا جائداد (سکنائی وصحرائی) کی شکل میں ہو، ان سب میں ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کے لئے معقول حصے متعین کئے، جن کی نظیر اور کسی مذہب میں نہیں ملتی۔

یہ چند اشارات ہیں جن سے صنف نازک کے بارے میں اسلام کی عادلانہ سوچ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

نکاح محض وقتی معاہدہ نہیں

اِسلام کی نظر میں نکاح کوئی وقتی اور محدود معاہدہ کا نام نہیں ہے؛ بلکہ یہ ایسا پختہ عقد ہے جس کا تا دیر قائم رکھنا شریعت میں مطلوب اور پسندیدہ ہے؛ اسی لئے رشتہ ناطہ میں کفاءت یعنی دونوں خاندانوں میں برابری کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے، تاکہ آپس میں نبھاؤ کے امکانات زیادہ سے زیادہ پائے جاسکیں، گویا کہ اسلام کی نظر میں منکوحہ بیوی محض خادمہ یا باندی کی حیثیت سے نہیں ہوتی؛ بلکہ وہ شریک زندگی قرار پاتی ہے، اِسی لئے قرآنِ پاک میں بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے، ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ [النساء، جزء آیت: ۲۲۸]

(ان بیویوں کے ساتھ اچھی طرح معاشرت اختیار کرو) نیز ارشاد باری ہے:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۲۸]

(اور بیویوں کا بھی اسی طرح حق ہے جس طرح بیویوں پر شوہروں کا حق ہے معروف طریقہ پر)

نیز اَحادیثِ شریفہ میں بھی جا بجا بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور اُن کے حقوق ادا کرنے کی تاکید ووصیت کی گئی ہے، اِن آیات واَحادیث کے ہوتے ہوئے کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ اسلامی قوانین عورتوں کے حقوق کی پامالی پر مشتمل ہیں۔

طلاق کی ضرورت

اسلام کی نظر میں طلاق اگرچہ ایک ناگوار اور ناپسندیدہ عمل ہے؛ لیکن کبھی کبھی متعدد اسباب کی وجہ سے طلاق معاشرہ کی ایک ناگزیر ضرورت بن جاتی ہے۔ مثلاً:

الف:- بدخلقی کی وجہ سے آپس میں نبھاؤ نہ ہو پانا۔

ب:- مالی تنگی کی وجہ سے حقوق کی اَدائیگی میں کوتاہی پیش آنا۔

ج:- یا زوجین میں سے کسی کا دوسرے شخص پر دل آجانا، وغیرہ۔

اب اگر طلاق کی بالکل ممانعت کردی جاتی تو یہ نکاح دونوں کے لئے سخت فتنہ اور پریشانی کا سبب بن جاتا، اِس لئے شریعت اسلامی نے ضرورت کا لحاظ کرتے ہوئے بوقت ضرورت طلاق کی گنجائش دی ہے؛ لیکن بلاضرورت طلاق کی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی ہے؛ بلکہ اُسے ناپسند قرار دیا گیا ہے۔ چناں چہ ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ’’اللہ کے نزدیک حلال باتوں میں سب سے زیادہ ناپسند بات طلاق ہے‘‘۔ (مشکوٰۃ شریف حدیث: ۳۲۸۰)

عن ابن عمر أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: أبغض الحلال إلى اللّٰه الطلاق. (مشكاة المصابيح / كتاب الطلاق رقم: ٣٢٨٠، حجة اللّٰه البالغة مع رحمة اللّٰه الواسعة ١٤٠/٥)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو عورت بغیر کسی معقول وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے اُس پر جنت کی خوشبو حرام ہے''۔ (ابوداؤد شریف ۳۰۳/۱، تفسیر ابن کثیر مکمل ۱۸۳)

عن ثوبان رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أيما امرأة سألت زوجها طلاقًا من غير ما بأس فحرام عليها رائحة الجنة. (سنن أبي داؤد / باب في الخلع ٣٠٣/١ رقم: ٢٢٢٦)

وأما سببه، فالحاجة إلى الخلاص عند تباين الأخلاق وعروض البغضاء الموجبة عدم إقامة حدود اللّٰه تعالىٰ وشرعه رحمة منه سبحانه. (البحر الرائق / أول كتاب الطلاق ٤١٢/٣ زكريا)

أن الأصل في الطلاق هو الحظر لما فيه من قطع النكاح الذى تعلقت به المصالح الدينية والدنيوية والإباحة للحاجة إلى الخلاص. (البحر الرائق ٤١٣/٣ زكريا)

لأن الطلاق محظورٌ فلا يباح الإقدام عليه إلا لدفع حاجة التخلص عنها بتنافر الأخلاق. (تبيين الحقائق / كتاب الطلاق ٢٣/٣ زكريا)

ومع ذٰلك لا يمكن سدّ هٰذا اللباب، والتضييق فيه؛ فإنه قد يصير الزوجان متناشزين، إما لسوء خلقها، أو لطموح عين أحدها إلى حسن إنسان أخر، أو لضيق معيشتها، أو لخرق واحد منها، ونحو ذٰلك من الأسباب، فيكون إدامة هٰذا النظم مع ذٰلك بلاءً عظيمًا وحرجًا. (رحمة اللّٰه الواسعة مع حجة اللّٰه البالغة ١٤٠/٥)

وأما سببه فهو الحاجة المحوجة إلى الطلاق من المشاجرة وعدم الموافقة ورغبة استبدال غيرها. (الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٣٧٧/٤ رقم: ٦٤٧١ زكريا)

وإيقاعه مباح عند العامة لإطلاق الآية أكمل. وقيل: الأصح حظره أي منعه إلا لحاجةٍ كريبةٍ وكبر ......، معناه: أن الشارع ترك هٰذا الأصل فأباحه. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤٢٧/٤ زكريا)

وأما وصفه: فهو أنه محظور نظرًا إلى الأصل، ومباح نظرًا إلى الحاجة، كذا في الكافي. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الأول في تفسيره وركنه ٣٤٨/١ زكريا)

طلاق کو تین میں محدود رکھنے کی حکمت

زمانۂ جاہلیت میں اور اسلام کے شروع زمانہ میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو دسیوں طلاق دے دیتا تو بھی عدت کے اندر اندر اسے بہر حال رجعت کا حق حاصل رہتا تھا، جس کی وجہ سے بسا اَوقات عورت کی زندگی اجیرن بن جاتی تھی۔ چناں چہ ایک مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک صاحب اپنی بیوی پر ناراض ہوگئے اور اُس سے یہ کہہ دیا کہ ''نہ تو میں تجھے رکھوں گا اور نہ ہی تجھے الگ ہونے دوں گا''۔ بیوی نے پوچھا کہ ''وہ کس طرح؟'' تو شوہر نے کہا کہ: ''تجھے طلاق دوں گا اور جب تیری عدت پوری ہونے لگے گی تو رجوع کرلوں گا اور بار بار ایسا ہی کرتا رہوں گا''۔ تو اُس عورت نے آکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے شوہر کی بات کا ذکر کیا، اِس پر قرآنِ کریم کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ (طلاقِ رجعی دوبار تک ہے، اُس کے بعد دستور کے موافق رکھ لینا ہے یا خوش اسلوبی سے چھوڑ دینا ہے) (تفسیر ابن کثیر مکمل ۱۸۲)

هٰذه الآية الكريمة رافعة لما كان عليه الأمر في ابتداء الإسلام، أن الرجل كان أحق برجعة امرأته وإن طلقها مائة مرة ما دامت في العدة، فلما كان هٰذا فيه ضرر على الزوجات قصرهم الله فقال: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾. (تفسير ابن كثير ۵۴۵/۱ رقم: ۱۰۳۵)

اِس آیت نے عورت کے استحصال کے ایک دروازے کو بند کردیا، اور تاکید کردی گئی کہ شوہر کو چاہئے کہ یا تو اچھی طرح بیوی کو رکھے یا پھر خوش اُسلوبی سے اسے چھوڑ دے، اَدھر میں لٹا کر رکھنا اور تنگ کرکے اُس کی عمر کو برباد کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے؛ البتہ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجعت کا حق دیا گیا؛ تاکہ آدمی اگر چاہے تو اپنے نقصان کی تلافی کر سکے، اور تین کے بعد رجعت بغیر حلالہ کے ممنوع قرار دی گئی؛ تاکہ لوگ طلاق کو مذاق نہ بنالیں۔

والسر في جعل الطلاق ثلاثًا، لا يزيد عليها، أنها أول حد كثرةٍ؛ ولأنه لا بد من تروٍ، ومن الناس من لا يتبين له المصلحة حتى يذوق فقدًا، وأصل التجربة واحدة، ويكملها إثنتان. (حجة الله البالغة مع شرحه رحمة الله الواسعة ۱۴۷/۵)

طلاق کا اختیار مرد کو کیوں دیا گیا؟

شریعتِ اسلامی میں اگرچہ معاشرت کے اعتبار سے مرد وعورت کے حقوق برابر ہیں؛ لیکن ان

کے درمیان چونکہ فطری ساخت کے اعتبار سے فرق ہے؛ اِسی لئے شریعت نے نہ تو عورتوں پر کمانے کا بوجھ ڈالا ہے اور نہ اُن کو طلاق کے اختیار میں مرد کے ساتھ برابر کا شریک بنایا ہے؛ کیوں کہ تجربہ یہ بتاتا ہے کہ اگر عورت کو طلاق کا کلی اختیار مل جائے تو اکثر نکاح پائے دار نہیں رہ پائیں گے؛ اس لئے کہ جہاں بھی تھوڑی بہت ناچاقی ہوگی بیوی طلاق دے کر گھر چھوڑ کر چلی جائے گی۔

اسی طرح اگر طلاق کے وقوع کے لئے بیوی کی رضامندی کو شرط قرار دیا جائے گا تو طلاق کا منشا ہی فوت ہو جائے گا؛ کیوں کہ طلاق کا منشا یہ ہے کہ دل نہ ملنے کی وجہ سے تنگ زندگی سے نجات حاصل کی جائے، اب اگر بہر صورت بیوی کی اجازت طلاق میں مشروط ہوگی تو بسا اوقات شوہر حالات کی وجہ سے طلاق دینا چاہے گا اور عورت طلاق پر آمادہ نہ ہوگی، تو ایسی صورت میں شوہر کو جس ضیق کی کیفیت سے گزرنا ہوگا اُس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا؛ اس لئے شریعت نے کامل دور اندیشی اور مرد وعورت میں فطری فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس معاملہ میں مرد کو عورت پر ایک گونہ فوقیت عطا کی ہے جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے: ﴿وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ [البقرة، جزء آيت: ۲۲۸] یعنی مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فوقیت حاصل ہے۔

غور کیا جائے تو یہاں عقلاً تین صورتیں ہوسکتی ہیں:

(۱) میاں بیوی کے اختیارات میں برابری:- تو ایسی صورت میں نظام ہی قائم نہیں رہ سکتا؛ کیوں کہ یکساں اختیارات کی دو متوازی شخصیتیں کسی نظام کو خوبی کے ساتھ چلا نہیں سکتیں، یہ فطرت کے خلاف ہے۔

(۲) عورت کے اختیارات کا زیادہ ہونا:- تو عورت کی طرف سے صنفی کمزوری کی وجہ سے اختیارات کے غلط استعمال کا امکان زیادہ رہتا ہے، جو بالکل واقعی ہے، اس کے لئے کسی الگ دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

(۳) مردوں کو عورتوں پر فوقیت:- یعنی اِنتظامی اعتبار سے مرد کو عورت پر فوقیت دی جائے اور اُسے ''قوام'' یعنی ذمہ دار بنایا جائے۔ اِسی کی تائید قرآنِ کریم میں اِن اَلفاظ میں کی گئی ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾ [النساء، جزء آيت: ۳٤] (مرد عورتوں پر حاکم ہیں اِس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی ہے، اور اِس لئے کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں) گویا کہ کفیل ہونے کے اعتبار سے بھی اُن کا درجہ بڑھا ہوا ہے، جو بالکل معقول ہے۔

غور کیا جائے تو یہی آخری صورت عملاً قابل عمل اور انجام کے اعتبار سے خیر اور بہتر ہے؛ اِس لئے کہ مرد بالعموم عورت کے مقابلہ میں بہر حال زیادہ سوجھ بوجھ رکھتا ہے، اور سوچ سمجھ کر فیصلے کرتا ہے۔

اور بعض مردوں کے غلط فیصلوں کی بنا پر یہ اصول ٹوٹ نہیں سکتا، اس لئے کہ اصل اعتبار غالب اور اکثر کا ہوتا ہے۔ اور واقعۃً صنفی حیثیت سے مردوں میں صبر وتحمل اور بصیرت کی استعداد عورتوں کے مقابلہ میں زیادہ رکھی گئی ہے، اور اس قدرتی اختلاف میں بھی اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور حکمت بالغہ کی کاریگری کارفرما ہے۔

لیکن ساتھ میں مردوں کو یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ طلاق حلال باتوں میں اللہ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے؛ اس لئے مردوں کو ذمہ داری ہے کہ صبر وتحمل سے کام لیں اور طلاق کے اختیار کو صرف ناگزیر حالات ہی میں شریعت کے بنائے ہوئے طریقہ کے مطابق ہی استعمال کریں؛ کیوں کہ بلاوجہ اور غیر شرعی طریقہ پر طلاق دینے کے جو مفاسد ہیں وہ سب کے سامنے ہیں۔

یہاں یہ واضح رہنا چاہئے کہ بعض ناواقف لوگ ایسا تأثر دیتے ہیں کہ طلاق دینے میں ہمیشہ مرد ہی قصوروار ہوتا ہے؛ حالاں کہ یہ بات حقیقت اور مشاہدہ کے خلاف ہے۔ ہمارے سامنے دارالافتاء اور محکمہ شرعیہ میں بہت سے ایسے مسائل آتے رہتے ہیں، جن میں شوہر طلاق دینا نہیں چاہتا جب کہ لڑکی والے طلاق لینے پر مصر رہتے ہیں، اور بعض مرتبہ قصور بھی لڑکی اور اُس کے گھر والوں کی طرف سے ہوتا ہے؛ اِس لئے اِس پہلو کو نظر انداز کر کے سارا قصور مردوں پر ڈالنا انصاف کے خلاف ہے۔

بعض مضامین اور بیانات میں طلاق پر سزا دینے کا قانون بنانے کی تجویزیں سامنے آئی ہیں؛ لیکن غور کیا جائے تو یہ تجویزیں ناقابلِ عمل ہیں؛ کیوں کہ ہر طلاق دینے والا ناحق نہیں ہوتا۔ اور اگر آپ یہ کہیں کہ جو ناحق طلاق دے اُس پر سزا جاری ہوگی، تو ناحق ہونے کا فیصلہ کرنا سخت مشکل ہے؛ اِس لئے کہ ہر طلاق دینے والا ایسے اعذار پیش کر سکتا ہے جو اُسے ناحق کے بجائے حق ثابت کرنے کے لئے کافی ہوں۔

غلط فہمی کا ازالہ

ہمارے بہت سے عوام وخواص کو یہ غلط فہمی ہوگئی ہے کہ طلاق ہر حالت میں عورت کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے؛ حالاں کہ یہ مفروضہ قطعاً غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ طلاق کے بارے میں کئی طرح کی صورتِ حال پیش آتی ہے، مثلاً:

(۱) کبھی مرد وعورت دونوں طلاق چاہتے ہیں۔

(۲) کبھی مرد طلاق دے کر عورت کو الگ کرنا چاہتا ہے، مگر عورت نہیں چاہتی۔

(۳) کبھی عورت طلاق لینا چاہتی ہیں، مگر مرد طلاق پر راضی نہیں ہوتا۔

اِس میں پہلی صورت تو بحث سے خارج ہے؛ کیوں کہ اِس میں نزاع ہی نہیں۔ اَب اگر دوسری صورت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے بالفرض تین طلاق کو کالعدم قرار دینے کا قانون بنادیا جائے، تو مذکورہ بالا تیسری صورت میں طلاق چاہنے والی عورتوں پر اس کے کیا منفی اثرات پڑیں گے، اس کا ان خواتین کے نام نہاد ہمدردوں کو شاید اندازہ نہیں ہے؛ کیوں کہ جب قانون بنے گا تو وہ عام ہوگا، اور ظالم مرد بار بار طلاق دینے کے باوجود ایسی بیوی کو چھوڑنے پر تیار نہ ہوگا اور بالکل زمانۂ جاہلیت والی صورت لوٹ آئے گی، جس کو قرآن کریم نے آکر ختم کیا تھا، جسے مسلمان ہرگز برداشت نہیں کرسکتے۔

میڈیا کے ذریعہ تصویر کا صرف ایک رخ دیکھ کر مسلمان ماؤں اور بہنوں سے ہمدردی کا ڈھونگ رچانے والوں سے ہمارا سوال ہے کہ ایسی عورتوں کی مشکلات کا آپ کے پاس کیا حل ہے؟ کیا آپ تین طلاق کو کالعدم کرنے کا قانون بنا کر طلاق کے باوجود ایسی عورتوں کو زبردستی نالائق شوہروں کے ساتھ رہنے پر قانوناً مجبور کرنا چاہتے ہیں؟ کیا یہ صریح ظلم نہیں ہے؟

طلاق کا رکن

طلاق کا صرف ایک ہی رکن ہے کہ شوہر کوئی ایسا لفظ بیوی کے لئے استعمال کرے جو اُس پر صراحۃً یا کنایۃً طلاق پر دال ہو۔

ورکنه لفظ مخصوص خالٍ عن الاستثناء (الدر المختار) وفي الشامية: هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح أو كناية. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤/٤٣١ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٤/٣٧٧ زكريا)

وقوعِ طلاق کی شرائط

طلاق کے وقوع کے لئے شوہر کا عاقل بالغ اور بیدار ہونا شرط ہے، جب کہ محل طلاق (عورت) میں دو شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے:

الف:- جس عورت کو طلاق دی جارہی ہو وہ شوہر کے نکاح میں یا اس کی عدت میں ہو۔

ب:- اُس عورت سے نکاح کی حلت باقی ہو (مثلاً کسی عورت سے نکاح کیا اور اُس سے دخول بھی ہوگیا، پھر وہ حرمتِ مصاہرت کی وجہ سے حرام ہوگئی اور متارکت کے بعد عدت گذارنے لگی، تو اَب اُس پر اس شوہر کی طرف سے طلاق واقع نہ ہوسکے گی؛ کیوں کہ حرمتِ مصاہرت کی وجہ سے یہ

محل نکاح نہ رہی؛ لیکن اگر کسی عورت کو طلاقِ رجعی دی، پھر اُس سے رجوع کرلیا، تو اب اُسے طلاق دے سکتا ہے؛ کیوں کہ محل نکاح باقی ہے)

وأما شرطه على الخصوص فشيئان: أحدها: قيام القيد في المرأة نكاح أو عدة. والثاني: قيام حل محل النكاح، حتى لو حرمت بالمصاهرة بعد الدخول بها حتى وجبت العدة، فطلقها في العدة لم يقع لزوال الحل، وإذا طلقها ثم راجعها يبقى الطلاق. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ۳۴۸/۱ قديم زكريا)

وأما شرطه: فمن الزوج كونه عاقلاً بالغًا، ومن المرأة كونها في نكاحه أو عدته التي تصلح محلاً للطلاق. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ۳۷۷/۴ رقم: ۶۴۷۱ زكريا)

ومحله: المنكوحة، وأهله: زوج عاقل بالغ مستيقظ. (الدر المختار / كتاب الطلاق ۴۳۱/۴ زكريا)

مختلف صورتوں میں طلاق کا الگ الگ حکم

مختلف صورتوں میں طلاق کے احکام الگ الگ ظاہر ہوتے ہیں:

الف: - اگر طلاق رجعی (صریح الفاظ سے ایک یا دو طلاق) ہو تو حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر رجعت کا حق باقی رہتا ہے، اور عدت گذرنے کے بعد نکاح بالکل ختم ہوجاتا ہے، اور رجعت کا حق باقی نہیں رہتا؛ البتہ نکاحِ جدید کے ذریعہ ازدواجی تعلق قائم ہوسکتا ہے۔

ب: - اور اگر طلاقِ بائن تین سے کم ہو، تو حکم یہ ہے کہ طلاق ہوتے ہی نکاح ختم ہوجائے گا، رجعت کا اختیار نہ ہوگا؛ البتہ نکاحِ جدید کی گنجائش رہے گی۔

ج: - اور اگر تین طلاق دی جائیں، تو حکم یہ ہے کہ حلالہ شرعیہ کے بغیر اُس عورت سے ازدواجی رشتہ کبھی قائم نہیں ہوسکتا۔

وأما حكمه: فوقوع الفرقة بانقضاء العدة في الرجعي وبدونه في البائن، كذا في فتح القدير، وزوال حل المناكحة متى تم ثلاثًا، كذا في محيط السرخسي.
(الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ۳۴۸/۱ زكريا)

وأما حكمه: فزوال الملك عن المحل مع انتقاص العدد في البائن، وزوال الملك عند انقضاء العدة في الرجعي، وزوال حل العقد متى تم ثلاثًا. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ۳۷۷/۴ زكريا)

اِن تمہیدی اشارات کے بعد طلاق سے متعلق کچھ ضروری مسائل ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

طلاق کی قسمیں

طلاق دینے کے طریقوں کے اعتبار سے طلاق کی اصلاً دو قسمیں ہیں:

(۱) طلاق سنت:- یعنی شریعت میں طلاق دینے میں جن باتوں کی رعایت رکھنے کا حکم دیا ہے، اُن کی رعایت رکھتے ہوئے طلاق دینا، اِس کے دو طریقے ہیں:

الف:- طلاقِ حسن (مناسب طریقہ کی طلاق)

ب:- طلاقِ احسن (بہت مناسب انداز میں طلاق)

(۲) طلاقِ بدعی (غیر شرعی انداز میں طلاق) پھر اِس کی دو صورتیں ہیں:

الف:- طلاقِ بدعی باعتبار عدد (ایک ساتھ یا ایک طہر میں تین طلاق دینا)

ب:- طلاقِ بدعی باعتبار وقت (یعنی حالتِ حیض یا اس طہر میں طلاق دینا جس میں جماع کر چکا ہو)

الطلاق علیٰ ثلاثة أوجهٍ: حسن، وأحسن، وبدعي. (الهداية ٣٥٤/٢)

أما تقسيمه فإنه نوعان سني وبدعي، وكل واحد منها نوعان: نوع يرجع إلى العدد ونوع يرجع إلى الوقت، أما الطلاق السني في العدد والوقت فنوعان: حسن، وأحسن. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ٣٤٨/١ زكريا، الدر المختار مع الشامي ٤٣١/٤ زكريا، كذا في الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٧٨/٤ رقم: ٦٤٧٢ زكريا)

طلاقِ حسن

طلاقِ حسن کا مطلب یہ ہے کہ تین ایسے طہروں میں جن میں بیوی سے جماع نہ کیا ہو، بالترتیب تین طلاقیں دی جائیں (یعنی ہر طہر میں ایک ایک طلاق دی جائے)

عن عبد اللّٰه أنه قال: طلاق السنة تطليقه وهي طاهر في غير جماع، فإذا حاضت وطهرت طلقها أخرىٰ، فإذا حاضت وطهرت طلّقها أخرىٰ، ثم

تعتد بعد ذٰلك بحيضة. (سنن النسائي / باب طلاق السنة ۸۲/۲ رقم: ۳۳۹۱، كذا في المعجم الكبير للإمام الطبراني ۲۰۲/۱۰ رقم: ۱۰٤٦٥)

والحسن: هو طلاق السنة: وهو أن يطلق المدخول بها ثلاثًا في ثلاثة أطهار، والأظهر أن يطلّقها كما طهرت. (الهداية، كتاب الطلاق / باب طلاق السنة ۳٥٤/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطلاق ۳٤۸/۱ زكريا، الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤۳۲/٤ -٤۳۳ زكريا، كذا في الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ۳۷۸/٤ رقم: ٦٤۷۲ زكريا، بدائع الصنائع ۱٤۱/۳ زكريا)

طلاقِ احسن

طلاقِ احسن (بہت مناسب) یہ ہے کہ ایک طلاق ایسے پاکی کے زمانہ میں دی جائے جس میں جماع نہ کیا گیا ہو، پھر اُسے چھوڑ دیا جائے (مزید طلاق نہ دی جائے) تا آں کہ عدت (تین حیض یا وضع حمل) گذر جائے۔ طلاق دینے کا یہ طریقہ سب سے بہتر ہے، اس میں بعد میں رشتہ استوار کرنے کی بہت گنجائش باقی رہتی ہے، اور آدمی ندامت سے محفوظ رہتا ہے۔

فالأحسن أن يطلق الرجل امرأته تطليقةً واحدةً في طهر لم يجامعها فيه، ويتركها، حتى تنقضي عدتها. (الهداية، كتاب الطلاق / باب طلاق السنة ۳٥٤/۲ الأشرفية)

أو كانت حاملاً قد استبان حملها. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ۳٤۸/۱ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤۳۲/٤ زكريا، كذا في الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ۳۷۹/٤ رقم: ٦٤۷۳ زكريا)

والأصل فيه ما روي عن إبراهيم النخعي رحمه الله أنه قال: كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يستحسنون أن لا يطلقوا للسنة إلا واحدة، ثم لا يطلقوا غير ذٰلك حتى تنقضي العدة. (بدائع الصنائع / كتاب الطلاق ۱٤۰/۳ زكريا، ومثله في المصنف لابن أبي شيبة / كتاب الطلاق ٥۰۷/۹ رقم: ۱۸۰۲۲)

حالتِ حیض میں جماع کیا پھر پاکی کے بعد بلا جماع طلاق دی

اگر کسی نے حالتِ حیض میں اپنی بیوی سے جماع کیا، پھر پاک ہونے کے بعد طلاق دی، تو یہ طلاقِ سنت یا طلاقِ حسن نہ کہلائے گی؛ (کیوں کہ حالتِ حیض میں جماع کے بعد آنے والا پاکی کا زمانہ طلاقِ سنت کا محل نہیں رہتا)

ثم الطهر الذي لم يجامعها فيه إنما يكون وقتا للطلاق السني إذا لم يجامعها ولم يطلقها في الحيضة التي سبقت علىٰ هٰذا الطهر، فإن الجماع في حالة الحيض، والطلاق في حالة الحيض يخرج كل واحد منهما الطهر الذي عقيبه من أن يكون محلاً للطلاق السني. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ٣٤٨/١ زكريا، كذا في الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٣٧٩/٤ زكريا)

فالسنة المعهودة في باب الطلاق ما لا يشوبه معنى البدعة وهو الطلاق في طهر لا جماع فيه، والواحدة في طهر جامعها فيها بدعة والطلاق في حالة الحيض بدعة. (بدائع الصنائع ١٥٣/٣ زكريا، البحر الرائق ٤١٦/٣ زكريا)

ایک ہی پاکی میں طلاقِ بائن دے کر نکاح کرنا پھر طلاق دینا

جس پاکی کے زمانہ میں جماع نہیں کیا گیا تھا، اُس میں بیوی کو طلاقِ بائن دی، پھر اُس سے نیا نکاح کرلیا، تو وہ اگر چاہے تو اُسی طہر میں جماع سے قبل اُسے طلاق دے سکتا ہے، ایسا کرنا خلافِ سنت نہ ہوگا۔

ولو أبانها في طهر لم يجامعها فيه ثم تزوجها فله أن يطلقها في ذٰلك الطهر بالإجماع، كذا في البدائع. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ٣٤٩/١ زكريا، بدائع الصنائع ١٤٣/٣ زكريا)

ایک ہی پاکی میں طلاقِ رجعی دے کر رجوع کرنے کے بعد طلاق دینا

پاکی کے زمانہ میں طلاقِ رجعی دی، پھر زبان سے رجوع کرلیا، تو اَب جماع سے قبل طلاق

دے سکتا ہے، یہ سنت کے خلاف نہ ہوگا۔

وإذا طلّق امرأته في طهرٍ لم يجامعها فيه واحدة، ثم راجعها في ذٰلك الطهر بالقول، فله أن يطلقها ثانيًا في ذٰلك الطهر، وكان سنيًا عند أبي حنيفةؒ، وعند أبي يوسفؒ لا يكون سنيًا، وعن محمدٍؒ روايتان، كذا في الذخيرة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ۳۴۹/۱ زكريا، بدائع الصنائع ۱۴۳/۳ زكريا، البحر الرائق ۴۱۹/۳ زكريا، تبيين الحقائق ۳۲/۳ زكريا، فتح القدير ۴۶۴/۳)

طلاقِ بدعی باعتبار عدد

عدد کے اعتبار سے طلاقِ بدعت کی صورت یہ ہے کہ بیک لفظ تین طلاق دے یا ایک ہی طہر میں وقفہ وقفہ سے تین طلاق دے، پس جو شخص ایسا کرے گا تو وہ اگرچہ گنہگار ہوگا؛ لیکن اُس کی دی ہوئی سب طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثًا بكلمةٍ واحدةٍ أو ثلاثًا في طهرٍ واحدٍ، فإذا فعل ذٰلك وقع الطلاق وكان عاصيًا. (الهداية، كتاب الطلاق / باب طلاق السنة ۳۵۵/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند، كذا في الفتاوىٰ التاتارخانية ۳۸۱/۴ رقم: ۶۴۷۶ زكريا، بدائع الصنائع ۱۴۹/۳ زكريا، الدر المختار مع الشامي ۴۳۴/۴ زكريا، تبيين الحقائق ۲۵/۳ زكريا)

وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثًا بكلمةٍ واحدةٍ أو ثلاثًا في طهر واحد، وهو حرام عندنا وكان عاصيًا. (فتح القدير / كتاب الطلاق ۴۴۹/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند، مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ۶/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

طلاقِ بدعی باعتبار وقت

وقت کے اعتبار سے طلاقِ بدعت یہ ہے کہ عورت کو حالتِ حیض میں طلاق دی جائے یا ایسے طہر میں طلاق دی جائے جس میں جماع کر چکا ہو، ایسا کرنا گناہ ہے، اور واجب یہ ہے کہ اِس طرح طلاق کے بعد (اگر گنجائش ہو) تو فوری طور پر رجعت کر لی جائے۔

والبدعي من حيث الوقت أن يطلق المدخول بها، وهي من ذوات الأقراء في حالة الحيض، أو في طهرٍ جامعها فيه، وكان الطلاق واقعًا، ويستحب له أن يراجعها، والأصح أن الرجعة واجبة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ۳۴۹/۱، الفتاوىٰ التاتارخانية ۳۸۱/٤ رقم: ٦٤٧٦ زكريا، بدائع الصنائع ۱٤۹/۳ زكريا، الدر المختار مع الشامي ٤۳٥/٤ زكريا، تبيين الحقائق ۲٥/۳ زكريا)

نوٹ :- اوراگر حالتِ حیض میں یا ایسے طہر میں تین طلاقیں دے دیں جس میں جماع کر چکا تھا تو یہ طلاقِ بدعی کی سب سے ناگوار قسم ہوجائے گی؛ کیوں کہ اس میں وقت وعدد دونوں اعتبار سے شرعی ہدایت کی خلاف ورزی کی گئی ہے، اورایسا کرنے والاسخت گنہگار ہوگا؛ لیکن طلاق بہرحال واقع ہوجائے گی۔

حاملہ کو طلاق دینے کا بہتر طریقہ

حاملہ عورت کو طلاق دینے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ یا تو ایک طلاق دے کر چھوڑ دے؛ تا آنکہ وضع حمل ہوجائے یا ایک ایک مہینہ کے وقفہ سے تین طلاقیں دیدے (اوراس میں جماع کے فوری بعد طلاق دینے میں بھی کوئی کراہت نہیں ہوتی) (فتاویٰ ہندیہ، کتاب الطلاق/ الباب الاول فی تفسیرہ ورکنہ ۳۴۹/۱ زکریا، ہدایہ ۳۷۵/۲ مکتبہ نعیمیہ دیوبند، کذا فی بدائع الصنائع ۱۴۱/۳ زکریا)

والآئسة والصغيرة والحامل يطلقن للسنة عند كل شهرٍ، وينبغي أن يطلقها في غرة الشهر حتى تفصل بين كل تطليقتين بشهر بالإتفاق، وجاز طلاقهن عقيب الجماع. (مجمع الأنهر ٦/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، البحر الرائق ٤۲۱/۳ زكريا)

حیض والی عورت سے کہا کہ ”تجھے سنت طریقہ پر طلاق ہے“

جس عورت کو حیض آتا ہو، اگر اُس سے کہا کہ: ”تجھے سنت والی طلاق ہے“ تو عورت کی حالت دیکھ کر حکم لگایا جائے گا، یعنی:

الف:- اگر وہ فی الوقت ایسی پاکی کے زمانہ میں ہو جس میں اُس سے جماع نہ کیا گیا

ہو، تو ایک طلاق فوراً واقع ہوجائے گی۔

ب:- اور اگر وہ فی الوقت حیض کی حالت میں ہو تو انتظار کیا جائے گا، جب وہ حیض سے پاک ہوگی تو طلاق واقع ہوگی۔

إذا قال لامرأته المدخولة وهي من ذوات الأقراء أنت طالق للسنة وقع تطليقة للحال إن كانت طاهرة من غير جماع، وإن كانت حائضًا أو كانت في طهر جامعها فيه لم يقع للحال شيء حتى يأتي وقت السنة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ۳۴۹/۱، الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ۴۳۷/۴ زكريا، البحر الرائق ۴۲۴/۳ زكريا، بدائع الصنائع ۱۴۵/۳ زكريا)

غیر مدخول بہا کو حالتِ حیض میں طلاق

جس عورت کی رخصتی نہ ہوئی ہو یا رخصتی تو ہوگئی ہو؛ لیکن ابھی جماع کی نوبت نہ آئی ہو تو اُسے حالتِ حیض میں طلاق دینا ممنوع نہیں ہے۔

وفي حق ...... غير المدخول بها يطلقها في حالة الحيض والطهر، كذا في الهداية. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الأول في تفسيره وركنه ۳۴۸/۱ قديم زكريا)

ولو طلّق غير المدخول بها في حالة الحيض لم يكن مكروهًا. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الأول في بيان أنواع الطلاق ۳۸۲/۴ رقم: ۶۴۷۷ زكريا)

جس عورت کو حیض نہیں آتا اُس کو سنت طریقہ پر طلاق دینا

جس عورت کو (بچپن یا بڑی عمر ہونے کی بنا پر) حیض نہ آتا ہو، اُس کو سنت طریقہ پر طلاق دینے کی صورت یہ ہے کہ یا تو ایک طلاق دے کر چھوڑ دے؛ تا آں کہ تین مہینے گذر کر عدت ختم ہوجائے، یا اگر چاہے تو ہر مہینے ایک ایک طلاق دے سکتا ہے۔

وإذا كانت المرأة لا تحيض من صغر أو كبر، فأراد أن يطلقها ثلاثًا للسنة طلقها واحدة، فإذا مضى شهر طلّقها أخرىٰ. (الهداية ۳۷۵/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وفرّق على الأشهر فيمن لا تحيض وصح طلاقهن بعد الوطء. (كنز الدقائق على البحر الرائق ۴۱۹/۳-۴۲۱ زكريا)

فإن كانت ممن لا تحيض عن صغر أو كبر طلقها متى شاء. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الأول في بيان أنواع الطلاق ۳۷۹/۴ رقم: ۶۴۷۴ زكريا)

وإذا كانت المرأة لا تحيض من صغر أو كبر، فأراد أن يطلقها للسنة طلّقها واحدة، فإذا مضى شهر طلقها أخرىٰ، فإذا مضى شهر طلّقها أخرىٰ.

(الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ۳۴۹/۱ كوئٹه، الفتاویٰ السراجية ص: ۲۱۴ مكتبة الاتحاد ديوبند)

جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اس کو صحبت کے فوراً بعد طلاق دینا

جس عورت کو حیض نہ آتا ہو تو اسے صحبت کے فوراً بعد ایک طلاق دینے میں کراہت نہیں ہے (اس لئے کہ یہاں حیض کا سلسلہ بند ہونے کی بنا پر حمل کا احتمال نہیں ہے، اور جماع کے بعد طلاق کی ممانعت کی علت حمل کا امکان اور اس کی بنا پر عدت کی طوالت ہی ہے جو یہاں مفقود ہے)

ويجوز أن يطلقها ولا يفصل بين وطئها وطلاقها بزمان؛ لأنه لا يتوهم الحبل فيهما، والكراهية في ذوات الحيض باعتباره. (الهداية ۳۷۵/۲ المكتبة الأشرفية)

وصح طلاقهن بعد الوطء. (كنز الدقائق على البحر الرائق ۴۲۱/۳ زكريا)

فإن كانت ممن لا تحيض عن صغر أو كبر طلقها متى شاء واحدة، وإن كان عقيب الجماع. (الفتاویٰ التاتارخانية / الفصل الأول في بيان أنواع الطلاق ۳۷۹/۴ رقم: ۶۴۷۴ زكريا)

ويجوز أن يطلق التي لا تحيض من صغر أو كبر ولا يفصل بين وطئها وطلاقها بزمان، وبه قالت الأئمة الثلاثة كذا في فتح القدير. (الفتاویٰ الهندية ۳۴۹/۱ زكريا)

حاملہ عورت کو جماع کے بعد طلاق دینا

حاملہ بیوی کو جماع کے بعد طلاق دینا مکروہ نہیں ہے؛ کیوں کہ کراہت کی علت (عدت

کا وقت مشتبہ ہونا) یہاں متحقق نہیں ہے۔

وطلاق الحامل يجوز عقيب الجماع؛ لأنه لا يؤدي إلىٰ اشتباه وجه العدة وزمان الحبل زمان الرغبة في الوطي. (الهداية، كتاب الطلاق / باب طلاق السنة ٣٥٦/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٣٧٩/٤ رقم: ٦٤٧٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطلاق ٣٤٩/١ قديم زكريا)

بے نمازی اور بدعمل بیوی کو طلاق دینا

اگر کسی کی بیوی تاکید کے باوجود نماز نہ پڑھتی ہو یا مسلسل گناہوں میں مبتلا ہو تو شوہر کو چاہئے کہ جائز حدود میں رہ کر اس کو تنبیہ کرتا رہے اگر پھر بھی وہ باز نہ آئے تو اگر مصلحت متقاضی ہو اور شوہر مہر کی ادائیگی پر قادر ہو تو ایسی عورت کو طلاق دینا اولیٰ ہے؛ لیکن اگر کسی مصلحت سے شوہر اسے طلاق نہ دے؛ بلکہ ساتھ رکھے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

بل يستحب لو موذية أو تاركة صلاة، غاية. ومفاده: أن لا إثم بمعاشرة من لا تصلي. (شامي / كتاب الطلاق ٤٢٨/٤ زكريا)

إذا اعتادت الزوجة الفسق، عليه الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، والضرب فيما يجوز فيه، فإن لم تنزجر لا يجب التطليق عليه؛ لأن الزوج قد أدى حقه والإثم عليها، هٰذا ما اقتضاه الشرع. وأما مقتضى غاية التقوىٰ فهو أن يطلقها لكن جواز الطلاق إنما هو إذا قدر على أداء المهر، وإلا فلا يطلقها كما في الأشباه والنظائر. (نفع المفتي والسائل / ما يتعلق بإطاعة الزوجات للأزواج ١٦٣ كراچی)

يستحب طلاقها إذا كانت سليطة موذية أو تاركة صلاة لا تقيم حدود الله تعالىٰ وهو يفيد جواز معاشرة من لا تصلي ولا إثم عليه بل عليها. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ٤١٤/٣ زكريا)

❍❖❍

وقوعِ طلاق کے مسائل

طلاق دینے والے میں کن صفات کا ہونا ضروری ہے؟

طلاق کے وقوع کے لئے شوہر کا عاقل اور بالغ ہونا ضروری ہے (لہٰذا نابالغ اور پاگل کی طلاق واقع نہ ہوگی)

ویقع طلاق کل زوج بالغٍ عاقل. (شامي / كتاب الطلاق ٤٣٨/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٣٥٣/١ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٣٧٧/٤ رقم: ٦٤٧١ زكريا، ٢٥٨/٣ كراچی)

زبردستی زبانی طلاق

اگر کسی شوہر سے زبردستی طلاق کے الفاظ زبانی کہلوالئے جائیں تو طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو مکرهًا، فطلاقه صحیح. (الدر المختار مع الشامي ٤٣٨/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٣٥٣/١ زكريا)

إن الطلاق یقع بکل حال یکون فیه المطلق مختار في التکلم وإن لم یکن راضیًا بحکمه والمکره کذٰلك. (إعلاء السنن ١٨٣/١١ كراچی)

جبراً طلاق کا وکیل بنانا اور وکیل کا طلاق دینا

کسی شخص کو مثلاً پستول دکھا کر اس کی طرف سے طلاق کا وکیل بنانے کے کلمات کہلوالئے، پھر وکیل نے اس شخص کی بیوی کو طلاق دے دی، تو یہ طلاق واقع ہوجائے گی۔

وشمل ما إذا أکره علی التوکیل بالطلاق فوکّل فطلق الوکیل فإنه یقع.

(شامي / كتاب الطلاق ٤٣٨/٤ زكريا، البحر الرائق ٤٢٨/٣ زكريا)

جبراً طلاق کا اقرار کرانا

اگر کسی شخص سے زبردستی طلاق کا جھوٹا اقرار کرایا (مثلاً یہ کہلوایا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہوں، جب کہ حقیقت میں اس نے طلاق نہیں دی تھی) تو اس زبردستی کے اقرار سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

وأجمعوا على أنه لو أكره على الإقرار بالطلاق لا ينفذ إقراره، كذا في شرح الطحاوي. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع الطلاق وفيمن لا يقع الطلاق ۳۵۳/۱ قديم زكريا)

لو أكره على أن يقر بالطلاق فأقر لا يقع، كما لو أقر بالطلاق هازلاً أو كاذبًا. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ٤٢٨/٣ زكريا)

طلاق دینے پر مجبور کیا گیا تو شوہر نے بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر کہا: طلاق، طلاق

اگر کسی شخص کو طلاق دینے پر مجبور کیا گیا اور اُس نے جبر واکراہ کی وجہ سے اپنی بیوی کا نام لئے بغیر اور اُس کی طرف نسبت نہ کر کے صرف ''طلاق'' کا لفظ دہرایا، اور بعد میں یہ کہا کہ میں نے بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ نہیں کیا تھا، تو اُس کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ کیوں کہ یہاں نہ تو ارادہ پایا گیا اور نہ ہی نسبت پائی گئی۔ (لیکن اگر جبر واکراہ کی بنا پر یہ کہہ دیا کہ ''میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی'' یا بیوی کا نام لے کر کہا کہ اس کو طلاق ہے، تو پھر یقیناً طلاق واقع ہو جائے گی) (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۹/۱۹۹)

لو قال: امرأة طالقٌ أو قال: طلقت امرأة ثلاثًا وقال: لم أعن امرأتي يصدق ...... ويفهم منه أنه لو لم يقل ذٰلك تطلق امرأته الخ، بخلاف ما لو ذكر اسمها أو اسم أبيها أو أمها أو ولدها، فقال: عمرة طالق أو بنت فلان أو بنت فلانة أو أم فلان، فقد صرحوا بأنها تطلق. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٥٨/٤ زكريا، ٢٤٨/٣

کراچی، البحر الرائق / کتاب الطلاق ٤٤٢/٣ زکریا، ٢٥٣/٣ کوئٹه، قاضي خان علی الهندية ٤٦٥/١ زکریا، البحر الرائق / کتاب الطلاق ٤٤٢/٣ کوئٹه)

جھوٹا اقرار کرنے سے طلاق

اگر کسی شخص نے بلا کسی جبر کے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا اقرار کیا، جب کہ اس نے بیوی کو پہلے کوئی طلاق نہیں دی تھی، تو اس کا اقرار معتبر ہوگا اور بیوی پر قضاءً طلاق پڑ جائے گی۔

ولو أقرّ بالطلاق كاذبًا أو هازلاً وقع قضاء ''لا ديانة''. (شامي / کتاب الطلاق ٤٤٠/٤ زکریا)

ولو أقر بالطلاق وهو كاذب وقع في القضاء ...... إذا قال أردت به الخبر عن الماضي كذبًا، وإن لم يرد به الخبر عن الماضي أو أراد به الكذب أو الهزل وقع قضاء وديانة. (البحر الرائق / کتاب الطلاق ٤٢٨/٣ زکریا، ٢٤٦/٣ کراچی، بزازية علیٰ هامش الفتاویٰ الهندية / کتاب الطلاق ١٧٨/٤ زکریا)

مذاق میں طلاق دینا

مذاق میں طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے (مثلاً کوئی ڈراما کیا گیا اور اُس میں حقیقی میاں بیوی شریک ہوئے اور فرضی طریقہ پر طلاق دلوائی گئی، تو طلاق واقع ہوجائے گی)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلاث جدهن جد وهزلهن جد. (سنن الترمذي، کتاب الطلاق / ما جاء في الجد والهزل ٢٢٥/١)

وطلاق اللاعب والهازل به واقع. (الفتاویٰ الهندية، کتاب الطلاق / فصل فیمن یقع الطلاق وفیمن لا یقع طلاقه ٣٥٣/١ زکریا، الأشباه والنظائر ٤٦ قدیم، الدر المختار مع الشامي ٤٤٣/٤ زکریا)

سبقتِ لسانی میں طلاق کا لفظ نکل گیا

ایک شخص بیوی سے مخاطب ہوتے ہوئے کوئی اور بات زبان سے نکالنا چاہتا تھا؛ لیکن

سبقتِ لسانی سے اُس سے طلاق کا لفظ نکل گیا، یعنی کچھ اور بولنے کا ارادہ کر رہا تھا؛ لیکن غلطی سے طلاق دے بیٹھا، تو اُس سے بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔

وکذا لو أراد أن یتکلم بکلامٍ فسبق لسانه بالطلاق فالطلاق واقع، کذا في المحیط. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / فصل فیمن یقع طلاق وفیمن لا یقع طلاقه ۱/۳۵۳)

أو مخطئًا بأن أراد التکلم بغیر الطلاق فجری علیٰ لسانه الطلاق (الدر المختار) وفي الشامیة: لأنه صریح لا یحتاج إلی النیة. (الدر المختار مع الشامي / کتاب الطلاق ٤/٤٤٨ زکریا، البحر الرائق ٣/٢٤٦ کراچی، بزازیة، کتاب الطلاق / صریح الطلاق ١/١١١ مکتبة الإتحاد دیوبند، الأشباه والنظائر ١/٤٦، البحر الرائق ٣/٤٢٦ زکریا)

نابالغ کی طلاق واقع نہیں

نابالغ بچے کی طلاق کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں، اگرچہ وہ باشعور کیوں نہ ہو (اور نابالغ کی طرف سے اُس کا ولی بھی طلاق نہیں دے سکتا)

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: کل طلاق جائز إلا طلاق الصبي والمجنون؛ لأنه لیس لهما قول صحیح. (الجوهرة النیرة ٢/١٠٢ ملتان)

ولا یقع طلاق الصبي وإن کان یعقل. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / فصل فیمن یقع طلاقه وفیمن لا یقع طلاقه ١/٣٥٣ قدیم زکریا، الدر المختار مع الشامي / کتاب الطلاق ٤/٤٥١ زکریا، فتح القدیر ٣/٤٦٨ المکتبة الأشرفیة دیوبند، بزازیة علیٰ هامش الفتاویٰ الهندیة ٤/١٧٠، البحر الرائق ٣/٤٣٤ زکریا، مجمع الأنهر ٢/٨ مکتبة فقیه الأمة دیوبند)

قریب البلوغ (بچہ) کی طلاق

مراہق (قریب البلوغ) بچہ کی طلاق بھی معتبر نہیں ہے۔

ولا یقع طلاق الصبي ولو مراهقًا. (الدر المختار مع الشامي ٤/٤٥١ زکریا)

ولو فرض لبعض الصبيان المراهقين عقل جيد لا يعتبر؛ لأن المدار صار البلوغ لانضباطه فتعلق به الحكم. (فتح القدير ٤٦٩/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، البحر الرائق ٤٣٤/٣، مجمع الأنهر ١٠/٣ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

بلوغ کے بعد نابالغی کے زمانہ کی فضولی طلاق کو نافذ کرنا

اگر کسی شخص نے نابالغ کی طرف سے اُس کی نابالغی کی حالت میں طلاق دی، پھر نابالغ نے بالغ ہونے کے بعد یہ کہا کہ فلاں شخص نے میری نابالغی کے زمانہ میں میری بیوی کو جو طلاق دی تھی، میں اُسے واقع کرتا ہوں، تو یہ طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولو أن رجلاً طلق امرأة الصبي، فقال الصبي بعد بلوغه: أوقعت الطلاق الذي أوقعه فلان يقع. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ٣٥٣/١ قديم زكريا، بزازية علىٰ هامش الفتاوىٰ الهندية ١٧٠/٤ زكريا، البحر الرائق ٤٣٤/٣ زكريا، مجمع الأنهر ١٠/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٩٤/٤ رقم: ٦٥٠٨ زكريا)

بچے کو طلاق دینے کا وکیل بنانا

اگر کسی شخص نے باشعور بچہ کو طلاق دینے کا وکیل بنایا، پھر بچہ نے وکیل کے طور پر اُس شخص کی بیوی کو طلاق دے دی، تو یہ طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولو كان الصبي وكيلاً بالتطليق من قبل رجلٍ، فطلق الصبي صحَّ، كذا في التاتارخانية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ٣٥٣/١ زكريا)

رجلٌ فوّض طلاق امرأته إلىٰ صبي، قال في الأصل: إن كان ممن يعبر يجوز. (الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٤٩٤/٤ رقم: ٦٧٤٩ زكريا)

مجنون کی طلاق

جو شخص بالکل پاگل اور دیوانہ ہو اس کی طلاق کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

قال عليه السلام: كلُ طلاق جائز إلا طلاق الصبي والمجنون؛ لأنه ليس لهما قول صحيح. (الجوهرة النيرة ۱۰۲/۲ ملتان)

ولا يقع طلاق ...... المجنون. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵۳/۱ زكريا، الدر المختار ٤٥٠/٤ زكريا، البحر الرائق ٤٣٤/٣ زكريا، فتح القدير ٤٦٨/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، بزازية علىٰ هامش الفتاویٰ الهندية ۱۷۰/٤ زكريا)

سونے والے کی طلاق

جو شخص سوتے ہوئے طلاق کے الفاظ بڑبڑائے، اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

ولا يقع طلاقُ ...... النائم. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵۳/۱ زكريا، الدر المختار / كتاب الطلاق ٤٥٣/٤ زكريا، بزازية علىٰ هامش الفتاویٰ الهندية ۱۷۰/٤ زكريا، البحر الرائق ٤٣٥/٣ زكريا، فتح القدير ٤٦٨/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

نیم خوابی کی حالت میں طلاق دینا

غنودگی کی حالت میں بے اختیار بغیر مطلب سمجھے طلاق کے الفاظ نکلنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۹۴/۱۲ ڈابھیل)

ولا يقع طلاقُ ...... النائم. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵۳/۱ زكريا، الدر المختار / كتاب الطلاق ٤٥٣/٤ زكريا، بزازية علىٰ هامش الفتاویٰ الهندية ۱۷۰/٤ زكريا، البحر الرائق ٤٣٥/٣ زكريا، فتح القدير ٤٦٨/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

النائم إذا طلّق امرأته فأخبر بذٰلك بعد الانتباه، فقال: أجزت بذٰلك الطلاق لا يقع. (خانية علىٰ هامش الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ٤٥٨/١ زكريا، البحر الرائق ٤٣٥/٣ زكريا، فتح القدير ٤٦٨/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، الهداية ۳٥٨/٢ قديم نسخه)

مختل الحواس کی طلاق

جو شخص اپنی عقلی کمزوری کی وجہ سے اکثر بہکی بہکی باتیں کرتا ہو، وہ اگر حواس مختل ہونے

کی حالت میں طلاق دے گا، تو اُس کی طلاق واقع نہ ہوگی؛ لیکن اگر حال یہ ہو کہ کبھی حواس مختل رہتے ہوں اور کبھی بالکل ٹھیک ہوجاتے ہوں، تو اگر ٹھیک ہونے کی حالت میں طلاق دے گا، تو طلاق واقع ہوجائے گی۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل طلاق جائزٌ إلا طلاق المعتوه المغلوب علىٰ عقله. (سنن الترمذي، أبواب الطلاق / باب ما جاء في طلاق المعتوه ۲۲۶/۱، بزازية علىٰ هامش الفتاوىٰ الهندية ۱۷۰/٤ زكريا)

وكذٰلك المعتوه لا يقع طلاقه أيضًا، وهٰذا إذا كان في حالة العته، أما في حالة الإفاقة فالصحيح أنه واقع، كذا في الجوهرة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵۳/۱ زكريا، الدر المختار / كتاب الطلاق ٤٥١/٤ زكريا)

واختلفوا في تفسير المعتوه، وأحسن ما قيل فيه هو من كان قليل الفهم، مختلط الكلام، فاسد التدبير، إلا أنه لا يضرب ولا يشتم، كما يفعل المجنون ...... طلاق المعتوه أيضًا لا يصح. (شامي / كتاب الحجر ۱٤۲/٦، فتاوىٰ قاضي خان ۲۷۹/۱ مكتبة الإتحاد ديوبند، فتح القدير ٤٦٨/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)

بے ہوشی کی حالت میں طلاق

اگر کوئی شخص بیماری یا کسی اور سبب سے بے ہوش ہوجائے اور اِسی بے ہوشی میں وہ طلاق کے الفاظ بولنے لگے، تو اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

ولا يقع طلاق ...... المغمى عليه. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵۳/۱ زكريا، الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤٥۲/٤ زكريا، بزازية على هامش الفتاوىٰ الهندية ۱۷۰/٤ زكريا)

الثاني أن يبلغ النهاية فلا يعلم ما يقول ولا يريده، فهذا لا ريب أنه لا ينفذ شيء من أقواله. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في طلاق المدهوش ٤٥۲/٤ زكريا، ۲٤٤/۳ كراچی، الموسوعة الفقهية ۱۸/۲۹ زكريا)

شراب کے نشہ میں طلاق؟

جو شخص شراب وغیرہ حرام اشیاء کے بالقصد استعمال سے نشہ میں ہو جائے، تو مفتی بہ قول کے مطابق بطورِ سزا اس کی طلاق واقع قرار دی جاتی ہے۔

عن سعيد بن المسيب رحمه الله تعالىٰ قال: طلاق السكران جائز.

(المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق / من أجاز طلاق السكران ٥٥/٩ رقم: ١٨٢٦٣ المجلس العلمي)

وطلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ، وهو مذهب أصحابنا رحمهم الله، كذا في المحيط. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ٣٥٣/١ زكريا، الدر المختار مع الشامي ٤٤٤/٤ زكريا، المحيط البرهاني ٣٩١/٤ رقم: ٣٦٣٤، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٩٤/٤ رقم: ٦٥٠٩ زكريا)

جس کو زبردستی شراب پلائی جائے اُس کی طلاق

اگر کسی شخص کو زبردستی شراب پلا دی گئی، جس سے نشہ چڑھ گیا، تو اِس حالت میں اگر اُس نے طلاق کے کلمات کہے، تو اُس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۱۲۷/۹)

ولو أكره علىٰ شرب الخمر أو شرب الخمر لضرورة وسكر وطلق امرأته، اختلفوا فيه والصحيح أنه كما لا يلزمه الحد لا يقع طلاقه ولا ينفذ تصرفه، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ٣٥٣/١ قديم زكريا)

فصحح في التحفة وغيرها عدم الوقوع وجزم في الخلاصة بالوقوع، قال في الفتح: والأول أحسن؛ لأن موجب الوقوع عند زوال العقل ليس إلا التسبب في زواله بسبب محظور وهو منتف، وفي النهر عن تصحيح القدوري أنه التحقيق. (شامي / كتاب الطلاق ٤٤٧/٤ زكريا، كذا في فتاوىٰ قاضي خان / فصل في طلاق من

لا يعقل ۲۸٦/۱ مكتبه الاتحاد ديوبند، فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ الهندية ٤۷۰/۱، فتح القدير / كتاب الطلاق ٤۷۳/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)

بھنگ کے نشہ میں طلاق دینا؟

قصداً بھنگ پینے سے جس شخص کو نشہ چڑھ جائے تو اُس کی طلاق واقع قرار پائے گی۔

ويقع طلاق كل زوجٍ بالغٍ عاقلٍ ...... أو سكران ولو بنبيذ أو حشيشٍ أو أفيون أو بنج زجرًا به يفتىٰ (الدر المختار) وفي هامشه: وفي تصحيح القدوري عن الجواهر وفي هٰذا الزمان إذا سكر من البنج والأفيون يقع زجرًا وعليه الفتوىٰ. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في الحشيشة والأفيون والبنج ٤٤٦/٤-٤۳۸ زكريا، البحر الرائق / كتاب الطلاق ۲٤۸/۳ كوئٹه، النهر الفائق ۳۱۹/۲ زكريا)

لاعلمی میں پی گئی بھنگ کے نشہ میں طلاق؟

اگر کسی شخص نے لاعلمی میں بھنگ پی لی جس کی وجہ سے اُسے نشہ آ گیا، تو اِس حالت میں دی گئی طلاق واقع نہ ہوگی (کیوں کہ اُس نے بالقصد گناہ کا ارتکاب نہیں کیا ہے؛ لہٰذا وہ سزا کا مستحق نہیں)

وعن أبي حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ: أنه إن كان يعلم حين يشرب أنه بنج يقع، وإلا فلا. (تبيين الحقائق / كتاب الطلاق ۳۷/۳ بيروت)

وصرح في البدائع وغيرها بعدم وقوع الطلاق بأكله معللا بأن زوال عقله لم يكن بسبب هو معصية. (شامي، كتاب الطلاق / فصل: مطلب في الحشيشة الخ ٤٤٦/٤ زكريا)

وذكر الشيخ الإمام عبد العزيز الترمذي قال: سألت أبا حنيفةؒ وسفيان الثوريؒ عن رجل شرب البنج فارتفع إلىٰ رأسه فطلق امرأته قال: إن كان حين شرب يعلم أنه ما هو فهي طالق، وإن كان حين شرب لم يعلم أنه ما هو لا تطلق.

(الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الثالث من يقع طلاقه ومن لا يقع ٣٩٥/٤ رقم: ٦٥١٠ زكريا، المحيط البرهاني ٣٩٢/٤ رقم: ٤٦٣٥ المجلس العلمي بيروت)

اَفیون کے نشہ میں طلاق؟

اَفیونچی (اَفیون سے نشہ کا عادی شخص) اگر اَفیون کے نشہ میں طلاق دے تو اُس کی طلاق بھی شرعاً واقع ہوجاتی ہے۔

وفي هٰذا الزمان إذا أسكر من البنج والأفيون يقع زجرًا وعليه الفتوىٰ.

(شامي، كتاب الطلاق / مطلب في الحشيشة والأفيون والبنج ٤٤٦/٤ زكريا، النهر الفائق / كتاب الطلاق ٣١٩/٢ زكريا، البحر الرائق / كتاب الطلاق ٢٤٨/٣ كوئٹه)

بطورِ علاج نشہ آور چیز کے استعمال کے بعد طلاق؟

جس شخص نے بطورِ دوا مجبوری میں کوئی نشہ آور چیز استعمال کی، پھر اس کے نشہ میں طلاق دی، تو اُس کی طلاق واقع نہ ہوگی (کیوں کہ اُس کا ارادہ معصیت کا نہ تھا)

ويقع طلاق ...... سكران، والحق التفصيل: وهو إن كان للتداوي لم يقع لعدم المعصية. (شامي مع الدر المختار، كتاب الطلاق / مطلب في الحشيشة والأفيون الخ ٤٤٦/٤ زكريا)

وشمل أيضًا من غاب عقله بالبنج والأفيون، فإنه يقع طلاقه إذا استعمله للهو وادخال الآفات قصدا لكونه معصية، وإن كان للتداوي فلا لعدمها. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ٢٤٨/٣ كوئٹه، النهر الفائق ٣١٩/٢ زكريا)

چوٹ یا سر کے زخم کی وجہ سے جس کی عقل جاتی رہے اُس کی طلاق

اگر کسی شخص کو ایسی چوٹ لگی یا سر میں ایسا زخم ہوگیا جس کی بنا پر اس کی عقل جاتی رہی تو اس حال میں اس کی طلاق واقع نہ ہوگی۔

لـو زال عـقـله بالضرب أو ضرب هو على رأسه حتى زال عقله فطلق لا يـقع طلاقه، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (الـفـتـاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵۳/۱ زكريا، فتاوىٰ قاضي خان علىٰ هامش الفتاوىٰ الهندية ۴۷۱/۱-۴۷۰)

غصہ میں اگر جنون کی کیفیت ہوجائے تو طلاق واقع نہ ہوگی

عام طور پر تو غصہ کی حالت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ بلکہ اکثر غصہ میں ہی طلاق دی جاتی ہے؛ لیکن اگر غصہ میں اتنا مدہوش ہوگیا کہ پتہ ہی نہ رہا کہ کیا کہہ رہا ہے، پھر بعد میں بھی یاد نہ ہو کہ کیا کہا گیا، تو ایسی حواس باختگی کی طلاق واقع نہ ہوگی۔

إلا أن يـجـاب بـأن الـمـراد بـكـونه لا يدري ما يقول أنه لقوة غضبه قد يـنسـى مـا يقول ولا يتذكره بعد، وليس المراد أنه صار يجري على لسانه ما لا يفهمه أو لا يقصده؛ إذ لا شك أنه حينئذ يكون في أعلى مراتب الجنون. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في طلاق المدهوش ۴۵۳/۴ زكريا)

والـمـراد الـغـضـب الـذي يـحـصل به الدهش وزوال العقل، فإن قليل الغضب لا يخلو الطلاق عنه إلا نادرًا، وقد قلنا بعدم وقوع الطلاق في مثل هٰذا الغضب. (إعلاء السنن، كتاب الطلاق / قبيل: باب طلاق الأمة ثنتان ۱۸۶/۱۱-۱۸۷ كراچی)

وسـئـل نـظـمـا فيـمن طلق زوجته ثلاثا في مجلس القاضي، وهو مغتاظ مـدهـوش، فـأجـاب نـظما بأن الدهش من أقسام الجنون فلا يقع ...... الثاني أن يبـلغ النهاية، فلا يعلم ما يقول ولايريده فهذا لاريب أنه لاينفذ شيء من أقواله. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في طلاق المدهوش ۴۵۲/۴ زكريا)

ومـنهـا أن لايـكـون معتوها ولا مدهوشا ولا مبرسما ولا مغمىً عليه فلا يـقع طلاق هؤلاء لما قلنا في المجنون. (بـدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل شرائط ركن الطلاق ۱۵۹/۳ زكريا)

لاخلاف بين الفقهاء في أن زائل العقل غير المتعدى بزوال عقله لا يقع طلاقه كالمجنون والمغمي عليه والنائم، وزاد الحنفية المدهوش. (الموسوعة الفقهية ٣٠٧/٣٦ الكويت)

محض خیال سے طلاق واقع نہیں ہوتی

دل دل میں طلاق کا خیال جمانے یا تلفظ کے بغیر زبان کو حرکت دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله عزوجل تجاوز لأمتي عما حدثت به أنفسها ما لم تعمل أو تتكلم به.

(صحيح مسلم / كتاب الإيمان ٧٨/١)

لو أجرى الطلاق علىٰ قلبه وحرك لسانه من غير تلفظ يسمع لا يقع.

(مراقي الفلاح شرح نورالإيضاح ٢١٩)

فلو طلق أو استثنىٰ ولم يسمع نفسه لم يصح في الأصح. (شامي، كتاب الصلاة / باب صفة الصلاة، مطلب في الكلام على الجهر والمخافتة ٢٥٣/٢ زكريا، ٥٣٥/١ كراچی)

وأدنى الجهر إسماع غيره وأدنىٰ المخافتة إسماع نفسه في الصحيح، وكذا كل ما يتعلق بالنطق كالطلاق والعتاق والاستثناء وغيرها. (مجمع الأنهر، كتاب الصلاة / فصل ١٥٧/١ مكتبه فقيه الأمة ديوبند)

وأما الطلاق والعتاق فلا يقعان بالنية؛ بل لا بد من التلفظ. (الأشباه والنظائر / القاعدة الثانية: الأمور بمقاصدها ص: ٨٩ قديم)

طلاق کے الفاظ اس طرح کہے کہ سنائی نہیں دیئے

طلاق کے الفاظ زبان سے اس طرح ادا کئے کہ ان کو سنا نہیں جاسکتا، تو اس سے طلاق واقع نہ ہوگی۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”إن الله تجاوز لأمتي مما حدثت به أنفسها ما لم تعمل أو تتكلم به“. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان تجاوز الله تعالىٰ عن حديث النفس والخواطر بالقلب إذا لم تستقر الخ ۷۸/۱)

لو أجرى الطلاق علىٰ قلبه وحرّك لسانه من غير تلفظ يسمع لا يقع. (مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح ۲۱۹، شامي ۱۲۱/۲ زكريا، ۴۳۷/۱ كراچى، مجمع الأنهر ۱۵۷/۱ بيروت)

وأدنىٰ الجهر إسماع غيره، وأدنىٰ المخافتة إسماع نفسه، ومن يقربه …… ويجرى ذٰلك المذكور في كل ما يتعلق بنطق كتسمية على ذبيحة ووجوب سجدة تلاوة، وعتاق وطلاق واستثناء وغيرها، فلو طلق إذا استثنىٰ ولم يسمع نفسه لم يصح في الأصح. (تنوير الأبصار مع الدر المختار على الشامي، كتاب الصلاة / باب صفة الصلاة، مطلب في الكلام على الجهر والمخافتة ۲۵۲/۲-۲۵۳ زكريا، ۵۳۴/۱ كراچى)

وأما الطلاق والعتاق فلا يقعان بالنية؛ بل لا بد من التلفظ. (الأشباه والنظائر / القاعدة الثانية: الأمور بمقاصدها ۱۶۵/۱ زكريا جديد، ص: ۸۹ قديم)

گونگے کا اشارے سے طلاق دینا

اگر گونگا شخص طلاق کا ایسا اشارہ کرے کہ اُسے واضح طور پر سمجھا جاسکے تو اُس کی بیوی پر اِس اشارے سے طلاق واقع ہوجائے گی۔

ويقع طلاق الأخرس بالإشارة، يريد بالأخرس الذي ولد وهو أخرس أو طرأ عليه ذٰلك ودام حتى صارت إشارته مفهومة، كذا في المضمرات. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵۴/۱، الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ۴۴۸/۴ زكريا)

قوله: وأخرس بإشارته أي ولو كان الزوج أخرس؛ فإن الطلاق يقع بإشارته؛ لأنها صارت مفهومة. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ۲۴۸/۳ كوئٹه، الهداية ۳۷۷/۲)

گونگے شخص کا لکھ کر طلاق دینا

اگر گونگا شخص کسی کاغذ پر لکھ کر طلاق دے تو بلا شبہ اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔

وإذا كان الأخرس يكتب كتابًا يجوز به طلاقه، كذا في الهداية في مسائل شتى. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵٤/۱ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤٤٨/٤ زكريا)

أخرج البخاري تعليقًا وقال إبراهيم: الأخرس إذا كتب الطلاق بيده لزمه. (صحيح البخاري / باب اللعان ۷۹۹/۲، الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ۳۹۷/٤ رقم: ٦٥١٧ زكريا، فتح القدير ٤٧٤/۳)

فضولی کی طلاق

اگر کوئی شخص دوسرے کی طرف سے اُس کی اجازت کے بغیر طلاق دیدے، تو جب تک وہ اصل شوہر طلاق کی اجازت نہ دے یا اُس پر رضامندی کا اظہار نہ کرے، اُس وقت تک طلاق واقع نہ ہوگی۔

واعلم أن طلاق الفضولين موقوفٌ على إجازة الزوج، فإن أجازه وقع، وإلا فلا. سواء كان الفضولي امرأة أو غيرها كما في المحيط ......، رجل قال لغيره: طلقت امرأتك ......، لو قال أحسنت يرحمك اللّٰه حيث خلصتني منها ...... كان إجازة. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ٤۲۷/۳ زكريا، الدر المختار مع الشامي ٤٤۹/٤ زكريا، بزازية على هامش الفتاویٰ الهندية ٤٥٤/۱ زكريا)

عورت کی غیر موجودگی میں طلاق دینا

طلاق کے وقوع کے لئے بیوی کا سامنے ہونا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ اس کی غیر موجودگی میں اسے دی گئی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۸۵/۹)

المستفاد: وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى أو لم ينو، ثم المرسومة

لا تخلو، إما أن أرسل الطلاق بأن كتب: أما بعد فأنت طالق، فكما كتب هٰذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱ قديم زكريا)

عن الحسن وخلاس: في الرجل يطلق امرأته وهو غائب عنها، قال: تعتد من يوم يأتيها الخبر. (المصنف لابن أبي شيبة ۱۰/۱۳۳ رقم: ۱۹۲۶۵ المجلس العلمي)

دیر تک میکہ میں رہنے سے طلاق نہیں ہوتی

اگر کوئی عورت ناراض ہوکر میکہ میں بیٹھ جائے تو خواہ کتنی ہی مدت بیٹھی رہے، تو محض اس بیٹھنے سے اس کا رشتہ نکاح ختم نہ ہوگا، اس کے لئے طلاق یا شرعی تفریق ضروری ہے۔

وركنه (أي الطلاق) لفظ مخصوص، هو ما جعل دلالةً علىٰ معنى الطلاق من صريح أو كناية. (الدر المختار مع الشامي / مطلب: طلاق العدد ۴/۴۳۱ زكريا)

أما تفسيره شرعًا: فهو رفع قيد النكاح حالاً أو مآلا بلفظ مخصوصٍ، كذا في البحر الرائق. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه الخ ۱/۳۴۸ قديم زكريا، البحر الرائق ۳/۴۱۰ زكريا، النهر الفائق ۲/۳۰۹ زكريا)

وأما بيان ركن الطلاق: فركن الطلاق هو اللفظ الذى جعل دلالة علىٰ معنى الطلاق لغة وهو التخلية والإرسال ورفع القيد في الصريح وقطع الوصلة ونحوه في الكتابة. (بدائع الصنائع ۳/۱۵۷ زكريا)

حالتِ حمل میں طلاق

اگر طلاق کے وقت عورت حمل سے ہو تو بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۹۲، آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۵/۲۲۴ دارالکتاب، فتاویٰ رحیمیہ ۸/۲۵۷ کراچی)

قال اللّٰه سبحانه وتعالىٰ: ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ [الطلاق، جزء آيت: ۴]

عـن الحسن ومحمد قالا: إذا كانت حاملاً طلّقها متى شاء. (المصنف لابن أبي شيبة / ما قالوا في الحامل كيف تطلق ۵۱۳/۹ رقم: ۱۸۰۴۵ المجلس العلمي)

وعـدة الـحامل أن تضع حملها. (الـفتـاویٰ الهـنـدية / البـاب الثالث عشر في العدة ۵۸۱/۱ جديد زكريا، ۵۲۸/۱ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي ۸۳۱/۲)

وحـل طـلاقهـن أي الآئسة والـصغيرة والحامل. (الـدر الـمختـار مع الشامي / كتابالطلاق ۴۳۴/۴ زكريا، الهداية ۳۵۶/۲ دار الكتاب ديوبند)

زبان سے طلاق دینے کے بعد لکھ کر دینا ضروری نہیں ہے

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو زبان سے طلاق دے دی، تو طلاق کے وقوع کے لئے اُس طلاق کو لکھوانا ضروری نہیں ہے (لیکن اگر کسی ضرورت سے لکھوالیں تو کوئی حرج بھی نہیں)

في شرح الطحاوي: الأصل أن الطلاق إنما يقع لوجود لفظ الإيقاع من مـخـاطـب فـي مـلكه إذا طلق المخاطب المكلف امرأته وقع الطلاق كالعاقل البالغ. (الفتاویٰ التاتارخانية / في بيان من يقع طلاقه ومن لا يقع ۳۹۲/۴ رقم: ۶۵۰۴ زكريا)

ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ۴۳۸/۴ زكريا، الفتاویٰ الهندية ۳۵۲/۱ كوئٹه، البحر الرائق ۲۴۴/۳ كوئٹه، الهداية ۳۷۶/۲ المكتبة النعيمية)

أمـا الـصـريح فهو اللفظ الذي لا يستعمل إلىٰ في حل قيد النكاح، وهو لـفـظ الطلاق أو التطليق مثله قوله أنت طالق أو أنت الطلاق أو طلقتك أو أنت مـطلقة ......، وهٰذه الألفاظ ظاهرة الـمراد؛ لأنها لا تستعمل إلا في الطلاق عن قيـد النكاح، فلا يحتاج إلى النية لوقوع الطلاق. (بـدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل النية في طلاق الكناية ۱۶۱/۳ زكريا)

طلاق دیتے وقت گواہوں کا ہونا ضروری نہیں

طلاق کے وقوع کے لئے گواہوں کا سامنے ہونا شرط نہیں ہے (لیکن اگر شوہر طلاق کا انکار

کرے تو اس کے ثبوت کے لئے دو معتبر گواہوں کی گواہی شرط ہوگی)(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۹)

وفي البحر: قيدنا الإشهاد بأنه خاص بالنكاح. (الدر المختار / كتاب النكاح ٧٩/٤ زكريا، ٢١/٣ كراچی)

ذهب جمهور الفقهاء من السلف والخلف إلىٰ أن الطلاق يقع بدون إشهاد. (فقه السنة ٢٣٠/٢ دار الكتاب العربي بيروت)

لو أقر بالطلاق كاذبًا أو هازلاً وقع قضاء. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في الإكراه على التوكيل بالطلاق والنكاح والعتاق ٤٤٠/٤ زكريا، البحر الرائق ٢٤٦/٣)

وما سوىٰ ذٰلك من الحقوق يقبل فيها رجلان أو رجل وامرأتان، سواء كان الحق مالاً أو غير مالٍ، مثل: النكاح والعتاق والطلاق. (الجوهرة النيرة / كتاب الشهادات ٩١/٤ المكتبة التهانوية ديوبند، كذا في الهداية ١٥٤/٣)

بیوی کا شوہر کو طلاق دینا

بیوی کی طرف سے شوہر کو طلاق دینے کا کوئی اعتبار نہیں ہے؛ اس لئے کہ نہ تو بیوی کو طلاق کا اختیار ہے اور نہ شوہر طلاق کا محل ہے۔

وأيضاً فإن قوله: أنا منك طالق فيه وصف الرجل بالطلاق صريحًا فلا يقع؛ لأن الطلاق صفة للمرأة. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح، مطلب في قوله: على الطلاق من ذراعي ٤٦٦/٤ زكريا)

ومحله المنكوحة وأهله زوج عاقل بالغ مستقيظ. (شامي ٤٣١/٤ زكريا)

شوہر نے کہا کہ ’’مجھے تجھ سے طلاق ہے‘‘

شوہر نے بیوی سے کہا کہ ’’مجھے تجھ سے طلاق‘‘ تو بیوی پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی (کیوں کہ شوہر محلِ طلاق نہیں ہے اور بیوی کو حقِ طلاق نہیں ہے)

لـو قال: أنا منك طالق لا يقع وإن نوىٰ معللين بأنه ليس بـمحل له. (البحر الرائق ۲٤٥/۳ کوئٹه، ٤۲۷/۳ زکریا)

بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر طلاق دینا

بیوی کی طرف صراحۃً یا دلالۃً نسبت کئے بغیر طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

لو قال: امرأة طـالـق، أو قـال: طلقت امرأة ثلثًا، وقال: لم أعن امرأتي، يصدق. (شـامـي، كتـاب الـطـلاق / بـاب الصريح ٤٥۸/٤ زكريا، ۲٤۸/۳ كراچی، قاضي خان على الـفتـاوىٰ الهـنـدية ٤٦٥/١، البحر الرائق / باب الطلاق الصريح ۲٥۳/۳ كوئٹه، الفتاوىٰ الهندية / الفصل الأول، الطلاق الصريح ۳٥۸/١)

لـم يقع لتركه الإضافة إليها (الدر المختار) وفي الشامية: أي المعنوية، فـإنهـا الشـرط والـخطاب من الإضافة المعنوية، وكذا الإشارة نحو: هٰذه طالق، وكذا نـحـو: امرأتي طالق، وزينب طالق. (الـدر الـمـختارمع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٥۸/٤ زكريا، ۲٤۷/۳ كراچی)

صیغۂ استقبال سے طلاق کا حکم

اگر مستقبل کے صیغہ سے طلاق دی، مثلاً کہا کہ ''طلاق دے دوں گا'' تو اِس سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔

بـخـلاف قـولـه: سأطلق ''طلاق کنم'' لأنـه استـقبـال، فـلـم يـكن تحقيقًا بالتشكيك. (الفتاوىٰ الهندية ۳۸٤/١)

أنـا أطـلـق نفسي لم يقع؛ لأنه وعد. (شـامـي، كتـاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٥٥٩/٤ زكريا، ۳١٩/۳ كراچی)

ولو قال: أطلقك لم يقع. (سكب الأنهر ١٤/۲ دار الكتب العلمية بيروت)

ولو قال: أردت طلاقك لا يقع. (خلفية على الهندية ٤٥۲/١ زكريا)

لو قال طلقي نفسك، فقالت: أنا أطلق لا يقع. (البحر الرائق / باب تفويض الطلاق ٣١٤/٣ كوئٹه)

بیوی کے سامنے مسائل طلاق کا تکرار

اگر شوہر نے بیوی کے سامنے طلاق کے مسائل کا مذاکرہ اور تکرار کیا اور اُس کے دل میں طلاق کی کوئی نیت نہ تھی، تو اِس مذاکرہ سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

لو كرّر مسائل الطلاق بحضرتها ...... لايقع أصلا مالم يقصد زوجته.

(شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٦١/٤ زكريا، ٢٥٠/٣ كراچی)

لو كرر مسائل الطلاق بحضرتها، ويقول في كل مرة: أنت طالق لم يقع. (الأشباه والنظائر ٩١/١ جديد زكريا، ص: ٤٥ قديم)

نکاح سے پہلے طلاق دینا

نکاح سے قبل ہونے والی منکوحہ کو فی الفور طلاق دینے کا اعتبار نہیں ہے (البتہ نکاح سے قبل تعلیق طلاق ہوسکتی ہے، مثلاً قسم کھائی کہ کسی عورت سے اگر نکاح کروں تو اُسے طلاق)

عن علي رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا طلاق قبل نكاح. (مشكاة المصابيح / باب الخلع والطلاق ٢٨٤، إعلاء السنن ٢٠١/١١ كراچی)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: ”لا طلاق إلا فيما تملك“. (سنن أبي داؤد ٢٩٨/١)

شرطه الملك حقيقةً أو الإضافة إليه أي الملك الحقيقي عامًا أو خاصًا كإن نكحتك فأنت طالق. (الدر المختار على هامش رد المحتار ٥٩٣/٤ زكريا، ٣٤٤/٣ كراچی)

وشرطه في الزوج أن يكون عاقلاً بالغًا مستيقظًا، وفي الزوجة أن تكون منكوحةً أو في عدته التي تصلح معها محلاً للطلاق. (فتح القدير / كتاب الطلاق ٤٤٣/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وأما شرطه على الخصوص فشيئان: أحدهما: قيام القيد في المرأة نكاح أو عدة. والثاني: قيام حل محل النكاح. (الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ٣٤٨/١ زكريا)

فلا يقع طلاق الأجنبي الذى لا يملك عقدة النكاح؛ لأنك قد عرفت أن الطلاق دفع عقدة النكاح فلا تتحقق ماهية الطلاق إلا بعد تحقق العقد. (الفقه على المذاهب الأربعة / أركان الطلاق ٢١٧/٤ بيروت)

لمبی مدت تک بیوی سے علیحدہ رہنے سے طلاق نہیں ہوتی

شوہر بیوی کو چھوڑ کر لمبی مدت کے لئے باہر چلا جائے یا غائب ہو جائے تو اُس سے طلاق واقع نہیں ہوتی (البتہ شوہر کے مفقود ہونے کی صورت میں عورت محکمہ شرعیہ میں تفریق کا مقدمہ پیش کر سکتی ہے) (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۵۰/۱۲ ڈابھیل)

وركنه لفظ مخصوص، هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريحٍ أو كنايةٍ. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق، مطلب: طلاق الدور ٤٣١/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٣٤٨/١ زكريا، البحر الرائق ٤١٠/٣ كوئٹه)

هو رفع قيد النكاح في الحال أو المآل بلفظ مخصوص. (تنوير الأبصار على هامش رد المختار ٤٢٤/٤ زكريا)

وأما شرطه فمن الزوج كونه عاقلاً بالغًا، ومن المرأة كونها في نكاحه أو عدته التي تصلح محلاً للطلاق. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٣٧٧/٤ رقم: ٦٤٧١ زكريا)

أما ركن الطلاق: فهو هٰذه اللفظ الصادرة من الزوج. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٣٧٧/٤ رقم: ٦٤٧١ زكريا)

’’کیا طلاق چاہتی ہو‘‘ سے طلاق نہیں ہوتی

شوہر نے جھگڑے کے دوران سوالیہ انداز میں کہا کہ: ’’کیا طلاق چاہتی ہو‘‘؟ تو اُس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

في شرح الطحاوي: الأصل أن الطلاق إنما يقع لوجود لفظ الإيقاع من مخاطب في ملكه. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / في بيان من يقع طلاقه ومن لا يقع ٣٩٢/٤ رقم: ٦٥٠٤ زكريا)

وركنه: لفظ مخصوص هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح أو كناية …… وأراد اللفظ ولو حكمًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / مطلب: طلاق الدور ٤٣١/٤ زكريا)

بیوی کے ساتھ ایسی چیز کو طلاق دینا جو طلاق کا محل نہیں

بیوی کے ساتھ بکری یا پتھر کو جمع کیا اور کہا کہ اُن میں سے ایک کو طلاق، تو اُس کی بیوی پر طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولو جمع بين امرأته وما ليس بمحل للطلاق كالبهيمة والحجر، وقال إحداكما طالق، طلقت امرأته في قول أبي حنيفة وأبي يوسف. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ٢٤٥/٣ كوئٹه، ٤٢٧/٣ زكريا، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ٣٦٣/١ زكريا، خانية على الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ٤٥٦/١ كوئٹه، الأشباه والنظائر، القاعدة الثانية، الأمور بمقاصدها ص: ١٩٢ جديد رقم: ٢٧٤، ١٦٢ زكريا)

طلاق کا وکیل بناکر مؤکل پاگل ہوگیا

اگر کسی شخص نے طلاق کا کسی کو وکیل بنایا، پھر وکیل کے طلاق دینے سے قبل مؤکل مستقل پاگل ہوگیا تو وکالت باطل ہوجائے گی، اَب وکیل کی طرف سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ (ایسی صورت میں منکوحہ اگر چاہے تو محکمۂ شرعیہ سے رجوع کرکے اُس کے فیصلہ پر عمل کرسکتی ہے)

لو جُن المؤكل بطلت وكالته إن جن زمانًا طويلاً، وإن كان ساعة لا تبطل ولم يؤقت أبو حنيفة فيه شيئًا. (البحر الرائق / باب الطلاق الصريح ٢٥٠/٣ كوئٹه، ٤٣٥/٣ زكريا، الفتاویٰ الهندية / تفويض الطلاق، الفصل الثالث في المشيئة ٤٠٩/١ زكريا)

شوہر کا نکاح کا انکار کرنا؟

کسی شخص سے پوچھا گیا کہ کیا تمہارا نکاح ہوا ہے؟ اُس نے نکاح کا انکار کردیا، حالاں کہ نکاح ہوچکا تھا، تو اُس کے انکار کرنے سے اُس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی۔

أو سئل ألك امرأة؟ فقال: لا، لا تطلق اتفاقًا، وإن نوی؛ لأن الیمین والسوال قرینتا إرادة النفي فیهما (الدر المختار) قوله: لا تطلق اتفاقًا وإن نوی، ومثله: قوله: لم أتزوجك، أو لم یکن بیننا نکاح أو لا حاجة لي فیك – إلیٰ – والأصل: أن نفي النکاح أصلاً لا یکون طلاقًا؛ بل یکون جحودًا. (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الطلاق / باب الصریح، قبیل باب طلاق غیر المدخول بها ۵۰۷/۴ زکریا، الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الطلاق / فصل في الکنایات ۴۶۷/۴ رقم: ۶۶۸۸ زکریا، الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الفصل الخامس في الکنایات ۳۷۵/۱ زکریا، المحیط البرهاني، کتاب الطلاق / الفصل الخامس في الکنایات ۴۳۳/۴ رقم: ۴۷۷۱ المجلس العلمي، بدائع الصنائع، کتاب الطلاق / فصل في طلاق الکنایة ۱۷۱/۳ زکریا)

بیوی کے جزء بدن کو طلاق دینا

اگر کسی نے بیوی کو طلاق دیتے وقت اُس کے جسم کے ایسے حصہ کا نام لیا، جس سے پورے جسم کو تعبیر کیا جاسکتا ہو، مثلاً چہرہ، شرم گاہ، یا روح کی طرف منسوب کرکے طلاق دی، یا بدن کے کسی حصۂ مُشاع کو طلاق دی، مثلاً کہا: تیرے آدھے بدن کو طلاق تو اُس پر ایک طلاق واقع ہوجائے گی۔

وإن أضاف الطلاق إلیٰ جملتها أو إلیٰ ما یعبر به عنها کالرقبة والعنق والروح والبدن والجسد والفرج والوجه أو إلیٰ جزء شائع منها کنصفها أو ثلثها تطلق. (کنز الدقائق مع البحر الرائق ۴۵۳/۳–۴۵۶ زکریا، الدر المختار مع الشامي ۴۶۹/۴–۴۷۱ زکریا، الهدایة ۳۷۹/۲ المکتبة النعیمیة دیوبند)

إذا قال لامرأته رأسك طالق فالأصل في جنس هٰذه المسائل: أن كل جزء يعبر به عن جميع البدن نحو الرأس والرقبة والفرج والوجه يصح إضافة الطلاق إليه. (المحيط البرهاني ٤٠٣/٤ رقم: ٤٦٧٨، الهداية ٣٧٩/٢ المكتبة النعيمية ديوبند، فتح القدير ١٢/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند، البحر الرائق ٤٥٥/٣ زكريا، شامي ٤٧٠/٤ زكريا)

جسم کے ایسے حصہ کو طلاق دینا جس سے پورا جسم تعبیر نہ ہو

اور اگر کسی ایسے عضو بدن کی طرف طلاق کو منسوب کیا، جس سے پورا جسم مراد نہ لیا جاتا ہو، مثلاً بیوی کے ہاتھ، پیر وغیرہ کو طلاق دی، تو اس سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

وإن أضاف الطلاق ...... إلى اليد والرجل لا أي لا تطلق بالإضافة إلىٰ ما ذكر أي إلىٰ ما لا يعبر به عن الجملة. (البحر الرائق شرح كنز الدقائق ٤٥٦/٣ زكريا، الدر المختار مع الشامي ٤٧٢/٤ زكريا)

ولو قال: يدك طالق أو رجلك طالق لم يقع الطلاق. (الهداية، كتاب الطلاق / باب إيقاع الطلاق ٣٨٠/٢ المكتبة النعيمية ديوبند، فتح القدير ١٤/٤ زكريا، البحر الرائق ٤٥٦/٣ زكريا، شامي ٤٧٢/٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٦٦/٤ رقم: ٦٥٨٨ زكريا)

آدھی یا تہائی طلاق دینا

طلاق ایک کلی چیز ہے، جس میں تجزی (ٹکڑے ٹکڑے کرنا) جائز نہیں؛ لہٰذا اگر کوئی اپنی بیوی کو مثلاً آدھی یا تہائی یا سدس وربع طلاق دے، تو اُس کی بیوی پر پوری ایک طلاق واقع ہوگی۔ اِسی طرح اگر ایک اور آدھی طلاق دے گا تو پوری دو طلاقیں واقع ہوں گی۔

وجزء الطلقة تطليقة لعدم التجزي أي في الطلاق، فذكر جزئه كذكر كله صونًا لكلام العاقل عن الإلغاء، وهٰكذا ما لم يقل نصف طلقة وثلث طلقة وسدس طلقة فيقع الثلاث، ولو بلا واوٍ فواحدة، ولو قال: طلقة ونصفها فثنتان على

المختار، جوهرة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٧٣/٤-٤٧٤ زكريا)

وكذلك إن طلّق جزءً ا شائعًا مثل أن يقول: لنصفك أو ثلثك طالق؛ لأن الجزء الشائع محل لسائر التصرفات كالبيع وغيره فكذا يكون محلاً للطلاق إلا أنه لا يتجزى في حق الطلاق فيثبت في الكل ضرورة. (الهداية ٣٨٠/٢، المكتبة النعيمية ديوبند، فتح القدير / كتاب الطلاق ١٣/٤-١٤ زكريا، الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤٧٣/٤-٤٧٤ زكريا، البحر الرائق ٢٦٣/٣ كوئٹه)

کہا: ''تجھے طلاق ہے یا نہیں''

اگر کسی کو طلاق دینے یا نہ دینے میں شک پیدا ہوگیا، اور اُس نے بیوی سے کہا ''تجھے طلاق ہے یا نہیں''، تو شک کی وجہ سے اُس کا یہ کلام لغو ہوجائے گا، اور اُس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

لأنه لو قال: أنت طالقٌ أو لا، لا يقع في قولهم؛ لأنه أدخل الشك في الإيقاع. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٨٣/٤ زكريا، الهداية / كتاب الطلاق ٣٨٤/٢ المكتبة النعيمية ديوبند، فتح القدير ٣٦/٤-٣٧ زكريا)

میرے گاؤں کی عورتوں کو طلاق

اگر کسی شخص نے کہا کہ ''میرے گاؤں کی یا اُس گاؤں کی عورتوں کو طلاق''، اور اُس گاؤں میں اُس کی بیوی بھی موجود تھی، تو اُس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولو قال: نساء هٰذه القرية طوالق، وفيها امرأته طلقت، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (الفتاوىٰ الهندية ٣٥٧/١ زكريا، البحر الرائق ٢٥٣/٣ كوئٹه، الأشباه والنظائر ص:٨٦-٨٥ قديم، ١٥٨ جديد زكريا)

طلاق کا اقرار کرنے کے بعد انکار کرنا

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر لوگوں کے سامنے اقرار بھی کیا، پھر بعد میں وہ

اپنی طلاق سے منکر ہوگیا، تو معتبر گواہ اگر اُس کے اقرارِ طلاق پر شہادت دیں، تو اُس کی طلاق ثابت ہوجائے گی اور انکار معتبر نہیں ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۲۰۶)

وما سوى ذٰلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين أو رجل وامرأتين.

(الهداية ۱۵٤/۳ الأمين كتابستان ديوبند، الدر المختار مع الشامي ۱۷۸/۸ زكريا، ٤٦٥/٥ كراچی، مجمع الأنهر ۲٦۱/۳ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، البحر الرائق ٦۲/۷ كوئٹه)

کہا: ''اگر طلاق نہیں دی تب بھی دی''

ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی، دریافت کرنے پر اُس نے اولاً انکار کیا اور پھر غصہ میں کہا کہ ''اگر طلاق نہیں دی، تب بھی دی''، تو اِس سے اُس کی بیوی پر ایک طلاقِ رجعی واقع ہوجائے گی۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۲۱۱)

وإن لم يرد به الخبر عن الماضي، أو أراد به الكذب أو الهزل وقع قضاءً وديانةً. (البحر الرائق ٤۲۸/۳ زكريا)

ولو أقر بالطلاق كاذبًا أو هازلاً وقع قضاءً لا ديانةً. (شامي / كتاب الطلاق ٤٤٠/٤ زكريا، ۲۳٦/۳ كراچی)

أن من أقر بطلاق سابقٍ يكون ذٰلك إيقاعًا منه في الحال؛ لأن من ضرورة الاستناد الوقوع في الحال، وهو مالك للإيقاع غير مالك للاستناد.

(المبسوط للسرخسي ۱۳۳/٦ بيروت، ۱۰۹/٤ كوئٹه)

لفظ ''طاق'' سے طلاق کا حکم

اگر کہا کہ ''تجھے طاق ہے''، تو نیت کے باوجود کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

وإن حذف اللام فقط، فقال: أنت طاق'' لا يقع وإن نوى. (الفتاویٰ الهندية ۳۵۷/۱ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٤۱۳/٤ رقم: ٦٥٦۲ زكريا، ۲۷۳/۳ كراچی، شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٦۸/٤ زكريا، خانية على الهندية ٤٦۳/۱)

’’طلاغ، تلاغ، طلاک، تلاک‘‘ سے طلاق کا حکم

اگر الفاظ بگاڑ کر طلاق دی، مثلاً کہا کہ ’’تجھے طلاغ، تلاغ، طلاک یا تلاک‘‘، تو اِن سب صورتوں میں طلاق واقع ہوجائے گی۔

ویقع بها أي بهٰذه الألفاظ وما بمعناها من الصريح ويدخل نحو طلاغ، وتلاغ، وطلاك، وتلاك (الدر المختار) أي بالغين المعجمة، قال في البحر: ومنه الألفاظ المصحفة وهي خمسة، فزاد علىٰ ما هنا تلاق. وزاد في النهر: إبدال القاف لامًا. وينبغي أن يقال: إن فاء الكلمة إما طاء أو تاء، واللام إما قاف أو عين أو غين أو كاف أو لام، وإثنان في خمسة بعشرة تسعًا منها مصحفة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٥٩/٤ زكريا، ٢٤٧/٣ كراچی، الفتاویٰ الهندية ٣٥٧/١ زكريا، البحر الرائق ٢٥٢/٣ كوئٹه، خانية على الهندية ٤٥٩/١ زكريا)

کیا طلاق کے ثبوت کے لئے گواہی ضروری ہے؟

اصلاً طلاق کے ثبوت کے لئے گواہی ضروری نہیں؛ بلکہ شوہر کے الفاظِ طلاق کہتے ہی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لیکن اگر تعدادِ طلاق میں یا نفس طلاق ہی دینے نہ دینے میں اختلاف ہوجائے تو پھر دو عادل دین دار گواہوں کی شہادت سے طلاق کا ثبوت ہوگا۔

ونصابها أي الشهادة لغيرها من الحقوق؛ سواء كان الحق مالاً أو غيره، كنكاح وطلاق ...... رجلان، أو رجل وامرأتان. (شامي / كتاب الشهادات ١٧٨/٨ زكريا، مجمع الأنهر ٢٦١/٣ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

وما سوىٰ ذٰلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين أو رجل وامرأتين، سواء كان الحق مالاً أو غير مالٍ، مثل: النكاح والطلاق والوكالة والوصية ونحو ذٰلك. (الهداية / كتاب الشهادة ١٥٤/٣ الأمين كتابستان ديوبند)

يقبل في النكاح والطلاق والوصية والوكالة شهادة رجل وامرأتين.

(الفتاویٰ السراجية / كتاب الشهادات، باب تحمل الشهادة وأدائها ص: ۴۹۸ مكتبة الإتحاد ديوبند، الموسوعة الفقهية ۲۲۷/۲۶ كويت)

بیٹوں کی شہادت سے طلاق کا ثبوت

اگر دولڑکے اِس بات کی شہادت دیں کہ ہمارے باپ نے ہماری ماں کو طلاق دی ہے، اور ماں خود طلاق کا انکار کرے، تو بیٹوں کی شہادت قبول کی جائے گی، اور اُن کی ماں پر طلاق واقع ہوجائے گی، اور اگر ماں خود طلاق کا اقرار کرتی ہے اور بیٹے بھی ماں کے حق میں گواہی دے رہے ہیں، تو اَب بیٹوں کی شہادت ماں کے حق میں قابل قبول نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۰۴/۱۳ ڈابھیل)

رجل شهد عليه بنوه أنه طلق أمهم ثلاثًا وهو يجحد، فإن كانت الأم تدعي فالشهاد ة باطلة، وإن كانت تجحد فالشهادة جائزة، وهٰذه من مسائل جامع الكبير. (البحر الرائق، كتاب الشهادات / باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل ۱۳۶/۷ كوئٹه، الفتاویٰ الهندية ۴۸۲/۳ زكريا)

ولا تجوز شهادة الولد علىٰ أبيه وعلىٰ غيره بطلاق أمه إذا ادعت ذٰلك أمه ......، وإن جحدت ذٰلك جازت شهادته. (الفتاویٰ الولوالجية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الأمر باليد والتوكيل في الشهادة على الطلاق ۹۸/۲ مكتبة دار الايمان سهارنفور، المبسوط للسرخسي ۱۵۰/۶ بيروت)

وإذا شهد الرجل علىٰ طلاق أمه إن كانت الأم تدعى الطلاق لا تقبل، وإن كانت تجحد تقبل شهادته. (المحيط البرهاني / فصل في الشهادة في الطلاق والدعوىٰ ۱۵۷/۵ رقم: ۵۴۵۸ المجلس العلمي بيروت)

شوہر کو طلاق کی تعداد یاد نہ ہو اور دو گواہ تین کی گواہی دیں

اگر شوہر کو طلاق دینا تو خوب یاد ہے؛ لیکن طلاق کی تعداد یاد نہ ہو کہ کتنی طلاقیں دی ہیں اور دو عادل دین دار گواہ تین طلاق واقع کرنے کی گواہی پیش کریں، تو اُن کی گواہی سے بیوی پر

تین طلاقیں نافذ ہوجائیں گی۔ اِسی طرح اگر نفس طلاق ہی میں اختلاف ہوجائے کہ شوہر کو طلاق دینا بالکل یاد نہ ہو، اور دو عادل نمازی پرہیزگار طلاق دینے پر گواہی پیش کرتے ہیں، تو ایسی صورت میں مطلق طلاق ثابت ہوجائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۱۶/۲)

ونصابها أي الشهادة لغيرها من الحقوق، سواء كان الحق مالاً أو غيره كنكاح وطلاق رجلان أو رجل وامرأتان. (شامي / كتاب الشهادات ۱۷۸/۸ زكريا، الهداية / كتاب الشهادة ۱۵٤/۳ الأمين كتابستان ديوبند، الفتاوىٰ السراجية / باب تحمل الشهادة وأدائها ص: ٤۹۸ مكتبة الإتحاد ديوبند، الموسوعة الفقهية ۲۲۷/۲٦ الكويت)

اگر میاں بیوی دونوں طلاق کے منکر ہوں اور دو گواہ طلاق پر گواہی پیش کریں

اگر میاں بیوی دونوں طلاق کے منکر ہوجائیں، اور دو عادل دین دار لوگ بغیر دعویٰ ومطالبہ کے شوہر کے تین طلاق دینے پر گواہی پیش کریں، تو اُن کی شہادت سے دونوں کے درمیان تفریق کرادی جائے گی، اِس لئے طلاق پر بغیر دعویٰ کے شہادت قبول کرنا جائز ہے۔

وإذا شهد شاهدان علىٰ رجل أنه طلق امرأته ثلاثًا وجحد الزوج والمرأة ذٰلك، فرق بينهما؛ لأن الشهادة على الطلاق تقبل من غير دعوىٰ. (الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ۱۱٦/۵ رقم: ۷٤۱۳ زكريا، ۵۷۲/۳ كراچی، شامي ۲۲٤/۳ كراچی، مجمع الأنهر ۲٦۱/۳، المبسوط للسرخسي / باب الشهادة في الطلاق ۱٤۷/٦ بيروت، الفتاوىٰ الولوالجية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الأمر باليد والتوكيل في الشهادة على الطلاق الخ ۹۸/۲ دار الإيمان سهارنفور)

اِقرارِ طلاق کے بعد گواہی کی ضرورت نہیں

اگر شوہر طلاق کا اقرار کرلے تو طلاق کے ثبوت کے لئے گواہی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۰۲/۱۳ ڈابھیل)

لـو أقر بالطلاق ...... وقع قضاءً لا ديانةً. (شـامي / كتاب الطلاق ٤٤٠/٤ زكريا، ٢٣٦/٣ كراچی)

لو أقر بالطلاق هازلاً أو كاذبًا كذا في الخانية من الإكراه، ومراده بعدم الـوقـوع فـي الـمشبـه بـه عدمه ديانةً لما في فتح القدير، ولو أقر بالطلاق وهو كـاذب وقع في القضاء. وصرح في البزازية: بأن له في الديانة إمساكها. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ٢٤٦/٣ كوئٹه، تبيين الحقائق ٣٥/٣ زكريا)

لـو أقـر بـه وادعـىٰ أنه كان هازلاً أو كاذبًا حيث يقع قضاء. (الـنهر الفائق / كتاب الطلاق ٣١٧/٢ زكريا)

طلاقِ صریح کا بیان

صریح کی تعریف

ہر ایسا لفظ جس کو عرفِ عام میں طلاق کے لئے استعمال کیا جاتا ہو، جسے سن کر فوری طور پر طلاق کی طرف ذہن منتقل ہو جاتا ہو، اُس کو طلاقِ صریح سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۳۳۶ ڈابھیل)

فما لا يستعمل فيها إلا في الطلاق، فهو صريح يقع بلا نية. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤/٤٥٧ زكريا)

فالصريح ما ظهر المراد منه ظهورًا بينًا، حتى صار مكشوف المراد بحيث يسبق إلىٰ فهم السامع بمجرد السماع حقيقةً كان أو مجازًا، وتقع واحدة رجعية. (حاشية الشلبي على تبيين الحقائق ٣/٣٩ بيروت، بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل النية في طلاق الكناية ٣/١٦١ زكريا، الهداية ٢/٣٥٩ ملتان)

قوله ”أنت طالق“ هٰذه الألفاظ تستعمل في الطلاق، ولا تستعمل في غيره فكان صريحًا. (الهداية، كتاب الطلاق / باب إيقاع الطلاق ٢/٣٥٩ ياسر نديم ديوبند، بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل النية في طلاق الكناية ٣/١٦١ زكريا)

صریح الفاظ کے ساتھ طلاق

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو صریح لفظ کے ساتھ ایک یا دو طلاق دے، مثلاً کہے: ”میں نے تجھے طلاق دی“، یا ”تجھے طلاق ہے“، یا ”تو طلاق والی ہے“ وغیرہ، تو اس کی بیوی پر بلانیت طلاقِ رجعی واقع ہو جائے گی۔

صـريـحـه مـا لـم يستعمل إلا فيه كطلقتك وأنت طالق ومطلقة ...... ويقع بها واحدة رجعية. (الـدر الـمـختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٥٧/٤-٤٦٠ زكريا، كنز الدقائق على تبيين الحقائق ٣٩/٣-٤٠، الهداية ٣٧٨/٢ نعيمية، الفتاوىٰ الهندية ٣٥٤/١ زكريا، ٤٢٢/١ جديد)

طلاقِ صریح میں نیت کی ضرورت نہیں

صریح الفاظ سے طلاق دینے میں وقوعِ طلاق کیلئے نیت کی ضرورت نہیں ہوتی؛ بلکہ ایسا لفظ زبان سے نکالتے ہی فوراً طلاق واقع ہوجاتی ہے (بشرطیکہ صراحۃً یا دلالۃً بیوی سے مخاطبت متحقق ہو)

فالصريح قوله: ''أنت طالق'' ...... لا يفتقر إلى النية؛ لأنه صريح فيه لغلبة الاستعمال. (الهداية / كتاب الطلاق ٣٥٩/٢ دار الكتاب ديوبند)

قـولـه أو لم ينو شيئًا: لما مرّ أن الصريح لا يحتاج إلى النية، ولكن لا بد فـي وقـوعـه قـضـاءً وديـانةً من قصد أضافة لفظ الطلاق إليها عالمًا بمعناه ولم يـصـرفه إلىٰ ما يحتمله. (شـامـي، كتـاب الـطلاق / مطلب في قول البحر: أن الصريح يحتاج في وقـوعه ديانةً إلى النية ٤٦١/٤ زكريا، بدائع الصنائع ١٦١/٣ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل فيما يرجع إلىٰ صريح الطلاق ٤٠٠/٤ رقم: ٦٥٢١ زكريا)

أمـا الصريح ...... مثل قوله: أنت طالق أو أنت الطلاق أو طلقتك أو أنت مـطـلـقة ...... وهٰذه الألفاظ ظاهرة المراد؛ لأنها لا تستعمل إلا في الطلاق عن قيـد النكاح، فلا يحتاج إلى النية لوقوع الطلاق. (بـدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل النية في طلاق الكناية ١٦١/٣ زكريا)

طلاقِ صریح رجعی

مدخولہ بیوی کو اگر ایک یا دو مرتبہ صریح (یا صریح کے قائم مقام) الفاظ سے طلاق دی، تو یہ طلاقِ صریح رجعی کہلائے گی، اور اِس میں دورانِ عدت رجعت کرنے کا اختیار رہے گا۔

(مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۲۱۵/۹)

ففي البدائع: أن الصريح نوعان: صريح رجعي، وصريح بائن. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب: الصريح نوعان: رجعي وبائن ٤/٤٦٠ زكريا)

فالأول أن يكون بحروف الطلاق بعد الدخول حقيقةً غير مقرون بعوض، ولا بعدد الثلاث نصًا ولا إشارةً، ولا موصوف بصفة تنبئ عن البينونة أو تدل عليها من غير حرف العطف، ولا مشبه بعدد أو صفة تدل عليها. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب: الصريح نوعان: رجعي وبائن ٤/٤٦٠ زكريا، بدائع الصنائع ٣/١٧٤ زكريا)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذٰلك أم لم ترض. (الهداية، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢/٣٩٤ دار الكتاب ديوبند، الفتاویٰ الهندية ١/٤٧٠ زكريا، تبيين الحقائق ٣/١٤٩ زكريا)

کہا ’’تجھ پر طلاق‘‘

اگر شوہر نے اپنی بیوی سے طلاق دینے کی نیت سے کہا کہ ’’تجھ پر طلاق ہے‘‘ تو اِس سے ایک طلاقِ رجعی واقع ہوجائے گی۔

ولو قال: عليك الطلاق فهي طالق إذا نوى. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ١/٣٥٥، الفتاویٰ التاتارخانية ٤/٤٠٦ زكريا، البحر الرائق ٣/٢٥٢ كوئٹه، المحيط البرهاني ٤/٣٩٥ المجلس العلمي)

کہا: ’’تجھے طلاق، میں نے تجھے طلاق دی‘‘

اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ ’’تجھے طلاق ہے‘‘، پھر کہا کہ ’’میں نے تجھے طلاق دی‘‘، تو اُس کی بیوی پر قضاءً دو طلاق واقع ہوں گی؛ البتہ اگر دوسری مرتبہ کہنے سے پہلی طلاق کی خبر دینا مقصود ہو تو پھر دیانۃً اُس کی نیت کا اعتبار کرتے ہوئے صرف ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔

ولو قال لها: ...... أنت طالقٌ، وقد طلقتك تقع ثنتان، إذا كانت المرأة مدخولاً بها، ولو قال: عنيت بالثاني الإخبار عن الأول لم يصدق في القضاء،

ویصدق فیما بینه وبین اللّٰہ تعالیٰ. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۵/۱ كوئٹه، الفتاویٰ التاتارخانية ۴۰۱/۴ رقم: ۶۵۲۵ زكريا، المحيط البرهاني ۳۹۳/۴ المجلس العلمي)

کہا: ’’تجھے ایک طلاق ہے اے طلاقن‘‘

اگر کسی نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دی، پھر اُس کو اے طلاقن (طلاق والی) کہہ کر پکارا تو اُس پر صرف ایک ہی طلاق واقع ہوگی، اے طلاقن کے ذریعہ خطاب کرنے سے دوسری طلاق واقع نہ ہوگی۔

ولو قال لها: أنت طالق، ثم قال لها: يا مطلقة لا تقع أخرى. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۶/۱ كوئٹه، المحيط البرهاني ۳۹۴/۴ المجلس العلمي، الفتاویٰ التاتارخانية ۴۰۲/۴ رقم: ۶۵۲۶ زكريا)

کہا: ’’تجھے میں نے کئی مرتبہ طلاق دی‘‘

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ ’’میں نے تجھے کئی مرتبہ طلاق دی‘‘ تو اُس کی بیوی پر دو طلاق واقع ہوجائے گی۔

قال أبو القاسم الصفار: إذا قال الرجل لامرأته طلقتك غير مرة طلقت ثنتين. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۶/۱، ۳۰۶/۱ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ۴۲۸/۴ رقم: ۶۰۹۳ زكريا)

کہا: ’’میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی‘‘

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے دو مرتبہ کہا کہ: ’’میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی‘‘ تو اُس کی بیوی پر قضاءً دو طلاقیں واقع ہوجائیں گی، الا یہ کہ دوسری مرتبہ کہنے سے شوہر نے پہلی طلاق کی خبر دی ہو، تو پھر صرف ایک طلاق واقع ہوگی۔

قال: قد طلقتك قد طلقتك، أو قال: أنت طالق قد طلقتك، يقع ثنتان، إذا كانت المرأة مدخولا بها ......، ولو قال: عنيت بالثاني الإخبار عن الأول لم

یصدق في القضاء ......، ویصدق فیما بینه وبین اللّٰہ؛ لأن صیغتها صیغة الإخبار. (بدائع الصنائع، کتاب الطلاق / فصل: النیة في طلاق الکنایة ۳/ ۱۶۲-۱۶۳، الفتاویٰ الولوالجیة ۲/ ۱۱ مکتبة دار الإیمان سهارنفور، الفتاویٰ الهندیة ۱/ ۳۵۵ قدیم زکریا، شامي / کتاب الطلاق ۴/ ۵۲۱ زکریا، خانیة علی الفتاویٰ الهندیة ۱/ ۴۵۳)

کہا: ’’میری طلاق تیرے اوپر واجب ہے‘‘

اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ ’’تیرے اوپر طلاق واجب ہے‘‘ یا ’’میری طلاق تیرے اوپر واجب ہے‘‘، تو اِس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوجائے گی۔

ولو قال لها: طلاقي علیك واجب وقع، وکذا إذا قال لها: الطلاق علیك واجب، ذکره البقالي في فتاواه. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب الثاني في إیقاع الطلاق ۱/ ۳۵۵ زکریا، الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الطلاق / الفصل الرابع فیما یرجع إلیٰ صریح الطلاق ۴/ ۴۰۶ رقم: ۶۵۳۹ زکریا، رواه البقالي في فتاواه، المحیط البرهاني، کتاب الطلاق / الفصل الرابع فیما یرجع إلیٰ صریح الطلاق ۴/ ۳۹۵ رقم: ۴۶۴۹ المجلس العلمي)

کہا: ’’تجھے طلاق ہے عدت کرلے‘‘

اگر شوہر اپنی بیوی سے کہے کہ ’’تجھے طلاق ہے عدت کرلے‘‘، تو اُس کی نیت کے مطابق طلاق واقع ہوگی، اگر ایک طلاق کی نیت کی ہوگی تو ایک طلاق اور دو طلاق دینے کی نیت کی ہوگی تو دو طلاق واقع ہوں گی۔

ولو قال: أنت طالق واعتدي، أو أنت طالق اعتدي، أو أنت طالق فاعتدي، فإن نوی واحدة تقع واحدةً، وإن نوی ثنتین تقع ثنتانِ، وإن لم تکن له نیة، إن قال: أنت طالق فاعتد تقع واحدة، وإن قال اعتدي أو واعتدي تقع ثنتان، کذا في محیط السرخسي. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب الثاني في إیقاع الطلاق ۱/ ۳۵۶ زکریا، الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الطلاق / الفصل الخامس في الکنایات ۴/ ۴۷۳ رقم: ۶۷۰۰ زکریا)

واعتدی فاعتدی الآخر بعدة واجبة یصدق قضاء فإن أراد به طلقة أخریٰ أو لم ینو شیئًا فهي أخریٰ. وفي الخانیة: وکذا لو قال: اعتدي بغیر حرف العطف قال مشائخنا: وما ذکر محمد من الجواب أنه إذا لم ینو شیئًا فهما طلاقان فذٰلك مستقیم في قوله: أنت طالقٌ واعتدی. (الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الطلاق / الفصل الخامس في الکنایات ٤٧٣/٤ رقم: ٦٧٠٠ زکریا، المحیط البرهاني ٤٣٧/٤-٤٣٨ رقم: ٤٧٨٤، الفتاویٰ الهندیة ٣٥٦/١ زکریا، البحر الرائق ٣٠٥/٣ کوئٹه)

کہا: ’’تجھے طلاق، تجھے طلاق‘‘

اگر شوہر نے اپنی بیوی سے دو مرتبہ کہا کہ ’’تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے‘‘، تو اِس سے بیوی پر دو طلاق پڑ جائیں گی، اور اگر دوسری مرتبہ کہنے سے شوہر نے پہلی طلاق کی خبر دینے کی نیت کی تھی، تو پھر دیانۃً اُس کی نیت کا اعتبار کرتے ہوئے صرف ایک طلاق کے وقوع کا حکم لگایا جائے گا۔

ولو قال لها: أنت طالق أنت طالق ...... تقع ثنتان، إذا کانت المرأة مدخولاً بها. ولو قال: عنیت بالثاني الإخبار عن الأول لم یصدق في القضاء ویصدق فیما بینه وبین اللّٰه تعالیٰ. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب الثاني في إیقاع الطلاق ٣٥٥/١ زکریا، بدائع الصنائع ١٦٣/٣ زکریا، ١٠٢/٣ کراچی، الفتاویٰ التاتارخانیة / فیما یرجع إلیٰ صریح الطلاق ٢٨٩/٣ کراچی، الفتاویٰ الولوالجیة ١١/٢)

بیوی کے بارے میں کہا کہ: ’’میں نے اسے چھوڑ دیا‘‘

’’چھوڑ دیا‘‘ کا لفظ ہمارے عرف میں صریح کے درجہ میں ہے، اِس سے بلانیت بھی طلاقِ رجعی واقع ہوجاتی ہے۔ بریں بنا اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ: ’’میں تجھے چھوڑ دیا‘‘ یا ’’میں تجھ کو چھوڑ چکا ہوں‘‘، تو اُس کی بیوی پر ایک طلاقِ رجعی واقع ہوجائے گی۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۵۱/۱۲ ڈابھیل، فتاویٰ قاسمیہ ۶۲۶/۱۴)

ثم فرق بینه وبین سرحتك، فإن سرحتك کنایة، لکنه في عرف الفرس

غلب استعماله في الصريح، فإذا قال: ''رہا کردم'' أي سرحتك، يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٣٠/٤ زكريا، ٢٩٩/٣ كراچی، الفتاوىٰ الهندية ٣٧٩/١، ٤٤٧/١ جديد، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ٤٦٣/٤ رقم: ٦٦٧٨ زكريا)

کہا: ''میں نے تجھے آزاد کیا''

ہمارے عرف میں جب شوہر اپنی بیوی کے لئے یہ لفظ بولتا ہے کہ ''میں نے اُس کو آزاد کیا'' تو اِس سے طلاق ہی مراد ہوتی ہے؛ لہٰذا ایک مرتبہ یہ لفظ کہنے سے بیوی پر ایک طلاقِ رجعی واقع ہوجائے گی۔

فإذا قال ''رہا کردم'' أي سرحتك يقع به الرجعي؛ لأنه غلب في عرف الفرس استعماله في الطلاق، وقد مر أن الصريح ما لم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٣٠/٤ زكريا، ٢٩٩/٣ كراچی، الفتاوىٰ الهندية ٣٧٩/١ قديم زكريا، ٤٤٧/١ جديد، مجمع الأنهر ٣٧/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، البحر الرائق ٣٠١/٣ كوئٹه، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٦٣/٤ رقم: ٦٦٧٨ زكريا)

شوہر کا قول: ''مجھے تیری طلاق منظور ہے''

اگر بیوی شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے اور شوہر جواب میں یہ کہہ دے کہ ''مجھے تیری طلاق منظور ہے''، تو اِس سے بیوی پر ایک طلاق واقع ہوجائے گی۔

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً ...... فله أن يراجعها في عدتها، رضيت بذٰلك أو لم ترض. (الفتاوىٰ الهندية، الباب السادس في الرجعة وفيما تحل الخ ٤٧٠/١ قديم، ٥٣٣/١ جديد، البحر الرائق ٨٢/٤ زكريا، شامي ٤٠٠/٣ كراچی، الهداية ٣٩٤/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

فمن طلق ما دون ثلاث بصريح الطلاق أو بالثلاث الأول من كناياته، ولم يصفه بضرب من الشدة، ولم يكن بمقابلة مال، فله أن يراجع، وإن أبت ما

دامت في العدة. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٧٩/٢-٨٠ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، الفتاویٰ الهندية ٤٧٠/١، البحر الرائق ٨٢/٤، شامي ٤٠٠/٣ كراچی)

کہا: ''تجھے ایک تا دو طلاق''

اگر کسی نے بیوی سے کہا کہ ''تجھے ایک تا دو طلاق''، تو اِس سے ایک طلاق واقع ہوگی، اور اگر ایک سے تین طلاق دی تو دو طلاق واقع ہوں گی، اور اگر یہ کہا کہ ''تجھے ایک طلاق ہے دو میں''، تو صرف ایک ہی طلاق واقع ہوگی، خواہ اِن سب الفاظ کو کہتے وقت طلاق کی نیت کی ہو یا نہیں؟

وإن أضاف الطلاق ...... من واحدة إلیٰ ثنتين واحدة، وإلیٰ ثلاث ثنتان، وواحدة في ثنتين واحدة إن لم ينو شيئًا. (كنز الدقائق على البحر الرائق ٤٥٩/٣ زكريا، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٧٥/٤ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٤٠/٤ رقم: ٦٦٢١ زكريا، فتح القدير ١٧/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند، الهداية ٣٨٠/٢، المكتبة النعيمية ديوبند، الفتاویٰ الهندية ٤٩٥/١، البحر الرائق ٧٣/٤ كوئٹه)

طلاقِ صریح بائن

اگر صاف طور پر طلاقِ بائن کے الفاظ استعمال کئے یا صریح طلاق کے ساتھ ایسی صفت لگادی جو بائن کی طرف مشیر ہو، (مثلاً کہا کہ میں قطعی طلاق دیتا ہوں) یا مالی عوض لے کر طلاق دی، یا غیر مدخولہ بیوی کو صریح لفظ سے طلاق دی، تو اِن سب صورتوں میں طلاقِ صریح بائن واقع ہوگی اور (تین طلاق سے کم ہونے کی صورت میں) تجدید نکاح کر کے دوبارہ ازدواجی تعلق قائم کیا جاسکتا ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔

وأما الثاني فبخلافه، وهو أن يكون بحروف الإبانة وبحروف الطلاق ...... موصوفًا بصفةٍ تنبئ عن البينونة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٦٠/٤ زكريا، ٢٥٠/٣ كراچی، بدائع الصنائع ١٧٤/٣ زكريا)

إذا کان الطلاق بائنًا دون الثلاث فله أن یتزوجها في العدة وبعد انقضائها. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / فصل فیما تحل به المطلقة ۱/۴۷۲ زکریا، ۱/۵۳۵ جدید)

کہا: ’’تو مجھ پر حرام ہے‘‘

لفظ ’’حرام‘‘ اپنی اصل کے اعتبار سے اگرچہ کنائی لفظ ہے، مگر دلالت عرف کی بناء پر اس سے بلانیت بھی طلاقِ بائن واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے ’’تو مجھ پر حرام ہے‘‘ تو اُس کی بیوی پر ایک طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی۔

أنت علي حرام ...... والفتویٰ علیٰ أنه یقع الطلاق البائن، وإن لم ینو لغلبة استعمال هٰذه اللفظة في هٰذه البلاد. (الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الطلاق / الفصل الخامس في الکنایات ۴/۴۴۸ رقم ۶۶۳۷ زکریا)

أفتی المتأخرون في أنت علي حرام بأنه طلاق بائن للعرف بلا نیة.

(شامي، کتاب الطلاق / باب الصریح ۴/۴۶۴ زکریا، ۳/۲۵۲ کراچی، سکب الأنهر ۲/۳۷ بیروت، البحر الرائق / کتاب الطلاق ۳/۵۲۳ زکریا)

بیوی نے پوچھا ’’مجھے طلاق ہوگئی؟‘‘ شوہر نے کہا ’’جی ہاں‘‘

بیوی نے شوہر سے پوچھا ’’کیا مجھے طلاق ہوگئی؟‘‘ شوہر نے کہا ’’جی ہاں‘‘ تو اِس سے ایک طلاق ہوجائے گی۔

ولو قالت: أنا طالق، فقال: نعم، طلقت. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب الثاني في إیقاع الطلاق ۱/۳۵۶ قدیم زکریا، ۴۲۴ جدید زکریا، وکذا في البحر الرائق ۳/۲۵۵)

طلاق کا لفظ پورا کہنے سے پہلے شوہر کا منہ بند کردیا

ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا تھا، مگر ابھی صرف ’’ط‘‘ کہہ پایا تھا کہ کسی نے اُس

کا منہ بند کرلیا، تو اُس کی بیوی پر کوئی طلاق نہیں پڑے گی، اگر چہ اُس نے وقوعِ طلاق کی نیت بھی کی ہو۔

وإن حذف اللام والقاف بأن قال: أنت طا، وسكت، أو أخذ إنسان فمه، لا يقع وإن نوى، كذا في البحر الرائق. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۷/۱ زكريا، ۴۲۴/۱ جديد، البحر الرائق ۲۵۵/۳ كوئٹه، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع فيما يرجع إلیٰ صريح الطلاق ۴۱۳/۴ زكريا)

''جواب دیا'' کے لفظ سے طلاق

بعض علاقوں (مثلاً صوبہ بہار کے بعض اضلاع) میں بیوی سے گفتگو کے دوران لفظ ''جواب دیا'' صرف طلاق کے معنی میں معروف ومستعمل ہے، تو ایسی جگہوں پر یہ لفظ طلاق کے اُن الفاظ میں شمار ہوگا، جن میں مذاکرۂ طلاق کے وقت وقوعِ طلاق کے لئے نیت کی ضرورت نہیں پڑتی؛ لہٰذا ایسی صورت میں اِس سے بلانیت طلاق واقع ہوجائے گی۔

البتہ یہ طلاق رجعی ہوگی یا بائن؟ تو اِس بارے میں فتاویٰ مختلف ہیں، زیادہ تر فتاویٰ میں اُسے الفاظِ کنائی میں شامل کرتے ہوئے طلاقِ بائن مانا گیا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۴۴۴/۲، فتاویٰ محمودیہ ۵۷۹/۱۲ ڈابھیل)

جب کہ بعض فتاویٰ میں اُسے صریح کے درجہ میں رکھ کر اس سے طلاقِ رجعی واقع ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۱۹۲/۵، قاموس الفقہ ۳۴۲/۴)

اس لئے مفتی پیش آمدہ مسئلہ کا جائزہ لے کر بروقت جو احتیاط کا تقاضا ہو، اُس کے مطابق فتویٰ دے سکتا ہے۔

وعليّ الحرام فيقع بلا نية للعرف. (الدر المختار / كتاب الطلاق ۴۶۴/۴ زكريا)

والحاصل أنه لما تعورف به الطلاق صار معناه تحريم الزوجة، وتحريمها لا يكون إلا بالبائن. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ۵۳۱/۴ زكريا)

قال الرافعي: فعلى ذٰلك يكون التعارف إنما هو في وقوع الطلاق بدون تعرض لصفته فتبقى صفته علىٰ ما كانت عليه قبل التعارف وهي البينونة.
(تقريرات الرافعي / باب الكنايات ٢١٨ زكريا)

فإن سرحتك كناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح، فإذا قال: ''رہا کردم'' أي سرحتك يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٣٠/٤ زكريا)

وانظر في الشامي: مطلب ''سن بوش'' يقع به الرجعي. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٥٨/٤ زكريا)

والأصل الذي عليه الفتوىٰ في زماننا هٰذا في الطلاق بالفارسية أنه إذا كان فيها لفظ لا يستعمل إلا في الطلاق، فذٰلك اللفظ صريح يقع به الطلاق من غير نية إذا أضيف إلى المرأة، وما كان بالفارسية من الألفاظ ما يستعمل في الطلاق وفي غيره فهو من كنايات الفارسية، فيكون حكمه حكم كنايات العربية في جميع الأحكام. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية ٣٧٩/١ زكريا، ٤٤٧/١ جديد، كذا في بدائع الصنائع ١٦٤/٣ زكريا)

بیوی سے کہا کہ تجھے ط، ل، ا، ق

اگر شوہر نے بیوی کے سامنے طلاق کے حروف تہجی شمار کرائے، مثلاً کہا کہ ''تجھے ط، ل، ا، ق'' ہے، تو اِس سے ایک طلاق واقع ہوجائے گی۔

وإن قال لها ابتداءً أنت ط–ا–ل–ق، يعني طالق يقع، كذا في الخلاصة.
(الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ٣٥٧/١ زكريا، ٤٢٤/١ جديد، كذا في البحر الرائق / كتاب الطلاق ٢٥١/٣ كوئٹه)

ويقع بالتهجئ كأنت ط–ل–ا–ق. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ٢٥١/٣ كوئٹه)

ایک سے زائد بیوی رکھنے والے نے کہا: ''میری بیوی کو طلاق''

اگر کسی شخص کے کئی بیویاں تھیں اور اس نے لاعلی التعیین کہا کہ ''میری بیوی کو طلاق''، تو اُس کی ایک بیوی پر تو طلاق ضرور پڑے گی؛ لیکن اُسے اختیار ہے کہ اپنی بیویوں میں سے جس بیوی کو چاہے مطلقہ قرار دیدے۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم دیوبند ۲۵۱/۹)

ولو قال امرأته طالقٌ، وله امرأتان كلتاهما معروفتان، كان له أن يصرف الطلاق إلىٰ أيتهما شاء، كذا في قاضي خان. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ٣٥٨/١ زكريا، ٤٢٥/١ جديد، الدر المختار مع الشامي ٦٢٩/٢، البحر الرائق ٢٥٤/٣)

بیوی سے کہا کہ ''تجھے طلاق دینا مجھے پسند ہے''

ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''تجھے طلاق دینا مجھے پسند ہے''، تو محض یہ جملہ کہنے سے اُس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی، اگرچہ طلاق کی نیت ہی کیوں نہ ہو۔

ولو قال: رضيت طلاقك لا تطلق وإن نوى، هٰكذا في الخلاصة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ٣٥٩/١ زكريا، ٤٢٦/١ جديد، الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٤٠١/٤ رقم: ٦٥٢٥ زكريا)

ولو قال: أحببت طلاقك لا تطلق وإن نوى، هٰكذا في الخلاصة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ٣٥٩/١ زكريا، ٤٢٦/١ جديد، الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٤٠٩/٤ رقم: ٦٥٤٩ زكريا)

لو قال: أحببت طلاقك، رضيت طلاقك، أردت طلاقك لا تطلق، وإن نوىٰ. (المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل الرابع فيما يرجع إلىٰ صريح الطلاق ٣٩٧/٥ رقم: ٦٤٥٣ المجلس العلمي)

بیوی سے کہا کہ ''میں تیری طلاق سے راضی ہوں''

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے کہ ''میں تیری طلاق سے راضی ہوں'' تو اُس کی بیوی

پر طلاق واقع نہ ہوگی، اگرچہ طلاق کی نیت سے ہی یہ جملہ کہا ہو۔

ولو قال: رضيت طلاقك لا تطلق وإن نوى، هٰكذا في الخلاصة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۹/۱ زكريا، ۴۲۶/۱ جديد، الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ۴۰۱/۴ رقم: ۶۵۲۵ زكريا)

لو قال: أحببت طلاقك، رضيت طلاقك، أردت طلاقك لا تطلق، وإن نویٰ. (المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل الرابع فيما يرجع إلىٰ صريح الطلاق ۳۹۷/۵ رقم: ۶۴۵۳ المجلس العلمي)

غیر مدخولہ سے کہا کہ ”تجھے ایک اور ایک طلاق ہے“

اگر کوئی شخص اپنی غیر مدخولہ بیوی سے یہ کہے کہ تجھے طلاق ہے ایک اور ایک“۔ تو اُس پر صرف ایک طلاقِ بائن واقع ہوگی۔ (کیوں کہ غیر مدخولہ بیوی ایک طلاق سے بائنہ ہوکر نکاح سے باہر ہوجاتی ہے، اور اُس پر عدت بھی واجب نہیں ہوتی؛ لہٰذا اَب مزید طلاق ملحق نہیں ہوگی)

ولو قال لغير الموطوءة: أنت طالق واحدة وواحدة بالعطف أو قبل واحدة أو بعدها واحدة يقع واحدة بائنةً، ولا تلحقها الثانية لعدم العدة. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ۵۱۴/۴-۵۱۵ زكريا، الهداية ۳۸۸/۲ المكتبة النعيمية ديوبند، المحيط البرهاني ۳۹۳/۴)

اُنگلیوں کے اِشارہ سے طلاق دینا

ایک شخص نے انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی بیوی سے کہا کہ ”تجھے اتنی طلاق ہے“، تو اُس کی بیوی پر اتنی طلاق واقع ہوجائیں گی جتنی انگلیوں سے اُس نے اشارہ کیا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۱۰/۹)

أنت طالق هٰكذا مشيرًا بالأصابع المنشورة، وقع بعدده، بخلاف مثل هٰذا فإنه إن نوى ثلاثًا وقعن وإلا فواحدة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ۴۹۵/۴ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ۴۳۸/۴ رقم: ۶۶۱۷ زكريا)

لو قال: أنت طالق هٰكذا، وأشار بإصبع واحدةٍ، إن أشار بثنتين فثنتان، وإن أشار بثلاث فهي ثلاث؛ لأن الإشارة بالأصابع بمنزلة التصريح. (المحيط البرهاني / كتاب الطلاق ٤١٣/٤ رقم: ٤٧٠٩ المجلس العلمي)

ومن قال لإمرأته أنت طالق، هٰكذا يشير بالإبهام والسبابة والوسطىٰ فهي ثلاث؛ لأن الإشارة بالأصابع تفيد العلم بالعدد. (الهداية، كتاب الطلاق / باب إيقاع الطلاق، فصل في تشبيه الطلاق ووصفه ٣٨٦/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

بیوی تین طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر ایک طلاق کا اقرار کرے؟

اگر بیوی تین طلاق کا دعویٰ کرے، اور اُس کے پاس اپنے دعویٰ پر دو شرعی گواہ نہ ہوں، اور شوہر قسم کھا کر صرف ایک طلاق کا اقرار کرے، تو اِس صورت میں صرف ایک طلاق کے وقوع کا حکم لگایا جائے گا؛ البتہ اگر بیوی نے تین طلاق کو اپنے کانوں سے سنا ہے تو اُسے چاہئے کہ شوہر کو اپنے اوپر قدرت نہ دے، اور کسی بھی طرح اُس سے چھٹکارا حاصل کرلے، اور اگر چھٹکارے کی کوئی صورت نہ ہو تو عورت مجبور ہوگی اور سارا گناہ شوہر پر ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۲۵/۹)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٦٣/٤ زكريا، ٢٥١/٣ كراچی، الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ٣٥٤/١ قديم زكريا، ٤٢٢/١ جديد، البحر الرائق ٢٥٧/٣)

وفي البزازية عن الأوزجندي: أنها ترفع الأمر للقاضي، فإن حلف ولا بينة لها فالإثم عليه. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٦٣/٤ زكريا)

کہا کہ ”میں نے طلاق دے دی، میرا تم سے کوئی تعلق نہیں“

اگر بیوی کو صریح لفظ سے طلاق دی، اُس کے بعد مزید طلاق کی نیت سے کہا کہ ”میرا تم سے کوئی تعلق نہیں“۔ تو ایسی صورت میں بیوی پر دو طلاقِ بائن واقع ہوجائیں گی؛ اِس لئے کہ

ضابطہ یہ ہے کہ صریح جب بائن کے ساتھ مل جائے تو صریح بھی بائن ہوجاتی ہے، اور اگر اِس جملہ ''میرا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے'' سے مزید کسی طلاق کا اِرادہ نہیں کیا؛ بلکہ پہلے جملہ کی تاکید یا خبر مراد لی ہے، تو صرف ایک طلاقِ رجعی واقع ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹؍۲۰۷)

إذا لحق الصريح البائن كان بائنًا؛ لأن البينونة السابقة عليه تمنع الرجعة، وإذا لحق الصريح البائن كان بائنًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٤٠/٤ زكريا، ٣٠٦/٣ كراچی، البحر الرائق ٣٠٦/٣، مجمع الأنهر ٤٠/٢ بيروت)

والصريح يلحق الصريح، والبائن يلحق الصريح. (مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ٤٠/٢، البحر الرائق ٣٠٦/٣)

کہا: ''تجھے سخت طلاق''

طلاقِ صریح کو اگر کسی صفت کے ساتھ متصف کرکے بیوی کو طلاق دے، مثلاً یوں کہے کہ ''تجھے سخت طلاق''، تو صریح لفظ کے باوجود اس کی بیوی پر طلاق بائن واقع ہوجائے گی۔

فإن الصريح قد يقع به البائن كتطليقةٍ شديدةٍ ونحوه. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٣١/٤ زكريا)

أنت طالق بائنٌ أو البتة أو أفحش الطلاق ...... إلىٰ تطليقةٍ شديدةٍ أو طويلةٍ أو عريضةٍ فهي واحدة بائنة إن لم ينو ثلاثًا. (تبيين الحقائق، كتاب الطلاق / فصل في إضافة الطلاق إلى الزمان ٦٨/٣ زكريا، ٢١١/٢ المكتبة الإمدادية ملتان)

وإذا وصف الطلاق بضرب من الزيادة والشدة كان بائنًا. (الهداية، كتاب الطلاق / فصل في تشبيه الطلاق ٣٨٦/٢)

کہا ''چلی جا تجھ پر طلاق''

ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''تو یہاں سے چلی جا تجھ پر طلاق''، تو یہ دیکھا جائے گا کہ اُس نے ''چلی جا'' کے لفظ سے طلاق کی نیت کی ہے یا نہیں؟ اگر اِس لفظ سے طلاق کی نیت

نہیں کی، تو اگلے لفظ ''تجھ پر طلاق'' سے ایک طلاقِ رجعی واقع ہوگی۔ اور اگر ''چلی جا'' سے طلاق کی نیت کی ہے، تو یہ لفظ اور ''تجھ پر طلاق'' کو ملا کر اُس کی بیوی پر دو طلاقِ بائنہ واقع ہوجائیں گی، اَب بغیر نکاح کے رجعت کرنا جائز نہیں ہوگا۔

فنحو: اخرجي واذهبي وقومي يحتمل ردًا الخ. وفي الغضب: توقف الأولان إن نویٰ وقع وإلا لا. وفي مذاكرة الطلاق يتوقف الأول فقط. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٢٩/٤-٥٣٣ زكريا)

الصريح يلحق الصريح ويلحق البائن بشرط العدة، والبائن يلحق الصريح، والصريح ما لا يحتاج إلى نية بائنًا كان الواقع به أو رجعيًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٤٠/٤ زكريا، ٣٠٦/٣ كراچی، البحر الرائق / كتاب الطلاق ٣٠٦/٣ کوئٹہ، مجمع الأنهر ٤٠/٢ بيروت)

''فارغ خطی'' کے لفظ سے طلاق

''فارغ خطی'' (فارخطی) کا لفظ ہمارے (مغربی یوپی کے) عرف میں صرف طلاق کے لئے ہی مستعمل ہے، اس لئے اس لفظ سے بلانیت طلاق رجعی واقع ہوجائے گی۔

بخلاف فارسية قوله سرحتك وهو ''رہا کردم'' لأنه صار صريح في العرف علىٰ ما هو صرح به النجم الزاهدي. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٣٠/٤ زكريا، ٢٩٩/٣ كراچی، الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ٣٧٩/١ زكريا، ٤٤٧ جديد، مجمع الأنهر ٣٧/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، البحر الرائق ٣٠١/٣ کوئٹہ)

ولو قال ''رہا کردمت'' مضافًا إلى المرأة، فهو صريح يوجب الرجعة، ولا يصدق أنه لم ينو به الطلاق. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤٦٥/٤ رقم: ٦٦٨١ زكريا)

❍❖❍

رجعت کے مسائل

رجعت کی تعریف

رجعت کے معنی ’’واپسی‘‘ کے آتے ہیں، اور اصطلاحِ فقہ میں رجعت کا مطلب یہ ہے کہ ایک یا دو طلاق دینے کے بعد عدت گذرنے سے پہلے پہلے شوہر کا بیوی کو اپنے نکاح میں برقرار رکھنا، خواہ الفاظِ رجعت کے ذریعہ سے ہو یا کسی ایسے فعل کے ذریعہ ہو جو میاں بیوی کے درمیان جائز ہو، اور جس سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہوتی ہو۔ (مثلاً: بوسہ لینا، شہوت کے ساتھ چھونا یا دیکھنا وغیرہ)

هي استدامة الملك القائم بلا عوض ما دامت في العدة أي عدة الدخول حقيقةً أي الوطء، إذ لا رجعة في عدة الخلوة، ...... وبالفعل مع الكراهة بكل ما يوجب حرمة المصاهرة، كمس ولو منها الخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۳/۵-۲۵ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ۱۳۸/۵ رقم: ۷۴۷۸ زكريا)

في المضمرات: الرجعة استدامة النكاح عندنا وليست بعقد جديد ......، وفي الظهيرية: والرجعة بالقول أن يقول: رجعتك أو راجعتك أو رددتك أو أمسكتك ...... وفي الزاد: وأما الرجعة بالفعل فعندنا يصح ......، وفي الخلاصة الخانية: وكل ما تثبت به حرمة المصاهرة تثبت به الرجعة. (الفتاوىٰ التاتارخانية / الفصل الثاني والعشرون في مسائل الرجعة ۱۳۹/۵ رقم: ۷۴۷۸-۷۴۸۱ زكريا، الهداية / باب الرجعة ۴۰۵/۲)

الرجعة إبقاء النكاح علىٰ ما كان ما دامت في العدة كذا في التبيين، وهي علىٰ ضربين: سني وبدعي ......، والرجعة صحيحةٌ وإن راجعها بالفعل، مثل أن يطأها أو يقبلها بشهوةٍ أو ينظر إلىٰ فرجها بشهوةٍ؛ فإنه يصير مراجعًا عندنا إلا أنه يكره له ذٰلك، ويستحب أن يراجعها بعد ذٰلك بالاشهاد. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۶۸/۱ قديم زكريا)

رجعت کے حکم کی حکمت و مصلحت

طلاقِ رجعی کے بعد رجعت کا حکم بڑی مصلحت پر مبنی ہے، وہ یہ ہے کہ اکثر آدمی غصہ میں طلاق تو دے دیتا ہے؛ لیکن بعد میں بڑی ندامت ہوتی ہے، اِس لئے رجعت کا اختیار دیا گیا؛ تاکہ ندامت کی تلافی ہو سکے، اور رجعت میں دو طلاق کی تحدید کی مصلحت یہ ہے کہ اگر یہ تحدید نہ ہو تو بے چاری عورت مسلسل قیدی بنی رہے گی کہ نہ تو شوہر اُس کے ساتھ انصاف کرے گا اور نہ آزاد ہو کر دوسری جگہ باعزت زندگی گذارنے کا موقع ہوگا، جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ لوگ اپنی بیویوں کو طلاق دیتے تھے، پھر عدت کے اندر رجعت کر لیتے تھے، اور اِس سلسلہ کی کوئی حد نہ تھی، جتنی بار چاہتے طلاق دیتے، اور پھر بار بار رجعت کرتے رہتے تھے۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس ظالمانہ رواج کو ختم فرماتے ہوئے یہ ہدایت دی کہ اِسلام میں طلاقِ رجعی کی حد صرف دو بار ہے، یعنی پہلی اور دوسری طلاق کے بعد شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے، اور تیسری طلاق کے بعد بلا حلالہ رجعت کا اختیار ختم ہو جاتا ہے۔

چناں چہ اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ اپنی بیوی کو جتنی چاہتے طلاق دیتے، پھر اگر وہ عدت میں رجعت کر لیتے تو وہ اُسی کی بیوی رہتی تھی، اگرچہ سو یا اُس سے زیادہ مرتبہ اُسے طلاق دی ہو، تو ایک شخص نے اپنی بیوی سے قسم کھا کر یہ کہا کہ: ’’نہ تو میں تجھے طلاق دے کر اپنے سے الگ کروں گا اور نہ تجھے کبھی اپنے ساتھ رکھوں گا‘‘۔ تو اُس کی بیوی نے پوچھا کہ: ’’یہ کیسے ہوگا؟‘‘ تو اُس نے جواب دیا کہ: ’’میں تجھے طلاق دوں گا، پھر جب تیری عدت پوری ہونے کو ہوگی تو میں تجھ سے رجعت کر لوں گا‘‘۔ چناں چہ وہ عورت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور آپ کو پوری بات بتلائی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش رہیں؛ تا آں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے، تو آپ کو اِس واقعہ کی خبر دی، پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی خاموش رہے، حتیٰ کہ قرآن کی آیت: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ، فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۲۹] (یعنی طلاق رجعی دو بار تک ہے، اُس کے بعد یا تو دستور کے موافق رو کے رکھے یعنی رجعت کر لے، یا خوش اُسلوبی کے ساتھ چھوڑ دے) نازل ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ’’اِس آیت کے بعد سے لوگ طلاق دینے میں محتاط ہو گئے‘‘۔ (ترمذی شریف ۲۲۶/۱، رحمۃ اللہ الواسعہ ۱۴۶/۵)

نیز حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں آدمی تین طلاق کے باوجود رجعت کا حق رکھتا تھا، پھر آیت: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ نے اِس رواج پر بند لگا دیا۔ (ابوداؤد شریف ۲۹۷/۱)

خلاصہ یہ ہے کہ رجعت کے بارے میں اِسلامی اَحکام فطری تقاضوں کے عین موافق ہیں، اِسلام یہ چاہتا ہے کہ ضرورت کی تکمیل بھی ہو اور کسی فریق کو نقصان بھی نہ ہو، اگر زوجین ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو بخوشی ساتھ رہیں اور اگر الگ ہونے ہی میں مصلحت ہے تو ناچاقی کے بغیر الگ ہوجائیں، اور ہر طرف کے حقوق کی ادائیگی میں کوئی خلل نہ ہو، جیسا کہ اِرشادِ خداوندی ہے: ﴿وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْآ اِصْلَاحًا﴾ [البقرة، جزء آيت: ۲۲۸] (اور ان کے شوہر عدت کے اندر اندر اُنہیں لوٹانے کے زیادہ حق دار ہیں، اگر وہ اچھی طرح رہنے کا ارادہ کریں) اور سورۂ طلاق میں ارشاد فرمایا گیا: ﴿فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَاَشْهِدُوْا ذَوَىْ عَدْلٍ مِنْكُمْ وَاَقِيْمُوْا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ﴾ [الطلاق، جزء آيت: ۲] (پھر جب وہ عورتیں اپنی عدت کے قریب پہنچیں تو یا تو اُن کو دستور کے موافق رکھ لو، یا دستور کے موافق چھوڑ دو، اور اپنے میں سے دو معتبر گواہ کرلو، اور اللہ کے واسطے سیدھی گواہی ادا کرو)

ذیل میں رجعت سے متعلق چند اَہم مسائل درج کئے جارہے ہیں:

رجعت کا مستحب طریقہ

رجعت کرنے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ زبان سے الفاظِ رجعت کہہ کر بیوی کو خبر دے اور اُس پر گواہ بنالے؛ تاکہ بعد میں نزاع نہ ہو۔ (اور بیوی لاعلمی کی بنا پر اپنے حساب سے عدت کے بعد دوسرا نکاح نہ کرسکے)

وندب إعلامها بها لئلا تنكح غيره بعد العدة (الدر المختار) فالسني أن يراجعها بالقول ويشهد علىٰ رجعتها ويعلمها، ولو راجعها بالقول ولم يشهد أو أشهد ولم يعلمها كان مخالفًا للسنة، كما في شرح الطحاوي. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۵/۲۸ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ۵/۱۳۸ رقم: ۷۴۷۸ زكريا)

إذا أراد الرجل أن يرجع امرأته، فالأحسن أن يراجعها بالقول لا بالفعل، ولكن استحب الإعلام كيلا يقع في المعصية. (المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل الثاني والعشرون في مسائل الرجعة ۵/۱۷۹ المجلس العلمي بيروت)

رجعت کے لئے کی رضامندی شرط نہیں

رجعت کے لئے بیوی کا راضی ہونا شرط نہیں؛ بلکہ بیوی کی ناگواری کے باوجود بھی شوہر اُس سے رجعت کرسکتا ہے۔ اِسی طرح اگر شوہر کو رجعت کرنے پر مجبور کیا گیا اور بالجبر اُس سے رجعت کرالی گئی تو بھی رجعت درست ہوجائے گی اور بیوی اُس کے نکاح سے نہیں نکلے گی۔

وفي الصيرفية بأن الرضا ليس بشرط، ولهٰذا لو أكره على الرجعة بالفعل يصح. (شامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٦/٥ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٤٧٠/١ زكريا)

وإذا طلّق الرجل امرأته تطليقةً أو تطليقتين رجعيةً فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذٰلك أو لم ترض، كذا في الهداية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٧٠/١ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣٨/٥ رقم: ٧٤٧٨ زكريا، تبيين الحقائق ١٤٩/٣ زكريا)

رجعت کی پانچ شرطیں

صرف طلاقِ رجعی میں عدت کے دوران رجعت کرنا جائز ہے، اور طلاقِ رجعی اُسی وقت کہلائے گی جب کہ اُس میں درج ذیل پانچ باتیں ملحوظ ہوں:

(۱) آزاد عورت میں ایک یا دو صریح طلاق ہوں، تین نہ ہوں۔

(۲) مال کے بدلے طلاق نہ دی ہو۔

(۳) طلاق کو کسی صفت سے متصف نہ کیا ہو۔

(۴) طلاق کو کسی چیز سے تشبیہ نہ دی ہو۔

(۵) طلاقِ کنائی نہ ہو۔

اِن پانچ شرطوں میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہوگی، تو طلاق رجعی نہیں رہے گی؛ بلکہ بائن یا مغلظہ ہوجائے گی، اور حسبِ شرائط تجدید نکاح کے بغیر آپس میں رشتہ نکاح قائم نہ ہوگا۔

ولها شروطٌ خمس تعلم بالتأمل، قلت: هي أن لا يكون الطلاق ثلاثًا في الحرة أو ثنتين في الأمة، ولا واحدة مقترنة بعوض مالي، ولا بصفة تنبئ عن البينونة كطويلة أو شديدة، ولا مشبهة كطلقة مثل الجبل، ولا كناية يقع بها بائن، ولا يخفى أن الشرط واحد هو كون الطلاق رجعيًا، وهٰذه شروط كونه رجعيًا متى فقد منها شرط كان بائنًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۲٦/٥ زكريا، فتح القدير / كتاب الطلاق ۱٤۱/۳ زكريا)

رجعت کا اختیار کب تک ہے؟

طلاقِ رجعی میں رجعت کا اختیار صرف عدت (تین ماہواری یا وضع حمل) تک ہے، عدت گذرنے سے پہلے پہلے رجعت نہ کی، تو بیوی نکاح سے نکل جائے گی۔

وإذا طلّق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها، رضيت بذٰلك أو لم ترض، كذا في الهداية. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٧٠/١ زكريا، الهداية ۳۹٤/۲ دار الكتاب)

رجعت کی نفی کرنے کے بعد بھی رجعت کا اختیار رہتا ہے

اگر شوہر نے بیوی کو طلاق دے کر کہا کہ: ''میں تجھ سے رجعت نہیں کروں گا'' یا ''میں نے رجعت کا حق باطل کردیا'' پھر بھی عدت کے اندر اُس سے رجعت کا حق ختم نہ ہوگا؛ بلکہ اگر وہ رجعت کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔

ولو قال: أبطلت رجعتي أو لا رجعة لي عليك كان له رجعة، كذا في النهر الفائق. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٧٠/١ زكريا)

لأنه حكم أثبته الشارع غير مقيد برضاها، ولا يسقط بالإسقاط

کالمیراث. (شامي، کتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۷/۵ زکریا، النهر الفائق / باب الرجعة ٤١٤/٢ زکریا، البحر الرائق / باب الرجعة ٨٥/٤ زکریا)

رجعت کے الفاظ

اگر کوئی شخص بیوی کو طلاق رجعی دینے کے بعد دورانِ عدت درج ذیل یا اِن کے ہم معنی الفاظ میں سے کوئی لفظ کہہ دے، تو بیوی دوبارہ اُس کے نکاح میں آجائے گی، مثلاً کہے:

(۱) میں نے تجھ سے رجعت کی۔

(۲) میں نے تجھے واپس لے لیا۔

(۳) میں نے تجھے اپنے نکاح میں روک لیا۔

(۴) میں نے اپنی بیوی سے رجعت کی، وغیرہ۔

اِن الفاظِ صریحہ سے بلانیت بھی رجعت ہوجاتی ہے۔

بنحو راجعتك ورددتك وأمسكتك بلا نية؛ لأنه صريح (الدر المختار) ومثله: راجعت امرأتي في حال غيبتها وحضورها أيضًا، ومنه ارتجعتك ورجعتك. (شامي، کتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٤/٥ زکریا، الفتاویٰ التاتارخانية ١٣٨/٥ رقم: ٧٤٧٨ زکریا)

والرجعة أن يقول: راجعتك أو راجعت امرأتي. (الهداية، کتاب الطلاق / باب الرجعة ٣٩٥/٢ دار الکتاب دیوبند، الفتاویٰ التاتارخانية ١٣٨/٥ رقم: ٧٤٧٨ زکریا)

زبردستی رجعت کے الفاظ کہلوانا

اگر کسی شخص نے بیوی کو طلاق رجعی دی، پھر اُس کو زبردستی ڈرا دھمکا کر رجعت پر آمادہ کیا گیا اور اُس نے خوف سے رجعت کے الفاظ زبان سے اَدا کردئے، تو رجعت درست ہوجائے گی۔

تصح الرجعة مع الإكراه والهزل واللعب والخطاء كالنكاح. (الفتاویٰ

الهندية، كتاب الطلاق / البـاب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل بہ ٤٧٠/١ زكريا، الدر المختار مع الشامي ٢٤/٥ زكريا، بدائع الصنائع ٣٩٤/٣ زكريا، البحر الرائق ٨٣/٤ زكريا)

مذاق میں رجعت کے الفاظ کہنا

مذاق میں رجعت کے الفاظ کہنے سے یا کوئی فعل کرنے سے بھی رجعت درست ہوجاتی ہے۔

تـصح الرجعة مع الإكراه والهزل واللعب والخطاء. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / البـاب السـادس فـي الـرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل بہ ٤٧٠/١ زكريا، الـدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٤/٥ زكريا)

سبقت لسانی میں رجعت کے الفاظ نکل گئے

اگر سبقت لسانی میں یعنی آدمی کہنا کچھ اور چاہتا تھا، مگر رجعت کے الفاظ نکل گئے، تو اِن الفاظ سے بھی رجعت درست ہوجائے گی۔

وتـصـح مـع ...... خطأٍ (الدر المختار) كأن أراد أن يقول: اسقني الماء، فـقال: رجعت زوجتي. (الـدر الـمـختـار مـع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٤/٥ زكريا، البحر الرائق ٥٠/٤ كوئٹہ، بدائع الصنائع / كتاب الطلاق ٢٩٤/٣ زكريا)

لفظِ نکاح اور تزوتج سے رجعت کرنا

اگر کوئی شخص لفظ نکاح اور تزوتج سے رجعت کرنا چاہے، مثلاً یہ کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا، یا میں نے تجھ سے شادی کی، تو اِس سے بھی رجعت صحیح ہوجائے گی۔

وإن راجـعـهـا بـلـفـظ التـزويـج جاز عند محمد رحمه الله تعالىٰ وعليه الـفتـوىٰ، وكـذا إذا تـزوجهـا صار مراجعًا لها وهو المختار، كذا في الجوهرة النيرة. ولـو قـال لهـا: نـكـحتك كان رجعة في ظاهر الرواية، كذا في البدائع.

(الـفتـاویٰ الهـنـدية، كتـاب الـطـلاق / البـاب السـادس فـي الـرجـعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل بہ

٤٦٨/١-٤٦٩ زكريا، شامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٤/٥ زكريا، البحر الرائق ٥٠/٤ كوئٹه، بدائع الصنائع / كتاب الطلاق ٢٨٩/٣ زكريا)

عدت کے دوران رجعت کے لئے باقاعدہ نکاح کرنا

اگر کوئی شخص اپنی مطلقہ رجعیہ سے عدت کے دوران باقاعدہ نکاح کرے، تو نکاح سے اُس کی رجعت درست ہو جائے گی، اور پہلے کی طرح بیوی اُس کی منکوحہ بن جائے گی۔

وتصح يتزوجها في العدة، به يفتى (الدر المختار) قال في البحر: وهو ظاهر الرواية، كذا في البدائع، وهو المختار، كذا في الولوالجية وعليه الفتوىٰ، كذا في الينابيع. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٦/٥ زكريا، البحر الرائق ٥٠/٥ كوئٹه، فتح القدير ١٤٢/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند، تبيين الحقائق ١٥٠/٣ زكريا)

رجعتِ کنائی کا حکم

اگر کوئی شخص رجعت میں صریح الفاظ کے بجائے کنائی الفاظ استعمال کرے، مثلاً یہ کہے کہ ''تو میرے پاس اُسی طرح ہے جس طرح پہلے تھی''، یا ''تو میری بیوی ہے''، تو اگر رجعت کی نیت سے یہ الفاظ کہے گا تو اُس سے رجعت درست ہو جائے گی۔

وكناية: مثل أنت عندي كما كنت، وأنت امرأتي فلا يصير مراجعًا إلا بالنية، أفاده في البحر والنهر. (شامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٤/٥ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٤٦٨/١ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٤٣/٥ رقم: ٧٤٩٤ زكريا، البحر الرائق ٥٠/٤ كوئٹه)

ألفاظ الرجعة صريح وكناية ......، والكنايات أنت عندي كما كنت وأنت امرأتي، فلا يصير مراجعًا إلا بالنية. (فتح القدير، كتاب الطلاق / باب الرجعة ١٤٢/٤ الأشرفية)

فضولی کی رجعت کا حکم

اگر کوئی شخص دوسرے کی مطلقہ رجعیہ سے کہے کہ میں اُس کی طرف سے تجھ سے رجعت

کرتا ہوں، اور وہ (شوہر) اُسے قبول کرلے، تو اِس سے رجعت متحقق ہوجائے گی۔

وفي القنية: إن أجاز مراجعة الفضولي صح، كذا في البحر الرائق.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٧٠/١ قديم زكريا، البحر الرائق ٥١/٤ كوئٹه)

رجعتِ فعلی

رجعت جس طرح زبان سے الفاظ سے درست ہوجاتی ہے، اِسی طرح زبان سے کچھ کہے بغیر ایسا فعل کرنے سے بھی صحیح ہوجاتی ہے جو صرف میاں بیوی کے درمیان جائز ہو، مثلاً: صحبت کرنا، شہوت کے ساتھ بوسہ لینا، عورت کی شرم گاہ کو دیکھنا، یا بدن کو ہاتھ لگانا وغیرہ؛ البتہ اِس طریقہ پر رجعت کے بعد گواہوں کے سامنے دوبارہ رجعت کرنا مستحب ہے؛ تاکہ بعد میں کوئی شبہ نہ رہے۔

وإن راجعها بالفعل مثل: أن يطأها أويقبلها بشهوة، أو ينظر إلىٰ فرجها بشهوة؛ فإنه يصير مراجعًا عندنا، إلا أنه يكره له ذٰلك، ويستحب أن يراجعها بعد ذٰلك بالإشهاد، كذا في الجوهرة النيرة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٦٨/١ قديم زكريا، شامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٥/٥ زكريا، البحر الرائق ٥٠/٤ كوئٹه، بدائع الصنائع ٢٨٧/٣ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ١٣٤/٥-١٣٥ رقم: ٧٤٨٠-٧٤٨١ زكريا)

سوتے ہوئے شوہر سے بیوی نے جماع کرلیا

شوہر سورہا تھا اِسی حالت میں اُس کی مطلقہ معتدہ رجعیہ نے اُس سے جماع کرلیا اور دخول کی نوبت آگئی، تو یہ عمل بالاتفاق رجعت سمجھا جائے گا (اور اِس میں مصلحت یہ ہے کہ استقرارِ حمل کی صورت میں بچہ کا نسب مشتبہ نہ ہو)

إذا أدخلت فرجه في فرجها وهو نائم ......، كان رجعة اتفاقًا، كذا في

فتح القدير. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴٦٩/١ قديم زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ١٤١/٤ رقم: ٧٤٨٣ زكريا، فتح القدير ١٤٢/٤ زكريا، تبيين الحقائق ١٥٠/٣ زكريا، بدائع الصنائع ٢٨٧/٣ زكريا)

پیچھے کے راستہ میں صحبت کرنے سے رجعت کا حکم

اگر کسی شخص نے طلاقِ رجعی دے کر بیوی کے پیچھے کے راستہ میں صحبت کی تو رجعت درست ہوجائے گی؛ کیوں کہ اِس میں بشہوت مس کرنا ضرور پایا جائے گا؛ البتہ ایسا کرنے والا شخص سخت گنہگار اور ملعون ہوگا۔

ووطئها في الدبر على المعتمد؛ لأنه لا يخلو عن مس بشهوةٍ. (الدر المختار) **قوله: على المعتمد: لأن عليه الفتویٰ كما في الفتح والبحر، والمعتبر هنا المس بالشهوة.** (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٦/٥ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٤٧٠/١ زكريا، فتح القدير ١٤٣/٤ زكريا، البحر الرائق ١٥٠/٤ كوئٹه، تبيين الحقائق ١٥٠/٣ زكريا، مجمع الأنهر ٨١/٢)

طلاقِ رجعی کے بعد بیوی سے ہم بستر ہونا حرام نہیں ہے

طلاقِ رجعی میں بیوی شوہر کے نکاح سے نہیں نکلتی؛ بلکہ عدت گذرنے سے پہلے تک بدستور اُس کے نکاح میں رہتی ہے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص اپنی مطلقہ رجعیہ سے ہم بستری کرنا چاہے، تو اِس میں کوئی حرج نہیں اور یہ ہم بستری رجعت فعلی قرار پائے گی اور طلاق کا اثر ختم ہوجائے گا۔

والطلاق الرجعي لا يحرم الوطء، رملي. ويؤيده قوله في الفتح عند الكلام على قول الشافعي بحرمة الوطء: إنه عندنا يحل لقيام ملك النكاح من كل وجهٍ، إنما يزول عند انقضاء العدة فيكون الحل قائمًا قبل انقضاء ها.

(شامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٥/٥ زكريا، الهداية ٤٠٩/٢، الفتاویٰ الهندية ٤٧ زكريا، البحر الرائق ٥٦/٤ كوئٹه، كذا في التبيين ١٦١/٣ زكريا، مجمع الأنهر ٨٧/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

خلوت بلا جماع کے بعد طلاق کی عدت میں بلا تجدید نکاح رجعت جائز نہیں

اگر کسی شخص نے بیوی سے خلوت میں بوس وکنار کرکے یا بشہوت دیکھنے کے بعد طلاق دے دی اور جماع کی نوبت نہیں آئی، تو اِس عدت کے دوران شوہر کے لئے اُس سے بلا نکاح رجعت کرنا جائز نہیں؛ اِس لئے کہ عدت کی مشروعیت کا مقصد یہ ہے کہ نسب میں اشتباہ نہ ہو اور جب جماع ہی نہیں ہوا تو نسب میں اشتباہ کا سوال ہی نہیں، اور بغیر ہم بستری کے طلاق دینے پر عدت کا حکم صرف احتیاط کی بنیاد پر ہے، جب کہ رجعت کے مسئلہ میں احتیاط اِس میں ہے کہ بلا تجدید نکاح ازدواجی تعلق قائم نہ کیا جائے۔

إذ لا رجعة في عدة الخلوة (الدر المختار) أي ولو كان معها لمس أو نظر بشهوة ولو إلى الفرج الداخل، ووجهه أن الأصل في مشروعية العدة بعد الوطء تعرف براء ة الرحم تحفظًا عن اختلاط الأنساب ووجبت بعد الخلوة بلا وطء احتياطًا، وليس من الاحتياط تصحيح الرجعة فيها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٤/٥ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٤٧٢/١ زكريا، الهداية ٤٠٨/٢، الفتاویٰ التاتارخانية ١٤٠/٥-١٤١ رقم: ٧٤٨٤ زكريا، تبيين الحقائق ١٥٨/٢ زكريا)

بلا شہوت چھونے اور دیکھنے سے رجعت ثابت نہ ہوگی

چھونے اور دیکھنے سے رجعت کے متحقق ہونے کے لئے مطلقہ کو بشہوت چھونا یا دیکھنا یا شہوت کا قرینہ پایا جانا ضروری ہے؛ لہٰذا شہوت یا اُس کے قرینہ کے بغیر محض ہاتھ لگانے یا دیکھ لینے سے رجعت ثابت نہ ہوگی۔

إذا كان اللمس والنظر من غير شهوةٍ لم يكن رجعة بالإجماع، كذا في السراج الوهاج. (الفتاویٰ الهندية ٤٦٩/١ زكريا)

والجماع في العدة رجعةٌ، وكذٰلك المس بشهوة، والتقبيل بشهوة

الخ. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الثاني والعشرون في مسائل الرجعة ۱۳۹/۵ رقم: ۷۴۸۱ زكريا، شامي ۲٦/۵ زكريا، فتح القدير ۱٤۲/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٤٦۹/۱ زكريا، الهداية ٤۰٥/۲ دار الكتاب ديوبند، المحيط البرهاني ۱۷۹/۵ رقم: ۵۵۲۵ المجلس العلمي، بدائع الصنائع ۲۸۱/۳ زكريا)

معتدہ کے ساتھ محض تنہائی رجعت نہیں ہے

معتدہ رجعیہ کے ساتھ محض تنہائی میں رہنا رجعت کے لئے کافی نہیں، بلکہ قولاً یا فعلاً رجعت کا تحقق ضروری ہے۔

الخلوة بالمعتدة ليست برجعة؛ لأنها لا تختص بالملك، وكل فعل لا يختص بالملك، إذا فعل الزوج بالمعتدة لا يكون رجعة، كذا في المحيط. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٦۹/۱ قديم زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ۱٤۱/۵ رقم: ۷٤۸۵-۷٤۸٦ زكريا، المحيط البرهاني ۱۸۱/۵ رقم: ۵۵۳۰ المجلس العلمي)

رجعت کے ارادہ کے بغیر مطلقہ کے ساتھ تنہائی میں رہنا؟

مطلقہ رجعیہ سے اگر رجعت کا اِرادہ ہوتو اُس کے ساتھ تنہائی میں رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن اگر اُس سے رجعت کا بالکل ارادہ نہ ہو، تو اُس سے تنہائی اختیار کرنا مکروہِ تنزیہی ہے؛ اِس لئے کہ خلوت میں بادلِ ناخواستہ اگر بیوی کو شہوت کے ساتھ چھودیا، تو نہ چاہتے ہوئے بھی خودبخود رجعت ہوجائے گی، اَب اگر شوہر دوبارہ اسے طلاق دے گا تو بیوی کو ازسرنو عدت گذارنی پڑے گی، اور اُس کی عدت لمبی ہوجائے گی، یہ بیوی کے لئے مزید مشقت کا سبب ہوگا۔

لكن تكره الخلوة بها تنزيهًا إن لم يكن من قصده الرجعة وإلا لا تكره. (الدر المختار) لأن الخلوة ربما أدت إلى المس بشهوةٍ فيصير مراجعًا، وهو لا يريدها فيطلقها فتطول العدة عليها. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ۳۹/۵ زكريا، بدائع الصنائع ۲۸٤/۳ زكريا، البحر الرائق ۱۵۱/٤ كوئٹه، المحيط البرهاني ۱۷۹/۵ رقم: ۵۲۲٦

المجلس العلمي بيروت، الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ٤٧٢/١ زكريا، البحر الرائق ٥٦/٤ كوئٹه، الهداية ٤٠٨/٢، الفتاویٰ التاتارخانية ١٣٩/٤)

مطلقہ رجعیہ کا اپنے شوہر کے لئے زینت کرنا

طلاقِ رجعی کے بعد بیوی شوہر کے نکاح سے نہیں نکلتی؛ بلکہ بدستور شوہر کے نکاح میں رہتی ہے؛ لہٰذا مطلقہ بیوی اگر اپنے شوہر کے لئے زینت اختیار کرے تو اُس کی گنجائش ہے؛ بلکہ مستحب ہے؛ تاکہ شوہر کا طبعی میلان اُس کی طرف ہوجائے اور وہ رجعت کرلے اور نکاح برقرار رہے۔

والمطلقة الرجعيةُ تتزين لزوجها الحاضر لا الغائب لفقد العلة، وهي الحمل على المراجعة إذا كانت الرجعة مرجوّة وإلا فلا تفعل. وفي الشامية: لأنها حلال للزوج لقيام نكاحها، والرجعة مستحبةٌ والتزين حاملٌ عليها فيكون مشروعًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٣٨/٥ زكريا، ٣٠٩/٣ كراچی، الفتاویٰ التاتارخانية ١٤١/٥ رقم: ٧٤٨٨ زكريا، فتح القدير ١٥٥/٤ زكريا، الهداية ٤٠٨/٢، الفتاویٰ الهندية ٤٧٢/١ زكريا، البحر الرائق ٥٥/٤ كوئٹه، تبيين الحقائق ١٦١/٣ زكريا، المحيط البرهاني ١٨١/٥ رقم: ٥٥٣١ المجلس العلمي، بدائع الصنائع ٢٨٤/٣ زكريا)

پاگل شوہر اپنی بیوی سے کیسے رجعت کرے؟

اگر کسی شخص نے ہوش وحواس اور صحت کی حالت میں بیوی کو طلاقِ رجعی دی، پھر وہ مطلقہ کی عدت کے اندر اندر مجنون ہوگیا اور اُس کے ہوش وحواس بالکل مختل ہوگئے، تو اَب اگر وہ الفاظ کے ذریعہ رجعت کرے تو اُس کا اعتبار نہ ہوگا؛ لیکن اگر اُس نے عدت کے اندر اندر مطلقہ بیوی سے صحبت کرلی یا شہوت کے ساتھ چھولیا وغیرہ، تو اُس کی رجعت فعلی درست ہوجائے گی، اور اُس کا رشتہ زوجیت برقرار رہے گا۔

ورجعة المجنون بالفعل (الدر المختار) أي إذا طلقها رجعيًا ثم جن، قال في الفتح: ورجعة المجنون بالفعل ولا تصح بالقول. وقيل: بالعكس،

وقيـل: بهـمـا، وظـاهره: ترجيح الأول، واقتصر عليه البزازي. قال في البحر: ولعله الراجح مما عرف أنه مؤخذ بأفعاله دون أقواله. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٦/٥ زكريا)

إذا أدخلت فرجه في فرجها وهو ...... مجنون كان رجعة اتفاقًا، كذا في فتح القدير. (الفتـاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل بہ ٤٦٩/١ زكريا، فتح القدير ١٤٣/٤ زكريا، تبيين الحقائق ١٥٠/٣ زكريا)

عدت کے اندر شوہر نے کہا کہ ’’میں نے تجھ سے کل رجعت کرلی تھی‘‘

دورانِ عدت رجعت کرنے کے ایک دن بعد شوہر نے کہا کہ میں نے تجھ سے کل رجعت کرلی تھی، تو رجعت صحیح ہوجائے گی، اور شوہر کی تصدیق کی جائے گی، اگرچہ بیوی منکر ہو؛ اِس لئے کہ شوہر جیسے فی الحال رجعت کرنے پر قادر ہے، اِسی طرح رجعت کے بارے میں اُس کا اقرار بھی معتبر ہے۔

كـمـا لو قال فيها أي العدة كنت راجعتك أمس فإنها تصح، وإن كذبته لـمـلـكـه الإنشاء في الحال. (الدر المختار) أي ومن ملك الإنشاء ملك الإخبار كـالـوصـي والمولى والوكيل بالبيع ومن له الخيار. (الـدر الـمختار مع الشامي، كتاب الـطـلاق / بـاب الرجعة ٢٩/٥-٣٠ زكريا، فتح القدير ١٤٦/٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٤٢/٥ رقم: ٨٤٩١ زكريا، المحيط البرهاني ١٨١/٥ رقم: ٥٥٣٣، مجمع الأنهر ٨٣/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

عدت گذرنے کے بعد شوہر نے رجعت پر گواہ پیش کردئے

اگر شوہر نے عدت گذر جانے کے بعد عدت کے دورانِ رجعت پر بینہ (شرعی گواہوں کو) پیش کردیا، تو شوہر کا دعویٰ قبول کیا جائے گا اور بیوی کو اس کے نکاح سے خارج نہیں قرار دیا جائے گا۔

وكذا لو أقام بينة بعد العدة أنه قال في عدتها: قد راجعتها أو أنه قال: قد

جامعتها كان رجعة؛ لأن الثابت بالبينة كالثابت بالمعاينة. (الدر المختار علىٰ تنوير الأبصار، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۹/۵ زكريا، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۰/۱ زكريا، البحر الرائق ۵۱/۴ كوئٹه، مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ۸۳/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

عدت گذرنے کے بعد شوہر نے رجعت کا دعویٰ کیا

مطلقہ رجعیہ کی عدت گذر جانے کے بعد شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے تجھ سے عدت کے اندر اندر رجعت کرلی تھی؛ لیکن شوہر کے پاس اس دعویٰ پر کوئی گواہ نہیں ہے، تو اگر بیوی اِس دعویٰ کی تصدیق کردے تو رجعت صحیح ہوجائے گی؛ لیکن بیوی کی تصدیق کے بغیر شوہر کی بات بالاجماع قبول نہیں کی جائے گی، اور بیوی اُس کے نکاح سے خارج مانی جائے گی۔

ادعاها بعد العدة فيها بأن قال: كنت راجعتك في عدتك فصدقته صحح بالمصادقة وإلا لا يصح إجماعًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۹/۵ زكريا)

وإذا انقضت العدة، فقال: قد كنت راجعتها في العدة فصدقته فهي رجعة، وإن كذبته فالقول قولها؛ لأنه أخبر عما لا يملك إنشاءه في الحال، فكان منهما إلا أن بالتصديق ترتفع التهمة. (فتح القدير، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۱۴۵/۴ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ۴۷۰/۱ زكريا، الهداية ۴۰۶/۲ دار الكتاب ديوبند، الفتاوىٰ التاتارخانية ۱۴۲/۵ رقم: ۷۴۹۱ زكريا، البحر الرائق ۵۱/۴ كوئٹه، تبيين الحقائق ۱۵۲/۳ زكريا)

رجعت کے بعد شوہر کے لئے کتنی طلاق کا اختیار رہتا ہے

آزاد عورت کے لئے شریعت نے تین طلاق کو ثابت کیا ہے؛ لہٰذا اگر کسی نے ایک یا دو طلاقِ رجعی کے بعد دورانِ عدت رجعت کرلی تو وہ صرف مابقیہ طلاق کا مالک ہوگا، تین کا مالک نہیں رہے گا۔ بریں بنا رجعت کے بعد اگر اُس نے مابقیہ ایک یا دو طلاقیں دے دیں، تو بیوی

مغلظہ بائنہ ہوکر اُس کے اوپر حرام ہوجائے گی، اور بغیر حلالہ کے اُن کے درمیان رشتۂ نکاح قائم ہونے کی گنجائش نہ ہوگی۔

ولو تزوجها قبل إصابة الزوج الثاني، كانت عنده بما بقي من الطلاق.

(كشف الأسرار شرح المنار ٣٤١/١ قديم، مستفاد: تعليقاتِ فتاویٰ محموديه / باب الرجعة ٣٧٠/١٣ ڈابھیل)

وإن قال لامرأته كلما ولدت فأنت طالق فولدت ثلاثة أولاد في بطون مختلفة بين كل ولدين ستة أشهر فصاعدًا فالثاني والثالث رجعة؛ لأنها لما ولدت الأول وقع الطلاق وهو رجعي وصارت معتدة فلما ولدت الثاني من بطن آخر علم أنه صار مراجعًا بوطء حادث في العدة، فبولادة الثاني وقع الطلاق الثاني؛ لأن اليمين معقودة "بكلمة" كلما والشرط وجد في الملك؛ لأنه تثبت رجعيّته ثم لما ولدت الثالث من بطن آخر علم أنه كان من علوق حادث بعد وقوع الطلاق الثاني فصار مراجعًا به، وتتم الطلقات الثلاث بولادة الولد الثالث فتحتاج إلى زوج آخر. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٨٦/٢-٨٧ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

طلاق کے بعد تجدید نکاح سے شوہر کو آئندہ کتنی طلاق دینے کا اختیار رہے گا؟

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق دے کر اُس کو اپنے نکاح سے الگ کردیا، تو اَب مسئلہ کی تین صورتیں ہیں:

(۱) زوجِ اول خود ہی اُس سے نکاح کرلے، تو اِس صورت میں وہ شوہر بالاتفاق آئندہ تین طلاق کا مالک نہ ہوگا؛ بلکہ صرف مابقیہ طلاقوں کا ہی مالک ہوگا۔

(۲) عدت گذرنے کے بعد دوسرے شخص نے اُس سے نکاح کیا، پھر اُس نے جماع

سے قبل طلاق دے دی، پھر پہلے شوہر نے دوبارہ نکاح کیا، تو بھی بالاتفاق پہلا شوہر صرف مابقیہ طلاق ہی کا مالک ہوگا۔

(۳) اور اگر شوہر ثانی نے دخول کے بعد طلاق دی ہے، پھر شوہر اول نے عدت کے بعد نکاح کیا ہے، تو اِس میں حضرات شیخین (حضرت اِمام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام ابویوسفؒ) کے نزدیک وہ دوبارہ تین طلاق کا مالک ہوجائے گا؛ اِس لئے کہ زوجِ ثانی کا دخول ماقبل کی طلاقوں کو کالعدم کردیتا ہے؛ لیکن حضرت امام محمدؒ کے نزدیک وہ صرف مابقیہ طلاقوں ہی کا مالک رہے گا۔

ولو تزوجها قبل إصابة الزوج الثاني كانت عنده بما بقي من الطلاق. (كشف الأسرار شرح المنار ۳٤/۱)

وإذا تزوجت المطلقة واحدة أو ثنتين بزوج آخر، قال أبوحنيفة وأبو يوسف رحمهما الله: يهدم تطليقتين وتعود إلى الزوج الأول بثلاث تطليقاتٍ خلافاً لمحمد. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ۱۵۳/۵ رقم: ۷۵۱۹ زكريا)

وقال محمدؒ: لا يهدم ما دون الثلاث. (الهداية، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٤۰۱/۲ دار الكتاب ديوبند)

والخلاف مقيدٌ بما إذا دخل بها وإن لم يدخل لا يهدم اتفاقًا. (سكب الأنهر، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۹۲/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

والزوج الثاني يهدم بالدخول، فلو لم يدخل لم يهدم اتفاقًا ما دون الثلاث أيضًا أي كما يهدم الثلاث إجماعًا؛ لأنه إذا هدم الثلاث فما دونها أولىٰ. (الدر المختار مع الشامي / مطلب: مسألة الهدم ۵۲/۵ زكريا)

رجعت کوشرط پر معلق کرنا

رجعت کو شرط پر معلق کرنا معتبر نہیں، مثلاً اگر کوئی شخص بیوی سے یہ شرط لگائے کہ اگر تو گھر میں داخل ہوئی، یا تو نے فلاں کام کیا، تو میں نے تجھ سے رجعت کی، تو اِس طرح کہنے سے

رجعت ثابت نہیں ہوگی۔

وتعليق الرجعة بالشرط باطل، وفي الظهيرية كما إذا قال: ”إذا جاء غد فقد راجعتك“ وفي الخلاصة الخانية، وكذا لو قال: ”إن كان غدًا فقد راجعتك“ لم يكن رجعة، كما قال: ”تزوجتك غدا“ لا يصح. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الثاني والعشرون في مسائل الرجعة ١٤١/٥ رقم: ٧٤٨٤ زكريا، شامي ٩٤/٥ زكريا، الفاویٰ الهندية ٤٧٠/١ زكريا، البحر الرائق ٨٣/٣، مجمع الأنهر ٢٧/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

روپیہ دے کر رجعت کرنا؟

مال کے بدلے رجعت کرنا جائز ہے، مثلاً اگر کوئی شخص بیوی کو ایک ہزار روپیہ دے اور کہے کہ میں نے اُس کے بدلہ تجھ کو اپنی بیوی بنالیا اور بیوی اُس کو قبول کر لے، تو یہ تجدید نکاح اور مہر کی زیادتی کے درجہ میں ہوکر رجعت صحیح ہو جائے گی؛ لیکن اگر بیوی اِس پیش کش کو قبول نہ کرے تو یہ رجعت درست نہ ہوگی۔

ولو قال: راجعتك بمهر ألف درهم إن قبلت المرأة ذٰلك صح وإلا فلا؛ لأنه هٰذه زيادة في المهر فيشترط قبولها، وهٰذا بمنزلة ما لو جدد النكاح، كذا في المحيط. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٦٩/١ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ١٤٣/٥ رقم: ٧٤٩٤ زكريا، فتح القدير ١٤٢/٤ زكريا، البحر الرائق ٨٣/٣)

❍❖❍

الفاظِ کنایہ سے طلاق کے مسائل

طلاقِ کنائی

صریح (وہ الفاظ جو صراحۃً طلاق پر دال ہوں) کے بالمقابل ''کنایہ'' کے الفاظ آتے ہیں، کنایہ کے معنی لغت میں پوشیدگی یا غیر واضح ہونے کے ہیں، اور اصطلاحاً طلاقِ کنائی کا مطلب یہ ہے کہ ایسے الفاظ سے طلاق دی جائے جو طلاق کے لئے موضوع یا معروف نہ ہوں؛ بلکہ اُن سے طلاق بھی مراد لی جاسکتی ہو، اور طلاق کے علاوہ دوسرے معنی بھی مراد لئے جاسکتے ہوں۔

جیسے کوئی شخص بیوی سے کہے کہ ''تو مجھ سے دور ہو جا''، تو اِس سے طلاق بھی مراد ہوسکتی ہے اور یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ اَب تو مجھ سے الگ تھلگ رہ، میں تیری کوئی خیر خبر نہ لوں گا، تو ایسی صورت میں شوہر کی نیت یا قرائن کو دیکھ کر طلاق یا عدمِ طلاق کا فیصلہ کیا جائے گا۔

كنايته عند الفقهاء ما لم يوضع لهٗ أي الطلاق، واحتمله وغيره. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٢٦/٤ زكريا)

الكنايات ما خفي المراد منه، لتوارد الاحتمالات، لا تطلق بها إلا بنية، أو دلالة الحال. (حاشية الشلبي على تبيين الحقائق ٧٥/٣ بيروت، الهداية ٣٧٣/٢، شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٢٦/٤ زكريا، الدر المختار ٥٢٦/٥، تبيين الحقائق ٧٥/٣)

اَلفاظِ کنایہ سے وقوعِ طلاق کے بارے میں بنیادی اُصول

حضراتِ فقہاء نے لکھا ہے کہ کنایہ کے طور پر جن الفاظ سے طلاق دی جاتی ہے وہ تین قسموں پر مشتمل ہیں:

(۱) وہ الفاظ جن میں طلاق کے معنی کا بھی احتمال ہے، اور طلاق کے مطالبہ کو مسترد کرنے کا بھی احتمال ہے، مثلاً: بیوی سے کہا کہ: ''تو گھر سے نکل جا، تو یہاں سے چلی جا، تو اُٹھ کھڑی ہو، تو میرے سامنے سے ہٹ جا، تو پردہ کرلے'' وغیرہ۔ تو اِن الفاظ میں اگر شوہر طلاق کی نیت کرے تو وہ

بھی مراد ہوسکتی ہے، اور یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ شوہر محض دفع الوقتی کے لئے اُس کو اپنے سامنے سے ہٹانے کا حکم دے رہا ہے۔

(۲) وہ الفاظ جن میں طلاق کے ساتھ ساتھ طعن وتشنیع کے معنی مراد لئے جاسکتے ہیں، مثلاً بیوی سے کہا کہ: ''تو بالکل کھوکھلی ہے، یا تو الگ تھلگ ہے، یا تو کسی کام کی نہیں'' وغیرہ۔ تو اِن الفاظ میں طلاق بھی مراد ہوسکتی ہے، اور بیوی کی توہین وتحقیر بھی مراد لی جاسکتی ہے۔

(۳) ایسے الفاظ جن میں نہ تو تردید مراد ہو، اور نہ ہی طعن وتشنیع مراد ہو؛ بلکہ زیادہ تر وہ الفاظ طلاق کے مطالبہ کے جواب میں استعمال کئے جاتے ہوں، اگرچہ وہ طلاق کے لئے موضوع نہ ہوں، مثلاً کہا کہ: ''میں نے تجھ کو جدا کردیا'' وغیرہ۔ (اِس قسم کی مثال میں فقہاء نے ''تو آزاد ہے، تو عدت گذار لے'' جیسے الفاظ بھی لکھے ہیں، مگر اَب وہ عرف میں صرف طلاق کے لئے استعمال ہونے لگے ہیں، اس لئے ان الفاظ سے بہرحال بلانیت طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا)

والكنايات ثلاث: ما يحتمل الرد أو ما يصلح للسبّ أو لا ولا. فتحو: أخرجي، واذهبي، وقومي، تقنعي تخمري استتري انطلقي، اغربي، أعزبي من الغربة أو من العزوبة، يحتمل ردًا، ونحو خلية، برية، حرام، بائن، ومرادفها: كبتة وبتلة يصلح سبًّا، ونحو: اعتدي، واستبرئي رحمك، أنت واحدة، أنت حرةٌ، اختاري، أمركِ بيدكِ، سرّحتكِ، فارقتكِ، لا يحتمل السب والرد. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٢٨/٤-٥٣٢ زكريا، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ٣٧٤/١ قديم زكريا، بدائع الصنائع ١٦٨/٣ زكريا)

الكنايات ثلاثةُ أقسامٍ (ما يصلح جوابًا لا غير) أمرك بيدك، اختاري، اعتدي (وما يصلح جوابًا و ردًا لا غير) اخرجي، اذهبي، قومي استتري تخمري (وما يصلح جوابًا وشتمًا) خامية، برية، بتة بتلة، بائن، حرام. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ٣٧٤/١ قديم زكريا، بدائع الصنائع ١٧٠/٣-١٧١)

طلاق دینے والے کی تین حالتیں اور اُن کا حکم

مذکورہ بالا تین طرح کے الفاظ کا موازنہ طلاق دینے والے شخص کی تین حالتوں سے کیا جائے گا:

الف:- اعتدال اور بشاشت کی حالت:- یعنی نہ تو آدمی غصہ میں ہو اور نہ ہی بیوی یا کسی اور شخص کی طرف سے اُس سے طلاق کا مطالبہ کیا جارہا ہو، تو ایسی صورت میں مذکورہ بالا تینوں طرح کے

الفاظ میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہوگا، اگر وہ کہے کہ میں نے طلاق کی نیت سے اِن میں سے کوئی لفظ کہا ہے تو طلاق واقع ہوگی، اور اگر قسم کھا کر یہ کہے کہ میری مراد طلاق دینے کی نہیں تھی، تو اُس کی بات مانی جائے گی اور طلاق واقع نہ ہوگی۔

ففي حالة الرضا أي غير الغضب والمذاكرة تتوقف الأقسام الثلاثة تاثيرًا على نيةٍ للإحتمال، والقول له بيمينه في عدم النية، ويكفي تحليفها في منزله. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٤/٥٣٢-٥٣٣ زكريا)

والأحوال ثلاثة: حالة الرضا وحالة مذاكرة الطلاق بأن تسأل هى طلاقها أو غيرها سأل طلاقها حالة الغضب ففي حالة الرضا لايقع الطلاق في الألفاظ كلها إلا بالنية ...... وفي حالة مذاكرة الطلاق يقع الطلاق في سائر الأقسام ...... وفي حالة الغضب يصدق في جميع ذٰلك لاحتمال الرد والسب. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ١/٣٧٥ قديم زكريا، مجمع الأنهر ٢/٣٨ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

ب:- غیظ وغضب کی حالت:- اگر مذکورہ الفاظ ادا کرتے وقت شوہر غصہ میں ہو، تو تیسری قسم کے الفاظ (جیسے: میں نے تجھ کو جدا کردیا، عدت گذار لے وغیرہ) میں بلانیت طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا، اور پہلی اور دوسری قسم کے الفاظ میں شوہر کی نیت پر حکم کا مدار ہوگا، اگر وہ طلاق کی نیت کا اقرار کرے، تو طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں۔

وفي الغضب توقف الأولان إن نوىٰ وقع وإلا لا. (الدر المختار ٤/٥٣٣ زكريا)

ج:- مذاکرۂ طلاق کی حالت:- اور اگر شوہر نے طلاق کے مذاکرہ کے دوران (یعنی وہ پہلے سے طلاق کی دھمکی دے رہا ہو، یا بیوی اُس سے طلاق کا مطالبہ کررہی ہو، یا مجلس میں موجود کوئی دوسرا شخص اُس کو طلاق دینے پر اِصرار کررہا ہو) کنایہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں تو دوسری اور تیسری قسم کے الفاظ میں بلانیت طلاق واقع ہوجائے گی؛ البتہ پہلی قسم کے الفاظ میں شوہر کی نیت معلوم کی جائے گی، اگر وہ طلاق کی نیت کا اقرار کرے تو طلاق واقع ہوگی، اور اگر انکار کرے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

وفي مذاكرة الطلاق يتوقف الأول فقط، ويقع بأخيرين وإن لم ينو. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٣٣ زكريا)

ایک نقشہ کے ذریعہ وضاحت

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اِن سب صورتوں کو درج ذیل نقشہ کے ذریعہ واضح فرمایا ہے:

وہ الفاظ جوصرف جواب پر مشتمل ہوں: جیسے: اعتدي (توعدت کرلے)، استبرئي (اپنے رحم کوصاف کرلے)	وہ الفاظ جوجواب اورطعن وتشنیع کا احتمال رکھیں: جیسے: خلیة (توخالی ہے)، بریة (توالگ تھلگ ہے)	وہ الفاظ جوطلاق کے جواب اورتردید کا احتمال رکھیں: جیسے: أخرجي (نکل جا) إذهبي (چلی جا)	طلاق دینے والے کی حالتیں:
نیت لازم	نیت لازم	نیت لازم	حالتِ اعتدال
بغیرنیت طلاق واقع	نیت لازم	نیت لازم	حالتِ غیظ وغضب
بغیرنیت طلاق واقع	بغیرنیت طلاق واقع	نیت لازم	حالتِ مذاکرۂ طلاق

(شامی ۴؍۵۳۴ زکریا)

تنبیہ: - واضح ہوکہ جوالفاظ کنایہ میں شمار کئے گئے ہیں، اگرکوئی قرینہ اُن کے ساتھ ایسا ملحق ہوجائے جس سے اِس بات کی وضاحت ہوجاتی ہوکہ اُس سے طلاق مراد ہے یانہیں؟ تو پھر وہ الفاظ کنایہ میں شامل نہیں رہتے؛ بلکہ صریح کے درجہ میں آجاتے ہیں، مثلاً بیوی سے یہ کہا کہ: ''تو میرے نکاح سے آزاد ہے'' تو بلانیت بھی طلاق واقع ہوجائے گی۔ اِس کے برخلاف اگر یہ کہا کہ: ''تو میری طرف سے گھر میں ہرطرح تصرف کرنے میں آزاد ہے'' تو اِس سے نیت کے باوجود بھی طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۵۱۹)

فإذا قال: ''رہا کردم'' أي سرحتك يقع به الرجعي، مع أنه أصله كناية أيضًا، وما ذاك إلا لأنه غلب في عرف الفرس استعماله في الطلاق، وقد مرأن الصريح ما لم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت. (شامي ۲۹۹/۳ کراچی، ۵۰۳/۲ کوئٹہ)

ولو قال الرجل لامرأته: ''تراچنگ بازداشتم آوبہشتم آویلہ کردم ترااَو پائے کشادہ کردم ترا'' **فهٰذا كله طلقتك عرفًا ...... وكان الشيخ الإمام ظهير الدين المرغيناني يفتى في قوله** ''بہشتم'' **بالوقوع بلا نية.** (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية ۳۷۹/۱ قديم زكريا، فتاوىٰ قاضي خان ۴۶۹/۱ زكريا)

نیز بعض کنائی الفاظ اگر معاشرہ میں طلاق ہی کے لئے عموماً استعمال ہونے لگیں، تو وہ بھی صریح الفاظِ طلاق کے درجہ میں آجاتے ہیں، مثلاً بیوی سے یہ کہنا کہ: ''تو مجھ پر حرام ہے، یا تو آزاد ہے''، یہ عرفاً طلاق ہی کے لئے مستعمل ہے، تو اِن الفاظ سے بلانیت طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا۔ اسی

طرح بعض علاقوں مثلاً بہار وغیرہ میں بیوی کو جواب دینے کا لفظ طلاق کے لئے عام مستعمل ہے، وہاں بھی لفظ جواب سے بلانیت طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا۔

وإن الحرام في الأصل كناية يقع بها البائن؛ لأنه لما غلب استعماله في الطلاق لم يبق كناية، ولذا لم يتوقف على النية أو دلالة الحال. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٣٠/٤ زكريا)

(أنت علي حرام) والفتوىٰ على أنه يقع الطلاق البائن وإن لم ينو لغلبة استعمال هٰذه اللفظة في هٰذه البلاد. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في الكنايات ٤٤٨/٤ رقم: ٦٦٣٧ زكريا)

كل حل علي حرام أو أنت علي حرام أو حلال اللّٰه علي حرام، حيث قال المتأخرون: إنه بائنٌ بلا نية لغلبة الاستعمال بالعرف. (المحيط البرهاني ٣٧١/٣ رشيدية، حاشية الطحطاوي على الدر المختار ١١٤/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند، البحر الرائق ٣٠٠/٣ كوئٹه)

درج بالا اُصولی گفتگو کے بعد چند ضروری جزئیات کو ذیل میں درج کیا جارہا ہے:

بیوی سے کہا: ’’عدت کرلے‘‘

عام طور پر کنایہ کے الفاظ سے طلاقِ بائن واقع ہوتی ہے؛ لیکن اگر ایسا لفظ بولا جس سے دلالۃً طلاق مراد لینا متعین ہو یا وہ طلاق کے لوازم میں سے ہو، مثلاً کہا کہ: ’’تو عدت گذارلے‘‘ تو اِس سے طلاقِ رجعی واقع ہوتی ہے (اس لئے کہ یہاں طلاق دینے کا لفظ محذوف ہے، گویا کہ اُس نے یہ کہا ہے کہ: ’’میں طلاق دے چکا، اَب تو عدت گذارلے‘‘، پس اِس ضمنی صراحت کی وجہ سے طلاقِ رجعی ہوگی)

والواقع بالكنايات بائن عندنا إلا الواقع بثلاثة اعتدي واستبرئي رحمك أنت واحدة يقع بها واحدة رجعية. (فتاوىٰ قاضي خان ٤٦٩/١ زكريا، ٢٨٥/١ مكتبة الإتحاد ديوبند، الفتاوىٰ الهندية ٣٧٥/١، شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٣٤/٤ زكريا، مجمع الأنهر ٣٥/٢ مكتبه فقيه الأمة ديوبند، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥١٨/٣ زكريا)

ولو قال اعتدي واستبرئي رحمك وأنت واحدة فهٰذه الألفاظ في حكم الصريح على معنى أن الواقع بها رجعي. (الفتاویٰ الولوالجية، كتاب الطلاق / الفصل الأول ۱۱/۲ دار الإيمان سهارنفور، الفقه الإسلامي وأدلته / الرجعة ٤١٥/٧، الهدیٰ انٹرنیشنل دیوبند)

کہا: ''دوسرا شوہر تلاش کرلے''

اگر کسی شخص نے طلاق دینے کی نیت سے اپنی بیوی سے کہا کہ: ''تو دوسرا شوہر تلاش کرلے''، تو اُس کی بیوی پر ایک طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی، حتیٰ کہ اگر اس لفظ سے دو یا تین طلاق کی نیت کی ہو، تو بیوی پر دو یا تین طلاق واقع ہوں گی۔

وبابتغي الأزواج تقع واحدة بائنة إن نواها أو اثنتين أو ثلاث إن نواها، كذا في شرح الوقاية. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق، الفصل الخامس في الكنايات ۳۷۵/۱ قديم زكريا)

وما سواها يقع بها واحدة بائنة إلا أن ينوي ثلاثًا فيقعن، ولا تصح نية الثنتين، وهي ...... إلى أن قال: ابتغي الأزواج. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / فصل في الكنايات ۳٦/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، البحر الرائق ٥۲۱/۳ زكريا، وكذا في النهر الفائق ۳٥۸/۲-۳٦۰ زكريا، الهداية ۳۸۹/۲ المكتبة النعيمية ديوبند، الفقه الإسلامي وأدلته ٤١٥/٧، ٤١٦ الهدیٰ انٹرنیشنل دیوبند)

کہا: ''میں تیرا شوہر نہیں ہوں''

اگر شوہر طلاق کی نیت سے اپنی بیوی سے کہے کہ: ''میں تیرا شوہر نہیں ہوں''، تو بیوی پر ایک طلاق واقع ہوجائے گی، ہاں اگر شوہر یہ دعویٰ کرے کہ میں نے جھوٹ بولا ہے تو پھر اس کی تصدیق کی جائے گی اور طلاق واقع نہیں ہوگی۔

أو قال لها: ما أنا بزوجك ......، فإن قال: أردت به الكذب يصدق في الرضا والغضب جميعًا ولا يقع الطلاق، وإن قال: نويت الطلاق يقع الطلاق في قول أبي حنيفة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق، الفصل

الخامس في الكنايات ۳۷۵/۱ قديم زكريا، بدائع الصنائع ۱۷۱/۲ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ٤٦٧/٤ رقم: ٦٦٨٧ زكريا، مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ٤٠/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، تبيين الحقائق ۸۳/۲ زكريا، المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / نوع آخر في قوله: لست لي بامرأة، وما يتصل به ۳۸۲/۳ كوئٹه، ٤٣٤/٤ رقم: ٤٧٧٤ - ٤٧٧١ بيروت)

بیوی نے کہا: ''تو میرا شوہر نہیں ہے''

اگر بیوی نے شوہر سے کہا کہ: ''تو میرا شوہر نہیں ہے'' اور شوہر بھی طلاق کی نیت سے اُس کی تصدیق کردے، تو دونوں کے درمیان نکاح ختم ہوجائے گا۔

ولو قالت المرأة لزوجها: لست لي بزوجٍ، فقال الزوج: صدقت ونوى به الطلاق، يقع في قول أبي حنيفة رحمه الله تعالیٰ، كذا في فتاویٰ قاضي خان. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق، الفصل الخامس في الكنايات ۳۷۵/۱ قديم زكريا، فتاویٰ قاضي خان ٤٦٧/۱ زكريا، فتح القدير ٦٠/٤ زكريا، الفتاویٰ الولوالجية ۱٦/۲ مكتبة دار الإيمان سهارنفور، الدر المختار مع الشامي ٥٠٧/٤ زكريا، البحر الرائق ۵۳۰/۳ زكريا، حاشية چلپی علی تبيين الحقائق ۸۳/۲ زكريا)

کہا: ''میں اس کو اپنی بیوی نہیں سمجھتا''

بیوی کے بارے میں کہا کہ: ''میں اس کو اپنی بیوی نہیں سمجھتا'' تو اگر طلاق کی نیت یا اس کا قرینہ پایا جائے تو طلاق واقع ہوجائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۹/۴۶۱)

لست لك بزوج أو لست لي بامرأة، أو قالت له: لست لي بزوج، فقال: صدقت، طلاق إن نواه. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٥٠٧/٤ زكريا، ۲۸۲/۳-۲۸۳ كراچی، صحيح البخاري ۷۹٤/۲)

عن شيبة قال: سألت الحكم وحمادًا عن الرجل يقول: لست لي بامرأة،

فقال الحکم: إن نویٰ طلاقًا فهي واحدة بائنة. وقال حماد: إن نویٰ طلاقًا فهي واحدة وهو أحق بها. (المصنف لعبد الرزاق ٣٦٨/٦ رقم: ١١٢٢٤ المجلس العلمي، بدائع الصنائع ١٧١/٢ زكريا، الفتاویٰ البزازية ١٩٦/٤ زكريا، خلاصة الفتاویٰ ٩٧/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاویٰ الولوالجية ١٦/٢ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

کہا: ''تو میری بیوی نہیں ہے''

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے طلاق کی نیت سے یہ کہے کہ: ''تو میری بیوی نہیں ہے'' تو ایک طلاق واقع ہوجائے گی؛ لیکن اگر شوہر یہ کہے کہ میں تو جھوٹ موٹ کہہ رہا تھا، میرا مقصد طلاق دینے کا نہ تھا تو بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۸۹/۹)

ولو قال لامرأته لست لي بامرأة، فإن قال: أردت به الكذب يصدق في الرضا والغضب جميعًا ولا يقع الطلاق. (الدر المختار مع الشامي ٦٢٣/٢ كراچی)

وإن قال: نويت الطلاق يقع الطلاق في قول أبي حنيفة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق، الفصل الخامس في الكنايات ٣٧٥/١ قديم زكريا)

قال الزهري: إن قال: ما أنت بامرأتي نيته، وإن نویٰ طلاقًا فهو ما نویٰ. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق / باب الطلاق في الإغلاق والكره والسكران والمجنون ٧٩٤/٢، المصنف لعبد الرزاق، كتاب الطلاق / باب لست لي بامرأة ٣٦٨/٦ رقم: ١١٢٢٤، بدائع الصنائع ١٧١/٢ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٦٧/٤ رقم: ٦٦٨٧ زكريا، الفتاویٰ البزازية ١٩٦/٤ زكريا، خلاصة الفتاویٰ ٩٧/٢، الفتاویٰ الولوالجية ١٦/٢ دار الإيمان)

کہا: ''میں نے نکاح ختم کردیا''

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''میں نے تجھ سے اپنا نکاح ختم کردیا'' تو طلاق واقع ہوجائے گی، اَب اگر اُس نے ایک طلاق کی نیت کی ہے، تو اُس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہوگی، اور اگر تین طلاق کی نیت سے کہا تو پھر تینوں طلاق واقع ہوجائیں گی۔

ولـو قـال: فسـخت النكـاح ونوى الطلاق يقع، وعن أبي حنيفةؒ إن نوى ثـلاثًا فثلاث، كذا في معراج الدراية. (الـفتـاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الخامس في الـكـنايات ٣٧٥/١ زكريا، بدائع الصنائع ١٧٢/٢ زكريا، فتاوىٰ قاضي خان ٤٦٨/١ زكريا، الفتاوىٰ البزازية ١٩٦/٤ زكـريـا، الـنهـر الـفـائق ٣٦٠/٢ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٦٢/٤ رقم: ٦٦٧٤ زكريا، سكب الأنهـر فـي شـرح مـلتقى الأبحر ٤٠/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الباب الخامس في الكنايات ٤٣٥/٤ رقم: ٤٧٧٥)

کہا: ’’تیرے میرے درمیان نکاح باقی نہیں ہے‘‘

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ ’’تیرے اور میرے درمیان نکاح باقی نہیں رہا ختم ہوگیا‘‘، تو اگر اُس نے طلاق کی نیت کرلی اُس کی بیوی پر ایک طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی۔

ولو قال لها لا نكاح بيني وبينك، أو قال: لم يبق بيني وبينك نكاح، يقع الطلاق إذا نوى. (الـفتـاوىٰ الهـنـدية، كتـاب الطلاق / الباب الخامس في الكنايات ٣٧٥/١ قديم زكـريـا، خـانية ٤٦٨/١ زكـريـا، الـفتـاوىٰ البزازية ١٩٦/٤ زكـريـا، خلاصة الفتـاوىٰ ٩٧/٢، الفتـاوىٰ التاتارخانية ٤٦٠/٤ رقم: ٦٦٨٨ زكريا، الفتاوىٰ الولوالجية ١٥/٢ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

لا نكاح بيني وبينك ...... وما شاكلها إذا نوىٰ الطلاق بهذه الألفاظ يقع بائنًا. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٦٠/٤ رقم: ٦٦٦٩ زكريا)

کہا: ’’اپنی زوجیت سے علیحدہ کرتا ہوں‘‘

بیوی سے کہا کہ ’’میں تجھے اپنی زوجیت سے علیحدہ کرتا ہوں‘‘ تو اِس لفظ سے ایک طلاق بلانیت واقع ہوجائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۸۸/۹)

ويـقع بابرأتك عن الزوجية بلا نية (الدر المختار) قوله بلا نية: في حال الـغـضـب وغـيـره (الفتاوىٰ التاتارخانية) ومقتضاه أنه طلاق صريح، وفيه نظر، وفـي كنايات الجوهري أنا بريءٌ من نكاحك يقع إن نوى. (الدر المختار مع الشامي،

کتاب الطلاق / باب الصریح، مطلب في قولهم: الیوم متی قُرِن بفعل ممتد ٤/٤٩٣-٤٩٥ زکریا، الفتاویٰ التاتارخانیة ٤/٤٦٩ رقم: ٦٦٩٢ زکریا، خلاصة الفتاویٰ / کتاب الطلاق ٢/٩٨ المکتبة الأشرفیة دیوبند، الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب الخامس في الکنایات ١/٣٧٦ دار إحیاء التراث العربي بیروت، المحیط البرهاني ٤/٤٣٥ رقم: ٤٧٧٧)

بیوی سے کہا: ’’جا، شادی کر لے‘‘

طلاق کی نیت سے بیوی سے کہا کہ: ’’جا، شادی کر لے‘‘ تو ایک طلاقِ بائن واقع ہو جائے گی۔

عن إبراهیم قال لامرأته: اذهبي فانکحي لیس بشيء إلا أن یکون نویٰ طلاقًا فهي واحدة وهو أحق بها. (المصنف لعبد الرزاق، کتاب الطلاق / باب اذهبي فانکحي ٦/٣٦٦ رقم: ١١٢١٤)

ویؤیده ما في الذخیرة: اذهبي وتزوجي لا یقع إلا بالنیة، وإن نویٰ فهي واحدة بائنة. (شامي، کتاب الطلاق / باب تفویض الطلاق ٤/٥٥١ زکریا، ٣/٣١٤ کراچی، الفتاویٰ التاتارخانیة ٤/٤٦١ رقم: ٦٦٧٢ زکریا، منحة الخالق علی البحر الرائق ٣/٥٢٥)

بیوی سے کہا کہ: ’’میں تجھے نہیں چاہتا ہوں‘‘

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ: ’’مجھے تم سے محبت نہیں ہے اور میں تمہیں نہیں چاہتا‘‘ تو اِس کہنے سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، اگرچہ شوہر نے طلاق کی نیت کی ہو۔

إذا قال: لا أریدك أو لا أحبك أو لا أشتهیك أو لا رغبة لي فیك فإنه لا یقع، وإن نویٰ في قول أبي حنیفةؒ، کذا في البحر الرائق. (الفتاویٰ الهندیة ١/٣٧٥، شامي ٤/٥٢٦ زکریا، البحر الرائق ٣/٥٢٨ دار الکتاب دیوبند، خانیة علی الهندیة ١/٤٦٨، الفتاویٰ الولوالجیة ٢/١٧)

کہا: ’’مجھ سے دور ہو جا‘‘

طلاق کی نیت سے بیوی سے کہا کہ: ’’مجھ سے دور ہو جا‘‘ تو اِس سے ایک طلاقِ بائن واقع ہو جائے گی، اور اگر طلاق کی نیت نہ ہو تو کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

ولو قال أبعدي عني ونوی الطلاق یقع، کذا في فتاویٰ قاضي خان.

(الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب الخامس في الکنایات ۳۷۶/۱ زکریا، خانیة علی الهندیة ٤٦٨/١، الفتاویٰ التاتارخانیة ٤٦٢/٤ رقم: ٦٦٧٤ زکریا، الفتاویٰ الولوالجیة ١٧/٢)

کہا: ’’اپنی سہیلیوں کے پاس چلی جا‘‘

اگر کسی شخص نے بیوی سے کہا کہ: ’’تو اپنی سہیلیوں کے پاس جا کر رہ‘‘، اور اُس کا مقصد طلاق دینا ہو تو بیوی پر ایک طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی۔

وفي الحقي برفقتك یقع إذا نوی، کذا في البحر الرائق. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب الخامس في الکنایات ۳۷۵/۱ زکریا، البحر الرائق ٥٢٤/٣)

کہا: ’’میرے یہاں سے نکل جا‘‘

بیوی سے کہا کہ: ’’میرے یہاں سے نکل جا‘‘ تو اگر طلاق کی نیت کی یا مذاکرۂ طلاق میں یہ جملہ بولا تو طلاق پڑے گی ورنہ نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۹۳/۹)

قال في الدر المختار: فنحو اخرجي واذهبي وقومي، یحتمل ردًا ...... وفي الغضب توقف الأولان ...... أي ما یصلح ردًا وجوابًا. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الطلاق / باب الکنایات ٥٢٩/٤-٥٣٣ زکریا، ٢٩٨/٣-٣٠١ کراچی)

’’تجھ کو نہیں رکھوں گا، تجھ کو چھوڑ دیا‘‘

’’تجھ کو نہیں رکھوں گا‘‘، یہ مستقبل کا صیغہ ہے، اِس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ لیکن ’’تجھ کو چھوڑ دیا‘‘ کہنے سے ایک طلاق واقع ہوجائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۴۷۶/۹)

ثم فرق بینه وبین سرحتك، فإن سرحتك کنایة، فإذا قال: ’’رہا کردم‘‘ أي سرحتك، یقع به الرجعي، مع أن أصله کنایة أیضًا. (شامي، کتاب الطلاق / باب الکنایات ۲۹۹/۳ کراچی، خلاصة الفتاویٰ ٢٩٩/٢)

بخلاف قوله ''کنم'' لأنه استقبال فلم يكن تحقيقا للشك. وفي المحيط: قال بالعربية أطلق لايكون طلاقا. (خلاصة الفتاویٰ / كتاب الطلاق ۸۱/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السابع في الطلاق بألفاظ الفارسية ۳۸٤/۱ زكريا)

قيد بالاختيار؛ لأنه لو قال: طلقي نفسك، فقالت: أنا أطلق لا يقع. (البحر الرائق/ باب تفويض الطلاق ۳۱٤/۳ كوئٹه)

بیوی سے کہا: ''کبھی میرے پاس نہ آنا''

''کبھی میرے پاس نہ آنا'' کہنے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۴۲۷/۹)

کہا: ''اللہ نے تیری طلاق کا فیصلہ کردیا''

بیوی سے کہا کہ: ''اللہ نے تیری طلاق کا فیصلہ کردیا'' تو اس سے بلانیت کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ البتہ اگر طلاق کی نیت سے یہ جملہ ادا کرے گا تو طلاق واقع ہوجائے گی۔

رجل قال لامرأته ...... قضى الله طلاقك لم يكن طلاقًا إلا أن ينوي.

(الفتاویٰ الهندية ۳۵۹/۱، خلاصة الفتاویٰ / كتاب الطلاق ۸۲/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

تحریری طلاق کے مسائل

بلاشرط تحریری طلاق

اگرکسی شخص نے اپنی بیوی کے نام خط میں صاف الفاظ میں لکھا، ''اے فلاں بنت فلاں تجھے طلاق'' یا ''میں نے فلاں بنت فلاں کوطلاق دی'' تو اِس تحریر کے لکھتے ہی بیوی پر طلاق واقع ہوجائے گی، بیوی تک طلاق نامہ پہنچنا اور بیوی کا اُس کو وصول کرنا طلاق واقع ہونے کے لئے شرط نہیں۔

ثم إن كتب علىٰ وجه المرسوم ولم يعلقه بشرط، بأن كتب: أما بعد! يا فلانة فأنت طالق، وقع الطلاق عقيب كتابة لفظ ''الطلاق'' بلا فصل، لما ذكرنا أن كتابة قوله: ''أنت طالق'' علىٰ طريق المخاطبة بمنزلة التلفظ بها.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱ زكريا)

الكتابة علىٰ نوعين: إن كانت مرسومة يقع الطلاق نوىٰ أو لم ينو. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱ زكريا، كذا في فتاویٰ قاضي خان ۴۷۱/۱، بدائع الصنائع ۱۷۳/۳-۱۷۴، شامي ۴۵۶/۴ زكريا، خلاصة الفتاویٰ ۹۱/۲، المحيط البرهاني ۴۸۴/۴ رقم: ۴۹۲۰ المجلس العلمي)

طلاق نامہ ملنے کی شرط پر تحریری طلاق

اگر طلاق نامہ میں لکھا کہ ''جب تجھے میرا یہ خط پہنچے تو تجھے طلاق'' تو فوراً طلاق واقع نہ ہوگی بلکہ طلاق نامہ بیوی تک پہنچنے پر طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا؛ البتہ اِس صورت میں طلاق

واقع ہونے کے لئے بیوی کا طلاق نامہ پڑھنا شرط نہیں ہے؛ بلکہ صرف طلاق نامہ پہنچنا کافی ہے۔ (مستفاد: بہشتی زیور ۱/۱۳ کراچی)

وإن علّق طلاقها بمجيء الكتاب بأن كتب: إذا جاء ك كتابي فأنت طالق، فجاء ها الكتاب فقرأته أو لم تقرأ يقع الطلاق، كذا في الخلاصة. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في الطلاق بالكتابة ٤٥٦/٤ زكريا، وهكذا في الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٢٨/٤ رقم: ٦٨٣٦– ٦٨٣٧ زكريا، الفتاوىٰ الولوالجية ٨٠/٢–٧٩، خلاصة الفتاوىٰ ٩١/٢)

وإن علقه بشرط الوصول إليها بأن كتب: إذا وصل كتابي إليك فأنت طالق، لا يقع الطلاق حتى يصل إليها. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكتانية ١٧٤/٣ زكريا، المحيط البرهاني ٤٨٦/٤ رقم: ٤٩٢٨)

طلاق کا مضمون پڑھ کر دستخط کرنا

اگر کسی دوسرے شخص نے طلاق نامہ لکھ کر دیا اور شوہر نے پڑھ کر بلا جبر واکراہ اُس پر دستخط کردئے، تو اُس کی بیوی پر طلاق واقع ہوجائے گی۔

رجل استكتب من رجل اٰخر إلىٰ امرأته كتابًا بطلاقها، وقرأه على الزوج، فأخذه وطواه وختم وكتب في عنوانه وبعث به إلى امرأته، فأتاها الكتاب، وأقرّ الزوج أنه كتابه، فإن الطلاق يقع عليها. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ٣٧٩/١ زكريا، شامي ٤٥٦/٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٣١/٤ رقم: ٦٨٤٣ زكريا، المحيط البرهاني ٤٨٦/٤ رقم: ٤٩٢٨، خلاصة الفتاوىٰ ٩٢/٢)

طلاق نامہ پر دھوکہ سے شوہر کے دستخط کرانا

اگر کسی دوسرے نے طلاق نامہ لکھ کر شوہر سے دھوکہ سے دستخط کرالئے اور شوہر نے مضمون پڑھے بغیر دستخط کردئے، بعد میں اُس کو معلوم ہوا کہ اُس کی بیوی کے نام وہ طلاق نامہ تھا، تو اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

وکذٰلك كل كتاب لم يكتبه بخطه، ولم يمله بنفسه، لا يقع به الطلاق إذا لم يقر أنه كتابه، كذا في المحيط. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۹/۱ زكريا، شامي / كتاب الطلاق ۴۵٦/٤ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ۵۳۱/٤–۵۳۲ رقم: ٦۸٤۳ زكريا، ۳۸۰/۳ كراچی)

وكذٰلك كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه، لا يقع به الطلاق، إذا لم يعلم أنه كتابه. (المحيط البرهاني ٤۸٦/٤ رقم: ٤۹۲۹، شامي ٤۵٦/٤ زكريا)

سادہ کاغذ پر انگوٹھا لگانے سے طلاق نہیں ہوتی

سادہ کاغذ پر الفاظِ طلاق لکھے بغیر محض انگوٹھا لگانے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی، تندرست (بولنے پر قادر) آدمی کے لئے طلاق دینے کے لئے الفاظِ طلاق کا تلفظ یا بیوی کی عدمِ موجودگی میں اُن کو کاغذ پر لکھنا ضروری ہے، اِس کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوگی۔

كل كتاب لم يكتبه بخطه، ولم يمله بنفسه، لا يقع به الطلاق إذا لم يقر أنه كتابه، كذا في المحيط. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۹/۱ زكريا، شامي / كتاب الطلاق ٤۵٦/٤ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ۵۳۱/٤–۵۳۲ رقم: ٦۸٤۳ زكريا، ۳۸۰/۳ كراچی)

بیوی کے سامنے تحریر لکھ کر طلاق دینا

اگر کسی ایسے شخص نے جو خود بولنے پر قادر تھا، بیوی کے سامنے کاغذ وغیرہ پر لکھ کر طلاق دی اور زبان سے کچھ نہیں کہا، تو اِس سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ اِس لئے کہ جو شخص بیوی کے سامنے بولنے پر قادر ہو تو اُس کی تحریر زبانی طلاق دینے کے قائم مقام نہیں ہوسکتی، عام کتبِ فتاویٰ میں یہی تحریر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۱۲/۱۸، منتخبات نظام الفتاویٰ ۱٦٤/۲-۱٦٦)

إيماء الأخرس وكتابته كالبيان (الدر المختار) بأن الأخرس الخلقي لا

یعرف الکتابة، ولا یمکن تعریفه إیاها، لکن في الدر المنتقی عن الأشباه: أنه في حق الأخرس یشترط أن یکون معنونًا وإن لم یکن لغائب، وظاهره أن المعنون من الناطق الحاضر غیر معتبر. (شامي، کتاب الخنثیٰ / مسائل شتیٰ ۱۰/۴۶۱ زکریا، ۶/۷۳۷ کراچی)

نوٹ:- لیکن اِس مسئلہ میں دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اگر اکراہ کی صورت نہ پائی جائے، اورشوہر باقاعدہ طلاق نامہ بیوی کے نام مرتب کرکے دستخط کے ساتھ خود اُس کے ہاتھ میں دے، اورزبان سے کچھ نہ کہے، تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی۔ (فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۴/۱۵۹-۱۶۰ زمزم پبلشرز کراچی) اِس نقطۂ نظر کا استدلال درج ذیل جزئیہ سے ہے:

ثم الکتابة علیٰ ثلاثة أوجهٍ: مستبین مرسوم أي معنون وهو یجري مجری النطق في الحاضر والغائب علیٰ ما قالوا، ومستبین غیر مرسوم کالکتابة علی الجدار وأوراق الأشجار، وهو لیس بحجة إلا بالبینة والبیان، وغیر مستبین کالکتابة علی الهواء والماء وهو بمنزلة کلام غیر مسموع، فلا یثبت به الحکم. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الخنثیٰ / مسائل شتیٰ ۶/۴۴۲ قدیم زکریا)

بریں بنا اگر کسی جگہ ضروری ہو تو اِس پر بھی فتویٰ دیا جاسکتا ہے۔

کاتب کو طلاق لکھنے کا حکم دیا لیکن اُس نے نہیں لکھا

کسی کاتب سے کہا کہ میری بیوی کی طلاق لکھ دے؛ لیکن کاتب نے طلاق نامہ نہیں لکھا، پھر بھی اُس کی بیوی پر طلاق واقع ہوجائے گی؛ اِس لئے کہ کاتب کو طلاق لکھنے کا حکم دینا بجائے خود طلاق کا اقرار ہے، اوراقرار سے طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۶۰)

ولو قال للکاتب أکتب طلاق امرأتي کان إقرارًا بالطلاق وإن لم یکتب.

(شامي ۴/۴۵۶ زکریا، ۳/۲۳۶ کراچی، الفتاویٰ التاتارخانیة ۴/۵۳۱ رقم: ۶۸۴۲ زکریا، الفتاویٰ البزازیة علی هامش الهندیة ۴/۱۷۸، البحر الرائق ۳/۴۲۸ زکریا)

وکیل سے ایک طلاق لکھنے کو کہا تھا اُس نے تین لکھ دی

وکیل سے کہا کہ میری بیوی کو ایک طلاق لکھ دو، اُس نے تین لکھ دی، تو ایک طلاق تو فوراً واقع ہوجائے گی، اور باقی دو طلاقیں شوہر کی نیت و اِرادہ پر موقوف ہوں گی؛ لہٰذا اگر شوہر نے اُن تینوں کو بھی نافذ کردیا تو تینوں واقع ہوجائیں گی اور دو کو نافذ کیا تو دو واقع ہوں گی، اور اگر ما بقیہ دونوں کی تردید کردی تو صرف پہلی والی ایک طلاق واقع ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۹/۱۸۳)

المستفاد: وإذا قال لغيره: ''طلق امرأتي واحدة رجعية'' فطلقها واحدة بائنة. أو قال له: ''طلقها واحدة بائنة'' فطلقها واحدةً رجعيةً تقع تطليقةً واحدةً علىٰ حسب ما أمره الزوج. ذكره في الأصل. وفي الولوالجية: رجل وكّل وكيلاً أن يطلق امرأته، فطلق الوكيل ثلاثًا؛ فإن نوىٰ الزوج ثلاثًا صح، وإن لم ينو لا يصح عند أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ. (الفتاوىٰ التاتارخانية ۴/۴۹۷ رقم: ۶۷۵۶ زكريا)

ولو قال: طلقي نفسك واحدةً فطلقت نفسها ثلاثًا لم يقع شيء في قول أبي حنيفةؒ، وقال أبو يوسف ومحمدؒ: يقع واحدة. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل وأما قوله طلقي نفسك ۳/۱۹۶ زكريا، المحيط البرهاني ۳/۳۸۹، تبيين الحقائق ۳/۹۷)

سادہ کاغذ پر صرف لفظ ''طلاق'' لکھ کر بیوی کو بھیجنا

اگر بیوی کے پاس سادہ کاغذ پر طلاق کی نیت سے صرف لفظ ''طلاق'' لکھ کر بھیج دیا تو طلاق واقع ہوجائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۵۸۳ ڈابھیل، فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۹/۹۷)

كتب الطلاق إن مستبينًا علىٰ نحو لوحٍ وقع إن نوى. (الدر المختار) هٰذا في المكتوب علىٰ غير وجه الرسم والرسالة. (طحطاوي على الدر ۲/۱۱۱ بيروت، شامي ۴/۴۵۶ زكريا، ومثله في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۱/۳۷۸ زكريا)

پرچے پر تین طلاق لکھ کر پھاڑ دیا

اگر کسی شخص نے پرچے پر اپنی بیوی کے نام یہ لکھا کہ ’’تجھے تین طلاق‘‘ پھر پرچے کو پھاڑ دیا تو اُس کی بیوی پر تین طلاق لکھتے ہی واقع ہوجائے گی؛ اِس لئے کہ لکھ کر پرچہ پھاڑنے سے لکھی ہوئی طلاق کالعدم نہیں ہوتی؟

ثـم الـمـرسـومة لا تخلوا إما أن أرسل الطلاق بأن كتب: أما بعد! فأنت طـالـق، فـكما كتب هٰذا، يقع الطلاق، وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (الفتاویٰ الهـندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱ قديم زكريا، شامي ٤٥٦/٤ زكريا، الـفتـاویٰ الـولـوالـجية ۷۹/۲، وكـذا فـي الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في إيقاع الطلاق بالكتاب ٥٢٨/٤ رقم: ٦٨٣٥ زكريا)

ثـم إن كتـب على وجه المرسوم ولم يعلقه بالشرط بأن كتب أما بعد! يا فـلانة فـأنت طالق، وقع الطلاق عقيب كتابة لفظ ’’الطلاق‘‘ بلا فصل. (الفتاویٰ الهـنـدية، كتـاب الـطـلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱، وهكذا في الفتاویٰ التاتارخانية ٥٢٨/٤ رقم: ٦٨٣٦ زكريا، الفتاویٰ الولوالجية ۷۹/۲، شامي ٤٥٦/٤ زكريا)

بیوی نے طلاق نامہ پھاڑ دیا یا جلا دیا

اگر بیوی نے مرسومہ طلاق نامہ پڑھے بغیر اسے پھاڑ دیا یا جلا دیا تو اس سے لکھی ہوئی طلاق پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، طلاق بہر صورت واقع ہوجائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/ ۶۳۷ ڈابھیل)

ثـم الـمـرسـومة لا تخلوا إما أن أرسل الطلاق بأن كتب: أما بعد! فأنت طـالـق، فـكما كتب هٰذا، يقع الطلاق، وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (الفتاویٰ الهـندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱ قديم زكريا، شامي ٤٥٦/٤ زكريا، الفتاویٰ الولوالجية ۷۹/۲، وكذا في الفتاویٰ التاتارخانية ٥٢٨/٤ رقم: ٦٨٣٥ زكريا)

زبردستی طلاق لکھنے یا دستخط کرنے پر مجبور کرنا

اگر کسی شخص کو ڈرا دھمکا کر طلاق لکھنے یا طلاق نامہ پر دستخط کرنے پر مجبور کیا گیا اور اُس نے مار پیٹ کے خوف سے الفاظِ طلاق تحریر کردئے یا دستخط کردئے اور زبان سے کچھ نہ کہا تو اِس سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

رجل أکرہ بالضرب والحبس علیٰ أن یکتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان بن فلان، فکتب: امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق، لا تطلق امرأته؛ لأن الکتابة أقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هٰهنا. (فتاویٰ قاضي خان، کتاب الطلاق / فصل في الطلاق بالکتابة ۴۷۲/۱ زکریا، الفتاویٰ الهندیة ۳۷۹/۱، وهٰکذا في الفتاویٰ التاتارخانیة ۵۳۲/۴ رقم: ۶۸۴۳ زکریا، الفتاویٰ الولوالجیة ۹۹/۲)

رجل أکرہ بالضرب والحبس علیٰ أن یکتب طلاق امرأته فکتب فلانة بنت فلان امرأته طالق. وفي الحاوي: ولم یعبر بلسانه لا تطلق. (الفتاویٰ التاتارخانیة ۵۳۲/۴ رقم: ۶۸۴۳ زکریا، المحیط البرهاني ۴۲۹/۶ کوئٹه، الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالکتابة ۳۷۸/۱ قدیم زکریا)

’’اِی میل‘‘ کے ذریعہ طلاق

’’اِی میل‘‘ کے ذریعہ جو طلاق نامہ بھیجا جائے، اُس سے بھی طلاق واقع ہوجائے گی، جب کہ یہ یقین ہو کہ یہ میل شوہر ہی نے بھیجا ہے۔

ثم إن کتب علیٰ وجه المرسوم ولم یعلقه بشرط بأن کتب: أما بعد! یا فلانةُ فأنت طالق، وقع الطلاق عقیب کتابة لفظ ’’الطلاق‘‘ بلا فصل، لما ذکرنا أن کتابة قوله: ’’أنت طالق‘‘ علیٰ طریق المخاطبة بمنزلة التلفظ بها.

(بدائع الصنائع ۲۴۰/۴ بیروت، وهٰکذا في الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالکتابة ۳۷۸/۱ قدیم زکریا، شامي، کتاب الطلاق / مطلب في الطلاق بالکتابة ۴۵۶/۴ زکریا، الفتاویٰ

الـولـوالـجية ٧٩/٢، ومثـلـه فـي الـفـتـاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في إيقاع الطلاق بالكتاب ٥٢٨/٤ رقم: ٦٨٣٥ زكريا)

موبائل پر میسج کے ذریعہ طلاق

اگرشوہر نے بیوی کے موبائل پر طلاق کا میسج لکھ کر بھیجا، اور بعد میں وہ اِس کا اِقرار بھی کرتا ہے کہ میں نے ہی میسج بھیجا ہے، تو میسج میں جتنی طلاق لکھی ہوں گی اُتنی ہی طلاق بیوی پر واقع ہوجائیں گی۔

لـمـا ذكـرنـا أن كتـابة قـوله: ”أنت طالق“ علىٰ طريق المخاطبة بمنزلة التلفظ بها. (بدائع الصنائع ٢٤٠/٤)

رجـل استكتب من رجل آخر إلىٰ امرأته كتاب بطلاقها وقرأه على الزوج فأخذه الزوج وطواه وختم وكتب في عنوانه وبعث به إلىٰ امرأته فأتاها الكتاب وأقر الزوج أنه كتابه فإن الطلاق يقع عليها. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل السـادس فـي إيـقـاع الـطـلاق بـالكتاب ٥٣١/٤ رقم: ٦٨٤٣ زكريا، المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الـفصل السادس في إيقاع الطلاق بالكتابة ٤٢٩/٣ رقم: ٤٩٢٩ كوئٹه، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ٣٧٩/١)

”واٹس اَپ“ پر ”وائس میسج“ کے ذریعہ طلاق

اگر ”واٹس اَپ“ میں ”وائس میسج“ (ٹیپ شدہ آواز) کے ذریعہ طلاق دی اورشوہر کے اِقرار یا دیگر قرائن سے یہ یقین ہوجائے کہ یہ شوہر ہی کی آواز ہے، تو اِس وائس میسج کے ذریعہ بھی طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولـو أقر بالطلاق كاذبًا أو هازلاً وقع. (شـامـي / مطلب في المسائل التي تصح مع الإكراه ٢٣٨/٣ كراچی، البحر الرائق ٤٣٨/٣ زكريا، الفتاوىٰ البزازية على هامش الهندية ١٧٨/٤)

❍❖❍

تین طلاق کے مسائل

ایک مجلس کی تین طلاقیں

’’تین طلاق‘‘ چاہے ایک مجلس میں دی جائیں یا متعدد اَوقات میں، وہ تین ہی واقع ہوتی ہیں، جمہور فقہاء اور ائمہ اَربعہ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا مسلک یہی ہے۔

اِس کے برخلاف روافض، بعض متقدمین اہلِ ظاہر اور آخری دور کے علماء میں علامہ ابن تیمیہؒ وغیرہ کا مسلک یہ ہے کہ تین طلاقیں جو ایک ساتھ دی جائیں وہ صرف ایک طلاقِ رجعی کے حکم میں ہوتی ہیں۔

ذهب طاؤس ومحمد ابن اسحق والحجاج والظاهرية إلىٰ أن الرجل إذا طلق امرأته ثلاثًا معًا فقد وقعت عليها واحدةٌ، واحتجوا بحديث أبي الصهباء. ومذهب جماهير العلماء من التابعين ومن بعدهم منهم: النخعي، والثوري، وأبوحنيفة وأصحاب مالك وأصحابه والشافعي وأصحابه وأحمد وأصحابه وإسحق وأبوثور وآخرون كثيرون علىٰ أن من طلّق امرأته ثلاثًا وقعن، ولكنه يأثم. وقالوا: من خالف فيه فهو شاذٌّ مخالف لأهل السنة، وإنما تعلق به من أهل البدع ومن لا يلتفت إليه لشذوذه عن الجماعة. (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الطلاق / باب من أجاز طلاق الثلاث ۲۳۳/۲۰ بيروت)

وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلىٰ أنه يقع ثلاثٌ. (فتح القدير، كتاب الطلاق / باب طلاق السنة ۴۵۱/۳ زكريا، ۴۶۹/۳ مصر)

وقد اختلف العلماء فيمن قال لامرأته: أنت طالق ثلاثًا، فقال الشافعيؒ ومالك وأبوحنيفة وأحمد وجماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلاث. وقال طاؤس وبعض أهل الظاهر: لا يقع بذٰلك إلا واحدة. (شرح المسلم للنووي / كتاب الطلاق ۴۷۸/۱ مكتبه ياسر نديم ديوبند)

وقال حسن: لولا أني سمعت أبي يحدث عن جدي النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال: من طلّق امرأته ثلاثًا لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره لراجعتها. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الطلاق / باب المتعة ٤١٩/٧ رقم: ١٤٤٩٢ دار الكتب العلمية بيروت)

عن واقع بن سحبان قال: سئل عمران بن حصين رضي اللّٰه عنه عن رجلٍ طلّق امرأته ثلاثًا في مجلس، قال: أثم بربه وحرمت عليه امرأته. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق / باب من كره أن يطلق الرجل الخ ٥١٩/٩ رقم: ١٨٠٨٧ المجلس العلمي)

وإن طلّقها ثلاثًا في طهر واحدٍ بكلمة واحدةٍ ...... مثل أن يقول: أنت طالق ثلاثًا ...... فهٰذا للعلماء من السلف والخلف، فيه ثلاثة أقوال: – إلىٰ قولهٖ – الثاني: أنه طلاق محرم لازمٌ وهو قول مالك وأبي حنيفة وأحمد في الرواية المتأخرة عنه، اختارها أكثر أصحابهٖ، وهٰذا القول منقول عن كثير من السلف من الصحابة والتابعين .... الثالث: أنه محرم ولا يلزمه منه إلا طلقة واحدة، وهٰذا القول منقول عن طائفة من السلف والخلف من أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، مثل: الزبير بن العوام ...... الخ، وهو قول بعض أصحاب أبي حنيفة ومالك وأحمد بن حنبل – إلىٰ قولهٖ – والقول الثالث هو الذي يدل عليه الكتاب والسنة. (مجموعة الفتاوىٰ ٣٣/٧–٨)

دورِ حاضر کے غیر مقلدین نے اِس مسئلہ میں جمہور علمائے سلف کی رائے چھوڑ کر علامہ ابن تیمیہؒ کے مسلک کی شدت سے تقلید کر رکھی ہے، اور اس مسئلہ کو اپنی خاص پہچان بنالیا ہے۔ موقع بموقع عورتوں کی حالتِ زار کی دُہائی دے کر اخبارات میں یہ مسئلہ اُچھالا جاتا ہے۔ نادم اور شرمسار طلاق دینے والوں کی اَشک شوئی کی جاتی ہے اور اُنہیں اِس پر آمادہ کیا جاتا ہے کہ وہ غیر مقلدین کے فتوے پر عمل کر کے اپنی ازدواجی زندگی دوبارہ استوار کرلیں۔ حالاں کہ یہ مسئلہ بڑا نازک ہے، اِس کا تعلق نہ صرف یہ کہ براہِ راست حلت وحرمت سے ہے؛ بلکہ اِس مسئلہ میں بے احتیاطی کے اثرات نسلوں تک پڑنے کا اندیشہ رہتا ہے؛ اس لئے کہ جب ایسی عورت سے رجعت کو حلال کہا جائے گا، جس کی حرمت پر تمام ائمہ عظام کا اتفاق ہے، اور جس کو بلاحلالہ شرعیہ گھر میں رکھنا حرام کاری ہے، تو پھر اُس سے جو اولادیں پیدا ہوں گی اُن میں صلاح وفلاح کا تصور کیسے ہوسکتا ہے۔

طلاق کے بارے میں اِسلامی قانون

زمانۂ جاہلیت میں بہت سے لوگ اپنی بیویوں کو طلاق دیتے تھے، پھر عدت کے اندر رجعت

کرلیتے تھے، اور اِس سلسلہ کی کوئی حد نہ تھی، جتنی بار چاہتے طلاق دیتے اور پھر بار بار رجعت کرتے رہتے تھے، جس کی وجہ سے بے چاری بیوی گویا کہ قید کی زندگی گذارتی تھی، نہ تو آزاد ہی ہو پاتی تھی کہ دوسری جگہ باعزت زندگی گذارے اور نہ شوہر اُس کے ساتھ انصاف کرتا تھا کہ یہاں اُسے سکون نصیب ہو۔

اِس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی درج ذیل آیت میں اِس ظالمانہ طریقہ کو ختم فرماتے ہوئے یہ ہدایت دی کہ اسلام میں طلاقِ رجعی کی آخری حد صرف دو بار ہے، یعنی پہلی اور دوسری طلاق کے بعد (عدت کے اندر بلا نکاح اور عدت کے بعد باہمی رضامندی سے نکاح کے ذریعہ) شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ، فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ. (البقرة: جزء آیت: ۲۲۹)

طلاق (رجعی) دوبار تک ہے، اس کے بعد یا تو دستور کے موافق روک رکھے (یعنی رجعت کرلے) یا خوش اُسلوبی کے ساتھ چھوڑ دے۔

لیکن تیسری طلاق کے بعد یہ حق باقی نہیں رہتا، جیسا کہ درج ذیل آیت میں ارشاد فرمایا گیا:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ، فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ، وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ. (البقرة: ۲۳۰)

پھر اگر وہ شوہر عورت کو (تیسری) طلاق دیدے، تو اَب وہ عورت اِس طلاق کے بعد اُس پر حلال نہیں؛ تا آں کہ اُس کے علاوہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے، پھر اگر دوسرا شوہر طلاق دیدے (یا اُس سے کسی طرح شرعی تفریق واقع ہوجائے) تو اُن دونوں پر کچھ حرج نہیں کہ وہ دونوں آپس میں مل جائیں، اگر یہ گمان غالب ہو کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے، اور یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ واقف کار لوگوں کے واسطے بیان فرماتے ہیں۔

قرآنِ کریم کی اِس آیت سے واضح ہوا کہ تیسری طلاق (خواہ ایک ساتھ دی گئی ہو یا الگ الگ) کے بعد مرد کو بیوی سے رجعت کا عام اختیار ختم ہوجاتا ہے، اور بیوی اُس کے اوپر قطعی حرام ہوجاتی ہے، اور اَب اِس حرمت کو ہٹانے کی صرف اور صرف ایک ہی تدبیر ہے کہ حلالہ کی صورت پیش آئے، یعنی وہ عورت عدت کے بعد کسی اور شخص سے نکاح کرے (پھر اُن دونوں میں زن وشوئی کا تعلق قائم ہو، یہ شرط حدیث مشہور سے ثابت ہے، جسے حدیث عسیلہ کہا جاتا ہے) پھر وہ دوسرا شوہر اُسے کسی وجہ سے طلاق دیدے، یا اُن میں تفریق شرعی ہوکر عدت گذر جائے، تو اَب اس عورت کے

پہلے شوہر کے لئے اس عورت کو نیا نکاح کر کے ساتھ رکھنے کی اجازت ہوگی، اِسی کو حدیث وفقہ کی اصطلاح میں ''حلالہ'' کہا جاتا ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الرجل يطلق امرأته ثلاثًا، فيتزوجها لرجل فيغلق الباب، ويرخى الستر، ثم يطلقها قبل أن يدخل بها، قال: لا تحل للأول حتى يجامعها الآخر. (سنن النسائي، كتاب الطلاق / باب إحلال المطلقة ٨٤/٢ رقم: ٣٤٤٤ دار السلام رياض)

فسئل النبي صلى الله عليه وسلم عن ذٰلك، فقال: لا حتى يذوق الآخر من عسيلتها ما ذاق الأول. (صحيح مسلم، كتاب الطلاق / باب لا تحل المطلقة ثلاثًا لمطلقها ٤٦٣/١ رقم: ١٤٣٣)

مفسر قرآن حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر

طلاق کی مذکورہ قانونی تفصیل کے بارے میں بھرپور رہنمائی ہمیں ایک روایت سے ملتی ہے، جسے حضرت امام ابوداؤد سجستانی (المتوفی ۲۷۵ھ) نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اپنی ''سنن'' میں ذکر کیا ہے۔

''عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت: ﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ﴾ کے تحت ارشاد فرمایا کہ ''ابتدا میں اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اگرچہ تین طلاق دے دیتا پھر بھی اسے رجعت کا حق رہتا تھا، تا آں کہ یہ حکم منسوخ ہوگیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ الخ آیت تلاوت کی''۔

عن عكرمة عن بن عباس رضي الله عنهما قال: ﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ، وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْ اَرْحَامِهِنَّ﴾ وذلك أن الرجل كان إذا طلّق امرأته فهو أحقّ برجعتها وإن طلقها ثلاثًا، فنسخ ذٰلك فقال: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ (سنن أبي داؤد / باب في فسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث ٢٩٧/١)

مالك أنه بلغه أن رجلا قال لابن عباسؓ: إني طلقت امرأتي مائة تطليقة، فماذا ترىٰ علي؟ فقال له ابن عباسؓ: طلقت منك بثلاث وسبع وتسعون اتخذت بها آيات اللّٰه هزوًا. (المؤطا للإمام مالك ١٩٩ رقم: ١١٢١)

عن عامر الشعبي قال: قلت لفاطمة بنت قيس: حدثيني عن طلاقك، قالت:

طلقني زوجي ثلاثًا، وهو خارج إلى اليمن، فأجاز ذٰلك رسول الله صلى الله عليه وسلم. (سنن ابن ماجة، كتاب الطلاق / من طلق ثلاثًا في مجلس واحدٍ ١٤٥ رقم: ٢٠٢٤)

معلوم ہوا کہ اَب اسلام کا یہ قانون بنادیا گیا کہ وہ طلاق جس کے بعد رجعت کا حق ہے وہ صرف دو ہے، اس کے بعد اگر ایک بھی طلاق دی جائے گی۔ (چاہے یہ سب ایک ساتھ ہوں یا الگ الگ؛ اس لئے کہ آیاتِ قرآنیہ میں کہیں اِس تفریق کی دلیل نہیں ہے) تو وہ عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہ رہے گی۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری شرح بخاری میں اِس موضوع پر لمبی بحث کے بعد اَخیر میں نقل فرماتے ہیں:

وحجة الجمهور في اللزوم من حيث النظر ظاهرة جدًا، وهو أن المطلقة ثلاثًا لا تحل للمطلق حتى تنكح زوجًا غيره، ولا فرق بين مجموعها ومفرقها لغة وشرعًا الخ. (فتح الباري، كتاب الطلاق / باب من جوز الطلاق الثلاث ٣٦٥/٩ رقم: ٥٢٦١ دار الفكر بيروت)

اور جمہور کی دلیل تین طلاق کے واقع ہونے کے بارے میں غور وفکر کے اعتبار سے بالکل ظاہر ہے، اور وہ یہ ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی جائیں وہ حلالہ کے بغیر اُس کے لئے حلال نہیں ہوسکتی، اور یہ طلاقیں چاہے اکٹھی دی جائیں یا الگ الگ، لغۃً اور شرعاً اُن میں کوئی فرق نہیں ہے۔

وأجمعوا علىٰ أن من طلق امرأته طلقةً أو طلقتين، فله مراجعتها؛ فإن طلقها الثالثة لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره. (تفسير القرآن الكريم للقرطبي [البقرة: ٢٢٩] ١٢٧/٢ دار إحياء التراث العربي بيروت، ١١٩/٢ المكتبة التجارية أحمد باز)

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مذکورہ قول کے مطابق جس پس منظر میں اِس قانون کی تشکیل ہوئی ہے وہ صاف طور پر اس کا متقاضی ہے کہ تین کے وقوع کے بعد شوہر کو رجعت کا حق حاصل نہ ہو، کیوں کہ تین کے بعد بھی اگر ہم رجعت کا حق باقی رکھیں گے، تو نسخ سے پہلے اور بعد کے حکم میں کوئی فرق نہ رہے گا، جو صراحۃً آیتِ قرآنی کے منشاء کے خلاف ہے۔

حلالہ حکم شرعی ہے

واضح ہو کہ مطلقہ ثلاثہ کو حلالہ کا حکم دے کر قرآنِ کریم نے شوہر کو سبق سکھایا ہے کہ چوں کہ اُس نے طلاق دینے کے بارے میں شرعی ہدایات اور رخصتوں کا خیال نہیں رکھا اور اپنی بیوی کی بھی ناقدری

کی، اور طلاق کی آخری حد سے بھی گذر گیا، تو اَب اُس کی بیوی دوسرے شوہر کا منہ دیکھے بغیر اُس کے نکاح میں واپس نہیں آسکتی۔

غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حلالہ کے حکم میں سزا عورت کو نہیں؛ بلکہ شوہر کو دی گئی ہے؛ کیوں کہ عورت کا حلال طریقہ پر بیوی بن کر کسی بھی شخص کے ساتھ رہنا کوئی عیب نہیں؛ البتہ شوہر کے لئے ضرور یہ بات خفت کی ہوگی کہ اُس کی بیوی دوسرے کے پاس چلی جائے۔

بہرحال ''حلالہ'' ایک حکم شرعی ہے، اس کے نہ تو انکار کی گنجائش ہے اور نہ اس کا مذاق اڑانے کی اجازت ہے (جیسا کہ بعض پرجوش غیر مقلدین کی زبانی سنا جاتا ہے)؛ البتہ پلاننگ کے ساتھ شرط لگا کر حلالہ کا عمل کرنا شریعت میں پسندیدہ نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروط طور پر حلالہ کرنے اور حلالہ کرانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ۲؍۲۸۴)

عن عبد اللّٰہ بن مسعود رضي اللّٰہ عنہ قال: لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المحلل والمحلَل لہ. (مشکاۃ المصابیح ۲۸۴ النسخۃ الھندیۃ)

تاہم اگر حلالہ کا شرعی طور پر تحقق ہوجائے، خواہ شرط لگا کر یا بلا شرط لگائے، تو یہ عورت شوہر اول کے لئے حسبِ ضابطۂ قرآنی حلال ہوجاتی ہے، تین طلاق کے بعد حلالۂ شرعیہ کے بغیر شوہر اول کے لئے حلت کی کوئی صورت شریعت میں متصور نہیں ہے۔

دورِ نبوت میں بیک وقت تین طلاق کا نفاذ

دورِ نبوت میں ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی الاطلاق تین طلاقوں کو نافذ فرمایا ہے۔ امیر المؤمنین فی الحدیث امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (المتوفی ۲۵۶ھ) نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''الجامع الصحیح'' میں ایک باب قائم فرمایا ہے ''تین طلاق کو نافذ کرنے کا بیان'' اور اِس کے تحت مشہور صحابی حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ جب اپنی بیوی کے ساتھ لعان کرکے فارغ ہوئے تو اُنہوں نے کہا۔

''میں اگر اب بھی اِس عورت کو ساتھ رکھوں تو جھوٹا کہلاؤں گا''، پھر اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم فرمانے سے قبل ہی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔

فتلاعنا وإنا مع الناس عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، فلما فرغا من تلاعنہما، قال عویمر: کذبتُ علیہا یا رسول اللّٰہ! إن أمسکتہا فطلقہا ثلاثًا قبل أن یأمرہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم. الحدیث (صحیح البخاري / باب اللعان ومن طلق بعد اللعان ۲/۸۰۰ رقم: ۵۱۰۷، صحیح مسلم ۱/۴۸۹، سنن أبي داؤد ۱/۳۰۵)

ابوداؤد شریف میں اِس روایت کی مزید وضاحت اِس طرح کی گئی ہے:

’’پس انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تین طلاقیں دے دیں، جنہیں آپ نے نافذ فرمایا اور جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا جائے، وہ سنت ہوتا ہے۔

قال: فطلقها ثلٰث تطليقاتٍ عند رسول اللّٰه فانفذه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، وكان ما صنع عند النبي صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم سنّة. الحديث. (سنن أبي داؤد / كتاب الطلاق ۳۰٦/۱)

اِس روایت سے پتہ چلا کہ:

الف:- حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم زمانہ نبوی میں تین طلاقیں دیتے تھے۔

ب:- اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کو نافذ فرمایا، جب کہ واقعہ بیک وقت تین طلاق دینے کا تھا۔

یہاں یہ واضح رہے کہ اگر چہ ائمہ اَربعہ کا مذہب یہی ہے کہ لعان میں طلاق کے ذریعے تفریق کی ضرورت نہیں رہتی؛ بلکہ خود لعان ہی سے تفریق ہوجاتی ہے؛ لیکن یہاں اُن صحابی کے اکٹھے تین طلاق کے الفاظ استعمال کرنے پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نکیر نہ فرمانا اِس بات پر دلیل ہے کہ تین طلاقوں کا وقوع صحابہ میں مشہور ومعروف تھا۔ (فتح الباری ۳٦۷/۹)

اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ کی روایت

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اِسی باب میں ایک دوسرے واقعہ سے بھی استدلال فرمایا ہے، وہ یہ ہے کہ:

’’حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، عورت نے دوسرا نکاح کرلیا، دوسرے شوہر نے (جماع سے قبل) طلاق دے دی، اُس نے پوچھا کہ وہ عورت کیا پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگئی؟ آپ نے جواب دیا نہیں‘‘۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن رجلاً طلّق امرأته ثلاثًا، فتزوّجت، فطلق، فسئل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أتحل للأوّل؟ قال: لا. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق / باب من أجاز طلاق الثلاث ۷۹۱/۲ رقم: ۵۰٦۲)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: سئل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن رجل طلّق امرأته، فتزوجت زوجًا غيره، فدخل بها، ثم طلقها قبل أن يواقعها أتحل

للأول؟ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لا، حتی یذوق الأخر عسیلتها وتذوق عسیلته. (سنن النسائي / کتاب الطلاق ۲/ ۸۳)

وأجمعوا علیٰ أن من طلق امرأته طلقة أو طلقتین فله مراجعتها، فإن طلقها الثالثة لم تحل له حتی تنکح زوجًا غیره. (الجامع لأحکام القرآن الکریم ۳/ ۱۲۷-۱۲۸ إحیاء التراث)

عن ابن عباس وأبي هریرة وعبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص رضي اللّٰہ عنهم سئلوا عن البکر یطلقها زوجها ثلاثًا، فکلهم قال: لا تحل له حتی تنکح زوجًا غیره.
(سنن أبي داؤد، کتاب الطلاق / باب بقیة نسخ المراجعة بعد التطلیقات الثلاث ۱/ ۲۹۹)

یہ حدیث بھی تین طلاق کو تین ماننے پر صریح ہے؛ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کے بعد بلا حلالہ رجعت سے منع فرمایا ہے، خواہ تین طلاقیں اکٹھی دی جائیں یا الگ الگ۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ کی روایت

مصنف عبدالرزاق میں حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اُن کے والد نے اپنی اہلیہ کو ہزار طلاقیں دے دیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اِس کا علم ہوا، تو آپ نے تین کو نافذ فرمایا اور بقیہ نوسوستانوے کو لغو اور ظلم قرار دیا۔

عن عبادة بن الصامت رضي اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: طلّق جدّي امرأته له ألف تطلیقة، فانطلق أبي إلیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم فذکر ذٰلك له، فقال النبي صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: أما اتّقی اللّٰہ جدك، أما ثلاث فله، وأما تسع مائة وسبعة وتسعون فعدوان وظلم، إن شاء اللّٰہ تعالیٰ عذّبه وإن شاء غفر له. (المصنف لعبد الرزاق ۶/ ۳۹۳ رقم: ۱۱۳۳۹ المجلس العلمي)

عن أنس رضي اللّٰہ عنه قال: سمعت معاذ بن جبل رضي اللّٰہ عنه یقول: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: یا معاذ! من طلّق لبدعة واحدة أو اثنتین أو ثلاثًا ألزمناه بدعة. (سنن الدار قطني ۴/ ۳۰ رقم: ۳۹۷۵ مکتبة دار الإیمان سهارنفور)

لو قال: أنت طالق مرارًا، أو ألوفًا تحته فیقع به الثلاث ویلغو الزائد. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الطلاق / باب الصریح ۴/ ۵۰۴ زکریا، ۳/ ۲۸۰ کراچی)

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کی روایت

اِمام نسائیؒ نے اپنی کتاب میں ایک باب قائم کیا ہے، جس میں بیک وقت تین طلاق دینے پر

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تنبیہ اور ناگواری کا ذکر ہے، اِس کے تحت حضرت محمود بن لبیدؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی شخص کے بارے میں یہ معلوم ہوا کہ اُس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں کھڑے ہوگئے اور پھر ارشاد فرمایا کہ: ''میری موجودگی میں اللہ کی کتاب کے ساتھ کھلواڑ کیا جارہا ہے''۔ (حضرت کے اِس غصہ کو دیکھ کر) مجلس میں ایک شخص کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میں اسے قتل نہ کردوں؟

أخبر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم رجل طلّق امرأته ثلاث تطلیقاتٍ جمیعًا، فقام غضبانًا، ثم قال: أیلعب بکتاب اللّٰه وأنا بین أظهرکم، حتی قام رجل، وقال: یا رسول اللّٰه! ألا أقتله. (سنن النسائي / باب الطلاق لغیر العدة ۸۲/۲ مکتبة سعد دیوبند)

حضرت ابن عمرؓ کا واقعہ

''امام دارقطنی'' نے اپنی ''سنن'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ نقل کیا ہے کہ اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیتا، تو کیا مجھے رجوع کا حق رہتا؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: نہیں، اس وقت تمہاری بیوی بائنہ ہوجاتی اور یہ گناہ کا کام ہوتا۔

فقلت: یا رسول اللّٰه! رأیت لو أنّي طلقتها ثلاثًا کان یحل لي أن أراجعها؟ قال: لا کانت تبین منك وتکون معصیة، الخ. (سنن الدار قطني / کتاب الطلاق ۲۰/۴ -۲۱ رقم: ۳۹۹۲ مکتبة دار الإیمان سهارنفور)

سیدنا حضرت حسنؓ کا مقولہ

اِسی طرح امام حسن رضی اللہ عنہ کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے کہ ''انہوں نے اپنی ایک بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں۔ بعد میں ایسے احوال پیش آئے کہ عورت نے رجعت کی خواہش کی، تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے افسوس کے ساتھ فرمایا کہ اگر مجھے اپنے نانا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ حدیث نہ پہنچی ہوتی کہ تین طلاق کے بعد بیوی نہیں رہتی، تو میں اس سے رجوع کرلیتا''۔ (ملخصاً)

وقال: لو لا أني أبنتُ الطلاق لها لراجعتها، ولکني سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم یقول: أیما رجلٍ طلق امرأته ثلاثًا عند کل طهر تطلیقةً أو عند رأس کل شهر تطلیقةً أو طلقها ثلاثًا جمیعًا لم تحل حتی تنکح زوجًا غیره، الخ.

(سنن الدار قطني / كتاب الطلاق ٤/ ٢٠ رقم: ٣٩٢٨ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

وقال حسن: لولا أني سمعت أبي يحدث عن جدي النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: من طلق امرأته ثلاثًا لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره لراجعتها. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ٧/ ٤١٩ رقم: ١٤٤٩٢ دار الكتب العلمية بيروت، سنن الدار قطني ٤/ ٢٠ رقم: ٣٩٢٧)

عن سويد بن غفلة – في حديث طويل – ثم قال أي الحسن: لولا أني سمعت جدي أو حدثني أبي أنه سمع جدي يقول: أيما رجل طلق امرأته ثلاثًا عند الأقراء أو ثلاثًا مبهمة لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره لراجعتها. (روح المعاني ٢/ ٢٠٨ زكريا)

حاصل یہ ہے کہ تین طلاق کے واقعات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش آئے اور آپ نے اُنہیں تین ہی قرار دیا، اور آپ کے بعد اکابر صحابہ وتابعین یہی فتویٰ دیتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ کا فتویٰ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جن کی رائے پہلے اس بارے میں مختلف تھی، بعد میں شدت کے ساتھ تین طلاق کو تین ماننے کا فتویٰ دیتے تھے۔

عن ابن عباس وأبي هريرة وعبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهم سئلوا عن البكر يطلقها زوجها ثلاثًا، فكلهم قال: لا تحل له حتى تنكح زوجًا غيره.

(سنن أبي داؤد، كتاب الطلاق / باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث ١/ ٢٩٩)

حضرت رکانہ ابن ابی رکانہؓ کی روایت کی حقیقت

جو حضرات ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک قرار دینے پر مصر ہیں، ان کی سب سے اہم دلیل حضرت رکانہ ابن عبد یزید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جس میں یہ ذکر ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صرف ایک طلاق رجعی قرار دیا۔ غیر مقلد حضرات بڑے زور وشور سے اس روایت کو اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں، حالاں کہ اس روایت کے الفاظ میں اختلاف ہے۔ بعض روایات میں ''تین مرتبہ طلاق'' کا ذکر ہے اور بعض میں لفظ ''البتۃ'' سے طلاق کا تذکرہ ہے۔ اور امام ابوداؤدؒ نے ''البتۃ'' والی روایت ہی کی تصحیح فرمائی ہے۔ ابوداؤدؒ کی روایت یہ ہے:

''رکانہ کے پڑپوتے عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت

کرتے ہیں کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ کو ’’البتۃ‘‘ کے لفظ سے طلاق دی تھی (جس میں ایک اور تین دونوں مراد لینے کا احتمال تھا) پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ’’تمہاری مراد اِس سے کیا تھی‘‘؟ رکانہ نے جواب دیا ’’ایک‘‘ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ کو قسم دلائی اور جب اُنہوں نے قسم کھالی، تو آپ نے فرمایا ’’وہی مراد ہے جو تم نے ارادہ کیا‘‘۔

اِس روایت پر اِمام ابوداؤدؒ نے درج ذیل محدثانہ تبصرہ کیا ہے:

’’یہ روایت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کی اس رویت کے مقابلے میں اصح ہے، جس میں ابورکانہ کے تین طلاق دینے کا ذکر ہے؛ کیوں کہ اِس روایت کے نقل کرنے والے رکانہ کے اہلِ خانہ ہیں، جو حقیقتِ حال کو زیادہ جاننے والے ہیں‘‘۔

عن عبد اللّٰه بن علي بن يزيد ابن ركانة عن أبيه عن جده أنه طلق امرأته البتة فأتى رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم، فقال: ما أردت؟ قال: واحدة، قال: واللّٰه! قال: واللّٰه! قال: هو علي ما أردت. قال أبوداؤد: هٰذا أصح من حديث ابن جريج أن ركانة طلق امرأته ثلاثًا؛ لأنهم أهل بيته وهم اعلم به، الخ. (سنن أبي داؤد، كتاب الطلاق / باب في البتة ۱/ ۳۰۰-۳۰۱)

عن نافع بن عجير بن عبد يزيد بن ركانة أن ركانة بن عبد يزيد طلق امرأته سهيمة البتة فأخبر النبي صلى اللّٰه عليه وسلم بذٰلك، وقال: واللّٰه ما أردت إلا واحدة، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: واللّٰه ما أردت إلا واحدة، فقال ركانة: واللّٰه ما أردت إلا واحدة، فردها إليه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فطلقها الثانية في زمان عمر رضي اللّٰه عنه، والثالثة في زمان عثمان رضي اللّٰه عنه. (سنن أبي داؤد / باب في البتة ۱/ ۳۰۰)

عن عبد اللّٰه بن يزيد بن ركانة عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه قال: أتيت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فقلت: يا رسول اللّٰه! إني طلقت امرأتي البتة، فقال: ما أردت بها، قلت: واحدة، قال: واللّٰه، قلت: واللّٰه، قال: فهو ما أردتَ. (سنن الترمذي، أبواب الطلاق واللعان / باب ما جاء في الرجل طلق امرأته البتة ۱/ ۲۲۲)

اِس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اصل واقعہ ’’البتۃ‘‘ سے طلاق دینے کا ہے۔ بعض راویوں نے غلطی سے تین طلاق نقل کردی ہے، اِسی بناپر حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے:

اِس نکتہ سے سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث (رکانہ) سے استدلال کا موقع ختم ہوجاتا ہے۔

فبهٰذه النكتة يقف الاستدلال بحديث ابن عباس، الخ. (فتح الباري ٣٦٣/٩ رقم: ٥٢٦١ دار الفكر بيروت)

اور صحیح اور راجح روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رکانہ کو قسم دلانا اس پر شاہد ہے کہ اگر رکانہ کی مراد تین کی ہوتی تو تین ہی واقع کی جاتیں، اور اِس اعتبار سے یہ حدیث تین کو ایک ماننے کی نہیں؛ بلکہ بیک وقت تین طلاق کے وقوع کی کھلی دلیل ہے۔

تین طلاق کے بارے میں فیصلۂ فاروقی کی شرعی حیثیت

تین طلاق کو ایک ماننے والوں کی دوسری اہم دلیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وہ روایت ہے جس میں اُنہوں نے فرمایا ہے کہ دورِ نبوت، دورِ صدیقی اور شروع دورِ فاروقی میں تین طلاقوں کو ایک ہی مانا جاتا تھا؛ تا آں کہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں نے اِس معاملہ میں جلد بازی شروع کردی، جس میں اُنہیں مہلت دی گئی تھی، تو کیا بہتر ہو کہ ہم اُن پر سب طلاقیں نافذ کردیں، چناں چہ آپ نے سب طلاقوں کو نافذ فرمانے کا حکم دے دیا۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: كان الطلاق على عهد رسول الله صلى اللّٰه عليه وسلم وأبي بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة، فقال عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه: إن الناس قد استعجلوا في أمر كانت لهم فيه أناة، فلو أمضيناه عليهم فأمضاه عليهم. (صحيح مسلم ٤٧٧/١-٤٧٨)

من حديث طاؤس أن أبا الصهباء قال لابن عباس: أتعلم أنما كانت الثلاث تجعل واحدة علىٰ عهد النبي صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم وأبي بكر وثلاثًا من أمارة عمر رضي اللّٰه تعالىٰ عنه، فقال ابن عباس رضي اللّٰه عنه: نعم ...... ومذهب جماهير العلماء من التابعين ومن بعدهم، منهم الأوزاعي والنخعي والثوري وأبوحنيفة وأصحابه – إلىٰ قولهٖ – وآخرون كثيرون علىٰ من طلق امرأته ثلاثًا وقعن؛ ولكنه يأثم. (عمدة القاري ٢٣٣/٢٠ بيروت)

اِس روایت کے بارے میں غیر مقلدین حضرات یہ کہتے ہیں کہ خلیفۂ دوم امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تین طلاقوں کو تین قرار دینے کا فیصلہ محض وقتی استثناء اور انتظامی حکم

(ایڈمنسٹریٹیو آرڈر) تھا، اِسی حیثیت سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے اِس سے اتفاق کیا تھا۔ اس کی حیثیت شرعی حکم کی نہ تھی کہ اُسے بہر حال مانا جائے۔

حالاں کہ اِس اہم مسئلہ میں (جو اپنے اندر حلت وحرمت کے معنی رکھتا ہے) سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے فیصلہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کو محض انتظامی اور سیاسی تدبیر وتعزیر قرار دینا بہت بڑی جسارت اور نئے زمانہ کے جدت پسندوں کی دماغی ایجاد ہے، جس کا کوئی سر پیر نہیں؛ کیوں کہ:

الف:- علماء سلف میں سے کسی نے اِس فیصلہ کو وقتی استثناء کے درجہ میں نہیں رکھا۔

ب:- حلت وحرمت کے مسئلہ میں صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو اپنی طرف سے رائے قائم کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے، خواہ وہ وقتی استثناء ہو یا انتظامی حکم۔

ج:- جو واقعات خود دورِ نبوی میں پیش آچکے ہوں اور اُن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین طلاق کے نفاذ کا حکم دیا ہو، اُنہی جیسے واقعات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تین قرار دینے کا فیصلہ حکم شرعی سے کیسے خارج ہوسکتا ہے؟

حرمتِ متعہ اور جماع بلا اِنزال کے بارے میں فاروقی فیصلے

فیصلۂ فاروقی کے انتظامی ہونے پر یہ دلیل دی جاتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تین طلاق دینے والے کو کوڑے سے سزا دیتے تھے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ استدلال ناواقفیت پر مبنی ہے۔

احقر کے علم میں کم از کم دو اور واقعات حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں اس طرح کے پیش آئے ہیں کہ آپ نے تحقیق کر کے کوئی اعلان کیا ہے، اور اُس پر صحابہ کا اجماع ہوگیا ہے، پھر آپ نے فرمان جاری کیا ہے کہ جو اِس کے خلاف کرے گا، وہ سزایاب ہوگا۔

الف:- اُن میں ایک واقعہ متعہ کی حرمت کا ہے۔ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ دورِ نبوی، دورِ صدیقی اور ابتدائی دورِ فاروقی میں متعہ کیا جاتا رہا، پھر ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روک دیا، پس ہم رُک گئے۔

عن جابر بن عبد اللّٰہ رضي اللّٰہ عنه یقول: کنا نستمتع ...... علیٰ عهد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وأبي بکر حتی نهی عنه عمر. وفي روایة عنه: ثم نهانا عنهما عمر فلم نعد لهما، الحدیث الخ. (صحیح مسلم ۱/۴۵۱)

یہ بعینہٖ اسی طرح کے الفاظ ہیں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تین طلاق کو ایک ماننے

کے متعلق نقل کئے جاتے ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا متعہ کی حرمت کے متعلق فیصلہ سبھی اہل سنت کے نزدیک مسلم ہے، کسی نے اسے وقتی استثناء یا انتظامی حکم قرار نہیں دیا؛ کیوں کہ سب کو معلوم ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کوئی ایسا حکم نہیں دے سکتے، جو نصوص (قرآن وحدیث) کے خلاف ہو۔ دراصل یہ متعہ کی منسوخی کے حکم کا اظہار تھا، جو دورِ نبوی میں ہی طے ہو چکا تھا، مگر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو اِس کی منسوخی کا علم نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب کو باخبر کردیا۔

ب:- اِسی سے ملتا جلتا دوسرا مسئلہ جماع بلا انزال (التقاء ختانین) سے غسل واجب ہونے کا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اِس بارے میں مختلف تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحقیق حال کے بعد یہ حکم جاری کیا کہ:

''اگر آئندہ مجھے پتہ چلا کہ کسی نے جماع (بلا انزال) کے بعد غسل نہیں کیا، تو میں اُسے سخت ترین سزا دوں گا''۔

فقالتْ عائشة رضي اللّٰه عنها إذا جاوز الختانُ الختانَ فقد وجب الغسل، فقال عمر رضي اللّٰه عنه: عند ذٰلك لا اسمع أحدًا، يقول: الماء من الماء إلا جعلته نكالاً الخ. (شرح معاني الاثار، كتاب الطهارة / باب الذي يجامع ولا ينزل ۴۸/۱)

قال: المعاني الموجبة للغسل إنزال المني علىٰ وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة حالة النوم واليقظة ......، والتقاء الختانين من غير إنزال، لقوله عليه السلام: إذا التقى الختانان وغابت الحشفة وجب الغسل أنزل أو لم ينزل؛ ولأنه سبب للإنزال، ونفسه يتغيب عن بصره، وقد يخفى عليه لقلته فيقام مقامه. (الهداية، كتاب الطهارة / فصل في الغسل وفرض الغسل ۳۱/۱ مكتبه بلال ديوبند)

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے اِس حکم کو سب صحابہؓ نے حکم شرعی کے بطور قبول کرلیا، کسی نے اسے وقتی استثناء نہیں قرار دیا؛ اِس لئے کہ یہ حکم فاروقی نہ تھا؛ بلکہ حکم سابق (عدمِ وجوبِ غسل) کی منسوخی کا اظہار تھا۔

پس تقریباً یہی نوعیت تین طلاق کے مسئلہ میں بھی پیش آئی، بایں طور تین طلاق کے بعد رجعت کا حکم منسوخ ہو چکا تھا، جیسا کہ سنن ابی داؤد میں مذکور حدیث ابن عباسؓ سے معلوم ہوتا ہے؛ لیکن بعض صحابہ کو اس کی منسوخی کا علم نہ تھا؛ تا آں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اِس حکم کا باقاعدہ اعلان فرمایا، اُن کا یہ اعلان اپنی طرف سے وقتی مصلحت یا استثناء کے بطور نہیں تھا؛ بلکہ قرآن وحدیث سے ماخوذ تھا، اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسی حیثیت سے اس سے اتفاق کیا تھا۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ''مہر'' کی زیادتی پر پابندی کے ارادہ پر سختی سے ٹوکنے کی جرأت رکھتے تھے، اُن کے ساتھ یہ بڑی ناانصافی ہے کہ انہیں نعوذ باللہ خصوصی انتظام کی آڑ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک غیر شرعی فیصلہ کی موافقت کا ملزم گردانا جائے۔

قوله تعالیٰ: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ ثبت أن أهل الجاهلية لم يكن عندهم للطلاق عدد، وكانت عندهم العدة معلومةً مقدرة، وكان هٰذا في أول الأسلام برهةً، يطلق الرجل امرأته ما شاء من الطلاق، فإذا كادت تحل من طلاقه راجعها ما شاء، فقال رجل لامرأته على عهد النبي صلى الله عليه وسلم: لا آويك ولا أدعك تحلين؛ قالت: وكيف؟ فقال: اطلقك، فإذا دنا مضى عدتك راجعتك، فشكت المرأة ذٰلك إلىٰ عائشة، فذكرت ذٰلك للنبي صلى الله عليه وسلم، فأنزل الله تعالىٰ هٰذه الآية بيانًا لعدد الطلاق. (الجامع لأحكام القرآن ۱۲۶/۳ دار إحياء التراث العربي بيروت لبنان)

خود مشہور اہلِ حدیث عالم مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (متوفی ۱۳۷۵ھ) نے فیصلہ فاروقی کو سیاسی ماننے کی سختی سے تردید کی ہے۔ (اخبار اہل حدیث ۱۵ر نومبر ۱۹۲۹ء بحوالہ عمدۃ الاثاث ۹۷)

فیصلۂ فاروقی غیر مدخولہ کے بارے میں تھا

فاروقی فیصلہ کے حکم شرعی ہونے کی تائید ابوداؤد کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے، جس میں صراحت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ غیر مدخولہ کے بارے میں تھا، جو متعدد الفاظ سے طلاق کے وقت پہلے ہی لفظ سے بائنہ ہوجاتی ہے۔

إذا طلّق امرأته ثلاثًا قبل أن يدخل بها جعلوها واحدةً علىٰ عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وصدرًا من أمارة عمر رضي الله عنه، فلما رأى الناس قد تتابعوا فيها، قال: أجيزوهن عليهم، الخ. (سنن أبي داؤد / كتاب الطلاق ۲۹۹/۱)

ایسی صورت میں مدخولہ و غیر مدخولہ کے درمیان حکم کی تفریق بلاشبہ شرعی حکم کے اعتبار سے ہوگی، کیوں کہ انتظامی حیثیت سے مدخولہ و غیر مدخولہ کے معاملات یکساں ہیں۔

فیصلۂ فاروقی کا ایک مناسب محمل

مصنف عبد الرزاق کی ایک روایت سے بھی اِس فیصلہ کے خالص شرعی ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ ابوالصہباء نے اُس شخص کے بارے میں سوال کیا جو اپنی بیوی کو تین طلاق دے دے، تو

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ لوگ انہیں ایک کہتے تھے، عہدِ نبوی، عہدِ صدیقی اور ابتدائی عہدِ فاروقی میں حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا کہ اے لوگو! تم نے طلاق پر بہت کثرت کردی، اب آئندہ جو شخص جیسا لفظ بولے گا ویسا ہی سمجھا جائے گا۔

فسأله أبو الصهباء عن الرجل يطلق امرأته ثلاثًا جميعها، فقال ابن عباس رضي اللّٰه عنهما: كانوا يجعلونها واحدةً علىٰ عهد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وأبي بكر وولاية عمر إلا أقلها حتى خطب عمر الناس فقال: قد أكثرتم في هٰذا الطلاق، فمن قال شيئًا فهو علىٰ ما تكلم بهٖ. (المصنف لعبد الرزاق ۳۹۲/۶-۳۹۳ رقم: ۱۱۳۳۸ المجلس العلمي)

اِس روایت نے دودھ کا دودھ پانی کا پانی کردیا کہ واقعہ یہ تھا کہ پہلے لوگ طلاق کا لفظ کئی مرتبہ بول کر تاکیداً ایک ہی مراد لیتے تھے، اور چوں کہ صدق وصلاح کا زمانہ تھا، اس لئے نیت تاکید کی بنا پر طلاق بھی ایک ہی شمار ہوتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ اِس کا بکثرت استعمال کرنے لگے اور پوچھنے پر کہہ دیتے کہ ہماری مراد تو تاکید کی تھی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صاف اعلان کردیا کہ دلی مراد چوں کہ معلوم نہیں، اور صدق وصلاح کا پہلا سا معیار باقی نہیں رہا؛ لہٰذا اَب آئندہ محض ظاہری الفاظ کا اعتبار ہوگا، نیت کا اعتبار نہ ہوگا۔ یہ حکم قضاء کے اُصولِ شرعیہ کے مطابق تھا؛ کیوں کہ قضاء میں ظاہر پر فیصلہ کیا جاتا ہے، حنفیہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ متعدد الفاظ طلاق استعمال کرتے وقت قضاءً تاکید کی نیت معتبر نہیں ہوتی، دیانت کا معاملہ دوسرا ہے۔

قال في الدر المختار: كرّر لفظ الطلاق وقع الكل، وإن نوى التاكيد دين، الخ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ۵۲۱/۴ زكريا، ۲۹۳/۳ کراچی)

حضرت اِمام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اِس کے صحیح ترین معنی یہ ہیں کہ شروع زمانہ میں جب کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہتا کہ تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، اور نہ تو تاکید کا ارادہ کرتا تھا اور نہ ازسرِنو طلاق دینے کا، تو ایک طلاق کے وقوع کا حکم دیا جاتا تھا؛ کیوں کہ اُس دور میں بہت کم لوگ تین طلاق کا ارادہ کیا کرتے تھے، پس غالب عمل پر محمول کرتے ہوئے متعدد الفاظ کو تاکید پر محمول کیا جاتا تھا، پھر جب دورِ فاروقی میں لوگ یہ الفاظ متعدد طلاق کے لئے عام طور پر استعمال کرنے لگے، تو اب اس زمانہ میں لوگوں کے عمومی ارادے کا خیال کرتے ہوئے تین طلاق کے الفاظ کو تین ہی پر محمول کیا جانے لگا؛ کیوں کہ اَب یہ الفاظ بولنے پر ذہن تین ہی کی طرف جاتا ہے۔

فالأصح أن معناه أنه كان في أول الأمر إذا قال لها: أنت طالق أنت طالق، ولم ينو تاكيدًا ولا استينافًا، فيحكم بوقوع طلقة لقلة إرادتهم، الاستيناف بذٰلك، فحمل على الغالب الذي هو إرادة التاكيد، فلما كان في زمن عمر رضي اللّٰه عنه، وكثر استعمال الناس بهٰذه الصيغة وغلب منهم إرادة الإستيناف بها حملت عند الإطلاق على الثلاث عملاً بالغالب السابق إلى الفهم منها في ذٰلك العصر. (نووي علىٰ مسلم، كتاب الطلاق / باب طلاق الثلاث ٤٧٨/١)

تین طلاق اور مسئلہ ظہار میں مشابہت

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب شریعت میں تین طلاق بیک وقت دینا منع ہے، تو وہ نافذ کیسے ہوسکتی ہے؟ حالاں کہ یہ بات کم فہمی پر مبنی ہے؛ کیوں کہ ممنوع ہونا الگ ہے اور واقع ہونا الگ ہے، دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم نہیں ہیں، یعنی ضروری نہیں ہے کہ جو چیز واقعۃً ممنوع ہو اُس کا اثر بھی ظاہر نہ ہو۔ اِس کی واضح مثال یہ ہے کہ شریعت میں ظہار (اپنی بیوی کو ماں سے تشبیہ دینا) کو حرام اور جھوٹا اور منکر قول قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

اَلَّذِیْنَ یُظَاهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَآئِهِمْ مَا هُنَّ اُمَّهَاتِهِمْ، اِنْ اُمَّهَاتُهُمْ اِلَّا اللَّآئِیْ وَلَدْنَهُمْ، وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا، وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ. (المجادلة: ٢)

لیکن اِس برائی کے باوجود ظہار کر لینے سے حکم ظہار یعنی کفارہ کی ادائیگی تک بیوی کے حلال نہ رہنے کا حکم مرتب ہوتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ یُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِسَآئِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَتَمَآسَّا، ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ. فَمَنْ لَمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَتَمَآسَّا، فَمَنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا. (المجادلة: ٣-٤)

بعینہ یہی صورتِ حال مسئلہ طلاق میں ہے کہ ممانعت کے باوجود طلاق دینے پر اس کا حکم جاری ہوتا ہے۔

اِسی طرح حالتِ حیض میں طلاق دینا اگرچہ منع ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص اس حالت میں بیوی کو طلاق دے دے تو وہ واقع ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دے دی تھی، تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ نے رجعت کرنے کا حکم دیا، اگر طلاق واقع نہ ہوتی تو رجعت کا حکم دینا کیسے صحیح ہوتا۔

حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اِس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

كان كذلك الطلاق المنهي عنه هو منكر من القول وزورٌ والحرمة بهٖ واجبة، وقد رأينا رسول الله صلى الله عليه وسلم لما سأله عمر بن الخطاب عن طلاق عبد الله امرأته وهي حائض أمره بمراجعتها وتواترت عنه بذلك الآثار، وقد ذكرتها في الباب الأوّل ولا يجوز أن يؤمر بالمراجعة من لم يقع طلاقه، فلما كان النبي صلى الله عليه وسلم قد ألزمه الطلاق في الحيض، وهو وقت لا يحل إيقاع الطلاق فيه كان كذلك، ومن طلق اِمرأته ثلاثًا فأوقع كلا في وقت الطلاق لزمه من ذلك ما ألزم نفسه، وإن كان قد فعله على خلاف ما أمربه. (شرح معاني الاثار، كتاب الطلاق / باب الرجل يطلق امرأته ثلاثًا معًا ۳۲/۲)

کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اِجماع کے خلاف تھے؟

بعض حضرات امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف اجماعِ فاروقی سے اختلاف کرنے کی نسبت کرتے ہیں، حالاں کہ یہ بات حقیقت کے بالکل خلاف ہے۔ سلیمان اعمش کے نقل کردہ ایک واقعہ سے اِس کی قلعی کھل جاتی ہے جسے حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ’’شرح مشکل الاحادیث الواردۃ‘‘ میں لکھا ہے:

’’اعمش کہتے ہیں کہ کوفہ میں ایک بوڑھا شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سماعاً یہ روایت نقل کرتا تھا کہ اگر کوئی شخص ایک مجلس میں تین طلاق دے دے، تو وہ ایک ہی شمار ہوگی، اور لوگوں کا تانتا اُس کے پاس بندھا ہوا تھا، لوگ آتے تھے اور یہ حدیث اس سے بغور سنتے تھے۔ (اعمش کہتے ہیں) میں بھی اُس کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حدیث سنی ہے؟ اُس نے مجھے بھی مذکورہ بالا حدیث سنادی، تو میں نے دریافت کیا کہ کہاں سنی؟ تو اُس نے کہاں کہ میں آپ کو اپنی کاپی دِکھاتا ہوں۔ چناں چہ وہ کاپی نکال کر لایا، کاپی میں نے دیکھی تو اس میں یہ لکھا تھا: میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے، تو وہ اُس سے بائنہ ہوجائے گی، اور دوسرے شوہر سے نکاح کئے بغیر اُس کے لئے حلال نہ ہوگی، اس پر میں نے سوال کیا کہ تعجب ہے، یہ روایت تو تمہاری زبانی روایت کے خلاف ہے، اُس نے کہا صحیح یہی (کاپی کی بات) ہے؛ لیکن لوگ مجھ سے وہی کہلوانا چاہتے ہیں۔ (بحوالہ: النجاۃ الکاملۃ ۱/۱۱-۱۲)

اِس واقعہ سے صاف معلوم ہوگیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا موقف بھی اِس مسئلہ میں جمہورِ اُمت کے موافق تھا، اور اُن کی طرف اختلاف کی نسبت صحیح نہیں ہے۔

قابلِ ذکر شہادت

اَخیر میں ہم اِس بحث سے متعلق مشہور غیر مقلد عالم مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی کی منصفانہ شہادت نقل کرتے ہیں، جس سے مسئلہ کی حقیقت پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ ملاحظہ کریں:

’’یہ (تین طلاق کو ایک ماننے کا) مسلک صحابہ، تابعین وتبع تابعین وغیرہ ائمہ محدثین ومتقدمین کا نہیں ہے، یہ مسلک سات سوسال بعد کے محدثین کا ہے، جو شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے فتاویٰ کے پابند اور اُن کے معتقد ہیں۔ یہ فتویٰ شیخ الاسلام نے ساتویں صدی کے آخر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا، تو اس وقت کے علماء نے اُن کی سخت مخالفت کی تھی۔ نواب صدیق حسن خاں صاحب نے ’’اتحاف النبلاء‘‘ میں جہاں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے تفردات لکھے ہیں۔ اِس فہرست میں طلاقِ ثلاث کا مسئلہ بھی لکھا ہے کہ جب شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے تین طلاق کے ایک مجلس میں ایک طلاق ہونے کا فتویٰ دیا، تو بہت شور ہوا۔ شیخ الاسلامؒ اور اُن کے شاگرد ابن قیم پر مصائب برپا ہوئے، اُن کو اونٹ پر سوار کر کے درّے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی، قید کئے گئے؛ اِس لئے کہ اُس وقت یہ مسئلہ علامت روافض کی تھی۔ (اتحاف ۳۱۸، بحوالہ عمدۃ الاثاث ۱۰۳)

سعودی عرب کے اَکابر علماء کا فیصلہ

یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ سعودی عرب کی اعلیٰ ترین فقہی مجلس ’’ہیئۃ کبار العلماء‘‘ نے ۱۳۹۳ھ میں پوری بحث وتمحیص کے بعد بالاتفاق یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک وقت میں دی گئی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی۔ یہ پوری بحث اور مفصل تجویز ’’مجلۃ البحوث الاسلامیہ‘‘ ۱۳۹۷ھ میں ۱۵۰؍ صفحات میں شائع ہوئی ہے، جو اس موضوع پر ایک وقیع علمی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس فیصلہ میں سعودی عرب کے جو اکابر علماء شریک رہے، اُن کے اسماء گرامی ذیل میں درج ہیں: (۱) شیخ عبدالعزیز بن بازؒ (۲) شیخ عبداللہ بن حمیدؒ (۳) شیخ محمد امین الشنقیطی (۴) شیخ سلیمان بن عبید (۵) شیخ عبداللہ خیاط (۶) شیخ محمد حرکان (۷) شیخ ابراہیم بن محمد آل الشیخ (۸) شیخ عبدالرزاق عفیفی (۹) شیخ عبدالعزیز بن صالح (۱۰) شیخ صالح بن عضون (۱۱) شیخ محمد بن جبیر (۱۲) شیخ عبدالمجید حسن (۱۳) شیخ راشد بن حنین (۱۴) شیخ صالح بن لحیدان (۱۵) شیخ محضار عقیل (۱۶) شیخ عبداللہ ابن عذیان (۱۷) شیخ عبداللہ ابن منیع۔ (یہ تفصیل رسالہ احسن الفتاویٰ ۵/۴۲۳-۴۷۲ میں شائع شدہ ہے)

تعجب ہے کہ غیر مقلد حضرات جو ہر معاملہ میں حرمین کے علماء کا حوالہ دیتے ہیں، اِس مسئلہ میں علماء سعودی عرب کی رائے اور موقف کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں، حالاں کہ علامہ ابن تیمیہؒ سے

حددرجہ متأثر ہونے کے باوجود علماءِ سعودی عرب کا اِس مسئلہ میں ابن تیمیہؒ کے موقف سے عدول کرنا خود اِس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ابن تیمیہؒ کے مسلک میں کوئی قوت نہیں ہے، ورنہ سعودی علماء اس سے ہرگز صرف نظر نہ کرتے۔

فائدہ کیا ہے؟

یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری ہے، وہ یہ کہ تین طلاق کو ایک قرار دینے کے نظریہ کو اہم اصلاحی عمل کی حیثیت سے متعارف کرایا جاتا ہے، جب کہ یہ نری خام خیالی ہے، غور کیا جائے تو یہ نظریہ عورتوں کے ساتھ ناانصافی کا سبب ہے کیوں کہ:

الف:- اِس کا سارا فائدہ اُس مرد کو پہنچتا ہے جو انجام کا لحاظ کئے بغیر تین طلاقیں دے دے اور بعد میں پشیمان ہو۔

ب:- یہ نظریہ عورت کو مجبور کرتا ہے کہ وہ پھر اُسی ناقدرے کے ساتھ کڑوی زندگی گذارے۔

ج:- اِس نظریہ کی وجہ سے مرد طلاق دینے پر جری ہو جاتے ہیں۔

د:- جو عورتیں شوہر کی زیادتیوں سے تنگ رہتی ہیں، اُن کی گلوخلاصی مشکل تر ہو جاتی ہے۔

ہ:- تین طلاق کے بعد رجعت کرنے والا شخص جمہور کے نزدیک گنہگار قرار پاتا ہے۔

و:- اجماعِ اُمت کو چھوڑنے کے رجحان سے غیروں اور دُشمنوں کو دیگر دینی مسائل میں دخل اندازی کا موقع مہیا ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

اِس کے برخلاف تین طلاق کو تین ماننے سے مذکورہ کوئی خرابی لازم نہیں آتی، زیادہ سے زیادہ دو باتیں کہی جاسکتی ہیں:

اول یہ کہ مطلقہ عورت کی کفالت کا نظم کیسے ہوگا؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ مشکل صرف تین کو تین ماننے کے ساتھ ہی خاص نہیں؛ بلکہ تین کو ایک ماننے کی صورت میں بھی پیش آسکتی ہے جب کہ رجعت نہ ہو، یا تین طہروں میں الگ الگ طلاق ہو۔ اصل میں یہ ایک معاشرتی مسئلہ ہے، اِس کا حل صرف یہ ہے کہ عورت کا دوسرا نکاح ہو یا اہل خاندان اُس کی کفالت کریں۔

دوسری مشکل یہ بتائی جاتی ہے کہ تین کو تین ماننے سے حلالہ کا حکم دینا لازم آتا ہے (جو بقول معترض بڑی بے شرمی کی بات ہے) تو یہ اعتراض حلالہ کی شرعی کیفیت اور صورت سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ شریعتِ اسلامی میں حلالہ کوئی منصوبہ بند عمل نہیں؛ بلکہ منصوبہ کے ساتھ حلالہ کرنے اور کرانے والے پر لعنت وارد ہوتی ہے۔

عن الحارث وعن عليٍّ قالا: إنّ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لعن اللّٰه المُحَلِّلَ والمُحَلَّل لهٗ. (سنن الترمذي، أبواب النكاح / باب ما جاء في المحلّ والمحلل له ۲۱۳/۱)

فإذا طلقها ثلاثًا كانت البينونة كبرىٰ ولم يحل له العود إليها حتى تنقضي عدتها، وتتزوج من غيره ويدخل بها، ثم تبين منه بينونة أو فرقة، وتنقضي عدتها، فإن حصل ذٰلك حل له العود إليها بعقد جديد. (الموسوعة الفقهية، كتاب الطلاق / ثانيًا الرجعي والبائن ۲۹/۲۹ الكويت)

اور حلالہ کا مطلب صرف یہ ہے کہ مطلقہ اُس وقت تک دوبارہ طلاق دینے والے کے نکاح میں نہ آئے جب تک کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح نہ کرلے، پھر (اتفاقاً) اس سے جدائی ہوجائے، یہ حکم تین طلاق دینے والے کے لئے بڑی اہم نفسیاتی سزا ہے۔ حلالہ عورت کے لئے باعثِ عیب نہیں؛ کیوں کہ وہ اُس کا دوسرا شرعی نکاح ہے، اور بہت ممکن ہے کہ اُس کا دوسرا رفیق حیات پہلے سے اچھا ہو؛ البتہ باغیرت مرد کے لئے یہ شرم کی بات ہے کہ اُس کی بیوی دوسرے کے نکاح میں جائے، جو شخص اِس حکم کو ذہن میں رکھے گا، وہ کبھی بھی تین طلاق کی جرأت نہ کرے گا۔

تاہم اِس وقت مسلم معاشرہ میں اِس بات کو رواج دینے کی ضرورت ہے کہ اَولاً تو طلاق کی نوبت ہی نہ آئے، اور اگر طلاق دینا ناگزیر ہو، تو بیک وقت تین طلاقیں ہرگز نہ دی جائیں؛ بلکہ صحیح طریقہ کے مطابق ایک طہر میں ایک ہی طلاق دے کر چھوڑ دیا جائے؛ تاکہ بعد میں تلافی کا راستہ باقی رہے۔

اِس تمہیدی گفتگو کے بعد تین طلاق سے متعلق بعض اہم مسائل ذیل میں درج کئے جارہے ہیں:

طلاقِ مغلظہ کی تعریف اور اس کا حکم

اگر بیوی کو بیک وقت یا الگ الگ وقتوں میں تین طلاقیں دی جائیں، تو اُسے ''طلاقِ مغلظہ'' کہا جاتا ہے۔ اور اِس کا حکم یہ ہے کہ اِس کی وجہ سے بیوی بالکلیہ نکاح سے نکل جاتی ہے، اور حلالہ شرعیہ کے بغیر زوجین میں ازدواجی تعلق کسی طرح حلال نہیں رہتا۔

فالطلاق البائن نوعان: أحدهما: الطلقات الثلاثة. والثاني: الطلقة الواحدة البائنة، والثنتان البائنتان. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الطلاق البائن ۲۹۵/۳ زكريا، ۱۸۷/۳ كراچی)

لأن البينونة نوعان: غليظة وخفيفة ...... فالغليظة ما لا تحل له إلا بنكاح جديدٍ بعد التزوج بزوج اٰخر. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في النوع الثاني الخ ۱۷۳/۳ زكريا، ۱۰۸/۳ كراچی)

وإن كان الطلاق ثلاثًا في الحرة وثنتين في الأمة، لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا ويدخل بها، ثم يطلقها أويموت عنها. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة ۴۷۳/۱ زكريا، البحر الرائق ۴۷۲/۱ كوئٹه، مجمع الأنهر ۸۷/۲-۸۸ دار الكتب العلمية بيروت)

ایک مجلس میں تین طلاق

اگرکسی شخص نے اپنی بیوی کوایک مجلس میں تاکید کی نیت کے بغیر تین طلاق دے دیں، تو بلا شبہ تین طلاق واقع ہوجائیں گی، خواہ تینوں طلاق ایک ساتھ ایک جملہ میں دی ہوں یا الگ الگ تین جملوں میں، اور اِس کے خلاف کسی عالم یا مفتی کا فتویٰ قابلِ عمل نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اَلطَّلاَقُ مَرَّتٰنِ ...... فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ [البقرة، جزء آيت: ۲۲۹-۲۳۰]

عن سهل بن سعد في هٰذا الخبر قال: فطلقها ثلاث تطليقاتٍ عند رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فأنفذه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. (سنن أبي داؤد، كتاب الطلاق / باب اللعان ۳۰۶/۱)

أخبر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن رجل طلّق امرأته ثلاث تطليقاتٍ جميعًا، فقام غضبانًا، ثم قال: أيلعب بكتاب اللّٰه وأنا بين أظهركم. (سنن النسائي، كتاب الطلاق / الثلاث المجموعة وما فيه من التغليظ ۸۲/۲ مكتبه سعد ديوبند)

وقال حسن: لولا أني سمعت أبي يحدث عن جدي عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال: من طلّق امرأته ثلاثًا لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره

لراجعتها. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ٤٤٤/٧ رقم: ١٤٤٩٢ دار الحديث القاهرة، سنن الدار قطني ٢٠/٤ رقم: ٣٩٢٧ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

مذهب جماهير العلماء من التابعين ومن بعدهم – ذكر أسماء هم – على أن من طلق امرأته ثلاثًا وقعن، ولكنه يأثم. (عمدة القاري ٢٣٣/٢٠ بيروت)

من قال: لا يقع الطلاق إذا أوقعها مجموعة للنهي عنه، هو قول الشيعة وبعض أهل الظاهر. (بذل المجهود، كتاب الطلاق / باب في فسخ المراجعة الخ ١٥٥/٨ رقم: ٢١٨٧)

وأما جواب حديث ركانة: أنه مذهب شاذ فلا يعمل به. (فتح الباري ٣٦٣/٩ رقم: ٥٢٦١ دار الكتب العلمية بيروت)

وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلىٰ أنه يقع ثلاث. (فتح القدير، كتاب الطلاق / باب طلاق السنة ٤٥١/٣ زكريا)

إذا قال لامرأته: أنت طالق، وطالق، وطالق، ولم يعلقه بالشرط، إن كانت مدخولة طلقت ثلاثًا. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ٣٥٥/١ قديم زكريا، ٤٢٣/١ جديد زكريا، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ٥٠٩/٤-٥١٢ زكريا، ٢٨٤/٣-٢٨٦ كراچی)

فالكتاب والسنة وإجماع الأمة توجب إيقاع الثلاث معًا، وإن كانت مبهمة. (أحكام القرآن / ذكر الحجاج لإيقاع الطلاق الثلاث معًا ٤٦٩/١ زكريا، ٣٨٨/١ قديم)

غصہ میں تین طلاق

غصہ میں دی جانے والی تین طلاقیں بھی نافذ اور واقع ہوجاتی ہیں۔

ويقع طلاق من غضب خلافًا لإبن القيم، وهٰذا هو الموافق عندنا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / مطلب في طلاق المدهوش ٤٥٢/٤ زكريا، ٢٤٤/٣ كراچی، الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطلاق ٣٥٣/١ قديم زكريا)

وفي الذخيرة: إذا قال لها في حالة الغضب أي ''ہزار طلاق برو'' يقع ثلاث تطليقاتٍ. (الفتاویٰ التاتارخانية، ٤٣٠/٤-٤٠٤ رقم: ٦٥٣٢ زكريا)

لفظ طلاق بار بار کہنے سے تاکید کی نیت کرنا

اگر کسی شخص نے بیوی کے سامنے تین بار طلاق کا لفظ دہرایا اور پہلی مرتبہ سے طلاق مراد لے کر دوسری اور تیسری مرتبہ دہرانے سے تاکید کی نیت کی، تو اُس کی نیت کا دیانۃً اعتبار کیا جائے گا؛ لیکن اگر معاملہ شرعی عدالت تک پہنچ گیا تو نیت پر نہیں؛ بلکہ الفاظ پر فیصلہ ہوگا۔

کرّر لفظ الطلاق وقع الكل، وإن نوى التاكيد دين أي وقع الكل قضاءً، وكذا إذا أطلق أي بأن لم ينو استينافًا ولا تاكيدًا؛ لأن الأصل عدم التاكيد. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ٥٢١/٤ زكريا، ٢٩٣/٣ كراچی، الفتاویٰ الهندية ٣٥٦/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٢٧/٤ رقم: ٦٥٩٠ زكريا)

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق، وإن عنى بالثاني الأول لم يصدق في القضاء. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ٣٥٦/١ زكريا، ٤٢٣/١ جديد، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٢٧/٤ رقم: ٦٥٩٠ زكريا)

ایک لفظ سے تین طلاق دینا

ایک لفظ سے تین طلاق دینے سے تینوں واقع ہوجاتی ہیں، مثلاً یوں کہے کہ: ''تجھے تین طلاق''، لیکن یہ طریقہ سنت کے خلاف اور بدعت ہے، اِس لئے اِس طرح طلاق دینے والا گنہگار ہوگا۔

قال لزوجته غير المدخول بها أنت طالق ثلاثًا وقعن. (الدر المختار)

ونص محمدؒ: وإذا طلق الرجل امرأته ثلاثًا جميعًا، فقد خالف السنة وأثم وإن دخل بها أو لم يدخل سواء. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ٥٠٩/٤-٥١١ زكريا، ٢٨٤/٣-٢٨٥ كراچی، البحر الرائق ٥٠٧/٣ زكريا، تبيين الحقائق ٧١/٣ دار الكتب العلمية بيروت)

في طلاق غير المدخول بها (طلق غير المدخول بها) بأن قال: أنت طالق ثلاثًا وقعن. (مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ٣١/٢)

قال رحمه الله: طلق غير الموطوءة ثلاثًا وقعن. (تبيين الحقائق، كتاب الطلاق / فصل في الطلاق قبل الدخول ٧١/٣، البحر الرائق ٥٠٧/٣)

بیوی سے کہا: ’’ایک، دو، تین‘‘

ایک، دو، تین کا لفظ اصالۃً طلاق کے لئے نہیں؛ بلکہ گنتی کے لئے موضوع ہے، جس سے طلاق کی گنتی بھی مراد لی جاسکتی ہے اور غیر طلاق کی بھی، پس اگر شوہر نے ایک دو تین سے ایک دو تین طلاق مراد لی ہے، یا طلاق کی گفتگو کے دوران یہ الفاظ ادا کئے ہیں، تو بیوی پر طلاقِ مغلظہ واقع ہوجائے گی۔ اور اگر اِس سے طلاق مراد لینے کا کوئی قرینہ نہیں ہے، اور شوہر اس سے طلاق مراد لینے کا انکار کرتا ہے، تو اس کی بات معتبر ہوگی اور طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۶۳ ڈابھیل)

لو قال لامرأته: أنت مني بثلاثٍ، قال ابن الفضيل: إذا نوى يقع، ولو قال: أنت مني ثلاثًا، طلقت إن نوى، أو كان في مذاكرة الطلاق، قوله: بثلاث، دل علىٰ عدد مقدر نواه المتكلم. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح، مطلب في قول الإمام: إيماني كإيمان جبرئيل ٤٩٧/٤ زكريا، ٢٧٥/٣ كراچی، الفتاوىٰ الهندية ٣٧٥/١، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٤١٨/٤ رقم: ٦٥٧٤ زكريا، ٢٧٥/٣ كراچی، منحة الخالق ٤٤١/٣)

إذا قال لها أنت مني ثلاثًا إن نوىٰ الطلاق طلقت، وإن قال: لم أنو الطلاق لا يصدق إذا كان الحال مذاكرة الطلاق. (منحة الخالق، كتاب الطلاق / باب الطلاق ٤٤١/٣ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤١٨/٤ رقم: ٦٥٧٥ زكريا)

كل لفظ لا يحتمل الطلاق لا يقع به الطلاق. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ٣٧٥/١-٣٧٦ قديم زكريا)

کہا: ’’تجھے مجھ سے تین ہیں‘‘

اگر کوئی شخص بیوی کو طلاق دینے کی نیت سے یا مذاکرۂ طلاق کے دوران یہ کہے کہ ’’تجھے

مجھ سے تین ہیں''، تو بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔

ولو قال لامرأته أنت مني ثلاثًا، إن نوی الطلاق طلقت. وإن قال: لم أنو الطلاق لم يصدق إن كان في حال مذاكرة الطلاق. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۱/۳۵۷، منحة الخالق ۳/۴۴۱ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق الفصل الرابع في إيقاع الطلاق بطريق الإضمار ۴/۴۱۸ رقم: ۶۵۷۵ زكريا)

کہا: ''تجھے تین ہیں''

اگر کوئی شخص تین طلاق دینے کی نیت سے یا مذاکرۂ طلاق کے دوران بیوی سے کہے: ''تجھے تین ہیں''، تو بیوی پر تین طلاق پڑجائیں گی؛ لیکن اگر مذاکرۂ طلاق نہ ہو، اور شوہر یہ دعویٰ کرے کہ اِس لفظ سے میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی، تو اُس کا قول معتبر ہوگا۔

ولو قال: أنت بثلاث وقعت ثلاث إن نوی، ولو قال: لم أنو لا يصدق إذا كان في حال مذاكرة الطلاق، وإلا صدق. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۱/۳۵۷، منحة الخالق ۳/۴۴۱ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في إيقاع الطلاق بطريق الإضمار ۴/۴۱۸ رقم: ۶۵۷۵ زكريا)

''ایک طلاق دی، ایک طلاق دی، ایک طلاق دی'' کا حکم؟

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے تین مرتبہ یہ جملہ کہے: ''میں نے تجھے ایک طلاق دی، ایک طلاق دی، ایک طلاق دی''، تو اگر شوہر یہ دعویٰ کرے کہ میں نے پہلے لفظ سے ہی طلاق دی ہے، اور دوسرا اور تیسرا لفظ بطورِ تاکید اور تفہیم کے ذکر کیا ہے، تو دیانۃً اُس کی نیت معتبر ہوگی، اور صرف ایک طلاق واقع ہوگی۔

رجل قال لامرأته: أنت طالق، أنت طالق، أنت طالق، فقال: عنيت بالأولیٰ الطلاق، وبالثانية والثالثة إفهامها صدق ديانة. وفي القضاء طلقت ثلاثًا كذا في فتاویٰ قاضي خان. متی كرر لفظ الطلاق بحرف الواو أو بغير حرف الواو

يتعدد الطلاق. وإن عنى بالثاني الأول، لم يصدق في القضاء. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني، الفصل الأول ۱/۳۵۵-۳۵٦ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في تكرار الطلاق وإيقاع العدد ٤/٤۲۷ رقم: ٦٥٩٠ زكريا)

کہا: ’’تجھے طلاق ہے، اور طلاق ہے، اور طلاق ہے‘‘

اگر کسی شخص نے اپنی مدخولہ بیوی سے کہا کہ ’’تجھے طلاق ہے اور طلاق ہے اور طلاق ہے‘‘، یا ’’تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے‘‘، تو قضاءً بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی، اَب بغیر حلالہ کے اُس سے نکاح جائز نہ ہوگا۔

وإذا قال لامرأته: أنت طالق وطالق وطالق ولم يعلقه بالشرط إن كانت مدخولةً طلقت ثلاثًا، وإن كانت غير مدخولة طلقت واحدة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۱/۳۵۵ قديم زكريا)

حتى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۱/۳٥٦ قديم زكريا)

كرر لفظ الطلاق وقع الكل، وإن نوى التاكيد دين. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الطلاق غير المدخول بها ٤/٥۲۱ زكريا، ۳/۲۹۳ كراچی، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۱/۳٥٦ قديم زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في تكرار الطلاق وإيقاع العدد ٤/٤۲۷ رقم: ٦٥٩٠ زكريا)

’’طلاق دے دی، دے دی، دے دی‘‘ کا کیا حکم ہے؟

اگر مذاکرۂ طلاق کے دوران بیوی سے کہا کہ ’’طلاق دے دی، دے دی، دے دی‘‘، تو اگر تاکید کی نیت ہوتو صرف ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر نئی طلاق دینے کی نیت ہو یا بلانیت یہ الفاظ ادا کئے ہوں، تو تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۴۵۸ ڈابھیل، امداد الفتاویٰ ۲/۴۳۰ زکریا)

ولو قالت: مرا طلاق کن، مرا طلاق کن، مرا طلاق کن، فقال: کردم، کردم، کردم، تطلق ثلاثًا، وهو الأصح. (الفتاویٰ الهندية، كتابالطلاق / الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية ۳۸۳/۱-٤٨٤ قديم زكريا، ٤٥١/١ جديد زكريا)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثًا لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره. (سنن الدار قطني / كتاب الطلاق ٢١/٤ رقم: ٣٩٣٢ بيروت)

کہا: ”تجھے طلاق ہے، پھر طلاق ہے، پھر طلاق ہے“

اگر کوئی شخص اپنی مدخولہ بیوی کو طلاق دیتے وقت اِس طرح کہے کہ: ”تجھے طلاق ہے، پھر طلاق ہے، پھر طلاق ہے“، تو اس کی مدخولہ بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی، اور بیوی حرمتِ مغلظہ کے طور پر شوہر پر حرام ہوجائے گی۔

وكذا إذا قال: أنت طالق، ثم طالق، ثم طالق...... إن كانت مدخولة طلقت ثلاثًا، وإن كانت غير مدخولة طلقت واحدة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ٣٥٥/١ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في فيما يرجع إلىٰ صريح الطلاق ٤٢٩/٤ رقم: ٦٥٩٥ زكريا)

”ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق“ کا حکم

اگر کوئی شخص مذاکرۂ طلاق کے دوران یا غصہ میں اپنی بیوی سے کہے کہ ”ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق“، تو اُس کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی، بغیر حلالہ کے نکاح کرنا جائز نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۲۹۱/۹)

كرر لفظ الطلاق وقع الكل (الدر المختار) بأن قال للمدخولة: أنت طالق، أنت طالق، أو قد طلقتك، قد طلقتك، أو أنت طالق قد طلقتك، أو أنت

طـالق، وأنت طالق ...... وإن نوى التاكيد دين، أي وقع الكل قضاءً. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ۵۲۱/٤ زكريا، كذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني، الفصل الأول ۳۵۵/۱ زكريا)

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو ...... يتعدد الطلاق، وإن عنى بالثاني الأول، لـم يصدق في القضاء. (الـفتـاوىٰ التـاتـارخانية، كتاب الطلاق / تكرار الطلاق وإيقاع العدد ٤۲۷/٤ رقم: ٦۵۹۰ زكريا)

عـن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طـلـق الـرجل امرأته ثلاثًا لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره. (سنن الدار قطني / كتاب الطلاق ۲۱/٤ رقم: ۳۹۳۲ بيروت)

ایک طلاق دے کر بار بار لوگوں سے اسے نقل کرنا

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو صرف ایک بار طلاق دی، پھر بعد میں متعدد لوگوں کے دریافت کرنے پر اُسے دوہراتا رہے، اور اُس کا مقصد اُسی سابقہ ایک طلاق کی خبر دینا تھا، تو اُس کی بیوی پر صرف ایک طلاق واقع ہوگی، دوسروں کو خبر دینے سے مزید کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۳۹/۹)

وإذا قـال: أنـت طـالـق، ثم قيل له: ما قلت؟ فقال: قد طلقتها، أو قلت: هي طالق فهي طالق واحدة؛ لأنه جواب. (شامي / طلاق غير المدخول بها ۵۲۱/٤ زكريا)

يـقـع بهـا أي بهذه الألفاظ وما بمعناها من الصريح ...... واحدةً رجعيةً.

(الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤۵۸/٤ زكريا)

’’تجھ پر طلاقِ مغلظہ ہے‘‘ کا حکم

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ’’تجھ پر طلاقِ مغلظہ ہے‘‘ تو اُس کی بیوی پر تین

طلاقیں واقع ہوجائیں گی، اور وہ شوہر پر حرام ہوجائے گی، اَب بغیر حلالہ کے اس سے دوبارہ نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹؍۳۴۴)

فإن نوى ثلاثًا فثلاث؛ لأنه فرد حكمي. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤/٤٦٣ زكريا، ٣/٢٥٢ كراچی)

وقد علّلوا صحة نية الثلاث في جميع ما مر، بأنه وصف الطلاق بالبينونة، وهي نوعان: خفيفة وغليظة، فإذا نوى الثانية صح، فيقال إن تاء الوحدة لا تنافي إرادة البينونة الغليظة، وهي ما لا تحل له المرأة معها إلا بزوج أخر. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤/٥٠٠ زكريا، سكب الأنهر، كتاب الطلاق / فصل في طلاق غير المدخول بها ٢/٣١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

فإن نوىٰ به الثلاث كان ثلاثًا؛ لأن البينونة نوعان: مغلظة: وهي الثلاث، ومخففة: وهي الواحدة، فإيهما نوىٰ وقعت لاحتمال اللفظ. (الفقه الإسلامي وأدلته / انحلال الزوج وآثاره ٧/٤١٦، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب الكنايات في الطلاق ٣/٥٢١-٥٢٢ زكريا)

حالتِ حیض میں تین طلاق دینا

حالتِ حیض میں طلاق دینا ناپسندیدہ اور بدعت ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص اِس حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دیدے، تو طلاق واقع ہوجائے گی، حتی کہ اگر حیض کی حالت میں کسی نے تین طلاق دے دی، تو بیوی نکاح سے بالکلیہ نکل کر شوہر پر حرام ہوجائے گی، اور حلالہ کے بغیر دوبارہ نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا۔

والبدعي من حيث الوقت أن يطلق المدخول بها، وهي من ذوات الأقراء في حالة الحيض أو في طهر جامعها فيه وكان الطلاق واقعًا. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول ١/٣٤٩ قديم زكريا)

إذا طلق الرجل امرأته في حالة الحيض وقع الطلاق. (الهداية، كتاب الطلاق /

باب طلاق السنة ۳۵۷/۲ المکتبة الأشرفية ديوبند)

وإن كان الطلاق ثلاثًا في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس ۴۷۳/۱ قديم زكريا)

کہا: ’’تجھے طلاق ہے‘‘ کسی نے پوچھا کتنی؟ کہا: ’’تین‘‘

ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ’’تجھے طلاق ہے‘‘، بعد میں کسی نے پوچھا کہ ’’کتنی‘‘؟ شوہر نے کہا: ’’تین‘‘۔تو تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔

ولو قال: أنت طالق، فقيل له بعد ما سكت: كم؟ قال: ثلاثًا، يقع الثلاث، كذا في الخلاصة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۹/۱ زكريا، خلاصة الفتاویٰ / كتاب الطلاق ۸۶/۲ المکتبة الأشرفية ديوبند)

ایک سے زائد بیویوں سے کہا کہ ’’تم سب کو تین طلاق‘‘

اگر کسی شخص کے ایک سے زائد بیویاں ہوں اور وہ اُن کو مخاطب کرکے کہے کہ: ’’تم سب کو تین طلاق‘‘ تو ہر ایک پر تین تین طلاقیں پڑجائیں گی، اَب اُن میں کسی سے بھی بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح نہیں کرسکتا۔

ولو قال لثلاث نسوة: له أنتن طوالق ثلاثًا أو طلقتكن ثلاثًا يقع علىٰ كل واحدةٍ ثلاث. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني ۳۶۱/۱ قديم زكريا)

قال لثلاث نسوة: أنت طالق، وهٰذه وهٰذه ثلاثًا، فلكل واحدة ثلاث.

(الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / إيقاع الطلاق بعدد ماله ۴۴۱/۴ رقم: ۶۶۲۳ زكريا)

بیوی کا نام لئے بغیر ’’طلاق طلاق طلاق‘‘ کہنا

طلاق دینے کے لئے بیوی کا نام لینا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ لفظ بول کر بیوی کی محض نیت

کر لینے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص بیوی کا نام لئے بغیر کہے: ’’طلاق، طلاق، طلاق‘‘، اور پوچھنے پر بتائے کہ بیوی کو طلاق دینا مراد تھا، یا بیوی سے گفتگو کے دوران یہ الفاظ استعمال کرے، تو اُس کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔

ولا يلزم كون الإضافة صريحةً في كلام لما في البحر: لو قال: طالق، فقيل له: من عنيت؟ فقال: امرأتي، طلقت امرأته ...... لأن العادة أن من له امرأة إنما يحلف بطلاقها، لا بطلاق غيرها. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح، مطلب (سن بوش) يقع به الرجعي ۲۴۸/۳ كراچی، البحر الرائق / كتاب الطلاق ۴۴۲/۳ زكريا)

خلوت سے قبل تین طلاق

اگر رخصتی سے قبل بیوی سے یکبارگی کہا کہ ’’تجھے تین طلاق‘‘، تو اس پر تین طلاق واقع ہوجائیں گی، اور اگر الگ الگ الفاظ استعمال کئے، مثلاً کہا کہ ’’تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے‘‘، تو اُس غیر مدخولہ بیوی پر صرف ایک طلاق بائن واقع ہوگی، اور وہ فوراً (بلا عدت) نکاح سے باہر ہوجائے گی اور اُس پر دوسری اور تیسری طلاق واقع نہ ہوگی۔ (کیوں کہ عدت باقی نہیں رہی)

إذا طلق الرجل امرأته ثلاثًا قبل الدخول بها وقعن، فإن فرق الطلاق بانت بالأولى ولم تقع الثانية والثالثة، وذلك مثل أن يقول: أنت طالق، طالق، طالق. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في الطلاق قبل الدخول ۳۷۳/۱ قديم زكريا، شامي، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ۲۸۴/۳ كراچی)

طلّق غير الموطوءة ثلاثًا وقعن، وإن فرق بانت بواحدةٍ. (تبيين الحقائق / فصل في الطلاق قبل الدخول ۷۱/۲ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ۴۲۸/۴-۴۲۹ رقم: ۶۵۹۵ زكريا، البحر الرائق ۵۰۷/۳)

طلق غير المدخول بها ثلاثًا وقعن، وإن فرق بانت بواحدة. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل في الطلاق قبل الدخول ۵۰۷/۳ زكريا)

طلاقِ بائن دے کر دورانِ عدت تین صریح طلاق دینا

اگر کسی نے اپنی مدخولہ بیوی کو طلاقِ بائن دی، پھر دورانِ عدت اُس کو مزید تین طلاقیں دے دیں، تو طلاقِ بائن کے ساتھ دو طلاقِ صریح مل کر بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۲۹۳)

الصريح يلحق الصريح، ويلحق البائن بشرط العدة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات، مطلب الصريح يلحق الصريح ٤/٥٤٠ زكريا، ٣/٣٠٦ كراچی)

وفي الشامية: فإذا أبان امرأته ثم طلقها ثلاثًا في العدة وقع. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات، مطلب: الصريح يلحق الصريح ٤/٥٤١ زكريا، ٣/٣٠٧ كراچی، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب الكنايات في الطلاق ٣/٥٣١ زكريا)

والصريح يلحق البائن ...... قال للمبانة: أنت طالق بائن يقع أخرىٰ.

(الفتاوىٰ البزازية / كتاب الطلاق ١/١١٣ جديد زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / إيقاع الطلاق على المبانة ٤/٥٢٣ رقم: ٦٨٢٢ زكريا)

’’تو مجھ پر حرام ہے، تجھے تین طلاق‘‘ کا حکم

’’تو مجھ پر حرام ہے‘‘ یہ ایک کنائی لفظ ہے، جو عرف میں طلاقِ بائن کے لئے مستعمل ہے، اور ’’تجھے تین طلاق ہے‘‘ یہ طلاق کے لئے صریح لفظ ہے، اور قاعدہ ہے کہ عدت کے اندر اندر صریح الفاظ سے دی گئی طلاق، طلاقِ بائن کے ساتھ ملحق ہو جاتی ہے۔

بریں بنا اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا ’’تو مجھ پر حرام ہے میں نے تجھے تین طلاق دی‘‘ تو بیوی پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہو جائیں گی، اور بیوی شوہر پر حرام ہو جائے گی، اب بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کرنا جائز نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۳۲۱)

والصريح يلحق الصريح والبائن ......، وكذا لو قال لها: أنت بائن أو خالعها علىٰ مال، ثم قال لها: أنت طالق أو هٰذه طالق كما في البزازية، يقع

عندنا لحديث الخدري مسندا المختلعة يلحقها صريح الطلاق ما دامت في العدة. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب الكنايات في الطلاق ۳/ ۵۳۱ زكريا، شامي / باب الكنايات ۴/ ۵۴۰ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ۴/ ۵۲۳ رقم: ۶۸۲۲ زكريا)

تین سے زائد طلاق دینا

آزاد عورت صرف تین ہی طلاق کا محل ہوتی ہے، اِس سے زیادہ کا نہیں؛ لہٰذا تین سے زیادہ طلاق دینے پر بیوی پر تین ہی طلاق واقع ہوں گی، اور زائد طلاقیں لغو اور بیکار ہو جائیں گی۔

عن داؤد بن عبادة بن الصامت رضي اللّٰه عنه قال: طلّق جدي امرأة له ألف تطليقة فانطلق أبي إلىٰ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فذكر ذٰلك له، فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: أما أتقى اللّٰه جدك؟ أما ثلاث فله، وأما تسع مائة وسبعة وتسعون فعدوان وظلم، إن شاء اللّٰه تعالىٰ عذبه وإن شاء غفر له.

(المصنف لعبد الرزاق، كتاب الطلاق / باب المطلق ثلاثًا ۶/ ۳۹۳ رقم: ۱۱۳۳۹ المجلس العلمي بيروت)

رجل قال لامرأته: ''ہزار طلاق تو یکی کردم'' **قالوا: يقع الثلاث، كأنه قال: طلقتك ثلاثًا بدفعةٍ واحدةٍ.** (فتاوىٰ قاضي خان، كتاب الطلاق / الفصل الأول في صريح الطلاق وما يقع به واحدة أو أكثر ۱/ ۴۵۴ قديم زكريا، الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطلاق ۱/ ۳۸۰ قديم زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ۴/ ۴۰۳ رقم: ۶۵۳۲ زكريا، ۳/ ۲۷۵ كراچی)

غیر مقلد شوہر نے حنفی بیوی کو تین طلاق دے دی، تو کیا حکم ہے؟

ائمۂ اَربعہ (حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) اور جمہور علماء وفقہاء ومحدثین کے مسلک کے مطابق تین طلاق سے بیوی مغلظہ بائنہ ہوکر شوہر پر حرام ہو جاتی ہے، اور شوہر کے غیر مقلد ہونے سے مسئلہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا؛ لہٰذا اگر غیر مقلد شوہر نے حنفی المذہب بیوی کو تین طلاق دے دیں، تو بغیر حلالہ کے دوبارہ اُس سے

نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا، بیوی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مسلک کے مطابق عمل کرے اور شوہر کو اپنے اوپر ہرگز قدرت نہ دے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۳۴۰)

قال لزوجته غير المدخول بها: أنت طالق ثلاثًا وقعن، لما تقرر أنه متى ذكر العدد كان الوقوع به، وإن فرق بانت بالأولىٰ ولم تقع الثانية، بخلاف الموطوءة حيث يقع الكل. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الطلاق غير المدخول بها ٤/٥٠٩-٥٢١ زكريا)

وقد اختلف العلماء في من قال لامرأته: أنت طالق ثلاثًا، فقال الشافعي ومالك وأبو حنيفة وأحمد وجماهير العلماء من السلف والخلف: يقع الثلاث. (شرح النووي علىٰ صحيح مسلم ١/٤٧٨)

والبدعي ثلاث متفرقة، وفي الشامي: وكذا بكلمة واحدة بالأولىٰ ......، وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلىٰ أنه يقع ثلاثٌ. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب: طلاق الدور ٤/٤٣٤ زكريا)

حلالہ کے متعلق مسائل

قرآنِ کریم میں حلالہ کا حکم

اِسلام میں اِنسانی فطرت اور جذباتیت کا خیال رکھتے ہوئے طلاق کے معاملہ میں تدریج اور تخفیف کا لحاظ رکھا گیا ہے، چناں چہ پہلی اور دوسری رجعی طلاق کے بعد رجوع کرنے کی گنجائش ہے، جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ. (البقرة: ۲۲۹)

طلاقِ رجعی دو بار تک ہے، اس کے بعد دستور کے موافق بیوی کو رکھ لینا (رجوع کرلینا) ہے، یا مناسب انداز میں چھوڑ دینا ہے۔

لیکن اگر کوئی آدمی اِس تخفیف سے فائدہ نہ اٹھائے اور بیک وقت یا الگ الگ اَوقات میں اپنی منکوحہ بیوی کو تیسری طلاق بھی دیدے، تو اب حکم یہ ہے کہ اُن دونوں کے درمیان اُس وقت تک اِزدواجی تعلق قائم نہیں ہوسکتا، جب تک کہ مطلقہ بیوی عدت کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے اور اس سے طلاق یا تفریق واقع ہونے کے بعد اس کی عدت نہ گذر جائے۔ جیسا کہ قرآنِ پاک میں ارشادِ خداوندی ہے:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَا اِنْ ظَنَّا اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ.

(البقرة: ۲۳۰)

پھر اگر اُس عورت کو (تیسری) طلاق دے دی، تو وہ اُس کے لئے اَب حلال نہیں؛ تا آں کہ اُس کے علاوہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے، پھر اگر وہ (دوسرا شوہر) طلاق دیدے، تو اُن دونوں (پہلے شوہر اور مطلقہ بیوی) پر کچھ گناہ نہیں کہ وہ باہم مل جائیں، اگر اللہ کے حکم کو قائم رکھنے کا خیال کریں، اور یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں، جن کو وہ جانکار لوگوں کو بیان کرتا ہے۔

اِس آیت سے صاف معلوم ہوگیا کہ حلالہ شرعیہ کے بغیر مطلقہ ثلاثہ کو نکاح میں لانے کی کوئی صورت شریعت میں جائز نہیں ہے۔

حلالہ میں ہم بستری کی قید حدیثِ مشہور سے ثابت ہے

جمہور علماء اور فقہاء اِس بات پر متفق ہیں کہ حلالہ کی صحت کے لئے دوسرے شوہر کا اُس عورت سے ہم بستری کرنا شرط ہے، اور اُن کی دلیل وہ مشہور حدیث ہے، جسے ''حدیثِ عسیلہ'' کہا جاتا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی تھی، اُن کی اہلیہ نے عدت گذارنے کے بعد ایک دوسرے شخص سے نکاح کیا، مگر بیوی کے بقول اُن میں جماع کی صلاحیت نہ تھی، تو اُنہوں نے یہ چاہا کہ دوسرے شوہر اُنہیں طلاق دے دیں، اور وہ دوبارہ پہلے شوہر حضرتِ رفاعہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کرلیں، جب یہ معاملہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے آیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی اہلیہ کو حکم دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا کہ:

لَا، حَتّٰى تَذُوْقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ. (صحيح مسلم، كتاب النكاح / باب لا تحل المطلقة ثلاثًا الخ ٤٦٣/١ النسخة الهندية)

نہیں! پہلے شوہر سے اُس وقت تک رجوع نہیں ہوسکتا، جب تک کہ تم اس دوسرے شوہر کا ذائقہ نہ چکھ لو، اور وہ تمہارا ذائقہ نہ چکھ لے۔ (جماع کی طرف اِشارہ ہے)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لعلك تريدين أن ترجعي إلى رفاعة، لا حتى يذوق عسيلتك وتذوقي عسيلته. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق / باب من أجاز طلاق الثلاث ٧٩١/٢ رقم: ٥٠٦١ ف: ٥٢٦٠)

عن عائشة رضي الله عنها إن رجلاً طلق أمرأته ثلاثًا فتزوجت، فطلق فسئل النبي صلى الله عليه وسلم أتحل للأول، قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق / باب من أجاز طلاق الثلاث ٧٩١/٢ رقم: ٥٠٦٢ ف: ٥٢٦١، سنن الترمذي، أبواب النكاح / باب ما جاء في من يطلق امرأته ثلاثًا الخ ٢١٣/١)

اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں، پھر عدت کے بعد اُس عورت نے دوسرے مرد سے شادی کی تھی؛ لیکن اس دوسرے مرد نے رخصتی سے پہلے طلاق دے دی، تو پہلے شوہر نے اُس عورت سے دوبارہ نکاح کا اِرادہ

کیا، تو جب اِس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ’’پہلے شوہر کے لئے اس سے نکاح حلال نہیں ہے؛ تا آں کہ دوسرا شوہر اس بیوی سے لذت حاصل نہ کرے، جیسا کہ پہلے شوہر نے لذت حاصل کی ہے‘‘۔ (مسلم شریف ۱/۴۶۳)

اِس طرح کی صحیح اور مشہور اَحادیث کی بنا پر جمہور علماء وفقہاء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ پہلے شوہر کے لئے مطلقہ ثلاثہ اُسی وقت حلال ہوسکتی ہے جب کہ دوسرے شوہر سے جماع کے بعد ہی طلاق یا تفریق کی نوبت آئی ہو، اور اِس بارے میں بعض تابعین کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اور غالب یہی ہے کہ اُن حضرات تک یہ صریح حدیث نہ پہنچی ہوگی۔

حلالہ کی حکمت کیا ہے؟

عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حلالہ کا حکم عورت کے لئے فضیحت کا سبب ہے، حالاں کہ غور کرنے سے پتہ چلے گا کہ حلالہ کا حکم دراصل شوہر اول کے لئے سزا ہے کہ اُس نے عورت کی ناقدری کی کہ اُسے تین طلاقیں دے دیں، اَب یہ اُس کے پاس اُس وقت تک نہیں لوٹ سکتی، جب تک کہ دوسرے مرد کا منہ نہ دیکھ لے، اِس میں عورت کے لئے کوئی سزا نہیں؛ کیوں کہ وہ تو پہلے بھی منکوحہ تھی اور اَب بھی منکوحہ ہے، اصل سزا شوہر کو ہے کہ اُس کی منکوحہ دوسرے کے پاس ہوکر آرہی ہے۔ علامہ فخرالدین رازیؒ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں:

فلأن المقصود من توقيف حصول الحل على هٰذا الشرط زجر الزوج عن الطلاق؛ لأن الغالب أن الزوج يستنكر أن يفترش زوجته رجل آخر، ومعلوم أن الزجر إنما يحصل بتوقيف الحل على الدخول فأما مجرد العقد فليس فيه زيادة نفرة فلا يصح جعله مانعًا وزجرًا. (التفسير الكبير للإمام الرازي [البقرة: ٢٣٠] ١١٤/٣ دار الفكر بيروت، ٩١/٦ المكتبة الأشرفية)

اور اس لئے کہ اس دوسرے شوہر سے نکاح پر شوہر اول کے لئے حلت کی شرط دراصل شوہر کو طلاق دینے سے روکنے کے مقصد سے لگائی گئی ہے؛ کیوں کہ غالب یہی ہے کہ شوہر اِس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ اُس کی بیوی دوسرے مرد کی فراش بنے اور یہ بات عیاں ہے کہ یہ تنبیہ اُسی وقت مؤثر ہوگی جب کہ نکاح کے ساتھ ہم بستری کی شرط بھی لگائی جائے؛ کیوں کہ محض عقد نکاح میں کوئی زیادہ ناگواری نہیں پائی جاتی، پس اس کو اس عمل سے مانع اور موجب تنبیہ قرار دینا صحیح نہ ہوگا۔

حلالہ کے حکم کا مذاق اُڑانا جائز نہیں

درج بالا آیتِ قرآنی اور اَحادیثِ شریفہ سے یہ بات واضح ہوچکی کہ مطلقہ ثلاثہ کے لئے شوہر اول سے نکاح کے واسطے حلالہ کا حکم فقہاء کا خانہ ساز نہیں ہے؛ بلکہ یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے، جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں، اِس لئے اِس حکم شرعی پر طنز وتعریض یا استہزاء اور تضحیک کسی مسلمان کے لئے ہرگز درست نہیں ہے۔

اگر مطلقہ ثلاثہ دوسرا نکاح ہی نہ کرے، یا نکاح تو کرے؛ لیکن دوسرے شوہر ہی کے ساتھ رہنے لگے، یا دوسرا شوہر طلاق دیدے، پھر بھی شوہر اول اس کو اپنے نکاح میں نہ لے، اِن سب باتوں کا بے شک شریعت میں اختیار ہے؛ لیکن جو شرط شوہر اول سے دوبارہ ازدواجی تعلق قائم کرنے کے لئے شریعت نے لگائی ہے، اس کو نظر انداز کرنا یا اس پر طعن وتشنیع کرنا کسی طرح روا نہیں۔

آج کل بہت سے پرجوش غیر مقلدین طلاق ثلاثہ کو زبردستی ایک ثابت کرنے کے زعم میں حلالہ کے حکم کا بے دریغ مذاق اُڑاتے ہیں، اور مختلف انداز سے فقہ میں موجود حلالہ کے مسائل کی تضحیک کرتے ہیں، یہ طریقہ انتہائی قابلِ مذمت ہے؛ اس لئے کہ جو حکم قرآن واَحادیث سے ثابت ہو، اُس پر کسی شخص کو چوں چرا کا حق حاصل نہیں ہے۔

ومن استخف بسنة أو حديث من أحاديثه عليه الصلاة والسلام أو رد حديثًا متواتر أو قال سمعناه كثيرًا بطريق الاستخفاف كفر. (مجمع الأنهر، كتاب السير والجهاد / باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع ۵۰۶/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

لا يحل لمسلم رآه أن ينقله فضلا عن أن يعتبره؛ لأن في نقله إشاعته، وعند ذلك ينفتح باب للشيطان في تخفيف الأمر فيه ولا يخفى أن مثله مما لايسوغ الاجتهاد فيه لفوت شرطه من عدم مخالفة الكتاب والإجماع ...... والأمر فيه من ضروريات الدين لا يبعد أكفار مخالفه. (فتح القدير، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة ۱۵۸/٤ زكريا)

مشروط حلالہ قابلِ لعنت ہے

دوسری طرف یہاں یہ بھی پیش نظر رہنا چاہئے کہ اِسلام کی نظر میں باقاعدہ پلاننگ اور منصوبہ بندی کے ساتھ حلالہ کا عمل پسندیدہ نہیں ہے، اور ایسے عمل پر احادیث شریفہ میں فریقین پر لعنت کی گئی ہے۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ کی روایت ہے

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرانے والے اور جس کے لئے حلالہ کرایا جارہا ہے، دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ترمذی شریف ۱/۲۱۳، السنن الکبریٰ للبیہقی ۷/۳۹۹)

اِس سے معلوم ہوا کہ صرف شوہر اول کے لئے عورت کو حلال کرانے کے مقصد سے نکاح کرنا عقدِ نکاح کی روح کے خلاف ہے؛ کیوں کہ یہ رشتہ وقتی طور پر قائم نہیں کیا جاتا؛ بلکہ اس میں پختگی اور پائیداری شریعت میں مطلوب ہے، اور حلالہ کی غرض سے مشروط نکاح میں یہ مطلوب حاصل نہیں ہوتا۔

اور قرآنی آیت میں جو حلالہ کا ذکر ہے، اس میں ایک مطلق اُصول بیان کیا گیا ہے کہ کسی دوسرے شوہر سے نکاح کے بغیر یہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی، اب اِس اُصول کی رو سے دوسرے شوہر کا نکاح مشروط ہو یا غیر مشروط اس سے شوہر اول کے لئے حلیت تو ثابت ہوجائے گی؛ لیکن نکاح کے دیگر تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے مشروط حلالہ کی حوصلہ افزائی نہیں کی جائے گی، اِسی لئے مذکورہ حدیث میں مشروط طریقہ پر حلالہ کرنے اور کرانے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔

فقال مالك: المحلل لا يقيم على نكاحه حتى يستقبل نكاحًا جديدًا؛ فإن أصابها فلها مهر مثلها، ولا تحلها إصابته لزوجها الأول ...... ولا يقر على نكاحه ويفسخ. (تفسير القرطبي [البقرة: ۲۳۰] ۲/الجزء الثالث ۱۴۹ دار إحياء التراث العربي بيروت)

جاء عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه في هٰذا الباب تغليظ شديد، وهو قوله: لا أوتَي بمحلِّلٍ ولا محلَّلٍ له إلا رجمتهما. وقال ابن عمرؓ: التحليل سِفاح لا يزالان زانيين ولو أقاما عشرين سنة. (تفسير القرطبي [البقرة: ۲۳۰] ۲/الجزء الثالث ۱۵۲)

حلالہ کے بارے میں ایک ضروری تنبیہ

اگر غیر مشروط طریقہ پر دوسرے شوہر نے نکاح کیا، پھر وہ اپنی ذاتی مصالح دیکھ کر اُس عورت کو طلاق دینا چاہے، تو اُسے بھی طلاق کے من جملہ آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے، اور طلاق کا ایک اہم اَدب یہ ہے کہ ایسے پاکی کے زمانہ میں طلاق دی جائے جس میں بیوی سے ہم بستری نہ کی ہو۔ (سورۂ طلاق: ۱، بخاری شریف حدیث: ۴۹۰۸)

آج کل حلالہ کے معاملہ میں اِس حکم پر عمل کرنے میں سخت کوتاہی ہوتی ہے، اور عام طور پر دوسرا شوہر ہم بستری کے بعد اگلے ہی دن طلاق دے دیتا ہے، تو اِس طرح طلاق دینے سے گو کہ طلاق واقع ہوجاتی ہے، اور وہ عورت عدت کے بعد شوہر اول کے لئے حلال بھی ہوجاتی ہے؛ لیکن جماع کے بعد اسی طہر میں طلاق دینے سے گناہ لازم آتا ہے، اس لئے فوری طور پر طلاق دینے کے بجائے انتظار

کرنا چاہئے، اور ناپاکی کے بعد جب اگلا پاکی کا زمانہ آئے، تو اُس میں جماع کے بغیر ایک طلاقِ بائن دے کر نکاح سے الگ کردینا چاہئے؛ تاکہ کوئی کراہت لازم نہ آئے۔

إذا تزوج المرأة ليحلّها ثم بدا له أن يمسكها فلا يحل له أن يمسكها حتى يتزوجها بنكاح جديد. (تفسير القرطبي [البقرة: ۲۳۰] ۲/الجزء الثالث ۱٤۹ دار إحياء التراث العربي بيروت)

عن علي رضي الله عنه قال: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن المحلل والمحلل له. (سنن الترمذي، أبواب النكاح / باب ما جاء في المحل والمحلل له ۲۱۳/۱)

أجمع أهل العلم على أن الحر إذا طلق زوجته ثلاثا ثم انقضت عدتها ونكحت زوجا آخر ودخل بها ثم فارقها وانقضت عدتها ثم نكحت زوجها الأول أنها تكون عنده على ثلاث تطليقات. (تفسير القرطبي [البقرة: ۲۳۰] ۲/الجزء الثالث ۱۵۲ دار إحياء التراث العربي بيروت)

اِس تمہید کے بعد حلالہ سے متعلق چند اہم مسائل ذیل میں درج کئے جارہے ہیں:

تین طلاق کے بعد توبہ یا معافی مانگنے سے حلالہ کا حکم ساقط نہیں ہوتا

بہت سے لوگ غصہ میں تین طلاق دے کر بعد میں بیوی سے معافی مانگتے ہیں اور توبہ واستغفار کرتے ہیں، یاد رکھیں کہ توبہ واستغفار سے گناہ تو معاف ہوسکتا ہے؛ لیکن مطلقہ ثلاثہ بغیر حلالہ کے شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہوسکتی۔

وإن كان الطلاق ثلاثًا في الحرة ...... لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤۷۳/۱)

عن سماك قال سمعت عكرمة يقول: الطلاق مرتان فإمساك بمعروف أو تسريح بإحسان، قال: إذا طلّق الرجل امرأته واحدة فإن شاء نكحها، وإذا طلقها ثنتين فإن شاء نكحها، فإذا طلقها ثلاثا فلا تحل له حتى تنكح زوجًا غيره. (المصنف لابن أبي شيبة / ما قالوا في الطلاق مرتان ۱۹۷/۱۰ رقم: ۱۹۵٦٤، الهداية، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۳۹۹/۲، الفتاویٰ التاتارخانية ۱٤۷/۵ رقم: ۷۵۰۳ زكريا)

حلالہ کے مسئلہ میں صغیرہ وکبیرہ مدخولہ وغیر مدخولہ کا حکم یکساں ہے

تین طلاق سے بیوی حرمتِ مغلظہ کے طور پر شوہر پر حرام ہوجاتی ہے، اب بغیر حلالہ کے شوہر اول سے نکاح نہیں ہوسکتا، اور اس حکم میں سب عورتیں برابر ہیں، خواہ بالغہ ہوں یا نابالغہ، مدخولہ ہوں یا غیر مدخولہ، کسی بھی مطلقہ ثلاثہ کا شوہر اول سے بغیر حلالہ کے نکاح جائز نہیں۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۸۷۴ ڈابھیل، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۳۱۳)

لا ینکح مبانته بالبینونة الغلیظة، أطلقه فشمل ما إذا کان قبل الدخول أو بعده کما صرح به في الأصل، وشمل ما إذا طلقها أزواج، کل زوج ثلاثًا قبل الدخول، فتزوجت بآخر فدخل بها، تحل للکل، وأشار بالوطء إلی أن المرأة لا بد أن یوطأ مثلها. (البحر الرائق، کتاب الطلاق / فصل فیما تحل به المطلقة ۹۴/٤ زکریا، الدر المختار مع رد المحتار ٤١٣/٣ کراچی، کذا في البدائع الصنائع ٤١١/٤ بیروت)

ولا تحل بعد المطلقات الثلاث لقوله: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ﴾ [البقرة: ٢٣٠] **من الآیة ...... إلا بعد وطء زوج آخر ...... بنکاحٍ صحیحٍ ...... ومضی عدته أي عدة النکاح الصحیح بعد زواله بالطلاق في الزوج الثاني.** (مجمع الأنهر، کتاب الطلاق / باب الرجعة ٨٨/٢ مکتبة فقیه الأمة دیوبند)

غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاق کے بعد حلالہ کا حکم ہے یا نہیں؟

غیر مدخولہ (جس عورت سے خلوت نہ ہوئی ہو) کو اگر ایک ساتھ ایک جملہ میں تین طلاقیں دیں مثلاً کہا: ''تجھے تین طلاق'' تو یہ تینوں طلاق اس پر واقع ہوجائیں گی، اب غیر مدخولہ ہونے کی وجہ سے کوئی عدت واجب نہیں ہے لیکن اگر یہ شوہر اس عورت سے دوبارہ اِزدواجی رشتہ قائم کرنا چاہتا ہو تو حلالہ کرنا ضروری ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۷۹ ڈابھیل)

وقد بالغ المحقق ابن الهمام في رده قال في آخر باب الرجعة: لا فرق

في ذٰلك: أي اشتراط المحلل بين كون المطلقة مدخولاً بها أولا، لصريح إطلاق النص، وقد وقع في بعض الكتب أن غير المدخول بها تحل بلا زوج وهو زلة عظيمة مصادمة للنص والإجماع لا يحل لمسلم راٰه أن ينقله فضلاً عن أن يعتبره؛ لأن في نقله إشاعته، وعند ذٰلك ينفتح باب الشيطان في تخفيف الأمر فيه. (شامي، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ٥١١/٤ زكريا، ٢٨٥/٣ كراچی، الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ٤٧٣/١ قديم زكريا)

ولا فرق في ذٰلك بين كون المطلقة مدخولا بها أو غير مدخول بها لصريح إطلاق النص، وما في المشكلات من أن غير المدخولة تحل بمجرد النكاح، وأما قوله تعالیٰ: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة: ٢٣٠]

ففي حق المدخولة ليس بشيء؛ لأنه لم يوجد في التفاسير والخلافيات، وفي الفتح: وهو زلة عظيمة مصادمة للنص والإجماع. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٨٩/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

حلالہ میں بغیر گواہوں کے نکاح کردیا

حلالہ کے نکاح میں اگر گواہوں کی موجودگی کے بغیر میاں بیوی نے ایجاب وقبول کرلیا، پھر صحبت کے بعد طلاق دی تو یہ حلالہ درست نہ ہوگا، اوراس کی وجہ سے وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی؛ اِس لئے کہ حلالہ کے لئے نکاح صحیح کی شرط ہے جو یہاں نہیں پائی گئی۔

ولا ينكح مطلقة بها أي بالثلاث حتى يطأها غيره، ولو مراهقًا بنكاح نافذ خرج الفاسد. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٤٠/٥-٤٢ زكريا)

نكاح فاسد وهو الذي فقد شرطًا من شرائط الصحة كشهود. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر، مطلب في النكاح الفاسد ٢٧٤/٤ زكريا)

وإن كـان الطلاق ثلاثًا في الحرة ...... لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٧٣/١ زكريا)

ولا تحل بعد المطلقات الثلاث لقوله: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ﴾ [البقرة: ٢٣٠] **من الآية ...... إلا بعد وطء زوج آخر ...... بنكاحٍ صحيحٍ ...... ومضى عدته أي عدة النكاح الصحيح بعد زواله بالطلاق في الزوج الثاني.** (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٨٨/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

اِرتداد سے حلالہ ساقط نہیں ہوتا

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں، پھر زوجین میں سے کوئی ایک (نعوذ باللہ) مرتد ہوگیا تو اس ارتداد کی وجہ سے بیوی سے حلالہ کا حکم ساقط نہیں ہوگا لہٰذا نہ تو بیوی تجدید اسلام کے بعد عدت گذارے بغیر دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے اور نہ ہی شوہر تجدید اسلام کے بعد بغیر حلالہ کے دوبارہ اس سے نکاح کرسکتا ہے، بلکہ اگر وہ دوبارہ ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو تجدید اسلام کے بعد اولاً حلالہ ہوگا، اُس کے بعد ہی پہلے شوہر سے نکاح کرنا جائز ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۵۰۱/۱۳)

لـو كانت تحته حرة، فطلقها ثلاثاً، ثم ارتدت ولحقت بدار الحرب، ثم استرقها، لم تحل حتى تتزوج بزوج آخر. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة ٩٥/٤ زكريا، تبيين الحقائق ١٦٥/٣ بيروت، الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١ قديم زكريا)

ولا يحل له أي لزوج طلقها ثلاثًا لو حرةً ...... أو الحرة بعد طلاقها ثلاثًا ولحوقها بدار الحرب مرتدة ثم استرقت لايحل له الوطء. (سكب الأنهر / كتاب الطلاق ٩٠/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

مجنون سے حلالہ کرانا

اگر مطلقہ مغلظہ نے کسی مجنون (پاگل) سے نکاح کیا اور اُس نے ہم بستری کرلی، تو حلالہ

تو درست ہوجائے گا؛ لیکن مجنوں کی طرف سے طلاق واقع نہ ہوگی، اس کے لئے محکمہ شرعیہ سے رجوع ہوکر اس کے فیصلہ پر عمل کرنا ہوگا۔

ولو كان الزوج الثاني مجنونًا حلت للأول، كذا في الخلاصة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۳/۱ قديم زكريا)

ولا تحل الحرة بعد الطلقات الثلاث لمطلقها ...... ولا الأمة بعد الثنتين ...... إلا بعد وطئ زوج آخر، سواء كان حرًا أو عبدًا ...... عاقلاً أو مجنونًا إذا كان يجامع مثله مسلمًا ...... حتى يحلها لزوجها المسلم. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۸۸/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

وقال أبو حنيفة والشافعي والأوزاعي يحل الوطء المرأة ......، سواء كان الواطي بالغًا عاقلاً أم صبيًا مراهقًا أم مجنونًا. (الفقه الإسلامي وأدلته، ملحق ببحث الطلاق / الرجعة وزواج التحليل ۴۵۳/۷ الهدیٰ انٹرنيشنل ديوبند)

قریب البلوغ مراہق سے حلالہ کرانا

مراہق (یعنی ایسا بچہ جو قریب البلوغ ہو، جس کا اندازہ فقہاء نے کم از کم دس سال سے لگایا ہے) اگر عورت سے مجامعت کرسکتا ہو اور اُس کے اندر حرکت اور شہوت ہوجائے تو ایسے مراہق بچہ سے حلالہ کرانا جائز ہے؛ البتہ مکمل بالغ ہونے سے پہلے اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ اس لئے کہ مراہق کی طلاق کو فقہاء نے غیر معتبر قرار دیا ہے۔

ولا ينكح مطلقة بها أي بالثلاث حتى يطأها غيره ولو مراهقًا يجامع مثله وقدره شيخ الإسلام بعشر سنين. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الرجعة، مطلب في العقد على المبانة ۴۱/۵-۴۲ زكريا)

وفي الأنفع: الصبي المراهق في التحليل كالبالغ إذا جامعها قبل البلوغ وطلقها بعد البلوغ؛ لأن الطلاق منه قبل البلوغ غير واقع، كذا في

التاتارخانية. فسر المراهق في الجامع الصغير: فقال غلام: لم يبلغ، ومثله يجامع جامع امرأته وجب الغسل عليها وأحلها للزوج الأول، ومعنى هٰذا الكلام أن تتحرك آلته ويشتهي، كذا في الهداية. (الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ٤٧٣/١، سكب الأنهر / كتاب الطلاق ٩٠/٢، الفقه الإسلامي وأدلته ٤٥٣/٧ الهدیٰ انٹرنیشنل دیوبند)

ويحلها وطء المراهق. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٨٩/٢ فقيه الأمة)

ولا يقع طلاق ...... الصبي ولو مراهقًا. (الدر المختار / كتاب الطلاق ٤٥٠/٤- ٤٥١ مكتبة زكريا ديوبند)

والصبي المراهق في التحليل كالبالغ يعني إذا جامعها قبل البلوغ وطلقها بعد البلوغ. (الفتاویٰ التاتارخانية ١٤٩/٥ رقم: ٧٥٠٧ زكريا)

غیر مراہق بچے سے حلالہ کرانا

چھوٹے بچہ (غیر مراہق) سے حلالہ کرانا معتبر نہیں۔

وبشرط أن يكون الزوج الثاني ممن يمكن جماعه لا طفلاً لايتأتي منه الجماع. (الفقه الإسلامي وأدلته / الرجعة – وزواج التحليل ٤٥٣/٧ الهدیٰ انٹرنیشنل دیوبند)

جو شخص جماع پر قادر نہ ہو اس سے حلالہ کرانا

جو شخص اتنا کمزور یا بوڑھا ہو کہ اپنی قدرت سے وہ جماع پر قادر نہ ہو اور وہ اپنی شرم گاہ اپنے ہاتھ سے عورت کی شرم گاہ میں داخل کرے تو ایسے شخص سے حلالہ کرانا معتبر نہیں، اس حلالہ کے بعد بیوی شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہوگی، ہاں اگر کمزور یا بوڑھے شخص میں مجامعت کے وقت جوش اور حرکت پیدا ہو جائے اور عام انسانی طریقے پر وہ صحبت کرلے تو اس کا کیا ہوا حلالہ جائز اور معتبر ہوگا۔

ولو أولج الشيخ الكبير الذي لا يقدر على الجماع بقوته؛ بل بمساعدة اليد لا

تحل للأول، إلا أن تنتشر آلته وتعمل، كذا في البحر الرائق. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/۴۷۳ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي ۴/۴٦ زكريا)

ولو أولج الشيخ الفاني ذكره بمساعدة يده أو يدها لا يحلها. (سكب الأنهر / كتاب الطلاق ۲/۹۰ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

وذلك بشرط الانتشار؛ لأن الحكم يتعلق بذوق العسيلة ولا تحصل من غير الانتشار. (الفقه الإسلامي وأدلته / الرجعة – وزواج التحليل ۷/۴۵۳ الهدیٰ انٹرنیشنل دیوبند)

حلالہ میں شوہر ثانی کا انزال کرنا شرط نہیں

حلالہ میں شوہر ثانی کا بیوی سے مجامعت کرنا اس طور پر کہ مرد کی شرم گاہ عورت کی شرم گاہ میں داخل ہو جائے؛ ضروری ہے، اس کے بغیر حلالہ معتبر نہیں ہوگا؛ البتہ شوہر کے لئے انزال شرط نہیں؛ لہٰذا خواہ انزال ہو یا نہ ہو، بہر صورت مجامعت صحت حلالہ کے لئے کافی ہے۔

أما الإنزال فليس بشرط للإحلال. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/۴۷۳ قديم زكريا)

(مانع حمل غلاف) نرودھ وغیرہ لگا کر حلالہ میں صحبت کرنا

حلالہ میں مانع حمل غلاف مثلاً نرودھ وغیرہ لگا کر یا کپڑا وغیرہ ذکر پر لپیٹ کر مجامعت کرنے میں اگر جسم کی حرارت اور جماع کی لذت محسوس ہو جائے، تو یہ بھی حلالہ کے لئے کافی ہے۔

وفي الفتاویٰ الصغری: إذا لف ذكره بخرقة وأدخله فرجها، فإن وجد الحرارة تحل، وإلا فلا. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/۴۷۳ قديم زكريا، تبيين الحقائق ۳/۱٦۵ زكريا)

أن الشرط للإيلاج بشرط كونه عن قوة نفسه وإن كان ملفوفًا بخرقةٍ إذا كان يجد لذة حرارة المحل. (البحر الرائق ۴/۹۴ زكريا، الفتاویٰ الولوالجية ۲/۱۰۰ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

حلالہ میں شوہرِ ثانی کا حالتِ حیض ونفاس میں صحبت کرنا

حلالہ میں اگر زوجِ ثانی نے حیض یا نفاس کی حالت میں بیوی سے ہم بستری کر کے طلاق دے دی، تو عدت کے بعد شوہر اول سے نکاح کرنا جائز ہے؛ لیکن ناپاکی کے ایام میں بیوی سے صحبت کرنا حرام ہے، ایسا شخص گناہِ کبیرہ کا مرتکب قرار پائے گا، گوکہ حلالہ درست ہوجائے گا۔

ولو وطئها الزوج الثاني في حيض أو نفاس أو إحرام أو صوم حلت للأول، كذا في محيط السرخسي. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۳/۱ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ۴٦/۵ زكريا، تبيين الحقائق ۱٦۴/۳ زكريا)

يحل الوطء المرأة وإن وقع في وقت غير مباح كحيض أو نفاس ......، حلت للأول. (موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا المعاصرة ۴۵۳/۸، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۳/۱ قديم زكريا)

اگر شوہرِ ثانی ہم بستری سے انکار کرے اور عورت دعویٰ کرے تو کیا حکم ہے؟

حلالہ میں اگر شوہرِ ثانی مجامعت اور ہم بستری سے انکار کرے اور بیوی دعویٰ کرے تو بیوی کا قول معتبر ہوگا اور عدت گذر جانے کے بعد شوہرِ اَول سے نکاح کرنا جائز ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳٦۰/۹)

وعبارة البزازية: ادعت أن الثاني جامعها وأنكر الجماع حلت للأول. (شامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة / مطلب: حيلة إسقاط التحليل بحكم شافعي بفساد النكاح الأول ۵۱/۵ زكريا، ۴۱۷/۳ كراچی)

ولو قالت: دخل بي الثاني والثاني منكر فالمعتبر قولها. (شامي، كتاب

الطلاق / باب الرجعة / مطلب: حيلة إسقاط التحليل بحكم شافعي بفساد النكاح الأول ٥١/٥ زكريا، ٤١٨/٣ كراچی، الفتاویٰ البزازية ٢٠٢/٤)

حلالہ کی غرض سے نکاح کرنا

مطلقہ ثلاثہ سے بغرضِ حلالہ اِس شرط پر نکاح کرنا کہ مجامعت کے بعد فوراً طلاق دیدے گا، یہ قابلِ مذمت عمل ہے؛ کیوں کہ حدیث میں حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کرایا گیا ہے، دونوں پر لعنت آئی ہے؛ البتہ بلاکسی شرط کے نکاح ہو پھر شوہر ثانی اپنی مرضی سے ازخود طلاق دیدے، تو اِس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور شوہر ثانی کو طلاق دینے پر مجبور کرنا اور جبر واکراہ وظلم وزیادتی کرکے اُس سے طلاق دلوانا ہرگز جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۵۹/۹)

لعن اللّٰه المحلل والمحلل له. (سنن ابن ماجة، كتاب النكاح / باب المحلل والمحلل له ١٣٩/١ رقم ١٩٣٦)

وكره التزوج للثاني تحريمًا لحديث: لعن اللّٰه المحلل والمحلل له بشرط التحليل، وإن حلت للأول، كتزوجتك علىٰ أن أحللك، وإن حلت للأول لصحة النكاح وبطلان الشرط فلا يجبر على الطلاق كما حققه الكمال. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٤٧/٥ زكريا، ٤١٤/٣ كراچی، النهر الفائق ٤٢٣/٢، البحر الرائق / كتاب الطلاق ٩٧/٤ زكريا)

وكره بشرط التحليل للأول (كنز) أي كره التزوج للثاني بشرط أن يحلها للأول بأن قال تزوجتك علىٰ أن أحللك له، أو قالت المرأة ذٰلك ……، والمراد بالكراهة كراهة التحريم. (البحر الرائق ٩٧/٤ زكريا، فتح القدير ١٦١/٤ زكريا، موسوعة الفقه الإسلامي ٤٥٤/٨)

❍❖❍

تعلیقِ طلاق کے مسائل

کسی اَمر محال پر طلاق کو معلق کرنا

اگر کسی امر محال پر طلاق کو معلق کیا، مثلاً کہا کہ اگر اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو، تو تجھے طلاق، تو یہ طلاق باطل ہے، اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

ولو قال: إن دخل الجمل في سم الخياط فأنت طالق لا يقع الطلاق؛ لأن غرضه منه تحقيق النفي حيث علّقه بأمر محال. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة إن وإذا وغيرهما ۴۲۱/۱ زكريا، الدر المختار مع الشامي ۳۴۲/۳ كراچی، ۵۹۱/۴ زكريا، بدائع الصنائع / فصل وأما الذى يرجع إلى المرأة ۲۰۹/۴ زكريا، النهر الفائق، كتاب الطلاق / باب أحكام التعليق ۳۸۶/۲ زكريا، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ۵۷/۲، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب التعليق ۴/۴ زكريا)

کسی اَمر متحقق پر طلاق کو معلق کرنا

اگر کسی واقعی اور پہلے سے متحقق امر پر طلاق کو معلق کیا، مثلاً بیوی سے کہا کہ ''اگر آسمان ہمارے اوپر موجود ہو تو تجھے طلاق''، تو اِس سے فوراً طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولو قال لامرأته ''أنت طالق إن كانت السماء فوقنا ...... يقع الطلاق للحال؛ لأن هٰذا تحقيق وليس بتعليق بشرط إذا الشرط ما يكون معدومًا علىٰ خطر الوجود وهٰذا موجود. (بدائع الصنائع / فصل وأما الذى يرجع إلى المرأة ۲۰۹/۳ زكريا، الدر المختار مع الشامي ۵۹۱/۴ زكريا، البحر الرائق / باب التعليق ۲/۴ كراچی، الفتاویٰ الهندية ۴۲۱/۱

زکریا، البحر الرائق / باب التعليق ٤/٤ زكريا، النهر الفائق / باب أحكام التعليق ٣٨٦/٢ زكريا، سكب الأنهر على مجمع الأنهر / باب التعليق ٥٧/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

کسی اَمرِ محتمل پر طلاق کو معلق کرنا

اگر کسی ایسے معاملہ پر طلاق کو معلق کیا جس کے واقع ہونے یا نہ ہونے دونوں کا احتمال ہے، تو یہ تعلیق منعقد ہوگی، مثلاً بیوی سے کہا کہ ''اگر تو نے فلاں سے بات کی تو تجھے طلاق''، تو اگر شرط پائی جائے گی تو طلاق واقع ہوگی ورنہ واقع نہ ہوگی۔

وبقي من الشروط أن يكون الشرط على خطر الوجود. (الدر المختار مع الشامي ٥٩١/٤ زكريا، البحر الرائق / باب التعليق ٢/٤ کراچی، الفتاویٰ الهندية ٤٢١/١ زكريا، النهر الفائق / باب أحكام التعليق ٣٨٦/٢ زكريا، الموسوعة الفقهية ٣١٠/١٢)

کہا: ''اگر تو فلاں کے گھر گئی تو تجھے طلاق''، پھر فلاں کا انتقال ہوگیا

بیوی سے کہا کہ ''اگر تو فلاں کے گھر گئی تو تجھے طلاق''، پھر اُس گھر والے کا انتقال ہوگیا تو اُس کے انتقال کے بعد اُس گھر میں داخل ہونے سے طلاق واقع نہیں ہوگی؛ اِس لئے کہ اَب وہ گھر فلاں کی ملک نہیں رہا؛ بلکہ میراث بن کر وارثین کی ملکیت میں آ گیا (لہٰذا شرط متحقق نہیں ہوئی)

رجل قال لامرأته: إن دخلت دار فلان فأنت طالق، فمات فلان فصارت الدار ميراثًا فدخلت لا يحنث وعليه الفتوىٰ. (الفتاویٰ الهندية، الطلاق بالشرط / الفصل الثالث في تعليق الطلاق ٤٣٤/١ زكريا، الفتاویٰ الولوالجية / الفصل الثاني فيما يصح تعليقه وفيما لا يصح ٢٧/٢ مكتبة دار الإيمان سهارنفور، الفتاویٰ التاتارخانية / باب الأيمان بالطلاق ٨٢/٥ رقم: ٧٢٧٧ زكريا، خانية على الهندية / باب التعليق ٤٨٣/١-٤٨٤ زكريا)

بیوی سے کہا کہ ''اگر تیرے ساتھ رہتے ہوئے میں نے تجھ سے صحبت کی تو تجھے تین طلاق''؟

بیوی سے کہا کہ ''اگر تیرے ساتھ رہتے ہوئے میں نے تجھ سے صحبت کی تو تجھے تین

طلاق''، تو صحبت پائے جاتے ہی حسبِ شرط طلاق واقع ہوجائے گی؛ لیکن تین طلاق سے بچنے کی یہ تدبیر ممکن ہے کہ اس بیوی کو ایک طلاقِ بائن دے کر دوبارہ اُس سے نکاح کرلے، اُس کے بعد ہم بستری کرنے سے کوئی طلاق نہیں پڑے گی؛ (اِس لئے کہ طلاقِ بائن کے وقوع کی وجہ سے تیرے ساتھ رہتے ہوئے کی شرط متحقق نہیں ہوئی)

رجل قال لامرأته: إن وطئتكِ ما دمتِ معي فأنت طالق ثلاثًا، ثم أراد الحيلة، قال محمدؒ: يطلقها بائنة ثم يتزوجها من ساعته فيطؤها لا يحنث، كذا في فتاویٰ قاضي خان. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الرابع الطلاق بالشرط، الفصل الثالث تعليق الطلاق ۴۳۱/۱ زكريا، فتاوىٰ قاضي خان، كتاب الطلاق / باب التعليق ۴۷۷/۱)

کہا کہ: ''اگر تو نے نماز چھوڑ دی تو تجھے طلاق'' پھر قضاء پڑھ لی؟

کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''اگر تو نے نماز چھوڑی، تو تجھے طلاق''، پھر اُس نے نماز چھوڑ دی؛ لیکن بعد میں اُسے قضا کرلیا، تو اُس کی بیوی پر طلاق ہوگی یا نہیں؟ اِس بارے میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اِس سے طلاق واقع نہیں ہوگی؛ لیکن راجح قول یہ ہے کہ اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوجائے گی؛ اِس لئے کہ نماز چھوڑنے کا مطلب وقت پر نہ پڑھنا ہے، جس کا تحقق ہوچکا، بعد میں قضا کرنے سے شرط کی نفی نہ ہوگی۔

قال لامرأته: إن تركت صلاة فأنت طالق، أو قال: إن تركتُ صلاة فامرأتي طالق، فتركت صلاة وقضتها، أو ترك صلاة وقضاها، هل يقع الطلاق؟ اختلف المشايخ رحمهم الله تعالىٰ فيه، بعضهم قالوا: لا يقع الطلاق، وبه كان يفتی الشيخ الإمام سيف الدين عبد الرحيم الكرميني؛ لأن ترك الصلاة أن يتركها ولا يقضيها. وبعضهم قالوا: يقع الطلاق، وبه كان يفتی القاضي الإمام ركن الإسلام علي السغدي رحمه الله تعالىٰ، وهو الأشبه والأظهر؛ لأن ترك الصلاة أن يتركها عن وقتها. ألا ترى إلى ما ذكر محمد رحمه الله تعالىٰ إذا

قضى المتروكة! وقال أيضًا: من ترك صلاة يوم وليلة، وقضاها من الغد.

(المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل السابع عشر: الأيمان بالطلاق ١١٠/٥ رقم: ٥٣٢٠ المجلس العلمي، الفتاوىٰ التاتارخانية / باب الأيمان بالطلاق ٦٧/٥ رقم: ٧٢٥٩ زكريا)

کہا: ''اگر تو نے میرے کپڑے دھوئے تو تجھے طلاق''

بیوی سے کہا کہ ''اگر تو نے میرے کپڑے دھوئے تو تجھے طلاق''، پھر اُس نے کپڑے کی آستین یا صرف دامن دھودیا تو اِس سے طلاق نہیں پڑے گی؛ اِس لئے کہ کپڑے کا اطلاق کم از کم ایک کپڑے مثلاً کرتے، یا پائجامے پر ہوتا ہے اُس کے کسی ایک جزء کو دھونے سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔

قال لها: إن غسلت ثيابي فأنت طالق فغسلت كمه أو ذيله لا تطلق، كذا في التجنيس. (الفتاوىٰ الهندية، الباب الرابع في الطلاق بالشرط / الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة إن وإذا ٤٣١/١ زكريا، الفتاوىٰ الولوالجية / باب فيما يصح تعليقه وفيما لا يصح ٣٤/٢ مكتبة دار الإيمان سهارنفور، خانية على الهندية / باب التعليق ٤٨٥/١ زكريا)

کہا: ''اگر میں تیرے اوپر کسی اور سے نکاح کروں تو اُسے طلاق''

بیوی سے کہا کہ ''اگر میں تیرے اوپر کسی اور عورت سے نکاح کروں تو اُسے طلاق''، پھر زوجۂ اَول کو طلاقِ بائن دے کر اُس کی عدت میں دوسری عورت سے نکاح کرلیا، تو اُس دوسری پر کوئی طلاق نہیں پڑے گی؛ کیوں کہ طلاقِ بائن کی وجہ سے پہلی بیوی سے رشتہ ختم ہو چکا ہے۔

ولو قال: إن تزوجت عليك فالتي أتزوج طالق، فطلق امرأته طلاقًا بائنًا، ثم تزوج امرأة أخرىٰ في عدتها لا تطلق. (الفتاوىٰ الهندية، الباب الرابع في الطلاق بالشرط / الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة إن وإذا ٤٢٦/١ زكريا، البحر الرائق / باب التعليق ٥٩/٤ زكريا، النهر الفائق / باب التعليق ٤٠٠/٢ زكريا، تبيين الحقائق / باب التعليق ١٢٩/٣ زكريا)

کہا: ''جب جب میں کوئی اچھی بات کہوں تو تجھے طلاق''

شوہر نے کہا کہ ''جب جب میں کوئی اچھی بات زبان سے بولوں تو تجھے طلاق''، تو جتنی مرتبہ اچھی بات زبان سے نکالے گا اتنی ہی مرتبہ طلاق واقع ہوگی۔ مثلاً: ''**سبحان اللّٰه، لا إلٰه إلا اللّٰه، اللّٰه أكبر**'' اُس نے کہا، اور بیچ میں حرفِ عطف استعمال نہیں کیا، تو چوں کہ یہ چار کلمے الگ الگ ہیں، اور ہر کلمہ مستقل ایک اچھا کلام ہے؛ لہٰذا اِس صورت میں اُس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوجائیں گی، اور وہ مغلظہ ہوجائے گی؛ البتہ اگر حرفِ عطف ''وٗ'' کے ساتھ ''**سبحان اللّٰه والحمد للّٰه ولا إلٰه إلا اللّٰه واللّٰه أكبر**'' کہا، تو صرف ایک طلاق واقع ہوگی، اِس لئے کہ حرفِ عطف کی وجہ سے یہ پورا ایک ہی کلمہ کہلائے گا۔

رجل قال لامرأته: كلما تكلمت كلامًا حسنًا فأنت طالق، ثم قال: سبحان اللّٰه والحمد للّٰه ولا إلٰه إلا اللّٰه واللّٰه أكبر طلقت واحدة. ولو قال: سبحان اللّٰه، الحمد للّٰه، لا إلٰه إلا اللّٰه، اللّٰه أكبر، طلقت ثلاثًا، كذا في الخلاصة. (الفتاویٰ الهندية / الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثاني في تعليق الطلاق بكلمة كل وكلما ۴۱۶/۱ زكريا، البحر الرائق / باب اليمين في الأكل أو الشرب ۲۳۵/۴ كوئٹه، خلاصة الفتاویٰ ۱۲۶/۲، النهر الفائق / باب اليمين في الأكل والشرب ۸۹/۳ زكريا، الهداية / باب الأيمان في الطلاق ۲۰۰/۲، بدائع الصنائع / فصل وأما الذي يرجع إلى المرأة ۲۰۰/۳ زكريا)

گھر میں داخل ہونے پر طلاق کو معلق کیا پھر اسے طلاق دیدی

بیوی سے کہا کہ ''اگر تو فلاں متعین گھر میں داخل ہوئی تو تجھے تین طلاق''، پھر داخل ہونے سے پہلے ہی اُسے ایک یا دو طلاق دے دی، تو اِس طلاق دینے سے تعلیق کا حکم ختم نہ ہوگا؛ پس اگر وہ عدت کے دوران یا بعد میں بھی کبھی اِس شوہر کے نکاح میں رہتے ہوئے گھر میں داخل ہوگی تو اُس پر حسبِ شرط طلاق واقع ہوجائے گی۔ مثلاً: طلاق کے بعد اُس عورت نے کسی اور مرد سے نکاح

کیا، پھر کچھ دن کے بعد اُس نے طلاق دے دی، پھر عدت گذرنے کے بعد اُس عورت کا اُسی شوہر سے نکاح ہوگیا، جس نے پہلے اُس کی طلاق کو فلاں متعین گھر میں داخلہ پر معلق کیا تھا۔ تو اَب نکاح کے بعد اگر وہ اُس گھر میں داخل ہوجائے تو حسبِ شرط طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولو قال لامرأته: إن دخلت الدار فأنت طالق ثلاثًا، فطلقها واحدةً أو ثنتين قبل دخول الدار، فتزوجت بزوج آخرَ ودخل بها، ثم عادت إلى الزوج الأول، فدخلت الدار طلقت ثلاثًا في قول أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالىٰ، كذا في البدائع. (الفتاویٰ الهندية / الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الأول في ألفاظ الشرط ۱/۴۱۶ زكريا، الموسوعة الفقهية ۱۲/۳۰۰ الكويت)

اگر فلاں تاریخ تک بیوی کو نہ بھیجو گے تو طلاق ہوجائے گی

شوہر نے سسرال والوں سے کہا کہ ''اگر فلاں تاریخ تک میری بیوی کو میرے گھر نہیں بھیجا تو اُس پر طلاق پڑ جائے گی'' تو ایسی صورت میں اگر اُس کو متعینہ تاریخ میں شام تک شوہر کے پاس نہیں بھیجا، تو طلاق پڑ جائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیو بند ۱۰/۵۵)

وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط، مثل أن يقول لامرأته: أنت طالق إن دخلت الدار. (الهداية، كتاب الطلاق / باب الأيمان في الطلاق ۲/۳۸۵ دار الكتاب ديوبند، الدر المختار مع الشامي ۳/۳۵۵ كراچی، الفتاویٰ الهندية ۱/۴۲۰ زكريا)

إذا وجد الشرط انحلت اليمين وانتهت. (الفتاویٰ الهندية / الفصل الأول في ألفاظ الشرط ۱/۴۱۵ زكريا، مجمع الأنهر على ملتقى الأبحر / باب التعليق ۲/۶۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

کہا: ''اگر میں تجھے اپنے گھر لاؤں تو تجھے طلاق'' پھر وہ خود آگئی

شوہر نے بیوی سے کہا کہ ''اگر میں تجھے اپنے گھر لاؤں تو تجھے طلاق''، پھر بیوی اَزخود شوہر کے لائے بغیر اُس کے گھر آگئی، تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیو بند ۱۰/۸۱)

وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقًا. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب التعليق ٤/٦٠٩ زكريا)

ونظيره ما في الدر المختار: إن لم تجيء بفلانٍ أو إن لم تردي ثوبي الساعة فأنت طالقٌ، فجاء فلانٌ من جانب آخر بنفسه، وأخذ الثوب قبل دفعيتها لا يحنث. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب التعليق ٤/٦٤٣ زكريا)

اگر میں تیرے گھر نہ آیا تو تجھے طلاق

شوہر نے کہا کہ ''اگر میں تیرے گھر نہ آیا تو تجھے طلاق''، تو زندگی کے آخری لمحات تک اُس کی تعلیق باقی رہے گی؛ لہٰذا پوری زندگی میں اگر کبھی بھی بیوی کے گھر نہ آیا تو زندگی کے آخری جزو میں اُس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہوجائے گی۔

وفي والله ليأتين فلانًا، فلم يأته حتى مات حنث في آخر جزء من أجزاء حياته؛ لأن عدم الإتيان حينئذٍ يتحقق لا قبله. وفي الغاية: وأصل هٰذا أن الحالف في اليمين المطلقة لا يحنث ما دام الحالف والمحلوف عليه قائمين لتصور البرّ. (مجمع الأنهر ١/٥٥٤ بيروت)

اگر تو میرے بھائی کے گھر گئی تو تجھے طلاق

بیوی سے کہا کہ ''اگر تو میرے بھائی کے گھر گئی تو تجھے طلاق''، پھر اُس کے بھائی نے دوسرے مکان میں رہنا شروع کردیا اور پہلے والے گھر کو چھوڑ دیا، تو اَب دیکھا جائے گا کہ اگر شوہر کا مقصد یہ تھا کہ جس گھر میں بھی بھائی کی رہائش ہو، وہاں داخل ہونے سے طلاق واقع ہو، تو اِس صورت میں اِس نئے گھر میں داخل ہونے سے بھی طلاق واقع ہوجائے گی، اور اگر اُس خاص گھر کے بارے میں نیت تھی جس میں تعلیق کے وقت بھائی مقیم تھا، تو ایسی صورت میں دوسرے بدلے ہوئے گھر میں داخلہ سے طلاق واقع نہ ہوگی۔

رجلٌ قال لامرأته: إن دخلت دار أخي فأنت طالقٌ، فسكن أخو الحالف

دارًا أخر، ثم دخلت المرأة الدار الحديثة، فإن كانت يمينه لأجل الأخ حنث في يمينه، وإن لم تكن له نية حنث في قول أبي حنيفة ومحمد. (الفتاویٰ الهندية ٤٣٤/١ زكريا، خانية على الهندية / باب التعليق ٤٨٣/١-٤٨٤ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية / الأيمان بالطلاق ٧٩/٥ رقم: ٧٣٠٤ زكريا)

جب جب تجھے بچہ پیدا ہوگا تجھے طلاق

اگر بیوی سے کہا کہ ''جب جب تجھے بچہ پیدا ہوگا تو تجھے طلاق''، تو ہر بچہ کی پیدائش پر ایک طلاق واقع ہوتی رہے گی، جب کہ اُس نے ہر بچہ کی پیدائش کے بعد قولاً یا فعلاً رجعت کرلی ہو۔

وفي كلما ولدت فأنت طالق، فولدت ثلاثة بطون تقع الثلاث، والولد الثاني رجعة في الطلاق الأول وتطلق به ثانيًا كالولد الثالث فإنه رجعة، في الثاني وطلق به ثلاثًا، عملاً بكلما. (الدر المختار مع الشامي ٣٧/٥ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ١٤٧/٥ رقم: ٧٥٠٣ زكريا، كنز الدقائق مع البحر الرائق ٩١/٤-٩٢، النهر الفائق / باب الرجعة ٤١٩/٢ زكريا، ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر / باب الرجعة ٨٦/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، الهداية / باب الرجعة ٣٩٨/٢)

اگر میری بیوی چاند سے زیادہ خوبصورت نہ ہو تو اسے طلاق

بیوی سے کہا کہ ''اگر تو چاند سے زیادہ خوب صورت نہ ہو'' تو تجھے طلاق، تو اُس کی بیوی پر کوئی طلاق نہیں پڑے گی؛ اِس لئے کہ خود قرآنِ مقدس میں اللہ تعالیٰ نے تخلیق انسانی کو احسنِ تقویم سے تعبیر کیا ہے، یعنی انسان کو اللہ نے تمام مخلوقات میں سب سے خوب صورت بنایا ہے۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۶۳/۱۳-۶۴ ڈابھیل)

عن يحيىٰ بن أكثم القاضي أنه فسر التقويم لحسن الصورة، فإنه حكى أن ملك زمانه خلا بزوجته في ليلة، فقال: إن لم تكوني أحسن من القمر فأنت كذا، فأفتى الكل بالحنث إلا يحيىٰ بن أكثم فإنه قال: لا يحنث، فقيل له: خالفت شيوخك،

فقال: الفتویٰ بالعلم، ولقد أفتی من هو أعلم منا وهو اللّٰه تعالیٰ، فإنه یقول: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ﴾ (مفاتیح الغیب ٤٥٩/٨، التفسیر الکبیر ١٠/٣٢-١١)

وقد أخبرنا المبارك بن عبد الجبار الأزدي قال: أخبرنا القاضي أبو القاسم علي بن أبي علي عن أبیه قال: کان عیسیٰ بن موسیٰ الهاشمي یحب زوجته حبًا شدیدًا، فقال لها یومًا: أنت طالق ثلاثًا إن لم تکن أحسن من القمر فنهضت واحتجبت عنه، وقالت طلقتني! وبات بلیلة عظیمة، فلما أصبح غدًا إلیٰ دار المنصور فأخبره الخبر، فاستحضر الفقهاء واستفتاهم، فقال جمیع من حضرن: قد طلقت إلا رجلاً واحدًا من أصحاب أبي حنیفة؛ فإنه کان ساکتًا فقال له المنصور: ما لك لا تتکلم؟ فقال له الرجل: بسم اللّٰه الرحمن الرحیم ﴿وَالتِّیْنِ. وَالزَّیْتُوْنِ. وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ. وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ. لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ﴾ یا أمیر المومنین! فالإنسان أحسن الأشیاء لا شيء أحسن منه. فقال المنصور لعیسیٰ بن موسیٰ: الأمر کما قال الرجل فأقبل علی زوجتك، وأرسل أبو جعفر المنصور إلی زوجة الرجل أن أطیعي زوجك ولا تعصیه فما طلقك.

(تفسیر أحکام القرآن الکریم للقرطبي ٢٠/ ١١٤ دار إحیاء التراث العربي، روح المعاني ٣١٤/١٦)

قسم کھائی کہ ’’اگر میں تجھ سے بات کروں تو تجھے طلاق‘‘ پھر بیوی سے بذریعۂ میسج بات کرلی

قسم کھائی کہ ’’اگر میں تجھ سے بات کروں تو تجھے طلاق‘‘، پھر بیوی سے خط وکتابت کرلی، یا موبائل پر واٹس اَپ وغیرہ کے ذریعہ لکھ کر میسج بھیج کر بات کرلی، تو بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوگی؛ اِس لئے کہ کلام کا اطلاق زبان سے بولنے پر ہوتا ہے، اشارہ اور تحریر سے بات کرنے پر کلام کا تحقق نہیں ہوتا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۳/۸۸ ڈابھیل)

المستفاد: واعلم أن الكلام لا يكون إلا باللسان، فلا يكون بالإشارة ولا بالكتابة، لو حلف لا يحدثه، لا يحنث إلا أن يشافهه، وكذا لا يكلمه يقتصر على المشافهة. (البحر الرائق ٥٥٩/٤، الفتاویٰ البزازية علیٰ هامش الهندية ٢٨٧/٤، خلاصة الفتاویٰ ١٤٣/٢، فتح القدير / باب اليمين في الكلام ١٣٤/٥، النهر الفائق / كتاب الأيمان ٨٩/٣ زكريا، الدر المختار مع الشامي ٥٩٦/٥ زكريا)

شرط کے تحقق سے قبل معلقہ بیوی کو طلاق دے دی بعد ازاں شرط پائی گئی؟

بیوی سے کہا کہ ''اگر میری اجازت کے بغیر تو گھر سے نکلی تو تجھے طلاق''، پھر اُسے طلاق دے دی اور عدت کے بعد بیوی گھر سے باہر نکلی، بعد ازاں اُسی شوہر نے اُس سے دوبارہ نکاح کرلیا، تو اَب شوہر کی اجازت کے بغیر اگر گھر سے باہر نکلے گی تو بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

لو حلف لا تخرج امرأته إلا بإذنه، فخرجت بعد الطلاق وانقضاء العدة لم يحنث، وبطلت اليمين بالبينونة، حتى لو تزوجها ثانيًا ثم خرجت بلا إذن، لم يحنث. (شامي / كتاب الطلاق ٣٥٤/٣ كراچی، فتح القدير / كتاب الطلاق ١٢٥/٤، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب التعليق ٣٤/٧)

ایک بیوی کی طلاق کو دوسری بیوی کی طلاق پر معلق کرنا

اگر کسی شخص کے پاس دو بیویاں ہوں، پھر وہ دوسری بیوی کی طلاق کو پہلی بیوی کی طلاق پر معلق کرکے یوں کہے کہ: ''اگر تجھے طلاق دوں تو میری پہلی بیوی کو طلاق'' تو دونوں بیویوں پر طلاق پڑ جائے گی۔

وإذا أضافه إلى شرط وقع عقيب الشرط مثل أن يقول لامرأته: إن دخلت الدار فأنت طالق، وهٰذا بالاتفاق؛ لأن الملك قائم في الحال، والظاهر

بقاؤه إلىٰ وقت وجود الشرط؛ لأن الأصل بقاء الشيء علىٰ ما كان، وهو استصحاب الحال. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطلاق ٤٢٠/١، الهداية ٣٨٥/٢، تبيين الحقائق ٣٨٥/٢، فتح القدير ١٠٣/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند)

يكون التعليق بكل ما يدل علىٰ ربط حصول مضمون جملةٍ بحصول مضمون جملةٍ أخرىٰ – إلىٰ قوله – قول الزوج لزوجته: إن دخلت الدار فأنت طالق، فقد رتب وقوع الطلاق علىٰ دخولها الدار؛ فإن دخلت وقع الطلاق، وإلا فلا. (الموسوعة الفقهية ٣٠٠/١٢ الكويت)

''اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق'' تین بار کہنے کا حکم

بیوی سے تین مرتبہ کہا کہ ''اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق''، تو پہلی مرتبہ گھر میں داخل ہوتے ہی تینوں طلاق واقع ہوجائیں گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۳/۱۳ ڈابھیل)

وفي أيمان الفتح: وقد عرف في الطلاق أنه لو قال: إن دخلت الدار فأنت طالقٌ، إن دخلت الدار فأنت طالقٌ، إن دخلت الدار فأنت طالقٌ، وقع الثلاث يعني بدخولٍ واحدٍ كما تدل عليه عبارة أيمان الفتح. (فتح القدير ٣٤٥/٤، بدائع الصنائع / فصل وأما الذي يرجع إلى المرأة ٢٢١/٣ زكريا)

اگر مجھے فلاں عورت سے محبت ہو تو تجھے تین طلاق

کہا کہ ''اگر مجھے فلاں عورت سے محبت ہو تو تجھے تین طلاق''، تو یہ تعلیق اس عورت سے محبت کی خبر دینے پر محمول ہوگی، اگر شوہر نے جھوٹ بول کر بیوی سے کہہ دیا کہ میں اس عورت سے محبت نہیں کرتا تو اِس سے بیوی پر طلاق نہیں ہوگی۔ (اگرچہ شوہر کا یہ دعویٰ جھوٹا ہی کیوں نہ ہو)

ولو قال: أنت طالق ثلاثاً إن كنت أنا أحب ذٰلك، ثم قال: لست أحبه وهو كاذب فهي امرأته، ويسعه في ما بينه وبين الله تعالىٰ أن يطأها، أن الحكم

یدار علی الظاهر وهو الإخبار. (شامي، كتاب الطلاق / باب التعليق ٦١٤/٤ زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب التعليق ٤٤/٤، النهر الفائق ٣٩٥/٢، الفتاویٰ الهندية ٤٢٣/١ زكريا، تبيين الحقائق ١٢٢/٣ زكريا، فتح القدير ١١٣/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند)

یمینِ فور کا حکم

بیوی گھر سے نکلنا چاہتی تھی، شوہر نے کہا کہ ''اگر تو گھر سے نکلی تو تجھے طلاق''، تو یہ فوراً نکلنے پر محمول ہوگا، پس اگر فوراً نکل گئی تو طلاق واقع ہوجائے گی اور اگر تھوڑی دیر بعد بیوی گھر سے نکلی تو طلاق نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۰؍۱۷)

وشرط للحنث في قوله: إن خرجت فأنت طالق فعله فورًا؛ لأن قصده المنع عن ذٰلك الفعل عرفًا، ومدار الأيمان عليه، وهٰذه تسمى يمين الفور. (الدر المختار مع الشامي ٧٦١/٣ كراچی، البحر الرائق ٥٢٩/٤، النهر الفائق ٧٢/٢)

مثال آخر ليمين الفور وهو: إذا أرادت امرأة إنسان أن تخرج من الدار، فقال لها زوجها: إن خرجت فأنت طالق، فقعدت تاركة الخروج ساعة، ثم خرجت بعدئذ لا يحنث استحسانًا. (الفقه الإسلامي وأدلته ٣٩١/٣، جامع صغير / كتاب الأيمان ٣٥٩، المبسوط للسرخسي / باب الأكل ١٨٦/٨ بيروت)

''جب جب میں شادی کروں تو طلاق'' میں حلت کا حیلہ کیا ہے؟

اگر کسی نے قسم کھائی کہ ''جب جب میں کسی عورت سے شادی کروں تو اُسے طلاق''، تو اِس قسم سے بچنے کا حیلہ یہ ہے کہ کوئی واقف کار آدمی بیچ میں پڑکر بحیثیت فضولی کسی عورت سے دو گواہوں کے سامنے کہے کہ ''میں نے فلاں مرد سے تیرا نکاح اتنے مہر پر کیا اور عورت قبول کرلے'' پھر یہ فضولی قسم دینے والے سے کہے کہ ''میں نے اتنے مہر پر فلاں عورت سے تیرا نکاح کردیا ہے، مہر ادا کرو''، پھر وہ زبان سے کچھ بولے بغیر مہر کی رقم نکال کر دیدے، تو اُس کا مہر ادا کرنا عملاً اجازت ہوا، اور نکاح درست ہوگیا، اور قسم بھی نہیں ٹوٹی اور اس عورت پر طلاق بھی نہیں ہوگی۔

فلو قال: كلما تزوجت امرأة فهي طالق، تطلق بكل تزوج ولو بعد زوج آخر، والحيلة فيه عقد الفضولي، وكيفية عقد الفضولي أن يزوجه فضولي فأجاز بالفعل بأن ساق المهر ونحوه لا بالقول فلا تطلق. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب التعليق ٦٠/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، الفتاوىٰ الهندية ٤١٩/١، الدر المختار مع الشامي ٥٩٤/٤ زكريا، ٣٤٥/٣ كراچی، بزازية على الهندية ٢٥٥/٤ زكريا، النهر الفائق / باب اليمين في الضرب والقتل ١٢١/٣ زكريا، البحر الرائق / اليمين في الضرف والقتل ٦٢٠/٤ زكريا، تبيين الحقائق ٥٣٦/٣ زكريا)

کسی سے بات کرنے پر بیوی کی طلاق کو معلق کرنا

قسم کھائی کہ ''اگر میں فلاں سے بات کروں تو ہر وہ عورت جس سے میں شادی کروں اُسے طلاق''، بعدازاں قسم کھانے والے نے ایک مجمع کو سلام کیا جس میں محلوف علیہ بھی تھا، تو وہ اپنی قسم میں حانث ہوجائے گا اور نکاح کرتے ہی اُس کی بیوی پر طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولو مر الحالف علىٰ جماعة، فيهم المحلوف عليه، فسلم عليهم الحالف حنث، وإن لم يسمع المحلوف عليه. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الأيمان / الباب السادس في اليمين ٩٧/٢ زكريا، الفتاوىٰ البزازية ٢٨٨/٤، الهداية ٩٢/٢، البحر الرائق ٥٥٨/٤ زكريا، فتح القدير / باب اليمين في الكلام ١٣٤/٥، خلاصة الفتاوىٰ ١٤٣/٢-١٤٤)

وفي الأصل: لو حلف لا يتكلم فلانًا فمر علىٰ قوم وهو فيهم، فسلم عليهم يحنث، إلا أن ينوي غيره فيصدق ديانةً لا قضاءً ا. (خلاصة الفتاوىٰ ١٤٣/٢، الفتاوىٰ الهندية / باب في اليمين على الكلام ٩٧/٢ زكريا، خانية على الهندية / فصل في الكلام والقرأة ١٠٢/٢ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية / فصل الأيمان بالطلاق ٩٣/٥ رقم: ٧٣٥١ زكريا)

قسم کا مدار الفاظ پر ہوتا ہے نہ کہ اغراض پر

قسم کے احکام کا مدار زبان سے نکلے ہوئے الفاظ پر ہوتا ہے، کس نیت سے الفاظ ادا ہوئے ہیں، اُن پر حکم کا مدار نہیں ہوتا۔

الأیـمان مبنیة علی الألفاظ لا علی الأغراض. (الـدر المختار مع الشامي، کتاب الأیمان / باب الیمین في الدخول الخ ۵۲۸/۵ زکریا، ۷۴۳/۳ کراچی، البحر الرائق ۵۰۱/۴، فتح القدیر ۹٦/۵، سکب الأنهر علی مجمع الأنهر ۲۷۷/۲، الأشباه والنظائر ۲۷۰/۱ کراچی، الفقه الإسلامي وأدلته ۴۱۳/۳)

أن الأیمان مبنیة علی الألفاظ لا علی الأغراض أي إنها تبنی علیٰ ما تلفظ به الـحـالف مـن الـفـعل المحلوف علیه المناقض للغرض، فإذا وجد الفعل المذکور ثبت الحنث المطلق وإلا فلا، ولا تبني علی الغرض. (مجموعة رسائل ابن عابدین ۲۹۷/۱)

حلالہ کے لئے نکاحِ ثانی کرتے وقت طلاق کا اختیار لینا

مطلقہ ثلاثہ نے حلالہ کے لئے نکاح کرتے وقت اگر یہ شرط لگائی کہ میں نکاح کے بعد جب چاہوں گی طلاق لے کر آزاد ہوجاؤں گی، اور شوہر ثانی اُس کو منظور کرلے، تو شوہر ثانی کے صحبت کرنے کے بعد بیوی کو اختیار رہے گا کہ وہ اپنے آپ کو طلاق دے کر اُس کے نکاح سے آزاد ہوجائے۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۳۹/۱۰)

شهـدوا أن فلانًا جعل أمر امرأته فلانة بیدها علیٰ أن تطلق نفسها ما شاء ت ومتـی شـاء ت أبـدًا وأنها قبلت منه هٰذا الأمر. (الـفتـاویٰ الهندیة، کتاب الشروط / الفصل الثالث في الطلاق ۲٦۰/٦ زکریا)

قـال لهـا: طـلـقي نفسك، فلها أن تطلق في مجلس علمها به مشافهة أو إخبـارًا وإن طال یومًا أو أکثر ما لم یؤقته. (الـدر المختار مع الشامي، کتاب الطلاق / باب تفویض الطلاق ۵۵۲/۴ زکریا)

أن تقول المرأة للمحلل: زوجت نفسي منك علیٰ أن أمري بیدي أطلق نـفسـي کـلـمـا أریـد، ثـم یـقبـل الزوج فیصیر الأمر بیدها، تطلق نفسها کلما أرادت. (الـفتاویٰ التاتارخانیة / الحیلة في الطلاق ۳۲۷/۱۰ رقم: ۱۴۸۹۱ زکریا، المحیط البرهاني / کتاب الحیل ۲۱/ ۹۱ رقم: ۱۹۷۲۸)

الحيلة للمطلقة الثلاث: إذا خافت أن يمسكها الزوج الثاني ...... أن تقول المرأة للمحلل زوجت نفسي منك علىٰ أن أمري بيدى أطلق نفسي كلما أريد، ثم يقبل الزوج فيصير الأمر بيدها تطلق نفسها كلما أرادت.

(الفتاویٰ الهندية / كتاب الحيل ٣٩٦/٦ زكريا)

کہا ”بیوی کی اِجازت کے بغیر نکاح کروں تو اُس پر طلاق“ پھر اُس بیوی کو طلاق دے کر بلا اِجازت دوسرا نکاح کرلیا

اپنی بیوی سے کہا کہ ”اگر تیری اجازت کے بغیر نکاح کروں تو جس سے نکاح کروں اسے طلاق“، پھر موجودہ بیوی کو طلاق دے کر نکاح سے الگ کردیا، اس کے بعد مطلقہ بیوی کی اجازت کے بغیر کسی دوسری عورت سے نکاح کیا تو نکاح کرتے ہی دوسری بیوی پر طلاق پڑجائے گی؛ اس لئے کہ پہلی بیوی سے عدم اجازت کو اس کے منکوحہ ہونے کی حالت پر معلق نہیں کیا؛ بلکہ نفس اجازت پر معلق کیا تھا اور اس سے اجازت لئے بغیر نکاح کرنا پایا گیا؛ لہٰذا دوسری بیوی پر بلاشبہ طلاق پڑجائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۷۳)

لو قال لامرأته كل امرأة أتزوجها بغير إذنك فطالق، فطلق امرأته طلاقاً بائناً أو ثلاثاً ثم تزوج بغير إذنها فطلقت؛ لأنه لم يتقيد يمينه ببقاء النكاح. (شامي / باب اليمين في الضرب ٦٧١/٥ زكريا)

نکاح سے پہلے کی تعلیق لغو ہے

اگر کسی نے نکاح سے قبل کسی اجنبیہ عورت سے کہا کہ ”اگر تو نے فلاں کام کیا تو تجھے طلاق“ پھر اسی سے اس نے نکاح کرلیا، اس کے بعد منکوحہ نے وہ کام کیا تو اُس کام کو انجام دینے سے اُس منکوحہ عورت پر کوئی طلاق نہیں پڑے گی؛ کیوں کہ نکاح سے پہلے کی مذکورہ تعلیق لغو ہے۔

شرط الملك حقيقةً – أي شرط لزومه – كقوله لمنكوحته أو معتدته إن ذهبت فأنت طالق، أو الإضافة إليه أي الملك الحقيقي كإن نكحتك فأنت طالقٌ، فلغا قوله لأجنبية: إن زرت زيدًا فأنت طالق فنكحها فزارت. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب التعليق ٥٩٣/٤-٥٩٥ زكريا)

کہا: ’’اگر تم نے فلاں کام نہ کیا تو طلاق دے دوں گا‘‘

بیوی سے کہا کہ ’’اگر تم نے فلاں کام نہ کیا تو طلاق دے دوں گا‘‘۔ پھر بیوی نے فلاں کام نہیں کیا تو اُس پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ اس لئے کہ شوہر نے طلاق دینے کی دھمکی دی تھی اور محض دھمکی دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

أنا أطلق نفسي لم يقع لأنها وعد. (الدر المختار مع الشامي / باب التفويض ٦٥٧/٢، مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ٥١/١٠)

کہا ’’اگر تو نے نامحرم کو چہرا دکھایا تو تجھے طلاق‘‘

بیوی سے کہا کہ اگر تو نے نامحرم کو چہرہ دکھایا تو تجھے طلاق، پھر دھوکہ سے بیوی کے قصد وارادہ کے بغیر کسی غیر محرم نے تانک جھانک کر بیوی کا چہرہ دیکھ لیا تو چوں کہ ازخود بیوی کی طرف سے دکھانا نہیں پایا گیا؛ لہٰذا طلاق واقع نہیں ہوگی۔

ولو قال لها: إن كشفت وجهك على غير محرم فأنت طالق، فرآها غير المحرم من غير قصدها بأن سترت في الكن، فاطلع عليها رجل لا يحنث.

(الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الإيمان ٢٠٧/٦ رقم: ٩٢٠٥ زكريا، ٦١٣/٤ کراچی، بزازية على هامش الفتاویٰ الهندية ٣٤٥/٤ قديم زكريا)

کہا ’’اگر میں بیوی کو ماروں تو اُسے طلاق‘‘

کہا کہ ’’اگر میں بیوی کو ماروں پیٹوں تو اسے طلاق‘‘، تو جب بھی مارنا پیٹنا پایا جائے گا

فوراً طلاق واقع ہوجائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۳/۵۱)

وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط. (الهداية، كتاب الطلاق / باب الأيمان في الطلاق ۳۸۵/۲، الفتاویٰ الهندية ٤۲۰/۱، تبيين الحقائق ۱۰۹/۳، البحر الرائق ٥/٤)

اگر میں نے آج اپنا قرض ادا نہ کیا تو میری بیوی کو طلاق

کسی شخص نے قسم کھائی کہ ''اگر میں نے آج اپنا قرض ادا نہ کیا تو میری بیوی کو طلاق''، پھر وہ قرضہ ادا کرنے سے عاجز ہوگیا یا قرض خواہ غائب ہوگیا اور پورے دن قرض ادا نہ کرسکا تو شرعاً اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوجائے گی؛ اس لئے کہ طلاق کی شرط یعنی قرض ادا نہ کرنے کا تحقق ہوگیا۔

ومفاده الحنث فيمن حلف لَيُؤَدِّيَنَّ اليوم دينه فعجز لفقره وفقد من يقرضه خلافاً لما بحثه في البحر (الدر المختار) وفي الشامي: أي لأن شرط الحنث فيه عدمي وهو عدم الأداء والمحل وهو الحالف باقٍ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب التعليق ٦٤٧/٤-٦٤٨ زكريا، ۳۸۳/۳ كراچی)

''جب تک میں تجھ سے شادی نہ کروں تو جس سے بھی نکاح کروں اُسے طلاق''

کسی شخص نے ایک عورت سے کہا کہ ''جب تک تجھ سے شادی نہ کروں تو جس سے بھی نکاح کروں اسے طلاق''، پھر وہ متعینہ عورت بھاگ گئی یا مرگئی، تو اگر اس عورت کے مرنے کے بعد دوسری شادی کی تو نئی بیوی پر طلاق نہیں پڑے گی، اور اگر اس کی غیبوبت کی حالت میں شادی کی تو چوں کہ اس کا مل جانا اور اس سے نکاح کرنا ممکن ہے، اس لئے اس کی عدم موجودگی میں دوسری عورت سے نکاح کرتے ہی اس پر طلاق پڑ جائے گی۔

ولو قال كل امرأة أتزوجها ما لم أتزوج فاطمة فهي طالق، فماتت

فاطمة أو غابت فتزوج غيرها، طلقت في الغيبة، ولا تطلق في الموت. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الرابع في الطلاق بالشرط ونحوه ٤١٩/١ زكريا)

کسی عورت سے کہا کہ ”اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق“

کسی اجنبی عورت سے کہا کہ ”اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق“ تو اُس سے نکاح کرتے ہی طلاق واقع ہوجائے گی۔

أو الإضافة إليه أي الملك الحقيقي كإن نكحت امرأة أو إن نكحتك فأنت طالق، وكذا كل امرأة. (الدر المختار مع الشامي / باب التعليق ٥٩٣/٤-٥٩٤ زكريا)

طلاقِ معلق میں شرط کے متحقق ہوتے ہی طلاق واقع ہوجائے گی

طلاق معلق میں شرط کے پائے جاتے ہی فوراً طلاق واقع ہوجائے گی، مثلاً بیوی سے کہا کہ ”اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق“ تو گھر میں قدم رکھتے ہی فوراً طلاق واقع ہوجائے گی۔

وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقًا مثل أن يقول لامرأته: إن دخلت الدار فأنت طالق. (الهداية ٣٨٥/٢، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة: إن وإذا وغيرهما ٤٢٠/١ زكريا، الدر المختار مع الشامي ٣٥٥/٣ كراچی)

حیض آنے پر طلاق کو معلق کرنا

اگر کسی نے بیوی سے کہا کہ ”اگر تجھے حیض آئے تو تجھے طلاق“، پھر اس نے خون دیکھا، تو ابھی سے طلاق کا حکم نہیں لگے گا؛ بلکہ جب تین دن رات مکمل خون آتا رہے گا، تو اب طلاق کا حکم لگے گا کہ جس دن پہلی مرتبہ خون دیکھا تھا اسی وقت طلاق پڑ گئی تھی، اور اگر یہ کہا کہ ”جب تجھ کو ایک حیض آئے تو تجھے طلاق“، تو حیض کے ختم ہونے پر طلاق پڑے گی۔ (مسائل بہشتی زیور ۵۲۸/۱ کراچی)

کہا ''جس دن تجھ سے نکاح کروں تجھے طلاق'' پھر رات کو نکاح کرلیا

کسی نے یہ کہا کہ ''جس دن تجھ سے نکاح کروں تجھ کو طلاق''، پھر رات کے وقت نکاح کیا تب بھی طلاق پڑ جائے گی؛ کیوں کہ بول چال میں اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس وقت بھی (دن رات میں) تجھ سے نکاح کروں تجھے طلاق؛ لہٰذا رات میں نکاح کرنے سے بھی طلاق ہو جائے گی۔ (مسائل بہشتی زیور ۱/۵۲۸ کراچی)

روزہ رکھنے پر طلاق کو معلق کرنا

اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''اگر تو روزہ رکھے تو تجھے طلاق''، تو روزہ رکھتے ہی فوراً طلاق پڑ جائے گی؛ البتہ اگر یہ کہا کہ ''اگر تو ایک روزہ رکھے یا دن بھر کا روزہ رکھے تو تجھے طلاق''، تو روزہ کے ختم پر اُسے طلاق پڑے گی، اگر افطار سے پہلے پہلے روزہ توڑ دے تو طلاق نہیں پڑے گی۔ (مسائل بہشتی زیور ۱/۵۲۸ کراچی)

زمان ومکان کی طرف نسبت کرکے طلاق دینا

کل آئندہ کی طرف نسبت کرکے طلاق دینا

اگر کسی نے آئندہ کل کی طرف نسبت کرکے بیوی کو اِس طرح طلاق دی کہ ’’تجھے کل طلاق ہے‘‘ تو اگلے دن صبح صادق ہوتے ہی بیوی پر طلاق پڑ جائے گی؛ اِس لئے کہ صبح صادق ہوتے ہی دن شروع ہوجاتا ہے؛ لہٰذا جب آئندہ دن کا پہلا جزو شروع ہوگا تو اس پر معلق طلاق خود بخود واقع ہوجائے گی، ہاں اگر اُس نے یہ کہا کہ ’’تجھے کل دن میں طلاق‘‘ اور اس سے دن کے آخری یا درمیانی وقت کی نیت کی، تو اس کی نیت کا اعتبار کرکے اُسی وقت وقوعِ طلاق کا حکم لگایا جائے گا۔

أنت طالق غدًا أو في غد يقع عند طلوع الصبح، وصح في الثانية نية العصر أي اٰخر النهار قضاءً وصدق فيهما ديانةً. (الدر المختار) **عند طلوع الصبح أي الفجر الصادق لا الكاذب، ووجه الوقوع عند طلوعه أنه وصفها بالطلاق في جميع الغد فيتعين الجزء الأول لعدم المزاحم.** (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح، مطلب في إضافة الطلاق إلى الزمان ٤/٤٨١ زكريا)

تجھے مکہ میں طلاق

اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ ’’تجھے مکہ میں طلاق‘‘ یا ’’فلاں گھر میں طلاق‘‘، تو فوراً طلاق واقع ہوجائے گی، اور جگہ کے ذکر کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۱/۵۱۶ کراچی)

وأنت طالق بمكة أو في مكة أو في الدار يقع للحال (الدر المختار) **لأن الطلاق الذي هو رفع القيد الشرعي معدوم في الحال، وقد جعل الشارع لمن**

أراده أن يعلق وجوده بوجود أمر معدوم يوجد الطلاق عند وجوده، والأفعال والزمان هما الصالحان لذٰلك؛ لأن كلاهما معدوم في الحال ثم يوجد، بخلاف المكان الذي هو عين ثابتة فإنه لا يتصور الإناطة به. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤/٤٧٧-٤٧٨ زكريا)

وقت کی طرف طلاق منسوب کرنے میں ایک ضابطہ

اگر بیوی سے کہا کہ ''تجھے آج اور کل طلاق ہے'' تو ایک طلاق واقع ہوگی، اور اگر کہا کہ: ''تجھے کل اور آج طلاق ہے'' تو ایک طلاق فوراً اور ایک کل واقع ہوگی۔

والأصل أنه متى أضاف الطلاق لوقتين كائن ومستقبل بحرف عطف فإن بدأ بالكائن اتحد، أو بالمستقبل تعدد (الدر المختار) لأنها إذا طلقت اليوم تكون طالقًا في غدٍ، فلا حاجة إلى التعدد. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤/٤٨٢-٤٨٣ زكريا)

کہا: ''تجھے طلاق ہے اِن شاء اللہ''

اگر کسی نے بیوی سے کہا کہ ''تجھے طلاق ہے ان شاء اللہ''، یا ''اگر اللہ نے چاہا تو تجھے طلاق''، یا ان شاء اللہ کا لفظ طلاق سے پہلے متصلًا استعمال کیا، مثلاً کہا کہ: ''ان شاء اللہ تجھے طلاق''، یا ''اگر اللہ نے چاہا تو تجھے طلاق''۔ تو اس جملہ سے کوئی طلاق نہیں پڑے گی بشرطیکہ انشاء اللہ طلاق سے متصل کر کے کہے، اگر ان شاء اللہ اور طلاق میں فصل ہوگیا اور تھوڑی دیر بعد انشاء اللہ کہا، تو اب طلاق پڑ جائے گی، بعد میں اِن شاء اللہ کہنے کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

إذا قال لامرأته: أنت طالق إن شاء الله متصلاً به، لم يقع الطلاق، ولو قال إن شاء الله فأنت طالق، لا تطلق في قولهم جميعًا. (الفتاویٰ الهندية ١/٤٥٤ زكريا)

كذا في الهداية وفيه: لقوله عليه السلام: من حلف بطلاق، وقال: إن شاء الله متصلاً به لا حنث عليه. (الهداية ٢/٤٠١)

اِن شاء اللہ کہنے سے پہلے شوہر کا انتقال ہوگیا

اگر طلاق کا لفظ کہنے کے بعد انشاء اللہ کہنے سے پہلے شوہر کا انتقال ہوگیا، گویا کہ وہ ان شاء اللہ کہنا چاہتا تھا؛ لیکن نہیں کہہ پایا، تو اُس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہوجائے گی۔

بخلاف ما إذا مات الزوج بعد قوله: أنت طالق قبل قوله: إن شاء اللّٰه، وهو يريد الاستثناء حيث يقع الطلاق. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في الاستثناء ۱/۴٥٤ قديم زكريا)

وإنما يعلم ذٰلك إذا قال قبل الإيقاع إني أطلق امرأتي واستثنى، كذا في الكفاية. (الفتاویٰ الهندية ۱/۴٥٤ زكريا)

کہا ’’تجھے طلاق ہے اگر اللہ نے نہ چاہا‘‘

اگر بیوی سے یوں کہا کہ ’’تجھے طلاق ہے اگر اللہ نے نہ چاہا‘‘، تو اس سے بھی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

ولو قال أنت طالق إن لم يشاء اللّٰه لم يقع. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في الاستثناء ۱/۴٥٤ قديم زكريا)

طلاق لکھ کر زبان سے اِن شاء اللہ کہا

ایک شخص نے کاغذ پر طلاق لکھ کر زبان سے فوراً اِن شاء اللہ کہا یا زبان سے طلاق کا لفظ بول کر فوراً کاغذ پر اِن شاء اللہ لکھا، تو اُس کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۱/۵۱۴ کراچی)

وإذا كتب الطلاق واستثنى بلسانه، أو طلق بلسانه واستثنى بالكتابة هل يصح؟ لا رواية لهٰذه المسئلة، وينبغي أن يصح، كذا في الظهيرية. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۱/۳۷۸ قديم زكريا)

تفویضِ طلاق کے مسائل

تفویضِ طلاق کا مطلب

شریعت میں طلاق دینے کا اصل اور مستقل اختیار مرد کو حاصل ہے؛ لیکن اگر مرد چاہے تو اپنا یہ اختیار بیوی کو یا کسی دوسرے شخص کو منتقل کرسکتا ہے، اِس کو فقہی اصطلاح میں ’’تفویضِ طلاق‘‘ کہا جاتا ہے۔

باب تفويض الطلاق أي تفويضه للزوجة أو غيرها صريحًا كان التفويض أو كنايةً. (شامي، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٥٥١/٤ زكريا)

وهو في باب الطلاق جعل أمر طلاق الزوجة بيدها. (الموسوعة الفقهية ١٠٧/١٣ الكويت)

والتفويض: جعل الأمر باليد أو تمليك الطلاق لزوجته بطلاق نفسها منه، أو تعليق الطلاق على مشيئة شخص أجنبي كأن يقول له: طلق زوجتي إن شئت. (الفقه الإسلامي وأدلته للزحيلي / المبحث الرابع: التوكيل في الطلاق وتفويضه ٦٩٣٦/٩)

المراد بالتفويض تمليك الطلاق. (رد المحتار / باب تفويض الطلاق ٥٥٢/٤ زكريا)

تفویضِ طلاق کا ثبوت

ضرورت یا مصلحت کے وقت بیوی کو طلاق کا اختیار دینے کا ثبوت اِس واقعہ سے ہوتا ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ ناگواری کی وجہ سے ایک مہینے تک اَزواجِ مطہراتؓ کے پاس نہ جانے کی قسم کھالی تھی، جس کے بعد یہ آیاتِ تخییر نازل ہوئیں:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا. وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ

اے پیغمبر! آپ اپنی بیویوں سے فرمادیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور یہاں کی رونق چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلاکر اچھی طرح سے رخصت کردوں، اور اگر تم اللہ اور اُس کے رسول اور آخرت کے گھر (میں کامیابی) کو چاہتی ہو تو بے شک اللہ تعالیٰ

اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا. [الأحزاب: ۲۸-۲۹]
نے تم میں سے نکوکار عورتوں کے لئے بڑا اجر وثواب تیار کر رکھا ہے۔

اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مذکورہ آیات نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے، اور فرمایا کہ: ''میں ایک بات تمہارے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں، مگر تم اُس کے ردِ عمل میں جلدی مت کرنا؛ بلکہ اَپنے والدین سے مشورہ کے بعد ہی کوئی فیصلہ کرنا''، پھر آپ نے مذکورہ آیتیں پڑھ کر مجھے سنائیں، اور آپ کا مقصد یہ تھا کہ میرے والدین مجھے کبھی بھی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جدا ہونے کا مشورہ نہیں دیں گے، پھر میں نے عرض کیا کہ: ''کیا میں اِس معاملہ میں والدین سے مشورہ کروں گی؟ بلکہ میں اللہ اور اُس کے رسول اور آخرت کی کامیابی کو ہی اختیار کرتی ہوں''۔ (مسلم شریف، کتاب الطلاق/ باب فی الایلاء واعتزال النساء وتخییر ہن رقم: ۱۴۷۵ بیت الافکار الدولیۃ)

ويجوز تفويض الطلاق للزوجة بالإجماع؛ لأنه صلى الله عليه وسلم خير نسائه بين المقام معه وبين مفارقته، لما نزل قوله تعالىٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ﴾ (موسوعة الفقهي الإسلامي / المبحث الرابع: التوكيل في الطلاق وتفويضه ۳۹۷/۷)

وأما الإجماع فإنه روى عن جماعة من الصحابة مثل عمر وعثمان ...... وعائشة (رضي الله عنهم) إن المخيرة إذا اختارت نفسها في مجلسها وقع الطلاق.

(بدائع الصنائع / فصل وأما قوله: اختاري ۱۸۸/۳ زكريا)

اِس واقعہ میں جس طرح کی تخییر کا ذکر ہے، اُسی سے تفویضِ طلاق کے مسائل کا استنباط کیا جاتا ہے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ ۱۰۸/۱۳ کویت)

پیشگی تفویضِ طلاق

اگر لڑکی والے یہ اندیشہ کریں کہ نکاح کے بعد شوہر لڑکی کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی کر سکتا ہے، تو شریعت میں یہ گنجائش ہے کہ نکاح سے پہلے شوہر سے ایک اقرار نامہ (جس کو کابین نامہ بھی کہا جاتا ہے) لکھوالیا جائے، جس کا مضمون اِس طرح کا ہو کہ میں فلاں ابن فلاں ساکن فلاں جس کا نکاح مسماۃ فلانہ سے بعوض اتنے مہر طے پایا ہے، میں اقرار کرتا ہوں کہ نکاح کے بعد طے شدہ شرائط ذیل کا پابند رہوں گا، اور اگر میں مسماۃ مذکورہ سے نکاح کروں اور پھر اِن شرائط میں سے کسی شرط کی خلاف ورزی کروں تو مسماۃ مذکورہ کو اختیار ہوگا کہ ایک طلاق بائنہ اپنے اوپر واقع کر کے اس نکاح سے الگ ہو جائے، اِس طرح کا مضمون لکھوا کر شوہر کے دستخط لئے جائیں، اور اُس پر گواہ بھی بنالئے جائیں، اور

آپسی رضا مندی سے طے شدہ شرطیں تحریر کردی جائیں، تو ایسی صورت میں شرط کی خلاف ورزی کی بنا پر بیوی کو ایک طلاق بائن کا حق حاصل ہوجائے گا۔

تنبیہ:- اِس پیشگی تفویضِ طلاق کے لئے نکاح کی طرف نسبت کی شرط ضروری ہے، یعنی یہ لکھنا یا کہنا ضروری ہے کہ ''اگر میں فلانی عورت سے نکاح کروں اور پھر شرط کی خلاف ورزی کروں ......الخ''، اگر یہ الفاظ نہ کہے گئے، تو یہ اقرار نامہ کالعدم ہوجائے گا۔ (ملخص از: الحیلۃ الناجزہ ۳۳-۳۴ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

المستفاد: هو ربط حصول مضمون جملة بحصول مضمون جملة أخرىٰ الخ، وشرط صحته كون الشرط معدومًا على خطر الوجود الخ. شُرطَ الملك الخ، كقوله لمنكوحتهٖ أو معتدته إن ذهبت فأنت طالق أو الإضافة إليه أي الملك الحقيقي عامًا أو خاصًا الخ، كإن نكحت امرأة أو إن نكحتك فأنت طالق الخ، فلغا قوله للأجنبية إن زُرتِ زيدًا فأنت طالقٌ، فنكحها فزارت الخ، لعدم الملك والإضافة إليه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب التعليق ٥٨٨/٤-٥٩٥ زكريا)

عقدِ نکاح کے وقت تفویضِ طلاق کی صورت

تفویضِ طلاق کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ عقدِ نکاح کی مجلس میں خود عورت (یا اُس کے وکیل یا ولی یا نکاح خواں قاضی) کی طرف سے ایجاب کرتے ہوئے یہ بات کہی جائے کہ میں نے اپنے آپ کو یا فلانہ بنت فلاں کو آپ کے نکاح میں اِس شرط پر دیا کہ اگر فلاں فلاں کام کیا یا نہ کیا (یہاں سب شرطیں لکھی جائیں) تو اپنے معاملہ کا اختیار میرے یا فلانہ کے ہاتھ میں ہوجائے گا، اب اگر مجلس عقد میں شوہر اس ایجاب مشروط کو قبول کرلے گا، تو ذکر کردہ شرائط میں سے کسی بھی شرط کی خلاف ورزی کی شکل میں عورت یا اُس کے وکیل کو ایک طلاقِ بائن واقع کرنے کا اختیار حاصل ہوجائے گا۔

تنبیہ:- واضح ہو کہ اگر ایجاب کے بجائے شوہر کی طرف سے قبول میں مذکورہ شرطیں لگائی جائیں گی، تو اُس کا شرعاً اعتبار نہیں۔ (ملخص از: الحیلۃ الناجزہ ۳۴-۳۵ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

نكحها على أن أمرها بيدها صح الخ. (الدر المختار) وفي الشامي: قوله: ''صح'' مقيد بما إذا ابتدأت المرأة، فقالت: زوجت نفسي منك علىٰ أن أمري بيدي أطلق نفسي كلما أريد أو على إني طالق ، فقال الزوج: قبلت، أما لو بدأ الزوج لا تطلق ولا يصير الأمر بيدها''. (شامي / باب الأمر باليد ٣٢٩/٣ كراچی، ٥٧٣/٤ زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل في الأمر باليد ٥٥٢/٣ زكريا)

وبَيَّنَ الفقيه أبو الليثؒ وجه الفرق بين الصورتين، فقال: لأن البداءة إذا كانت من الزوج كان الطلاق والتفويض قبل النكاح فلا يصح، أما إذا كانت من المرأة يصير التفويض بعد النكاح؛ لأن الزوج لما قال بعد كلام المرأة: قَبِلْتُ، والجواب يتضمن إعادة ما في السوال، صار كأنه قال: قَبِلْتُ علىٰ أنك طالق، أو على أن يكون الأمر بيدكِ، فيصير مفوضًا بعد النكاح. (شامي، كتاب الطلاق / قبيل مطلب في طلاق المدهوش / لا يقع طلاق المولى على امرأة عبده ٤٥٠/٤ زكريا، البحر الرائق ٥٥٦/٣)

نکاح کے بعد تفویضِ طلاق

اگر تفویضِ طلاق کی کارروائی پہلے سے نہ کی گئی ہو اور عقدِ نکاح مطلق بلاشرط ہوا ہو، تو بعد میں بھی شوہر زبانی یا تحریری طور پر تفویضِ طلاق کرسکتا ہے، اور کتبِ فقہ میں عام طور پر اِسی قسم کی تفویضِ طلاق کے جزئیات مذکور ہیں۔

اتفق الفقهاء علىٰ جواز تفويض الطلاق للزوجة. (الموسوعة الفقهية / حكم التفويض في الطلاق ١١٠/١٣ الكويت)

ويجوز تفويض الطلاق للزوجة بالإجماع. (موسوعة الفقهى الإسلامي والقضايا المعاصرة ٣٩٧/٨)

فأما الواقع بهٰذه الألفاظ التي تصلح جوابًا فطلاق واحد بائنٌ عندنا. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل وأما قوله: اختاري ١٨٧/٣ زكريا)

ضروری تنبیہ:- مگر یہ بات ضرور پیشِ نظر رہے کہ بیوی یا اُس کے گھر والوں کو طلاق کی تفویض کے باوجود خود شوہر کا طلاق دینے کا اختیار ختم نہیں ہوتا؛ بلکہ وہ بہر حال اَز خود طلاق دینے کا اختیار رکھتا ہے۔

ایک اَہم مشورہ

عورت کی فطری کمزوریوں اور معاشرتی حالات کی بنا پر یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ جب کبھی عورت کو تفویضِ طلاق کی ضرورت پیش آئے، تو صرف عورت ہی کو طلاق کا ذمہ دار نہ بنایا جائے؛ بلکہ اُس کے خاندان کے کچھ خیر خواہ اور معاملہ فہم حضرات کی تائید کی بھی شرط لگادی جائے؛ تاکہ اس تفویضِ طلاق کے بے جا استعمال سے محفوظ رہا جاسکے۔ (''الحیلۃ الناجزۃ'' ص: ۳۷-۳۸ طبع جدید میں اِس کی تفصیل موجود ہے، اس کو ملاحظہ کیا جائے)

مذکورہ تمہیدی گفتگو کے بعد چند مزید مسائل ذیل میں درج کیے جارہے ہیں:

تفویضِ طلاق میں عورت کا اختیار کب تک باقی رہتا ہے؟

تفویضِ طلاق کے بعد عورت کو اپنا اختیار استعمال کرنے کی مدت شوہر کے تفویضِ طلاق کے الفاظ کے اعتبار سے مختلف ہوسکتی ہے، مثلاً:

الف:- اگر شوہر نے بیوی سے مطلقاً یہ کہا کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، یا تجھے طلاق کا اختیار ہے، تو ایسی صورت میں یہ تفویض اسی مجلس تک محدود رہے گی، اور حقیقۃً یا حکماً مجلس کی تبدیلی سے اختیار ساقط ہوجائے گا۔

صيغة التفويض إما أن تكون مطلقةً أو تكون مقيدة بزمنٍ معينٍ أو تكون بصيغةٍ تعمُّ جميعَ الأوقاتِ، فإن كانت صيغة التفويض مطلقةً، فقد ذهب جمهور الفقهاء إلىٰ أن حق الطلاق للمرأة مقيدٌ بمجلس علمها، وإن طال مالم تُبدل مجلسها حقيقةً، كقيامها عنه، أو حكمًا بأن تعمل ما يقطعه مما يدل على الاعراض عنه. (الموسوعة الفقهية / الفاظ التفويض في الطلاق ١١٢/١٣ الكويت، الدر المختار / كتاب الطلاق ٤٤٣/٤-٥٥٤ زكريا)

فإن وقته بوقت خاص بأن قال: أمرك بيدك يومًا أو شهرًا أو سنةً ...... لا يتقدر بالمجلس، ولها الأمر في الوقت كله. (بدائع الصنائع ١٨٣/٣)

إذا قال لامرأته: اختاري ينوى بذٰلك الطلاق، أو قال لها: طلقي، فلها أن تطلق نفسها ما دامت في مجلسها ذٰلك. (الفتاویٰ الهندية ٣٨٧/١ قديم زكريا)

رجلٌ خيّر امرأته وهي راكبة فنزلت أو على العكس يبطل خيارها؛ لأنه تبدل المجلس، وكذلك لو كانت جالسة فاضطجعت. (الفتاویٰ الولوالجية ٩٢/٢)

ب:- اگر شوہر نے بیوی کو طلاق کا اختیار دیتے وقت اُس کو کسی وقت کے ساتھ مقید کردیا، مثلاً یہ کہا کہ ایک مہینے تک تجھے اپنے کو طلاق دینے کا اختیار ہے، تو اِس طرح کی تفویض میں مجلس کے ختم ہونے کے باوجود اختیار وقتِ معینہ تک باقی رہے گا، اور وقتِ معینہ گذرنے کے بعد ہی اختیار ختم ہوگا۔

أما المؤقت بشهرٍ مثلاً، فلا يبطل بذٰلك ما دام الوقت باقيًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٥٥٤/٤ زكريا)

وإن كانت صيغةُ التفويض مقيدةً بزمنٍ معينٍ؛ فإنه يستمرٌّ حقٌّ تطليق نفسِها إلىٰ أن ينتهي هٰذا الزمن، ولا يبطل التفويض الموقت بانتهاء المجلس ولا بالإعراض عنه. (الموسوعة الفقهية ١١٢/١٣-١١٣ الكويت)

ج:- اگر تفویضِ طلاق میں ایسے الفاظ استعمال کیے جن سے غیر معینہ مدت تک طلاق کے اختیار کے معنی مفہوم ہوتے ہوں، مثلاً شوہر بیوی سے کہے کہ ’’تم جب جب چاہو خود کو طلاق دے سکتی ہو‘‘ تو ایسی صورت میں بیوی کو تین طلاق تک اپنے اوپر طلاقیں واقع کرنے کا اختیار رہے گا۔

وإن قال لها: طلقي نفسك متى شئت، فلها أن تطلق في المجلس وبعده، ولها المشية مرةً واحدةً. وكذا قوله: متى ما شئت، وإذا ما شئت، ولو قال: كلما شئت، كان ذٰلك لها أبدًا حتى يقع ثلاث، كذا في السراج الوهاج. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / تفويض الطلاق / في المشيئة ٤٠٣/١، زكريا، الحيلة الناجزة ٤٠ طبع جديد)

بیوی کو دیا ہوا اختیارِ طلاق کن چیزوں سے باطل ہوجاتا ہے؟

اگر شوہر نے بیوی کو طلاق کا مطلق اختیار دیا ہو، جو کسی مدت کے ساتھ محدود نہ ہو اور نہ ہی لامحدود ہونے کی صراحت ہو، تو ایسی صورت میں یہ اختیار مجلس کے اندر تک منحصر رہتا ہے؛ لہٰذا اگر اختیار استعمال کرنے سے پہلے حقیقۃً مجلس بدل جائے، مثلاً: عورت اُٹھ کر چلی جائے، یا سواری پر سوار ہوجائے، یا سواری چل پڑے وغیرہ۔ یا حکماً تبدیلی پائی جائے، مثلاً: عورت اختیار ملنے کے بعد اچھی طرح کھانے پینے میں مشغول ہوجائے، یا باقاعدہ تکیہ لگا کر لیٹ کر سوجائے وغیرہ۔ تو اِن صورتوں میں عورت کا اختیار باطل ہوجاتا ہے۔

(۱) إن اضطجعت فعن أبي يوسف روايتان: إحداهما يبطل خيارها، وبه

قال زفر. (٢) وإن كانت قائمة فركبت بطل خيارها. (٣) وكذا إذا كانت علىٰ دابة فركبت علىٰ دابة أخرىٰ. (٤) ولو كانت راكبة فنزلت. (٥) أو على العكس بطل خيارها. (٦) وإن كانت تسير علىٰ دابة أو في محمل فوقفت فهي علىٰ خيارها، وإن سارت بطل خيارها. (٧) ولو كانت على دابة واقفة فسارت بطل خيارها. (٨) أخذ الزوج بيدها فأقامها. (٩) أو جامعها طوعًا أو كرهًا خرج الأمر من يدها. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الثالث في تفويض الطلاق ٣٨٧/١-٣٨٨ زكريا)

أما لو اضطجعت فقيل: لا يبطل، وقيل: إن هيأت الوسادة كما يفعل للنوم بطل الخ، والأصح اعتبار الإعراض. (شامي ٣١٨/٣ كراچی)

ولو كانت راكبة فنزلت أو على العكس بطل خيارها، وكذا لو اشتغلت بعمل آخر يعلم أنه قطع لما كان قبله، كما إذا ادعيت بطعام للأكل فأكلت أو اشتغلت بالنوم أو امتشطت أو اغتسلت. (خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في المشية والخيار ١١٤/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

لو كانا يتحدثان فأخذا في الأكل انقضى مجلس الحديث، وجاء مجلس الأكل، فلو انتقلا إلى المناظرة انقضى مجلس وجاء مجلس المناظرة، ولو خيرها فلبست ثوبًا أو شربت لا يبطل خيارها؛ لأن العطش قد يكون شديدًا يمنع التأمل، ولبس الثوب قد يكون لتدعو شهودًا، بخلاف ما لو أكلت ما ليس قليلاً أو امتشطت أو أقامها الزوج قشرًا؛ فإنه يخرج الأمر من يدها لظهور الإعراض به. (فتح القدير، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق، فصل في الاختيار ٧٠/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند، النهر الفائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق، فصل في الأمر باليد ٣٧٥/٢ زكريا)

تفویضِ طلاق کے بعد بیوی سے جماع کر لینا؟

اگر بیوی کو طلاق کا اختیار دیا، اور ابھی اُس نے اپنے اوپر طلاق واقع نہیں کی تھی کہ شوہر

نے اُس سے جماع کرلیا (اگرچہ یہ جماع زبردستی ہی کیوں نہ ہو؟) تو بیوی کا اختیار باطل ہوجائے گا۔ (کیوں کہ جماع سے قبل اُسے اتنا وقت ملا کہ وہ طلاق اختیار کرسکتی تھی، پھر بھی اُس نے اقدام نہیں کیا، تو یہ اختیار سے اعراض کی دلیل ہے)

أو جامعها مکرهةً لتمکنها من الاختیار. (الدر المختار) **وقال الشامي: أي اختیارها نفسها، فعدم ذٰلك دلیل الإعراض.** (الدر المختار مع الشامي ۳۱۸/۳ کراچی، النهر الفائق، کتاب الطلاق / باب تفویض الطلاق، فصل في الأمر بالید ۳۷۵/۲ زکریا)

جعل أمرها بیدها، ثم أقامها عن المجلس أو جامعها طوعًا أو کرهًا، خرج من یدها. (الفتاویٰ البزازیة علیٰ هامش الهندیة، کتاب الطلاق / في الأمر بالید ۲۳۲/٤، الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب الثالث في تفویض الطلاق، الفصل الأول في الاختیار ۳۸۸/۱ زکریا، وکذا في البحر الرائق، کتاب الطلاق / فصل في الأمر بالید ۵٦۲/۳ زکریا، خانیة علیٰ هامش الهندیة، کتاب الطلاق / فصل في الطلاق الذي یکون من الوکیل ۵۲۱/۱، البحر الرائق، کتاب الطلاق / فصل في المشیئة ۳۲۸/۳ کوئٹه، الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الطلاق / تعلیق الطلاق والتفویض بالمشیئة ۵۱٤/٤ رقم: ٦۸۰۱ زکریا)

طلاق کا اختیار ملنے کے بعد بیوی نماز میں مشغول ہوگئی

طلاق کا اختیار مل جانے کے بعد اگر عورت نے کسی طرح کی بھی نماز شروع کردی، تو اُس کا اختیار باطل ہوجائے گا؛ کیوں کہ نماز میں مشغول ہوجانا حکماً مجلس بدلنے کے درجہ میں ہے۔

وإن ابتدأت الصلاة بطل خیارها فرضًا کانت الصلاة أو واجبةً أو نفلاً. (الفتاویٰ الهندیة / کتاب الطلاق ۳۸۸/۱ زکریا، البحر الرائق، کتاب الطلاق / فصل في الأمر بالید ۵٦۲/۳ زکریا، الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الطلاق / الفصل الخامس في الکنایات ٤۹٦/٤ رقم: ٦۷۵۳ زکریا)

دورانِ نماز تفویضِ طلاق ہوئی تو اختیار کب تک رہے گا؟

اور اگر بیوی کو دورانِ نماز ہی شوہر نے طلاق کا اختیار دیا، تو نفل نماز میں دو رکعت پر سلام پھیرنے تک اسے طلاق واقع کرنے کا اختیار رہے گا، اور اگر دو رکعت کے بعد مزید رکعات

پڑھنے لگے، تو اَب اس کا اختیار باطل ہوجائے گا؛ البتہ اگر فرض یا واجب یا سنن مؤکدہ میں مشغول تھی تو پوری نماز (چار رکعت ہوں یا تین یا دو) پڑھنے تک اسے اختیارِ طلاق باقی رہے گا۔

فإن خيرها وهي في الصلاة فأتمتها، فإن كانت في صلاة الفرض أو الواجب كالوتر لا يبطل خيارها حتى تخرج من الصلاة، وإن كانت في صلاة التطوع فأسلمت علىٰ رأس الركعتين فهي علىٰ خيارها، وإن زادت على الركعتين بطل خيارها، ولو خيرت وهي في الأربع قبل الظهر فأتمت، ولم تسلم على رأس الركعتين، اختلف المشائخ فيه، قال بعضهم: يبطل خيارها كما في التطوع المطلق، وقال بعضهم: لا يبطل وهو الصحيح، كذا في البدائع. وإن سبحت أو قرأت شيئًا يسيرًا لم يبطل خيارها وإن طال بطل، كذا في الجوهرة النيرة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثالث في تفويض الطلاق ٣٨٨/١ زكريا)

ولو كانت في الصلاة الفريضة لا يبطل خيارها بإتمام الصلاة، وإن كانت في تطوع لا يبطل خيارها إن سلمت على رأس الركعتين؛ لأنه لا يحل لها قطع ذلك، وإن قامت إلى الشفع الآخر حينئذ بطل خيارها، ثم إن محمد يفصل في الأصل بين فرض وتطوع. وروى ابن سماعة في نوادره عنه أنها إذا كانت في الأربع مثل الظهر في الشفع الأول، فقامت إلى الشفع الثاني لا يبطل خيارها، ولو كانت في الوتر في الشفع الأول فاتمتها لا يبطل خيارها. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / تفويض الطلاق ٤٩٦/٤ رقم: ٦٧٥٣ زكريا، النهر الفائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق، فصل في الأمر باليد ٣٧٤/٢ زكريا، تبيين الحقائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٩٥/٣ زكريا)

تفویضِ طلاق سے رجوع کا حق نہیں

جب شوہر زبانی یا تحریری طور پر بیوی کو طلاق کا اختیار دیدے، تو اب وہ قانوناً اس سے رجوع نہیں کرسکتا، اور اِس تفویض کی بنا پر عورت طلاق کی مالک ہوجاتی ہے، اَب اگر وہ خود ہی

اپنے اوپر طلاق واقع نہ کرے تو بات الگ ہے؛ لیکن شوہر اُسے طلاق سے روک نہیں سکتا۔ (الحیلۃ الناجزہ ۴۰ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند دہلی)

ولیس للزوج أن یرجع في ذلك، ولا ینهاها عما جعل إلیها، ولا یفسخ کذا في الجوهرة النیرة. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب الثالث في تفویض الطلاق، الفصل الأول في الاختیار ۱/ ۳۸۷، زکریا، شامي، کتاب الطلاق / باب الأمر بالید ٥٧٦/٤ زکریا)

ذکر في طلاق الجامع: إذا قال لامرأته: "طلقي نفسك بألف درهم" فقبل أن تتکلم المرأة بشيء رجع الزوج عن هٰذه المقالة کان رجوعه باطلاً، حتی لو قبلت المرأة بعد ذٰلك، وهي في مجلسها صح ذلك منها وطلقت. (الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الطلاق / نوع آخر في الرجوع عن التفویض، فصل في المشیة ٥٢١/٤ رقم: ٦٨١٦ زکریا، البحر الرائق، کتاب الطلاق / فصل في المشیئة ٥٦٨/٣ زکریا، النهر الفائق، کتاب الطلاق / باب تفویض الطلاق، فصل في المشیئة ٣٧٧/٢ زکریا)

توکیل بالطلاق کے بعد رجوع؟

البتہ اگر کسی شخص کو اپنی بیوی کو طلاق دینے کا وکیل بنایا، تو وکیل کے طلاق دینے سے پہلے یہ شخص رجوع کر کے وکیل کے اختیار کو فسخ کرنے کا مجاز ہے۔

أو قوله لأجنبي: طلق امرأتي یصح رجوعه منه ولم یقید بالمجلس؛ لأنه توکیل محض (الدر المختار) أي بخلاف طلقي نفسك؛ لأنها عاملة لنفسها فکان تملیکًا لا توکیلاً. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الطلاق / باب تفویض الطلاق ٥٥٥/٤ زکریا)

لو صرح بوکالتها فقال: وکلتك في طلاقك کان تملیکًا کقول: طلقي نفسك بناءً علیٰ أن الوکیل من یعمل لخیره، وهٰذه عاملة لنفسها، حتی لو فوض إلیها طلاق ضرتها أو فوض أجنبي لها طلاق زوجته کان توکیلاً فملك الرجوع منه لکونها عاملة لغیرها ولا یقتصر علی المجلس. (البحر الرائق، کتاب الطلاق / فصل في المشیئة ٥٦٨/٣)

أو قال لرجل أجنبي: طلق امرأتي، أو قال: إن شئت، فليس له أن يرجع. وإن لم يقل: إن شئت فله أن يرجع، فالحاصل ...... إن قوله للأجنبي طلق امرأتي، إن كان مقرونًا بالمشيئة فهو تمليك، لأن المالك هو الذي ينصرف عن مشيئته، وهٰذا النوع من التمليك لا يقبل الرجوع، وإن لم يكن مقرونًا بالمشيئة فهو توكيل محض، والتوكيل يقبل الرجوع. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / نوع آخر في الرجوع عن التفويض ٥٢١/٤ رقم: ٦٨١٧ زكريا)

تفویضِ تملیک اور تفویضِ توکیل میں فرق؟

عورت کو مطلق طلاق کا مالک بنادینے اور شوہر کی طرف سے اپنے اوپر طلاق واقع کرنے کا وکیل بنانے کے درمیان پانچ طور پر حکم میں فرق پایا جاتا ہے:

(۱) تملیک کی صورت میں رجوع کا حق نہیں ہے؛ مگر توکیل کی صورت میں ایقاعِ طلاق سے قبل شوہر کو رجوع کا حق ہے۔

(۲) تملیک کی صورت میں شوہر مُفوَّض لہ کو معزول نہیں کرسکتا، جب کہ توکیل کی صورت میں معزول کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔

(۳) اگر شوہر تفویضِ طلاق کے بعد مجنون ہوجائے، تو تفویضِ تملیک باطل نہیں ہوتی؛ لیکن اگر وکیل بنانے کے بعد شوہر مجنون ہوجائے، تو تفویضِ توکیل باطل ہوجاتی ہے۔

(۴) مطلق (غیر مؤقت) تفویضِ تملیک مجلس تک محدود رہتی ہے، جب کہ تفویضِ توکیل مجلس کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔

(۵) تفویضِ تملیک کے لئے مفوض لہ کا عاقل ہونا شرط نہیں ہے، جب کہ تفویضِ توکیل کے لئے وکیل کا عاقل ہونا شرط ہے۔

والفرق بينهما في خمسة أحكام: ففي التمليك لا يرجع ولا يعزل ولا يبطل بجنون الزوج ويتقيد بمجلسٍ لا بعقلٍ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٥٥٥/٤ زكريا)

مجنون اور بچے کو تفویضِ طلاق

اگر کوئی شوہر کسی پاگل شخص یا بے شعور بچے کو طلاق تفویض کرے، تو یہ تفویض دراصل تعلیق کے درجہ میں ہوگی؛ گویا کہ اُس نے بیوی کی طلاق کو پاگل یا بچہ کی طرف سے طلاق کے الفاظ ادا کرنے پر معلق کر دیا ہے، پس اگر مجلس کے اندر شرط پائی جائے، یعنی بچے یا پاگل کی طرف سے الفاظِ طلاق صادر ہوں، تو حسبِ شرط طلاق واقع ہو جائے گی۔ (لیکن پاگل یا بچے کو کسی معاملہ میں وکیل نہیں بنایا جاسکتا؛ اس لئے کہ وہ غیر مکلّف ہیں)

فیصح تفویضه لمجنونٍ وصبي لا یعقل، بخلاف التوکیل (الدر المختار)

وفي الشامي: وبیانه ما في البحر عن المحیط لو جعل أمرها بید صبيٍ لا یعقل، أو مجنونٍ فذٰلك إلیه ما دام في المجلس؛ لأن هٰذا تملیك في ضمنه تعلیقٌ، فإن لم یصح باعتبار التملیك یصح باعتبار معنی التعلیق، فصحّحناه باعتبار التعلیق؛ فکأنه قال: إن قال لك المجنون: أنت طالق فأنت طالقٌ. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الطلاق / باب تفویض الطلاق ۴/۵۵۶ زکریا، الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الطلاق / باب تفویض الطلاق ۴/۴۹۴ رقم: ۶۷۴۹ زکریا، خلاصة الفتاویٰ، کتاب الطلاق / الفصل الرابع في الأمر بالید ۲/۱۱۱ المکتبة الأشرفیة دیوبند، النهر الفائق، کتاب الطلاق / باب تفویض الطلاق، فصل في الأمر بالید ۲/۳۷۱)

صحت مند شخص کو تفویضِ طلاق کی، پھر وہ پاگل ہوگیا؟

اگر کسی آدمی نے کسی متعین شخص کو تفویضِ طلاق کرتے ہوئے اُسے مذکورہ آدمی کی بیوی پر طلاق واقع کرنے کا اختیار دیا، اور ابھی وہ شخص اُس کی بیوی پر طلاق واقع نہیں کرسکا تھا کہ اُس پر جنون کا غلبہ ہوگیا، تو اِس جنون کی وجہ سے اُسے اَب طلاق دینے کا حق نہ رہے گا

نعم لو جنَّ بعد التفویض لم یقع. (الدر المختار / کتاب الطلاق ۴/۵۵۶ زکریا)

ولو جعل أمرها بید آخر فجن المجعول إلیه فطلق، قال محمد: إن کان لا

يعقل ما يقول لا يقع طلاقه. (النهر الفائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق، فصل في الأمر باليد ۳۷۱/۲، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٤٩٤/٤ رقم: ٦٧٤٩ زكريا)

اپنی نابالغ بیوی کو طلاق کی تفویض کرنا معتبر ہے

اگر کسی شخص کی بیوی نابالغہ ہو، اور وہ اُس سے طلاق کی نیت سے یہ کہے کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، پھر وہ عورت اپنے اوپر طلاق واقع کرلے، تو عورت پر طلاق واقع ہوجائے گی (کیوں کہ یہ بھی دراصل تعلیق بالشرط کی ایک صورت ہے)

إذا قال لامرأته الصغيرة: أمرُكِ بيدك، ينوي الطلاق، فطلقت نفسها صح؛ لأن تقدير كلامه إن طلقت نفسَك فأنت طالق. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٥٥٦/٤ زكريا)

بیوی سے کہا کہ: ”اپنی طلاق لے لے“

اگر کسی شخص نے اپنے بیوی سے کہا کہ: ”تو اپنی طلاق لے لے“، اور بیوی نے جواب میں کہا کہ: ’میں نے لے لی‘، تو اصح قول کے مطابق بغیر نیت کے بیوی پر ایک طلاق واقع ہوجائے گی۔

رجل قال لامرأته خذي طلاقك، فقالت: أخذت يقع الطلاق، وفي العيون: شرط النية والأصح أنها ليست بشرط. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل: قال أنت طالق سكت ثم قال: ثلاثًا ۳۵۹/۱ قديم زكريا)

ولو قال في حالة مذاكرة الطلاق فارقتكِ أو باينتكِ أو ابنتك أو ابنت منك أو لا سلطان لي عليك أو سرحتك أو وهبتك لنفسك أو تركت طلاقك أو خليت سبيل طلاقك ......، فقالت: اخترت نفسي يقع الطلاق، وإن قال: لم أنو الطلاق لا يصدق قضاء. (خانية على الفتاویٰ الهندية / فصل في الكنايات والمدلولات ٤٦٨/١ كوئٹہ)

بیوی سے کہا ''طلاق کے بارے میں معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے''

اگر کوئی شخص بیوی سے کہے کہ ''طلاق کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے''، پھر بیوی اپنے کو شوہر سے الگ کرلے، تو یہ ایک طلاقِ رجعی شمار ہوگی، عدت کے اندر اندر شوہر کو رجعت کا اختیار رہے۔

إذا قال أمرك بيدك في تطليقة فهي تطليقة رجعية. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل: الأمر باليد ۳۹۱/۱ قديم زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٧٩/٤ رقم: ٦٧١٢ زكريا)

طلقت نفسي واحدة أو اخترت نفسي بتطليقة بانت بواحدة، لما تقرر أن المعتبر تفويض الزوج لا إيقاعها. (شامي، كتاب الطلاق / باب الأمر باليد ٥٦٨/٤ زكريا، البحر الرائق ٥٤٨/٣، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٧٩/٤ رقم: ٦٧١٢ زكريا)

غصہ یا مذاکرۂ طلاق کے وقت بیوی سے کہا کہ ''تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے''

ایک شخص نے غصہ میں یا مذاکرۂ طلاق کے دوران طلاق کی نیت کے بغیر بیوی سے کہا کہ ''تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے''، یعنی تو چاہے تو اپنے لئے طلاق کو اختیار کرلے یا نہ کرے، تو بیوی کے طلاق کو اختیار کرلینے سے طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولو لم يرد الزوج بالأمر باليد طلاقًا فليس الأمر بشيء إلا أن يكون في حالة الغضب، أو في حال مذاكرة الطلاق، ولا يدين في الحكم أنه لم يرد به الطلاق في حالتين، وإن ادعت المرأة نية الطلاق أو أنه كان في غضب أو مذاكرة الطلاق، فالقول قوله مع اليمين، وتقبل بينة المرأة في اثبات حالة الغضب ومذاكرة الطلاق، ولا تقبل بينتها في نية الطلاق إلا أن تقيم البينة على إقرار الزوج بذٰلك، كذا في الظهيرية. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل: الأمر باليد ۳۹۱/۱ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٧٦/٤ رقم: ٦٧٠٦ زكريا)

ولـو لم يرد الزوج بالأمر باليد طلاقًا فليس بشيء إلا أن يكون في حالة الغضب أو في حالة مذاكر ة الـطلاق فلا يدين في الحكم، وهٰذا لأن قوله أمرك بيدك يحتمل وجوهًا شتى. (المحيط البرهاني ٤/٤٣٩ رقم: ٤٧٨٨ زكريا)

شوہر نے کہا کہ ’’تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے‘‘ اور تین طلاق کی نیت کی

اگر کسی شخص نے تین طلاق کی نیت سے بیوی سے کہا کہ ’’تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے‘‘، اور بیوی جواب میں کہے کہ ’’میں نے اپنے اوپر ایک طلاق کو نافذ کرلیا‘‘ تو بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔

وإن قال لها: أمرك بيدك ينوي ثلاثًا، فقالت: قد اخترت نفسي بواحدة فهي ثلاث، كذا في الهداية. (الفتاوىٰ الهندية / فصل في الأمر باليد ١/٣٩٠ قديم زكريا)

قـولـه: أمـرك بيـدك يـنـوي ثـلاثـًا اخترت نفسي بواحدة وقعن أي وقع الثلاث؛ لأن الاختيار يصلح جوابًا للأمر باليد على الأصح المختار. (البحر الرائق / فـصـل فـي الأمر باليد ٣/٥٥٠، شامي ٤/٥٦٦ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/٤٧٧ رقم: ٦٧٠٩ زكريا، كذا في البحر الرائق ٣/٥٥٠)

ثـم إذا جـعـل أمـرهـا بيـدهـا فـاختـارت نفسها في مجلس علمها بانت بواحدة، فإن كان الزوج أراد ثلاثًا فثلاث، وإن نوىٰ ثنتين أو واحدة أو لم يكن فيه نية في العدد فهي واحدة. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/٤٧٧ رقم: ٦٧٠٩ زكريا)

’’کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اپنے کو طلاق دیدوں‘‘؟ کے جواب میں شوہر کا ’’ہاں‘‘ کہنا؟

میاں بیوی میں کسی بات پر بات بڑھ گئی، بیوی نے پوچھا کیا آپ چاہتے ہیں کہ ’’میں اپنے کو طلاق دے دوں‘‘؟ اِس پر شوہر نے کہا ’’ہاں‘‘! یہ سن کر بیوی نے کہا: ’’میں نے اپنے

آپ کو طلاق دے دی''۔ تو اگر شوہر کا مقصد تفویضِ طلاق تھا، تو بیوی پر ایک طلاق واقع ہوجائے گی، اور اگر تفویضِ طلاق کی نیت نہ تھی؛ بلکہ مقصد یہ طنز تھا کہ تیرے بس میں ہو تو اپنے کو طلاق دے کر دیکھ تو پھر طلاق واقع نہ ہوگی۔

امرأة قالت لزوجها: تريد أن أطلق نفسي، فقال الزوج: نعم، فقالت المرأة: طلقت إن كان الزوج نوى تفويض الطلاق إليها تطلق واحدة، وإن عنى بذٰلك طلق نفسك إن استطعت لا تطلق. (الفتاویٰ الهندية ٤٠٢/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٨٨/٤ رقم: ٦٧٣٦ زكريا، المحيط البرهاني ٤٤١/٤ رقم: ٤٧٩٧)

بیوی سے تین بار کہا ''تجھے اختیار ہے''

اگر کوئی شخص تین بار بیوی سے یہ کہے کہ: ''تجھے اختیار ہے'' اور بیوی جواب میں یہ کہہ دے کہ ''میں نے اپنے کو اختیار کرلیا''، تو ایسی صورت میں بیوی پر شوہر کی نیت کے بغیر بھی تین طلاق واقع ہوجائیں گی؛ اِس لئے کہ شوہر کا بار بار محض اختیار کے لفظ کا تکرار کرنا بہت سے فقہاء کے نزدیک بجائے خود طلاق کی نیت اور اِرادہ کی دلیل ہے۔

وكررها أي لفظة اختاري ثلاثًا، فقالت: اخترت أو اخترت اختيارة ...... يقع بلا نية ثلاثًا من الزوج (الدر المختار) ووجهه ما قاله الشارح من دلالة التكرار على إرادة الطلاق. (الدر المختار مع الشامي / باب تفويض الطلاق ٥٦١/٤ زكريا)

ولو قال لها: اختاري اختاري، فقالت: أخترت الأولىٰ أو الوسطىٰ أو الأخيرة وقع الثلاث بلا نية. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٥٤٠/٣ زكريا، كذا في الهندية ٣٨٩/١ كوئٹه)

ولو قال لها ''اختاري اختاري اختاري'' وهو ينوى الطلاق بذٰلك كله، فاختارت نفسها فهي طالق ثلاثًا. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس / نوع آخر في تفويض الطلاق إليها بقوله: ''اختاري'' ٥٠٥/٤ رقم: ٦٧٧٦ زكريا)

بیوی سے بغیر نیت کے کہا کہ ''تو اپنے آپ کو طلاق دیدے''

اگر کسی شخص نے بغیر نیت طلاق کے بیوی سے کہا کہ تو اپنے آپ کو طلاق دیدے یا شوہر ایک یا دو طلاق کی نیت کے ساتھ اختیار دے، تو بیوی کو صرف ایک صریح طلاق کا اختیار ہوگا۔ اور اگر بیوی نے تین طلاق کو اختیار کرلیا اور شوہر نے بھی نیت کرلی، تو اَب تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔

لو قال لها: طلقي نفسك ولم ينو أو نوى واحدة أو ثنتين في الحرة، فطلقت وقعت رجعية، وإن طلقت ثلاثًا ونواه وقعن. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الأمر باليد ٥٧٥/٤ زكريا، البحر الرائق ٥٦٦/٣ زكريا)

ولو طلقت واحدة ولا نية للزوج أو نوى واحدة فهي رجعية. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثالث في المشية ٤٠٣/١ قديم زكريا، كذا في البحر الرائق ٥٦٦/٣)

شوہر نے کہا کہ ''میری بیوی کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور تیرے ہاتھ میں ہے''

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی طلاق کو اللہ کے سپرد کردے، تو اِس سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، اور اگر کسی آدمی کے ہاتھ میں طلاق کا معاملہ دیا تھا، پھر اُس نے طلاق دے دی تو طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولو قال: أمر امرأتي بيد اللّٰه ويدك، أو قال: جعلت أمرها بيد اللّٰه ويدك، يريد به الطلاق، فطلقها المخاطب يقع، كذا في الكافي. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل: الأمر باليد ٣٩٣/١ قديم زكريا)

وفي تلخيص الجامع: لو قال في البيع والطلاق أمرها بيد اللّٰه وبيدك أو بع بما شاء اللّٰه وشئت ينفرد المخاطب؛ لأن ذكر اللّٰه تعالیٰ للتبرك أو للتبرك عرفًا. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل في الأمر باليد ٥٥٣/٣)

شوہر نے کہا کہ ’’اگر تو چاہے تو تجھے طلاق‘‘، بیوی نے کہا ’’اگر تو چاہے تو میں بھی چاہتی ہوں‘‘

شوہر نے بیوی سے کہا کہ ’’اگر تو چاہے تو تجھے طلاق‘‘، بیوی نے کہا کہ ’’اگر تو مجھے طلاق دینا چاہتا ہے تو میں بھی طلاق چاہتی ہوں‘‘، شوہر نے جواب میں طلاق دینے کی نیت سے کہا کہ ’’میں تیری طلاق چاہتا ہوں‘‘، اِس سے بیوی پر ایک طلاقِ رجعی واقع ہوجائے گی۔

لو قال لها: أنت طالق إن شئت، فقالت: شئت إن شئت، فقال: شئت ينوي الطلاق، بطل الأمر؛ لأنه ليس في كلام المرأة ذكر الطلاق ليصير الزوج شائيًا طلاقها والنية لا تعمل في غير المذكور، حتى لو قال: شئت طلاقك يقع إذا نوىٰ. (الهداية ٣٩٦، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الأمر باليد ٥٨١/٤ زكريا، البحر الرائق / فصل في المشية ٥٨٣/٣، الفتاوىٰ الهندية / الفصل الثالث في المشية ٤٠٤/١ قديم زكريا)

بیوی سے کہا کہ ’’اگر تو تین طلاق چاہے تو تجھے طلاق‘‘

ایک شخص نے غصہ میں بیوی سے کہا کہ ’’اگر تو چاہے تو تجھے تین طلاق‘‘، تو جب تک بیوی صاف لفظوں میں یہ نہ کہے کہ مجھے تین طلاق منظور ہیں، اُس وقت تک اُس پر کوئی طلاق نہیں پڑے گی۔

قال لامرأته: أنت طالق ثلاثًا إن شئت، فقالت: أنا طالق لا يقع شيء، لكن عدم الوقوع لأنه علق الثلاث على مشيتها الثلاث، ولا يمكن إيقاع الثلاث بلفظ طالق، فلا يقع شيء؛ لأنه لم يوجد المعلق عليه، والذي قال في الذخيرة: لا يقع إلا أن تقول: أنا طالق ثلاثًا. (شامي / كتاب الطلاق ٥٥٩/٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس، نوع آخر في تعليق الطلاق بالمشيئة الخ ٥١٣/٤ رقم: ٦٧٩٧ زكريا، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثالث في المشية ٤٠٣/١ زكريا)

ولو قال لها: طلقي نفسك ثلاثًا إن شئت، فطلقت نفسها واحدة أو ثنتين، لا يقع شيء في قولهم جميعًا؛ لأنه ملكها الثلاث بشرط مشيتها الثلاث فإذا الثلاث، فإذا شاء ت ما دون الثلاث لم تملك الثلاث لوجود بعض شرط الملك والحكم المعلق بشرط لا يثبت عند وجود بعض الشرط. (بدائع الصنائع ۱۹۸/۳، الفتاویٰ التاتارخانية ٥١٣/٤ رقم: ٦٧٩٧ زكريا)

بیوی سے کہا کہ ’’جب تو چاہے تجھے طلاق‘‘

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو جب چاہے تجھے طلاق، تو بیوی زندگی میں جب بھی طلاق لینا چاہے گی، فوراً اس پر طلاق واقع ہوجائے گی؛ لیکن ایک مرتبہ طلاق واقع کر لینے کے بعد دوسری مرتبہ طلاق واقع کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔

قال لها: أنت طالق متى شئت أو إذا شئت أو متى ما شئت، وإذا ما شئت فردت الأمر بأن قالت: لا أشاء لا يرتد فلها بعد ذٰلك أن تشاء؛ لأنه لم ملكه في الحال شيئًا؛ بل أضافه إلىٰ وقت مشيئتها ......، ولا تطلق إلا واحدة؛ لأنها تعم الأزمان لا الأفعال، فتملك التطليق في كل زمان لا تطليق بعد تطليق.

(الدر المختار مع الشامي ٥٨١/٤-٥٨٢ زكريا، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثالث في المشية ٤٠٦/١ زكريا، البحر الرائق / فصل في المشية ٥٨٧/٣، المحيط البرهاني ٤٥٥/٤)

تو جب جب چاہے اپنے کو طلاق دے سکتی ہے

اگر کسی نے بیوی سے کہا کہ ’’تو جب جب چاہے اپنے کو طلاق دے سکتی ہے‘‘، تو تین طلاق واقع ہونے تک زندگی بھر بیوی کو طلاق کا اختیار رہے گا۔ (ایک طلاق واقع کرنے کے بعد اختیار ختم نہ ہوگا)

ولو قال: كلما شئت كان ذٰلك لها أبدًا حتى يقع ثلاث، كذا في السراج الوهاج. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثالث في المشية ٤٠٣/١ زكريا)

ولو قال لها: ”طلقي نفسك“ ...... لا يملك الزوج الرجوع، وتقيد بمجلسها إلا إذا زاد متى شئت أو إذا شئت، فإن لها أن تطلق في المجلس وبعده؛ لأن هٰذه الألفاظ لعموم الأوقات، فصار كما إذا قال: في أي وقت شئت، وكلما كمتى مع إفادة التكرار إلى الثلاث. (النهر الفائق ۲/۳۷۸ زكريا، بدائع الصنائع ۳/۱۸۵)

بیوی سے کہا کہ ”تجھے طلاق ہے جہاں بھی چاہے“

اگر کوئی شخص بیوی سے کہے کہ ”تجھے طلاق ہے جہاں بھی تو چاہے“، تو یہ اختیار صرف مجلس گفتگو تک محدود رہے گا، اگر بیوی جہاں بیٹھی تھی، وہاں سے اُٹھ گئی اور پھر طلاق کو نافذ کرنا چاہا تو اَب اُس پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

أنت طالق حيث شئت أو أين شئت لا تطلق إلا إذا شاء ت في المجلس، وإن قامت من مجلسها قبل مشيئتها لا. (الدر المختار مع الشامي ٤/٥٧٤ زكريا، بدائع الصنائع ۳/۱۹۲، الفتاویٰ الهندية / فصل: الأمر باليد ۱/٤٠١، النهر الفائق ۲/۳۸۳)

تو جس طرح چاہے اپنے کو طلاق دیدے

اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ ”تو جونسی طلاق چاہے اختیار کرسکتی ہے“، تو بیوی کے لئے جائز ہوگا کہ مجلس کے اندر اندر چاہے تو وہ طلاقِ رجعی کو اختیار کرلے، اور اگر چاہے تو بائن یا مغلظہ واقع کرلے۔

ولو قال: طلقي نفسك كيف شئت لها أن تطلق كما شاء ت بائنًا أو رجعيًا واحدةً أو ثنتين أو ثلاثًا ويختص بالمجلس، كذا في التهذيب. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل في المشية ۱/٤٠۳ قديم زكريا)

قوله: (ما شئت تطلق) نفسها ما شاء ت إلى الثلاث ولا يكون بدعيًا؛ لأنها مضطرة إليه. (النهر الفائق / فصل في المشية ۳۸٤، بدائع الصنائع / كتاب الطلاق ۳/۱۹۲)

شوہر نے کہا کہ ''تو آج اپنے کو اختیار کرلے''

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ ''تو آج اپنے کو اختیار کرلے''، تو پورے دن بیوی کو طلاق کا اختیار رہے گا، خواہ مجلس بدل دے یا کسی اور عمل میں مشغول ہو جائے، اُس کا اختیار ختم نہیں ہوگا۔

وإذا قال: اختاري نفسك اليوم، فلها أن تختار نفسها ما دام الوقت باقيًا، سواء أعرضت عن المجلس أو اشتغلت بعمل آخر. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثالث في تفويض الطلاق ۳۹۰/۱ زكريا)

فإن وقته بوقتٍ خاص، فإن قال: أمرك بيدك يومًا ......، أو قال: هٰذا اليوم ......، لا يتقيد بالمجلس، ولها الأمر في الوقت كله تختار نفسها فيما شاء ت منه، لو قامت من مجلسها أو تشاغلت بغير الجواب لا يبطل خيارها ما بقي الوقت بلا خلاف. (بدائع الصنائع ۱۸۳/۳)

معاملہ بیوی کے سپرد کرنے کے بعد بیوی کا کہنا کہ ''تو مجھ پر حرام ہے''

ایک شخص نے بیوی سے کہا کہ ''تیرا معاملہ تیرے سپرد ہے''، اِس کے بعد بیوی نے اُسی مجلس میں شوہر سے کہا کہ ''تو مجھ پر حرام ہے'' یا ''تو مجھ سے جدا ہے''، یا ''میں تجھ پر حرام ہوں'' یا ''میں تجھ سے جدا ہوں''۔ تو اِن سب صورتوں میں بیوی پر ایک طلاقِ بائن واقع ہو جائے گی، اَب بغیر نکاحِ جدید کے اُن دونوں میں اِزدواجی رشتہ قائم نہیں ہوسکتا۔

رجل جعل أمر امرأته بيدها، فقالت للزوج: أنت علي حرام، أو أنت مني بائن، أو أنا عليك حرام، أو أنا منك بائن، فهٰذا كله طلاق...... ولو قالت: أنا حرام، ولم تقل عليك، أو قالت: أنا بائن، ولم تقل منك، فهٰذا كله طلاق، كذا في المحيط. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثاني: الأمر باليد ۳۹۱/۱ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ۴۸۲/۴ رقم: ۶۷۲۳ زكريا)

شوہر نے بیوی کو طلاق کا اختیار دیا پھر اُس کو خود ہی طلاق دے دی

ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دیا، اور بیوی نے ابھی کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کیا تھا کہ اُسی مجلس میں شوہر نے خود طلاقِ بائن دے دی، تو بیوی پر طلاقِ بائن واقع ہو جائے گی، اور معاملہ بیوی کے ہاتھ سے نکل جائے گا، یعنی اَب وہ مزید کوئی طلاق واقع کرنے کی مجاز نہ رہے گی۔ اور اگر صرف شوہر نے ایک طلاقِ رجعی دی تھی، تو بیوی کو اختیار رہے گا کہ وہ اپنے آپ کو مزید طلاق دے کر شوہر سے الگ کرلے۔

ولو جعل أمرها بيدها ثم طلقها طلاقًا بائنًا خرج بيدها في ذٰلك المجلس، ذكره في المنتقى، كذا في المحيط. ولو طلقها واحدةً رجعيةً بقي الأمر علىٰ حاله. (الفتاویٰ الهندية ٤٠١/١، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس، نوع آخر في تفويض الطلاق إلى المرأة أو إلى الأجنبي الخ ٤٨٦/٤ رقم: ٦٧٣٢ زكريا، بدائع الصنائع ١٨٦/٣، ٤٨٠/٤ رقم: ٦٧١٦ زكريا، شامي، كتاب الطلاق / باب الأمر باليد ٥٧٢/٤ زكريا)

’’اپنے آپ کو طلاق دے لے‘‘ کے جواب میں بیوی نے کہا ’’میں طلاق دے لوں گی‘‘

شوہر نے کسی بات پر بیوی سے کہا کہ ’’تو خود ہی اپنے کو طلاق دے لے‘‘، بیوی نے کہا ’’ہاں میں طلاق دے لوں گی‘‘، تو اِس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ اِس لئے کہ ’’دے لوں گی‘‘ یہ طلاق نہیں؛ بلکہ وعدۂ طلاق ہے۔

بخلاف طلقي نفسك، فقالت: أنا طالق أو أنا أطلق نفسي لم يقع؛ لأنه وعد. (الدر المختار) وفي الشامية: لم يقع قياسًا واستحسانًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٥٥٩/٤ زكريا، البحر الرائق / فصل في المشية ٥٧١/٣ زكريا، عناية علىٰ هامش فتح القدير ٧٤/٤ زكريا، النهر الفائق ٣٧٧/٢ زكريا)

’’تو اپنے آپ کو طلاق دیدے‘‘ کے جواب میں بیوی نے کہا کہ ’’میں نے اپنے کو تم سے جدا کرلیا‘‘

اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ ’’تو اپنے آپ کو طلاق دیدے‘‘ اور اِس کے جواب میں بیوی یہ کہے کہ ’’میں نے اپنے آپ کو تجھ سے جدا کرلیا‘‘ تو اِس سے طلاقِ رجعی واقع ہوجائے گی۔

وبقولها في جوابه: أبنت نفسي طلقت رجعية إن أجازه؛ لأنه كنايةٌ لا بإخترت نفسي وإن أجازه؛ لأن الاختيار ليس بصريح ولا كناية. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الأمر باليد ٥٧٥/٤-٥٧٦ زكريا، النهر الفائق / فصل في المشية ٣٧٧/٢ زكريا، البحر الرائق ٣٢٦/٣ كراچی، حاشية الطحطاوي على الدر المختار ١٤٦/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

بیوی کا دو یا تین طلاق کا اختیار ملنے پر صرف ایک طلاق اختیار کرنا

اگر کسی شخص نے بیوی کو دو یا تین طلاق کا اختیار دیا، پھر بیوی نے صرف ایک طلاق کو اپنے اوپر واقع کیا، تو اُس پر ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔

قال لها: طلقي نفسك ثلاثًا أو ثنتين، وطلقت واحدةً وقعت؛ لأنها بعض ما فوضه، وكذا الوكيل (الدر المختار) فلو وكله أن يطلقها ثلاثًا فطلقها واحدة وقعت واحدة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الأمر باليد ٥٧٨/٤ زكريا، البناية شرح الهداية ٣٩٥/٥ المكتبة النعيمية ديوبند، البحر الرائق ٥٧٨/٣ زكريا)

شوہر نے کہا ’’طلاق لے لے‘‘، بیوی نے کہا ’’میں نے طلاق لے لی‘‘

شوہر نے بیوی سے کہا کہ ’’تو طلاق لے لے‘‘، بیوی نے کہا کہ ’’میں نے طلاق لے لی‘‘، تو ایک طلاقِ رجعی واقع ہوجائے گی۔

وإن كانت التفويض مقرونًا بذكر الطلاق بأن قال لها: اختاري الطلاق، فقالت: اخترت الطلاق فهي واحدة رجعية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب

الثـالـث فـي تفويض الطلاق ٣٨٨/١، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٥٤١/٣ زكريا، بدائع الصنائع / كتاب الطلاق ١٩٠/٣ زكريا)

شوہر نے کہا ''تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے'' بیوی نے کہا ''مجھے منظور ہے''

اگر کوئی شخص بیوی سے یہ کہے کہ ''تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے'' اور بیوی جواب میں کہے کہ ''میں نے اپنے آپ کو قبول کرلیا (یعنی مجھے طلاق قبول ہے)'' تو ایک طلاق پڑ جائے گی۔

وإذا جعل أمرها بيدها، فقالت: قبلت نفسي طلقت. (الفتاویٰ الهندية ٣٩١/١)

أمـا قـولـه: أمرك بيدك ...... لأن جعل الأمر بيدها تمليك الطلاق منها؛ لأنه جـعـل أمـرهـا فـي الـطـلاق بيـدهـا تتـصرف فيه برأيها وتدبيرها كيف شاء ت بمشيئة الإيثار. (بدائع الصنائع / كتاب الطلاق ١٨١/٣ زكريا، الفتاویٰ الولوالجية ٩١/٢ مكتبة دار الإيمان سهارنفور، البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل في الأمر باليد ٥٥١/٣ زكريا، شامي ٥٦٦/٤ زكريا)

شوہر نے کہا کہ ''ہمیشہ کے لئے معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے''

اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ ''زندگی بھر کے لئے تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے''، تو اگر بیوی ساری زندگی میں کبھی بھی طلاق کو اختیار کرلے گی، تو اُس پر طلاق پڑ جائے گی؛ لیکن اگر اُس نے ایک مرتبہ بھی اِس اختیار کو رد کردیا، تو اس کا اختیار ختم ہوجائے گا۔

ولـو قـال: أمرك بيدك أبدًا فردته مرةً يبطل. (الـفتـاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثاني في الأمر باليد ٣٩٢/١ قديم زكريا)

فـي أمـرك بيدك اليوم وبعد غد، وإن ردت الأمر في يومها بطل الأمر في ذلك اليـوم، وفـي أمرك بيدك اليوم وغدا يدخل، وإن ردت في يومها لم يبق في الـغـد، وفـي هـامشـه: فالمراد بالرد اختيار الزوج ......، وقولهم هنا وإذا ردت بطل. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ٥٥٦/٣ زكريا)

شوہر نے بیوی کا معاملہ اُس کے باپ کے سپرد کردیا

اگر کوئی شخص بیوی کی طلاق کا معاملہ اُس کے باپ کے سپرد کردے اور لڑکی کا باپ اپنی بیٹی کی طلاق کو قبول کرلے، تو اُس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہوجائے گی۔

وفي المنتقى: رجلٌ جعل أمر امرأته بيد أبيها، فقال أبوها: قد قبلتها طلقت، كذا في المحيط. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثاني في الأمر باليد ۳۹۳/۱ قديم زكريا، البحر الرائق ۵۵۱/۳ دار الكتاب، شامي / كتاب الطلاق ٥٦٦/٤ زكريا)

طلاق میں خیار نہیں ہے

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے کر تین دن کا سوچنے کے لئے اختیار لے تو اس کا اختیار لینا باطل ہوجائے گا اور بیوی پر فوراً طلاق پڑ جائے گی۔

رجل قال لامرأته: أنت طالق وأنا بالخيار ثلاثةَ أيامٍ يقع الطلاق، ويبطل الخيار. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / مطلب: لو قال أنت طالق وسكت ثم قال ثلاثًا ۳۵۹/۱ زكريا)

خلع کے مسائل

خلع کی لغوی تعریف

خلع کے لغوی معنی علیحدہ اور جدا کرنے کے آتے ہیں۔

هو لغةً: الإزالة، واستعمل في إزالة الزوجية بالضم، وفي غيرها بالفتح. (الدر المختار / باب الخلع ۸۳/۵ زکریا، قواعد الفقه ۲۸۱ المكتبة الأشرفية ديوبند)

الخلع لغةً: النزع، وهو استعارة من خلع اللباس؛ لأن كل واحدٍ منهما لباسٌ للآخر، فكأن كل واحدٍ نزع لباسه منه. (حاشية علىٰ رد المحتار / باب الخلع ۸۳/۵ زكريا)

الخلع (بالفتح) لغةً: هو النزع والتجريد. والخلع (بالضم) اسم من الخلع.

(الموسوعة الفقهية ۲۳٤/۱۹ الكويت)

خلع کی اصطلاحی تعریف

حنفیہ کے نزدیک خلع کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ: ''شوہر کا کچھ مال لے کر لفظِ خلع (یا اُس کے ہم معنی الفاظ) کے ذریعہ ملکیتِ نکاح کو زائل کرنا'' (طلاق دینا)۔

وشرعًا: إزالة ملك النكاح المتوقفة قبولها بلفظِ الخلع أو ما في معناه كالمباراة. (قواعد الفقه ۲۸۱ المكتبة الأشرفية ديوبند، تنوير الأبصار / باب الخلع ۸۳/۵ زكريا)

وعرفه الأحناف بأنه: عبارة عن أخذ المال بإزاء ملك النكاح بلفظ الخلع.

(دراسة الشيخ عادل وعلي محمد على رد المحتار نقلاً عن تبيين الحقائق ۲٦۷/۲، شرح فتح القدير ۱۸۹/٤ زكريا، حاشية: شامي ۸۳/۵ زكريا)

وفي السغناقي: هو عبارة عن أخذ مال من المرأة بإزاء ملك النكاح بلفظ الخلع.

(الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل السادس عشر في الخلع ۵/۵ رقم: ۷۰۷۱ زكريا)

خالعت المرأة زوجها مخالعةً إذا افتدت منه وطلّقها على الفدية. (حاشية علىٰ رد المحتار / باب الخلع ۸۳/۵ زكريا)

ضرورت کے وقت خلع کا جواز

شریعت میں اصلاً طلاق کا اختیار صرف مرد کو دیا گیا ہے، اور بلاضرورت طلاق بہر حال ناپسندیدہ عمل ہے، خواہ شوہر کی طرف سے اُس کی ابتداء ہو یا عورت کی طرف سے اُس کا مطالبہ ہو۔ اِسی طرح شریعت کا یہ بھی حکم ہے کہ جو مال مہر کی صورت میں عورت کو دے دیا جائے، تو وہ اُس سے واپس نہ لیا جائے۔

لیکن اگر زوجین میں نبھاؤ کی کوئی شکل نہ رہے اور شوہر بلاعوض طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو، تو عورت کے لئے یہ راستہ تجویز کیا گیا ہے کہ وہ خلع کی پیش کش کرکے اپنے کو آزاد کرالے۔ اِسی بات کو قرآنِ کریم کی اِس آیت میں اِرشاد فرمایا گیا:

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَأْخُذُوْا مِمَّا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَا اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ، فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ، تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا، وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ. (البقرة: ۲۲۹)

اور تم کو یہ روا نہیں ہے کہ عورتوں کو دیا ہوا کچھ بھی مال اُن سے واپس لو، مگر یہ کہ جب میاں بیوی اِس بات سے ڈریں کہ اللہ کے اَحکام پر قائم نہ رہ سکیں گے۔ پس اگر تم لوگ اِس بات سے ڈرو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود پر قائم نہ رہیں گے تو اُن دونوں پر کچھ گناہ نہیں ہے اِس میں کہ عورت بدلہ دے کر چھوٹ جائے، یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں، سو اُن سے آگے نہ بڑھو، اور جو کوئی اللہ کی حدود سے آگے بڑھے گا سو وہی لوگ ظالم ہیں۔

نیز متعدد روایات میں وارد ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں ثابت کے اخلاق اور اُن کی دین داری کے بارے میں تو کوئی عیب نہیں لگاتی؛ لیکن مجھے اُن کی ناقدری کا خطرہ ہے (اِس لئے میں اُن سے علیحدگی چاہتی ہوں) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اُنہوں نے جو تمہیں باغ مہر میں دیا ہے وہ تم اُنہیں لوٹا دوگی؟'' تو اہلیہ نے اِس پر رضامندی ظاہر کی، تو پیغمبر علیہ السلام نے حضرت ثابت کو بلاکر فرمایا کہ: ''اپنا باغ واپس لے لو اور اِنہیں طلاق دے دو''۔ (ابوداؤد شریف/ باب الخلع ۱؍۳۰۳، تفسیر ابن کثیر مکمل ۱۸۳-۱۸۵ ریاض)

لہٰذا معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت خلع کرنے کی گنجائش ہے۔

ولا بأس بہٖ عند الحاجة للشقاق بعدم الوفاق (الدر المختار) وفي القهستاني عن شرح الطحاوي: السنة إذا وقع بين الزوجين اختلاف أن يجتمع أهلهما ليصلحوا بينهما، فإن لم يصطلحا جاز الطلاق والخلع. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۸۷/۵ زكريا)

وفي الهداية: وإذا تشاق الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود الله تعالىٰ، فلا بأس بأن تفتدي نفسها منه بمال يخلعها. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل السادس عشر في الخلع ۵/۵ رقم: ۷۰۷۱ زكريا، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثامن في الخلع وما في حكمه ۴۸۸/۱ قديم زكريا)

الخلع جائز في الجملة سواء في حالة الوفاق والشقاق. (الموسوعة الفقهية ۲۴۰/۱۹ الكويت)

ذیل میں خلع سے متعلق چند اہم مسائل درج کئے جارہے ہیں:

خلع کی حقیقت

شریعت کی نظر میں خلع کی حقیقت یہ ہے کہ یہ شوہر کی طرف سے مال کے قبول کرنے پر طلاق کی تعلیق ہے، گویا کہ ایک طرح کی قسم ہے؛ لہٰذا اگر شوہر کی طرف سے خلع کی پیش کش ہو، تو وہ پیش کش کے بعد جب تک عورت اُسے رد نہ کرے، اپنی بات واپس نہیں لے سکتا، اور نہ بیوی کو اُسے قبول کرنے سے منع کرسکتا ہے۔ اور اُس کا حکم پیش کش کی مجلس تک محدود بھی نہیں رہتا؛ بلکہ مجلس ختم ہونے کے بعد بھی اگر عورت اُس پیش کش کو قبول کرلے تو خلع درست اور نافذ ہوجائے گا۔

اور بیوی کی جانب سے خلع کا معاملہ طلاق کے بدلے مال دینے کا ہے، گویا کہ یہ عقد معاوضہ ہے، اور عقد معاوضہ میں چوں کہ اِیجاب کے بعد قبول سے پہلے اِیجاب کرنے والے کو اپنی بات واپس لینے کا حق ہوتا ہے؛ لہٰذا اگر خلع کی پیش کش بیوی کی طرف سے ہو، تو شوہر کے جواب دینے سے پہلے پہلے وہ اپنی پیش کش واپس لے سکتی ہے۔ نیز یہ پیش کش مجلس عقد تک محدود رہے گی، اگر مجلس کے اندر شوہر نے جواب نہ دیا، تو بعد میں جواب دینا اُس وقت تک معتبر نہ ہوگا جب تک کہ بیوی دوبارہ اُسے قبول نہ کرلے۔

هو يمين في جانبه؛ لأنه تعليق الطلاق بقبول المال، فلا يصح رجوعه عنه قبل قبولها، ولا يصح شرط الخيار له، ولا يقتصر على المجلس أي مجلسهٖ الخ، وفي جانبها معاوضة بمالٍ، فصح رجوعُها قبل قبوله (الدر المختار) أي لأن المرأة لا تملك الطلاق؛ بل هو ملكه، وقد علقه بالشرط والطلاق يحتمله، ولا يحتمل الرجوع ولا شرط الخيار؛ بل يبطل الشرط دونه، ولا يتقيد بالمجلس. وأما في جانبها فإنه معاوضة المال؛ لأنه تمليك المال بعوضٍ فيُراعى فيه أحكام معاوضة المال كالبيع ونحوه كما في البدائع.

(شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۸۸/۵-۸۹ زكريا)

خلع کا حکم

خلع سے طلاقِ بائن واقع ہوتی ہے، اور عورت پر مقررہ مال واجب ہوتا ہے۔

في الملخص والإيضاح: الخلع عقد يفتقر إلى الإيجاب والقبول يثبت الفرقة ويستحق عليها العوض ...... وفي الهداية: وإذا تشاق الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود الله تعالىٰ، فلا بأس بأن تفتدي نفسها منه بمال يخلعها، وفي الزاد: وإذا فعل ذٰلك وقع بالخلع تطليقةً بائنةً ولزمها المال. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل السادس عشر في الخلع ۵/۵ رقم: ۷۰۷۱ زكريا، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثامن في الخلع وما في حكمهٖ ۴۸۸/۱ قديم زكريا)

خلع کے لئے فریقین کی رضامندی شرط ہے

محض ایک جانب سے خلع کی پیش کش کرنے سے خلع مکمل نہیں ہوتا؛ بلکہ اُس کے لئے شوہر اور بیوی دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔ یعنی اگر خلع کی پیش کش شوہر کی طرف سے ہو تو بیوی کا راضی ہونا ضروری ہے، اور اگر بیوی کی طرف سے ہو تو شوہر کا راضی ہونا ضروری ہے۔

إذا كان بعوض الإيجاب والقبول؛ لأنه عقد على الطلاق بعوض، فلا تقع الفرقة، ولا يستحق العوض بدون القبول. (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۸۸/۵ زكريا، ۴۴۱/۳ كراچی)

لأنه أوقع الطلاق بعوض، فلا يقع إلا بوجود القبول. (المبسوط للسرخسي / باب الخلع ۱۹۴/٦ دار الكتب العلمية بيروت)

لو ادعت الخلع لا يقع بدعواها شيء؛ لأنها لا تملك الإيقاع. (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۲/۵ زكريا)

خلع میں کس قدر مال لینے کی گنجائش ہے؟

اگر ظلم اور زیادتی شوہر کی طرف سے ہو تو اُس کے لئے خلع کے بدلہ میں عورت سے کچھ بھی مال لینا (یا مہر وغیرہ معاف کرانا) مکروہِ تحریمی ہے۔ اور اگر بیوی کی طرف سے نافرمانی پائی جائے تو مہر کی مقدار کے عوض خلع کرنے میں کوئی کراہت نہیں؛ لیکن اگر زائد مال لے گا تو دیانۃً کراہت کا مرتکب ہوگا۔

عن علي بن أبي طالب رضي اللّٰه عنه أنه قال: لا تخلعها إلا بما أعطيتها فإنه لا خير في الفضل. (كتاب الآثار للإمام محمد ۷۷ بحواله: إعلاء السنن، كتاب الطلاق / باب كراهة أخذ الأكثر من المهر في بدل الخلع ۲۵۵/۱۱ دار الكتب العلمية بيروت، ۲۳۳/۱۱ كراچی)

عن إبراهيم قال: إذا جاء الأمر من قبلها حل له ما أخذ منها، فإن جاء من قبله لم يحل له ما أخذ منها. (المصنف لعبد الرزاق، كتاب الطلاق / باب ما يحل من الفداء ۴۹۸/٦ رقم: ۱۱۸۲۵)

ثم الأصل في الخلع أن النشوز إذا كان من الزوج فلا يحل له أن يأخذ منها شيئًا بإزاء الطلاق لقوله تعالىٰ: ﴿وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ﴾ إلى أن قال: ﴿فَلَا تَأْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا﴾ [النساء: ۲۰] وإن كان النشوز من قبلها

فلـه أن يـأخذ منها بالخلع مقدار ما ساق إليها من الصداق، لقوله تعالىٰ: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ﴾ [البقرة: ۲۲۹] ولـو أراد أن يـأخذ منها زيادة علـى ما ساق إليها فذٰلك مكروه في رواية الطلاق. (المبسوط للسرخسي / باب الخلع ۱۵۱/۳ دار الفكر بيروت، ۱۸۳/۶ دار الكتب العلمية بيروت، ومثله في الموسوعة الفقهية ۲۴۳/۱۹ الكويت)

وكـره تـحـريـمًا أخذ شيء ويلحق به الإبراء عما لها عليه إن نشز، وإن نشـزت لا ولـو مـنـه نشـوز أيـضـاً ولـو بـأكثر ممّا أعطاها على الأوجه. فتح. وصحَّح الشمنّي كراهة الزيادة، وتعبير الملتقىٰ لا بأس بهٖ يفيد أنها تنزيهية وبه يـحصل التوفيق. (الدر المختار) والحق أن الأخذ إذا كان النشوز منه حرام قطعاً لـقوله تعالىٰ: ﴿فَلَا تَأْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا﴾ الخ وفيه: نعم يكون أخذ الزيادة خلاف الأولـىٰ، والـمنع محمول على الأولىٰ. ومشى عليه في البحر أيضاً. (الدر المختار مع الرد المحتار / باب الخلع ۴۴۵/۳-۴۴۶ دار الفكر بيروت، ۹۳/۵-۹۵ زكريا)

وكـذٰلك امرأة اختلعت من زوجها على أكثر من مهرها الذي تزوجها عليه، فـإن كـان الـنشوز من جهتها طاب الفضل للزوج، وإن كان النشوز من قبله كره له ذٰلك. وجـاز فـي الـقضاء، خص الفضل للزوج بالكراهة، والصحيح أن النشوز إذا كـان مـن قبـلـه فالكل مكروه، وإن كان النشوز من قبلها طاب له قدر المهر باتفاق الـروايات، وهل يكره الفضل؟ في رواية هٰذا الكتاب: لا يكره، وفي رواية الأصل: يكره. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / باب الخلع ۷/۵-۸ رقم: ۷۰۷۵ زكريا)

خلع کے لئے محکمۂ شرعیہ کی ضرورت نہیں

خلع کا معاملہ زوجین آپس میں کر سکتے ہیں، اِس کے لئے قاضی یا محکمۂ شرعیہ کے سامنے معاملہ پیش کرنا ضروری نہیں ہے۔

ذهـب جـمـهـور الـفقهاء إلىٰ جواز الخلع بحاكم وبلا حاكمٍ، وهو قول

عـمر رضي اللّٰه عنه الخ. ولأن الطلاق من حيث النظر جائزٌ بلا حاكمٍ فكذٰلك الخلعُ. (الموسوعة الفقهية ۲٤٤/۱۹ الكويت)

شوہر سے جبراً خلع کرانا

اگر بیوی نے خلع کی پیش کش کی اور شوہر اُس پر راضی نہ تھا، پھر اُسے ڈرا دھمکا کر زبانی خلع قبول کرالیا گیا تو خلع صحیح ہوجائے گا، یعنی طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی، اور عورت پر مقررہ مال دینا لازم ہوگا۔

ولـو كـان هـو الـمكره على الخلع على ألف، وقد دخل بها، وهي غير مكرهة، وقع الخلع ولزمها الألف. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في المسائل التي تصح مع الإكراه ٤٤١/٤ زكريا)

عورت کو زبردستی خلع پر مجبور کرنا

اگر عورت خلع پر راضی نہ تھی، مرد نے مار پیٹ کر یا ڈرا دھمکا کر اُس سے خلع کا اقرار کرالیا، تو طلاق تو پڑ جائے گی؛ لیکن عورت پر کوئی مال واجب نہ ہوگا، اور مہر بھی معاف نہ ہوگا۔

وأمـا إيـقـاع الخلع بإكراهٍ فصحيحٌ، كما يأتي. (شـامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۳/۵ زكريا)

طـلاق عـلـىٰ جـعل أي قبول المرأة الطلاق علىٰ مال فيقع الطلاق، ولا شيء عليها من المال، ولو كان مكان التطليقة خلع بألف درهم كان الطلاق بائنًا ولا شيء عليها. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في المسائل التي تصح مع الإكراه ٤٤١/٤ زكريا)

شوہر خلع کا دعویٰ کرے اور عورت منکر ہو

اگر شوہر یہ کہے کہ میں نے اتنے مال کے بدلہ میں بیوی سے خلع کیا ہے، اور عورت اُس سے انکاری ہو، تو بیوی پر ایک طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی، اور کوئی مال اُس پر لازم نہ ہوگا۔

ولو ادعی الخلع علیٰ مال وهي تنكر يقع الطلاق بإقراره، والدعویٰ في المال بحالها فيكون القول لها؛ لأنها تنكر. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۱/۵-۱۰۲ زكريا)

عورت خلع کا دعویٰ کرے اور شوہر منکر ہو

اور اگر عورت نے خلع کا دعویٰ کیا، جب کہ شوہر اس کا سرے سے انکار کرتا ہے، تو اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

لو ادعت الخلع لا يقع بدعواها شيء؛ لأنها لا تملك الإيقاع. (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۲/۵ زكريا)

خلع سے عدت کا نفقہ ساقط نہیں ہوتا

خلع کرنے سے سابقہ نفقہ (اگر ذمہ میں ہو) تو ساقط ہوجاتا ہے؛ لیکن عدت کا نفقہ اور رہائش کا خرچ صراحۃً ذکر کئے بغیر ساقط نہیں ہوتا۔

إلا نفقة العدة وسكناها فلا يسقطان إلا إذا نص عليها فتسقط النفقة.

(الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۶/۵ زكريا، ۴۵۳/۳ کراچی، ومثله في الفتاویٰ التاتارخانية ۲۳/۵-۲۴ زكريا)

دو مرتبہ کہا کہ ’’تجھے خلع دیا، تجھے خلع دیا‘‘

خلع چوں کہ الفاظِ کنائی میں سے ہے، اور اُس سے طلاقِ بائن واقع ہوتی ہے، اِس لئے کئی مرتبہ ’’تجھے خلع دیا‘‘ کہنے سے صرف ایک طلاقِ بائن واقع ہوگی؛ کیوں کہ فقہ کا ضابطہ ہے کہ: ’’طلاقِ بائن کے ساتھ دوسری طلاقِ بائن ملحق نہیں ہوتی‘‘۔ (مستفاد فتاویٰ دار العلوم ۱۹۱/۱۰-۱۹۲)

عن ابن عباس رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم جعل الخلع تطليقة بائنة. (سنن الدار قطني ۳۱/۴ رقم: ۳۹۸۰ مكتبة دار الإيمان سهارنفور، السنن الكبریٰ للبيهقي ۱۸۵/۱۱ رقم: ۱۵۲۳۶، ۵۶۰/۷ رقم: ۱۴۸۶۵ دار الحديث القاهرة)

ولو قال لها خلعتك ونوى الطلاق فهي واحدة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثامن في الخلع وما في حكمه ٤٩٢/١ زكريا)

لا يلحق البائن البائن. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٤٢/٤ زكريا، ٣٠٨/٣ كراچی، البحرا لرائق ٥٣٤/٣ کوئٹه، الفتاویٰ الهندية ٣٧٧/١ قديم زكريا)

لفظ ''خلع'' سے تین طلاقیں مراد لینا

اگر لفظ خلع مطلق بولا جائے تو اِس سے ایک طلاقِ بائن واقع ہوتی ہے؛ لیکن اگر شوہر اس سے تین طلاقیں مراد لے تو اس سے تین طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا۔

وإذا اختلعت المرأة من زوجها فالخلع جائز، والخلع تطليقة بائنة عندنا. (المبسوط للسرخسي / باب الخلع ١٧١/٦ دار الكتب العلمية بيروت)

ويقع به تطليقة بائنة، إلا إن نوىٰ ثلاثًا فتكون ثلاثًا، وإن نوىٰ ثنتين كانت واحدة بائنة، كما في الحاكم. (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ٩٢/٥ زكريا)

خلع کا بدل کیا کیا چیزیں بن سکتی ہیں؟

اُصول یہ ہے کہ جس چیز کا مہر میں متعین کرنا درست ہے، اُس کو خلع کا بدل بنانا بھی درست ہے۔ اور جو چیز مہر نہیں بن سکتی تو وہ بدلِ خلع بھی نہیں بن سکتی۔

ما جاز أن يكون مهرًا جاز أن يكون بدلاً في الخلع؛ كذا في الهداية. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثامن، الفصل الثاني فيما جاز أن يكون بدلاً عن الخلع وما لا يجوز ٤٩٤/١ زكريا)

بدلِ خلع سے متعلق چند ممکنہ صورتیں اور اُن کے احکام

جب شوہر کی جانب سے عورت سے خلع یا مال کے بدلہ میں طلاق دینے کا معاملہ پایا جائے تو حسبِ شرائط طلاقِ بائن واقع ہوجاتی ہے؛ البتہ اِس معاملہ کے ضمن میں متعینہ مال (بدلِ خلع) کی مختلف اِمکانی صورتیں پائی جاسکتی ہیں۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن صورتوں

کی تلخیص کی ہے، جس کی کچھ وضاحت برائے اِفادہ ذیل میں درج کی جارہی ہے:

(۱) خلع میں بدل کا ذکر ہی نہ کیا گیا ہو، اور مہر پر عورت قبضہ کرچکی ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آئے۔ تو اِس صورت میں عورت نصف مہر کی مستحق ہوگی۔

(۲) خلع میں بدل کا ذکر ہی نہ کیا گیا ہو، اور مہر پر عورت قبضہ کرچکی ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آئے۔ تو اِس صورت میں عورت پورے مہر کی مستحق ہوگی۔

(۳) خلع میں بدل کا ذکر ہی نہ کیا گیا ہو، اور مہر پر ابھی عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آئے۔ تو اِس صورت میں مہر معاف ہوجائے گا، یعنی مرد سے نصف مہر کا مطالبہ نہ ہوگا؛ بلکہ ویسے ہی طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی۔

(۴) خلع میں بدل کا ذکر ہی نہ کیا گیا ہو، اور مہر پر ابھی عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آئے۔ تو اِس صورت میں بھی شوہر سے مہر کا مطالبہ نہ ہوگا۔

(۵) خلع میں یہ صراحت ہو کہ کسی بدل کا لین دین نہ ہوگا، اور مہر پر قبضہ کرلیا گیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو۔ تو اِس صورت میں بلاعوض طلاقِ بائن کے وقوع کا حکم ہوگا؛ لہٰذا عورت نے جتنے مہر پر قبضہ کرلیا ہے وہ اُس سے واپس نہیں لیا جائے گا۔

(۶) خلع میں یہ صراحت ہو کہ کسی بدل کا لین دین نہ ہوگا، اور مہر پر قبضہ کرلیا گیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آئے۔ تو اِس صورت میں بھی عورت سے مہر واپس نہیں لیا جائے گا۔

(۷) خلع میں یہ صراحت ہو کہ کسی بدل کا لین دین نہ ہوگا، اور مہر پر قبضہ نہ کیا گیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو۔ تو اِس صورت میں شوہر سے کسی مہر کا مطالبہ نہ ہوگا۔

(۸) خلع میں یہ صراحت ہو کہ کسی بدل کا لین دین نہ ہوگا، اور مہر پر قبضہ نہ کیا گیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو۔ تو اِس صورت میں بھی شوہر سے مہر ساقط ہوجائے گا۔

(۹) اِس شرط پر خلع کیا کہ مثلاً مہر کسی اجنبی شخص کو دیا جائے، اور مہر پر عورت نے قبضہ کرلیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے قبل پیش آیا ہو۔ تو ایسی صورت میں خلع تو جائز ہے؛ لیکن دوسرے کو مہر

دینے کی شرط فاسد ہے، پس طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی؛ لیکن مہر شوہر کو واپس کیا جائے گا۔

(۱۰) اِس شرط پر خلع کیا کہ مہر کسی اجنبی شخص کو دیا جائے، اور مہر پر عورت نے قبضہ کرلیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو۔ تو ایسی صورت میں بھی مہر شوہر کو واپس کیا جائے گا۔

(۱۱) اِس شرط پر خلع کیا کہ مہر کسی اجنبی شخص کو دیا جائے، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو۔ تو اِس صورت میں خلع صحیح ہوجائے گا، اور شوہر سے مہر ساقط ہوجائے گا۔

(۱۲) اِس شرط پر خلع کیا کہ مہر کسی اجنبی شخص کو دیا جائے، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو۔ تو اِس صورت میں خلع صحیح ہوجائے گا، اور شوہر سے مہر ساقط ہوجائے گا۔ (**وإن خالعها علیٰ أن یجعله لولدها أو لأجنبي جاز الخلع، والمهر للزوج**) (شامي، کتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۵/۵ زکریا)

(۱۳) پورے مہر کے بدلے میں خلع کیا گیا ہو، اور مہر پر عورت نے قبضہ کرلیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو، تو شوہر اپنا دیا ہوا مہر واپس لینے کا حق دار ہوگا۔

(۱۴) پورے مہر کے بدلے میں خلع کیا گیا ہو، اور مہر پر عورت نے قبضہ کرلیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو، تو شوہر اپنا دیا ہوا مہر واپس لینے کا حق دار ہوگا۔

(۱۵) پورے مہر کے بدلے میں خلع کیا گیا ہو، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو، تو شوہر سے مہر ساقط ہوجائے گا۔

(۱۶) پورے مہر کے بدلے میں خلع کیا گیا ہو، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو، تو بھی شوہر سے مہر ساقط ہوجائے گا۔ (**وإن کان بکل المهر فإن کان مقبوضًا رجع بجمیعه، وإلا سقط عنه کله مطلقًا، أي قبل الدخول أو بعده**) (شامي، کتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۵/۵ زکریا)

(۱۷) مہر کے کچھ حصہ کے بدلے میں خلع کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ کرلیا ہو، اور

یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو۔ تو طلاق واقع ہوجائے گی، اور متعین شدہ حصۂ مہر عورت سے واپس لیا جائے گا۔ مثلاً مہر کا دسواں حصہ بدلِ خلع میں طے ہوا تھا، اور پورا مہر ادا کردیا گیا تھا، تو چوں کہ رخصتی سے قبل خلع ہوا ہے، اس لئے آدھا مہر تو ویسے ہی واپس ہوگا، اور پھر مابقیہ آدھے میں سے دسواں حصہ شوہر کو واپس لینے کا حق ہوگا۔

(۱۸) مہر کے کچھ حصہ کے بدلے میں خلع کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ کرلیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو۔ تو ایسی صورت میں شوہر کو مقررہ حصۂ مہر واپس لینے کا حق ہوگا۔

(۱۹) مہر کے کچھ حصہ کے بدلے میں خلع کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو۔ تو ایسی صورت میں کل مہر ساقط ہوجائے گا۔

(۲۰) مہر کے کچھ حصہ کے بدلے میں خلع کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو۔ تو ایسی صورت میں بھی پورا مہر ساقط ہوجائے گا۔ **(وإن لم يكن مقبوضًا سقط الكل مطلقًا المسمى بحكم الشرط والباقي بحكم لفظ الخلع)** (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۵/۵ زكريا)

(۲۱) بدلِ خلع میں مہر کے علاوہ کوئی اور مال متعین کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ کرلیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو۔ تو ایسی صورت میں جو مال متعین کیا گیا ہے، بس وہی شوہر کو دیا جائے گا، اور مہر واپس نہ ہوگا۔ **(وإن كان بمال آخر غير المهر فله المسمىٰ، وبرئ كل منهما مطلقًا في الأحوال كلها.** (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۵/۵ زكريا)

(۲۲) بدلِ خلع میں مہر کے علاوہ کوئی اور مال متعین کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ کرلیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو۔ تو ایسی صورت میں بھی جو مال متعین کیا گیا ہے، بس وہی شوہر کو دیا جائے گا، اور مہر واپس نہ ہوگا۔

(۲۳) بدلِ خلع میں مہر کے علاوہ کوئی اور مال متعین کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو۔ اِس صورت میں مہر تو ساقط ہو ہی جائے گا، اور ساتھ میں جو مال متعین ہوا ہے وہ بھی شوہر کو ملے گا۔

(۲۴) بدلِ خلع میں مہر کے علاوہ کوئی اور مال متعین کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو۔ اِس صورت میں مہر تو ساقط ہو ہی جائے گا، اور ساتھ میں جو مال متعین ہوا ہے وہ بھی شوہر کو ملے گا۔

ثم اعلم أن حاصل وجوه المسئلة أن البدل إما أن يكون مسكوتًا عنه أو منفيًا أو مثبتًا على الزوج أو عليها بمهرها كلهٖ أو بعضهٖ أو مالٍ آخر، وكل من الستة على وجهين: إما أن يكون المهر مقبوضًا أو لا، وكل من الإثني عشر إما أن يكون قبل الدخول بها أو بعده ...... الخ. (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۵/۵ زكريا)

قال الزوج: خالعتكِ فقبلت المرأة ولم يذكرا مالاً طُلِّقت لوجود الإيجاب والقبول، وبرئ من المهر المؤجل لو كان عليه، وإلا يكن عليه من المؤجل شيءٌ، ردت عليه ما ساق إليها من المهر المعجل لما مرّ أنه معاوضة، فتعتبر بقدر الإمكان. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۱۵/۵ زكريا)

قال الشامي بحثًا: وفي شرح جامع الصغير لقاضي خان: خلعها ولم يذكر العوض عندهما لم يبرأ أحدهما عن صاحبه عن المال الواجب بالنكاح، وعن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ روايتان: الصحيح براءة كل منهما عن صاحبه.

وفي متن المختار: والمبارأة كالخلع يسقطان كل حقٍ لكل منهما على الآخر مما يتعلق بالنكاح، حتى لو كان قبل الدخول وقد قبضت المهر لا يرجع عليها بشيء. ولو لم تقبض شيئًا لا ترجع عليه بشيء، مثله في متن الملتقىٰ.

وفي شرح درر البحار وشرح المجمل: إن لم يسميا شيئًا برئ كل منهما من الآخر قبضت المهر أم لا، دخل بها أم لا. (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۱۶/۵ زكريا)

بدلِ خلع میں نامعلوم مال متعین کرنے کی بعض صورتیں

الف:- اگر خلع میں مثلاً یہ طے ہوا کہ عورت کی مٹھی میں یا اُس کے گھر میں جو کچھ ہے وہ

سب شوہر کو دیا جائے، تو اِس صورت میں مٹھی یا گھر میں جو مال ملے گا، وہ سب شوہر کا حق ہوگا۔ اور اگر کچھ مال نہ نکلے تو مفت میں طلاق واقع ہوجائے گی۔

ب:- عورت نے پیش کش کی کہ اِس سال اُس کے باغ میں جو پھل آئے گا، یا بکری جو بچہ دے گی یا میری جو آمدنی ہوگی وہ بدلِ خلع بنے گی، اور شوہر نے اِس شرط پر خلع کو منظور کرلیا، تو اِس صورت میں عورت پر صرف مہر لوٹانا لازم ہوگا، بقیہ کچھ مال واجب نہ ہوگا۔

ج:- عورت نے کہا کہ اِس وقت میرے باغ میں جو پھل موجود ہیں اُنہی کو میں بدلِ خلع بناتی ہوں تو یہ خلع درست ہوگا، اور پورا موجود پھل شوہر کو دیا جائے گا۔ اور اگر بالفرض باغ میں پھل موجود ہی نہ ہو تو عورت لیا ہوا مہر شوہر کو لوٹائے گی۔ اور اگر ابھی تک شوہر نے مہر ادا نہ کیا ہو تو وہ اُس کے ذمہ سے ساقط ہوجائے گا۔ (مستفاد وتلخیص: شامی ۵؍۹۷ زکریا)

حرام اشیاء پر خلع کیا تو کیا حکم ہے؟

اگر شراب، مردار وغیرہ حرام اشیاء کو خلع میں بدل مقرر کیا گیا اور فریقین نے اِس پر رضامندی ظاہر کردی، تو طلاق واقع ہوجائے گی؛ لیکن عورت پر کوئی بدل لازم نہ ہوگا؛ البتہ اگر شوہر نے ابھی تک مہر ادا نہ کیا ہو تو وہ ذمہ سے ساقط ہوجائے گا۔

وإذا وقعت المخالعة علیٰ خمر أو خنزير أو ميتة أو دم، وقبل الزوج ذٰلك منها ثبتت الفرقة، ولا شيء على المرأة من جعل ولا ترد من مهرها شيئًا. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثامن، الفصل الثاني فيما جاز أن يكون بدلاً عن الخلع وما لا يجوز ۱/٤٩٤ زكريا)

خلعها أو طلقها بخمر أو خنزير أو ميتة ونحوها مما ليس بمال وقع طلاق بائن في الخلع رجعي في غيره وقوعًا مجانا فيهما لبطلان البدل. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الخلع ۵/۹۵-۹٦ زكريا)

وفي الشامي: وأما لو كان المهر في ذمته فإنه يسقط لما مر من أن ”خالعتك“ مسقط للحقوق وإن لم يكن بعوض. (شامي / باب الخلع ۵/۹٦ زكريا)

سرکہ کی طرف اِشارہ کرکے بدل خلع مقرر کیا مگر وہ شراب نکلی؟

عورت نے شوہر سے کہا کہ اِس بوتل میں رکھے ہوئے ’’سرکہ‘‘ کے بدلہ میں مجھے خلع دیدے، حالاں کہ بوتل میں سرکہ نہیں؛ بلکہ شراب بھری ہوئی تھی، پھر شوہر نے اُس کی پیش کش قبول کرلی، تو اَب دوصورتیں ہیں:

الف:- شوہر کو پہلے سے پتہ تھا کہ اِس بوتل میں شراب ہے تو اُس کے قبول کرتے ہی مفت میں طلاق واقع ہوجائے گی، اور عورت پر کوئی چیز واجب نہ ہوگی۔

ب:- اور اگر شوہر کو پہلے سے بوتل میں سرکہ کے بجائے شراب ہونے کا علم نہ تھا، تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہونے کے بعد شوہر کو اپنی دی ہوئی مہر عورت سے واپس لینے کا حق ہوگا۔

ولو سمّت حلالاً کھٰذا الخل فإذا هو خمر رجع بالمهر إن لم یعلم، وإلا لا شيء له. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الخلع ۹۶/۵ زکریا)

كتاب الفسخ والتفريق

''الحيلة الناجزة'' کی دل نشیں تلخیص

مع اِضافاتِ مفیدہ

نــوٹ:- الحمدللہ! یہ حصہ ''اَسبابِ فسخ وتفریق'' کے نام سے ''امارتِ شرعیہ ہند'' کی طرف سے شائع کردیا گیا ہے؛ تاکہ دارالقضاء اور محاکم شرعیہ کے لئے رہنمائی آسان ہو۔

(مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فسخ وتفریق کے لئے قضاء قاضی شرط ہے

اگر عورت کسی معقول عذر کی وجہ سے شوہر سے تفریق کا مطالبہ کرے، اور شوہر طلاق دینے پر راضی نہ ہو، یا مثلاً جنون کی وجہ سے اُس کی طلاق معتبر نہ ہو، یا مفقود ہونے کی بنا پر اُس سے رابطہ نہ ہوسکے، وغیرہ۔ تو ان صورتوں میں عورت نہ تو اپنے طور پر شوہر سے الگ ہوسکتی ہے اور نہ ہی سرکاری عدالتِ مروجہ کے ذریعہ نکاح فسخ کراسکتی ہے؛ البتہ اگر وہ چاہے تو شرعی عدالت (دارالقضاء یا محکمہ شرعیہ) سے رجوع کرکے فسخ نکاح کا مطالبہ کرے، پھر شریعت کی روشنی میں جو فیصلہ سامنے آئے، اُس پر عمل کرے۔

خلاصہ یہ کہ فسخ وتفریق کے اکثر معاملات میں قضاء قاضی شرط ہے، اَب جس ملک میں باقاعدہ نظامِ قضاء موجود ہے، وہاں دارالقضاء سے رجوع کیا جائے گا، اور جہاں نظامِ قضاء موجود نہ ہو، تو وہاں فقہ مالکیہ کی روشنی میں جماعت مسلمین (شرعی پنچایت یا محکمہ شرعیہ) کا فیصلہ قاضی کے فیصلہ کے قائم مقام ہوگا۔ اِس کمیٹی کے کم سے کم تین اَرکان ہونے چاہئیں، جو سب کے سب ثقہ اور عادل ہوں، اور فسخ وتفریق کا فیصلہ اتفاقِ رائے سے کریں، اور از اَول تا آخر پوری کارروائی میں شریک رہیں، اِس کے بغیر اس کمیٹی کا فیصلہ فقہ مالکی کے اعتبار سے نافذ نہ ہوگا، اِس لئے ایسے سبھی معاملات میں ان شرائط کا لحاظ ضروری ہے۔ (دیکھئے: الحیلۃ الناجزۃ ۴۵-۶۲، ۱۶۶-۱۶۸ طبع جدید اِمارت شرعیہ دہلی)

كما في مختصر الخليل حيث قال ونبذ حكم جائر وجاهل لم يشاور، وإلاّ تعقب، ومضى غير الجور، وقال شارحه العلامة الدردير تحت قوله: ”لم يشاور“ (أي العلماء، ولو وافق الحق – إلىٰ أن قال – وإن تعقب مع المشاورة؛ لأنه وإن عرف الحكم فقد لا يعرف إيقاعه؛ لأنه يحتاج لزيادة نظر في البينة وغيرها من أحوال المتداعين إذ القضاء صناعة دقيقة لا يهتدي إليه كل الناس. (منح الجليل شرح مختصر خليل ۳۳۶/۸)

قلنا: ونظيره علىٰ قول بعض من صلى بغير التحري فإن صلاته لاتصح وإن أصاب القبلة؛ لأنه ترك فرض التحرى، فكذا إذا ترك الجاهل فرض المشاورة مع العلماء لا يصح حكمه، وإن وافق الحق، وأما التعقب علىٰ حكمه بعد المشاورة مع العلماء فهو فريضة القاضي، ويكفينا صحة الحكم. وقال في باب القضاء: وأما الجاهل والكافر فلا يجوز تحكيمهما (ثم قال): فإن حكما خصمًا أو كافرًا أو جاهلاً لم ينفذ حكمه. (شرح الدردير ۲/۲۸٦)

ونظيره ما في كتبنا: من أن الحكمين إذا اختلفا لا ينفذ حكم أحد منهما، قال صاحب الهداية: لو حكما رجلين لا بد من اجتماعهما؛ لأنه أمر يحتاج فيه إلى الرأي. وفي شرحها ''النهاية'': حتى لو حكم أحدهما دون الآخر، لا يجوز لأنهما رضيا برأيهما، ورأى الواحد لا يكون كرأي الإثنين. (الهداية، كتاب أدب القاضي / باب التحكم ۳/۱٤٥ طبع ياسر نديم ديوبند)

قلنا: فكما أن تفويض الخصمين للحكمين يقتضي اجتماع رأيهما علىٰ حكم واحد فكذٰلك تفويض الشرع الحكم إلى الجماعة يقتضي اجتماع آراهم علىٰ حكم واحدٍ. وبمثله صرح الإمام مالكؒ في المدونة، باب ماجاء في الحكمين في أبواب الأنكحة والطلاق. (ص: ۲٥۷، ج: ۲) حيث قال:

(قلت): فلو أنهما اختلفا فطلق أحدهما ولم يطلق الآخر (قال) إذن لا يكون هناك فراق؛ لأن إلىٰ كل واحد منهما ما إلىٰ صاحبه باجتماعهما عليه. انتهى.

وأصرح منه ما قال الباجي المالكي في المنتقى:

''**مسئله**: ولو حكم المتخاصمان رجلين، فحكم أحدهما ولم يحكم الآخر، فإن ذلك لايجوز له، قاله سحنون في كتاب ابنه، ولو حكم جماعة فاتفقوا على حكم انفذوه وقضوا به جاز، قاله ابن كنانة في المجموعة، ووجه ذلك أنهما إذا رضيا بحكم رجلين أو رجال فلا يلزمهما حكم بعضهم دون بعض الخ''. (منتقى ص: ۲۲۷، ج: ٥، بحوالة: الحيلة الناجزة ٦٠-٦١ طبع جديد)

اَب ذیل میں نمبروار وجوہ واَسبابِ فسخ اور اُن سے متعلق ضروری جزئیات درج کی جارہی ہیں:

(۱) شوہر کا عنین (نامرد) ہونا

اگر شوہر عنین ہو، یعنی بیوی کا حق زوجیت اَدا کرنے سے قاصر ہو، تو بیوی اُس سے تفریق کے لئے شرعی عدالت میں مقدمہ دائر کرسکتی ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۶۴)

وإذا وجدت المرأة زوجها عنينًا فلها الخيار، إن شاء ت أقامت معه كذٰلك، وإن شاء ت خاصمته عند القاضي وطلبت الفرقة. (المحيط البرهاني، كتاب النكاح / الفصل الثالث والعشرون: العنين ٢٣٨/٤ المجلس العلمي)

وأما حكم الخيار فهو تخيير المرأة بين الفرقة وبين النكاح، فإن شاء ت اختارت الفرقة وإن شاء ت اختارت الزوج. (بدائع الصنائع/ مباحث: خلو الزوج من عيب الجب الخ، فصل في حكم الخيار ٦٣٧/٢ زكريا)

عورت کا حق تاخیر کی وجہ سے باطل نہ ہوگا

نکاح کے بعد بیوی کو جب شوہر کے نامرد ہونے کا علم ہو، اور بیوی نے اُس پر رضامندی ظاہر نہ کی ہو، تو فوری طور پر تفریق کا مطالبہ کرنا ضروری نہ ہوگا؛ بلکہ بیوی جب چاہے مطالبہ کرسکتی ہے، تاخیر کی وجہ سے اُس کا حق باطل نہ ہوگا۔

وإن لم تعلم به وقته (أي وقت النكاح) وعلمت بعده كان لها الخصومة، وإن طال الزمان. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٢٤/٤ كوئٹه)

وهو أي هٰذا الخيار على التراخي، فلو وجدته عنينًا أو مجبوبًا ولم تخاصم زمانًا لم يبطل حقها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٧٢/٥ زكريا)

بیماری کی وجہ سے نامردی

اگر شوہر کی بیماری کی وجہ سے نامرد ہوگیا ہو، تو وہ بھی پیدائشی عنین کے حکم میں ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۶۳)

وأما عند الفقهاء فهو من لا يصل إلى النساء مع قيام الآلة لمرض به.

(البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين ٢٠٦/٤ زكريا، ١٢٢/٤ كوئٹه)

بڑھاپے کی وجہ سے نامردی

اگر کوئی شخص اتنا ضعیف العمر ہو کہ بیوی سے ہمبستری پر قدرت نہ رکھے، وہ بھی عنین کے درجہ میں ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۶۴)

هو من لا يقدر علىٰ جماع فرج زوجته يعني لمانع منه ككبر سن أو سحر. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين ١٦٦/٥ زكريا، ٤٩٤/٣ كراچی)

جادو کی وجہ سے نامردی

اگر کسی شخص پر اس طرح کا جادو کردیا گیا ہو کہ وہ عورت کے پاس نہ جاسکے، تو وہ بھی عنین کے حکم میں ہوگا، اور بیوی کو اُس سے حق تفریق حاصل ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۶۴)

لآفة أصلية أو لمرض أو ضعف أو كبر سن أو سحر. (النهر الفائق، كتاب الطلاق / باب العنين ٤٧٠/٢)

نکاح سے قبل بیوی کو نامرد ہونے کا علم تھا

اگر نکاح سے قبل عورت کو اُس شوہر کے نامرد ہونے کا علم تھا، اِس کے باوجود اُس نے نکاح قبول کرلیا، تو اَب عورت کو نکاح کے بعد تفریق کے مطالبہ کا حق نہ ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۶۹)

إن علمت المرأة وقت النكاح أنه عنين، لا يصل إلى النساء، لا يكون لها حق الخصومة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني عشر في العنين ٥٢٤/١ قديم زكريا)

تـزوج ...... عالمةً بحالهٖ، لا خيار لها على المذهب المفتى بهٖ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين ١٧٥/٥ زكريا، ٥٠٠/٣ كراچی، بدائع الصنائع ٦٣٦/٢ زكريا)

نکاح کے بعد ایک مرتبہ ہمبستری پر قادر ہو جانا

اگر نکاح کے بعد شوہر نے ایک مرتبہ بھی ہمبستری کرلی ہو، پھر بعد میں کسی وجہ سے نامرد ہوگیا ہو، تو اَب عورت نامردی کی بنیاد پر تفریق کے مطالبہ کا حق نہ رکھے گی (البتہ تفریق کی کوئی اور وجہ پائی جائے تو بات الگ ہے) (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۶۹)

فـلو جُبَّ بعد وصوله إليها مرة أو صار عِنِّينًا بعده، أي الوصول لا يفرق لـحـصـول حـقـهـا بـالـوطـي مرة، قال الشامي: قوله: ''مرة'' وما زاد عليها فهو مستحق ديانة لا قضاء. (شامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٦٧/٥-١٦٨ زكريا)

أمـا شرائط الخيار فمنها: عدم الوصول إلىٰ هٰذه المرأة أصلاً ورأسًا في هٰذا النكاح، حتى لو وصل إليها مرة واحدةً فلا خيار لها. (بدائع الصنائع، مباحث خلو الزوج من عيب الجب الخ / فصل في شرائط الخيار ٦٣٦/٢ زكريا)

بیوی کو ایسا مرض لاحق ہو جو جماع سے مانع ہو

اگر نامرد کی بیوی ایسے مرض میں مبتلا ہو جو جماع سے مانع ہو، مثلاً رتقاء ہو (یعنی ایسی عورت جس کی شرم گاہ ملی ہوئی ہو) یا قرناء ہو (یعنی ایسی عورت جس کی شرم گاہ میں ہڈی ہو جو دخول سے مانع ہو) تو ایسی عورت کو نامرد شوہر سے تفریق کا حق حاصل نہ ہوگا۔

إن كـان الزوج عنينًا والمرأة رتقاء لم يكن لها حق الفرقة لوجود المانع من قبلها. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٣٨/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

غيـر رتـقـاء وقـرنـاء، أمـا هـمـا فلا خيار لهما لتحقق المانع منهما. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين ١٦٧/٥ زكريا)

شوہر کے خصی ہونے کی بنا پر فسخ کا اختیار ہے یا نہیں؟

اگر شوہر ایسا خصی (جس کے خصیتین نکال دئے گئے ہوں) کہ عضو تناسل میں انتشار پیدا نہ ہوتا ہو، تو ایسے شوہر کی بیوی کو بھی قاضی یا محکمہ شرعیہ سے رجوع کے بعد حسب شرائط تفریق کا حق حاصل ہوگا؛ لیکن اگر خصی ہونے کے باوجود اُس کے عضو تناسل میں انتشار ہوتا ہے، تو حق تفریق حاصل نہ ہوگا۔

ولو وجدته ...... خصيًا لا ينتشر ذكره، فإن انتشر لم تخير الخ، أجل سنة .... (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٦٨/٥-١٧١ زكريا)

وأجل سنة لو عنينًا أو خصيًا، فإن وطئ وإلا بانت بالتفريق إن طلبت.

(البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ٢٠٨/٤ زكريا، ١٢٤/٤ كوئٹه)

نسبندی کرانے والے شوہر سے فسخ کا اختیار نہیں

اگر شوہر نسبندی کرالے، تو چوں کہ اُس کی وجہ سے جماع کی قوت ختم نہیں ہوتی؛ بلکہ صرف مادۂ تولید آنے میں رکاوٹ ہوتی ہے، اِس لئے نسبندی کی بنیاد پر عورت کو حق تفریق حاصل نہ ہوگا۔

أو خصيًا لا ينتشر ذكره، فإن انتشر لم تخير. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٦٩/٥ زكريا)

عورت کے دعوے پر عدالتی کارروائی

عورت کی طرف سے شوہر کی نامردی کی بنیاد پر تفریق کے دعوے کے بعد شرعی عدالت بالترتیب درج ذیل کارروائی کرے گی:

(۱) شوہر سے تحقیق کرے کہ اُس کے نامرد ہونے کا دعویٰ صحیح ہے یا نہیں؟

(۲) اگر شوہر اقرار کرلے تو اُسے علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔

(۳) اور اگر شوہر کہے کہ میں نامرد نہیں ہوں؛ بلکہ میں نے جماع کیا ہے، تو اَب اگر عورت باکرہ (کنواری) نہ ہونے کا اقرار کرتی ہو، تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ قبول کرلیا جائے گا، اور عورت کو تفریق کا کوئی حق نہ ہوگا۔

(۴) تاہم اگر شوہر قسم کھانے سے انکار کردے، تو اُسے علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔

(۵) اور اگر عورت باکرہ (کنواری) ہونے کی مدعی ہو، تو اَب قاضی عورت کے کنوارے پن (بکارت) کا دو عادل عورتوں کے ذریعہ معائنہ کرنے کا حکم دے گا۔

(٦) اگر وہ عورتیں یہ بیان دیں کہ عورت کنواری نہیں ہے، تو شوہر سے اِس بات پر حلف لیا جائے گا کہ اُس نے جماع کیا ہے، اگر وہ قسم کھالے گا تو مقدمہ خارج کردیا جائے گا۔

(۷) اور اگر شوہر جماع پر قسم کھانے سے انکار کردے، تو اُسے ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔

(۸) اور اگر معائنہ کار عورتیں یہ بیان دیں کہ عورت ابھی تک باکرہ (کنواری) ہے، تو اَب قاضی شوہر سے قسم لئے بغیر ایک سال کی مہلت دے دے گا۔

(۹) اِس کے بعد ایک سال کی مہلت کے عرصہ میں اگر شوہر ایک مرتبہ بھی تندرست ہوکر بیوی سے جماع کرلے، تو بیوی کو حق تفریق نہ رہے گا۔

(۱۰) اور اگر پورے سال میں جماع پر قادر نہ ہوسکا، اور خود اِس کا اقرار بھی کرے، تو اَب قاضی عورت کو اُسی مجلس میں اختیار دے گا کہ چاہے تو اسی شوہر کے ساتھ رہے، یا اس سے علیحدگی اختیار کرلے، اگر وہ علیحدگی کی خواہاں ہو اور شوہر خود طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو، تو قاضی تفریق کردے گا، اور یہ تفریق طلاق بائن کے درجہ میں ہوگی۔

(۱۱) اور اگر میاں بیوی میں مہلت کے ایک سال کے اندر جماع ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہوجائے، یعنی بیوی دعویٰ کرے کہ جماع نہیں ہوا، اور شوہر یہ کہے کہ جماع ہوا ہے، تو

اگرعورت ثیبہ ہوتو شوہر کا قول قسم کے ساتھ قبول ہوگا، اوردعویٰ خارج ہوجائے گا۔

(۱۲)اوراگرشوہر اُس وقت قسم کھانے سے انکارکردے، تو بیوی کوتفریق کا اختیار ہوگا۔

(۱۳)اوراگرعورت باکرہ ہونے کی مدعی ہو، تو قاضی دوبارہ معائنہ کرائے گا، اوردوبارہ معائنہ میں بھی اگراُس کا باکرہ ہونا ثابت ہوجائے، تو اَب شوہر کا دعویٰ جماع خارج ہوجائے گا، اورعورت کوتفریق کا حق ملے گا۔(مستفاد: الحیلۃ الناجزہ۶۶-۶۸)

إذا رفعت المرأة زوجها إلى القاضي ادعت أنه عنين، وطلبت الفرقة، فإن القاضي يسأله: هل وصل إليها أو لم يصل؟ فإن أقر أنه لم يصل، أجله سنة، سواء كانت المرأة بكرًا أم ثيبًا، وإن أنكر وادعى الوصول إليها، فإن كانت المرأة ثيبًا، فالقول قوله مع يمينه، أنه وصل إليها كذا في البدائع. فإن حلف بطل حقها، وإن نكل يؤجل سنة، كذا في الكافي. وإن قالت: أنا بكر نظر إليها النساء، وامرأة تجزئ، والإثنتان أحوط وأوثق، فإن قلن: إنها ثيب، فالقول قول الزوج مع يمينه، كذا في السراج الوهاج. فإن حلف لا حق لها، وإن نكل يؤجله سنة، كذا في الهداية. وإن قلن: هي بكر، فالقول قولها من غير يمين. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني عشر في العنين ۵۲۲/۱ زكريا، بدائع الصنائع / مباحث خلو الزوج من عيب الجب الخ ۶۳۳/۲ زكريا)

إن جاءت المرأة إلى القاضي بعد مضي الأجل، وادعت أنه لم يصل إليها، وادعى الزوج الوصول، فإن كانت ثيبًا في الأصل كان القول قوله مع اليمين، فإن حلف بطل حقها، وإن نكل خيرها القاضي، وإن قالت المرأة: أنا بكر، نظرت إليها النساء، والواحدة تكفي والثنتان أحوط، فإن قلن: هي ثيب، كان القول قوله مع اليمين. وإن قلن: هي بكر أو أقر الزوج أنه لم يصل إليها، خيرها القاضي في الفرقة، كذا في شرح الجامع الصغير لقاضيخان. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق/ في العنين ۵۲۴/۱ زكريا، بدائع الصنائع / مبحث خلو الزوج من عيب الجب الخ ۶۳۶/۲ زكريا)

فإن وطئ مرةً فبها وإلا بانت بالتفريق من القاضي إن أبىٰ طلقها . (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين ١٧١/٥-١٧٢ زكريا)

تخییر کی صورت میں مجلس قضاء میں تفریق کا اختیار کرنا

قاضی کی طرف سے شوہر کے علاج کی مدت (ایک سال) جب پوری ہوگی اور حسب شرائط قاضی عورت کو تفریق کا اختیار دے گا، تو اگر اُسی مجلس میں عورت نے تفریق کو اختیار کرلیا تو تفریق ہوگی، اور اگر اُس مجلس کے ختم ہونے کے بعد تفریق چاہی، تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۷۰ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

يخيرها القاضي، فإن اختارت زوجها أو قامت عن مجلسها أو أقامها أعوان القاضي وأقام القاضي قبل أن تختار شيئًا بطل خيارها. (المحيط البرهاني، كتاب النكاح / الفصل الثالث والعشرون: العنين ٢٣٨/٤ المجلس العلمي، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / باب في العنين ٥٢٤/١ قديم زكريا)

إذا خيرها الحاكم فأقامت معه أو قامت من مجلسها قبل أن تختار – إلىٰ قوله – فلا خيار لها، وهٰذا يدل علىٰ أن خيارها يتقيد بالمجلس. (بدائع الصنائع، مباحث خلو الزوج من عيب الجب الخ / فصل في بيان ما يبطل الخيار ٦٣٨/٢ زكريا)

مہلت کی مدت کب سے شروع ہوگی

ایک سال کی مدت اُس وقت سے شروع ہوگی جب باقاعدہ قاضی اُس کا حکم دے گا؛ لہٰذا اس سے قبل جو بھی وقت گذر چکا ہو، وہ اس مدت میں شامل نہ ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ٦٧)

ابتداء التاجيل من وقت المخاصمة كذا في المحيط. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / في العنين ٥٢٣/١ قديم زكريا)

لا يحتسب على الزوج بما مضى من المدة قبل المرافعة. (المبسوط للسرخسي، كتاب النكاح / باب العنين ١٠٢/٥)

مہلت کی مدت کا شمار قمری مہینوں سے ہوگا یا شمسی مہینوں سے؟

مہلت کے ایک سال کا شمار قمری تاریخوں سے ہوگا یا شمسی سے؟ اِس بارے میں فقہ کی دونوں روایتیں ہیں، شمسی تاریخ والی روایت راجح ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۶۷)

وروى الحسن عن أبي حنيفةؒ: أنه تعتبر سنة شمسية، وهي تزيد على القمرية بأيام. وذهب شمس الأئمة السرخسي في شرح الكافي إلى رواية الحسن أخذًا بالاحتياط، وكذلك صاحب التحفة، وهذا هو المختار عندي كذا في غاية البيان الخ. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / باب في العنين ۵۲۳/۱ قديم زكريا، بدائع الصنائع / مباحث خلو الزوج من عيب الجب الخ ۶۳۴/۲ زكريا)

مہلت کی مدت ختم ہونے کے بعد مطالبہ میں تاخیر کرنا

قاضی کی جانب سے شوہر کو دی گئی ایک سال کی مدت ختم ہونے کے بعد عورت مطالبہ میں تاخیر کرے، تو اس تاخیر کی وجہ سے اس کا حق باطل نہ ہوگا۔

أطلقه فشمل ما إذا طلبت على التراخي أولاً وثانيًا، ولذا لو خاصمته ثم تركت مدة فلها المطالبة. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ۱۲۴/۴)

كما لو رفعته إلى القاضي فأجله سنة، ومضت السنة، ولم تخاصم زمانًا (أي لا يبطل حقها). (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ۱۷۳/۵ زكريا)

تفریق کے بعد عورت کا اقرار جماع پر بینہ قائم کرنا

میاں بیوی میں تفریق کے فیصلہ کے بعد اگر شوہر اس بات پر بینہ قائم کرے کہ عورت نے تفریق سے پہلے جماع ہونے پر اقرار کیا تھا، تو تفریق کا فیصلہ باطل ہوجائے گا، اور عورت شوہر کے نکاح میں برقرار رہے گی۔ اور اگر شوہر تفریق کے بعد کے اقرار پر بینہ قائم کرے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

يبطل التفريق بالبينة علىٰ إقرارها بالوصول قبل التفريق، لا بعده. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٦٨/٥ زكريا)

فإن فرق بالغةً فإن أقام الزوج البينة علىٰ إقرار المرأة قبل الفرقة أنه قد وصل إليها أبطل الفرقة ...... وكذا إذا شهد علىٰ إقرارها بأن أقرت بعد الفرقة أنه كان وصل إليها قبل الفرقة لم تبطل الفرقة. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / مباحث خلو الزوج من عيب الجب، مبحث في بيان حكم الخيار ٦٣٧/٢-٦٣٨ المكتبة النعيمية ديوبند)

تفریق کے بعد عورت کا اسی نامرد سے نکاح کرنا

قاضی کی جانب سے تفریق ہوجانے کے بعد مرد وعورت دوبارہ ایک ساتھ رہنے پر آمادہ ہوجائیں، تو نکاحِ ثانی کی اِجازت ہوگی؛ لیکن اس کے بعد عورت کو تفریق کا حق حاصل نہ ہوگا۔

ولو تراضيا أي العنين وزوجته على النكاح ثانيًا بعد التفريق صح. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٧٦/٥ زكريا)

ففرق بينهما ثم تزوجها فلا خيار لها. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / مباحث خلو الزوج من عيب الجب ٦٣٦/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

لو فرق بينهما ثم تزوجها ثانيًا لم يكن لها خيار لرضاها بحاله. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٢٥/٤)

تفریق کے بعد دوسال کی مدت میں بچہ کی پیدائش

قاضی کے میاں بیوی میں تفریق کرنے کے بعد دوسال کی مدت میں اگر عورت بچہ جنے، تو یہ بچہ نامرد شوہر کی جانب منسوب ہوگا، اور تفریق کا فیصلہ باطل ہوکر عورت علیٰ حالہ نامرد کی بیوی رہے گی۔

إذا فرق القاضي بالعنة ووجب العدة فجاء ت بولد ما بينهما وبين السنتين لزمه الولد ...... فإن قال الزوج: كنت قد وصلت إليها فإن أبا يوسف

قال: يبطل الحاكم الفرقة وكفى بالولد شاهدًا. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / بيان شرائط الخيار وبيان حكمه ٦٣٧/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

ولو كان عنينًا بطل التفريق لزوال عنته بثبوت نسبه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٦٨/٥ زكريا)

بخلاف العنين حيث يبطل التفريق؛ لأنه لما ثبت نسبه لم يبق عنينًا.

(البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ٢٠٧/٤ زكريا، ١٢٣/٤ كوئٹه)

عنین پر مہر کا وجوب

شوہر اگرچہ عنین اور نامرد ہو، اگر بیوی کے ساتھ خلوتِ صحیحہ پائی گئی ہے، تو اُس پر پورا مہر حسبِ ضابطہ واجب ہوگا؛ کیوں کہ مہر کے وجوب کے لئے جماع لازم نہیں؛ بلکہ خلوتِ صحیحہ کافی ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۷۱)

ولها المهر كاملاً وعليها العدة بالإجماع إن كان الزوج قد خلا بها، وإن لم يخل بها فلا عدة عليها، ولها نصف المهر إن كان مسمى والمتعة إن لم يكن مسمى. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب النكاح / في العنين ٥٢٤/١، طبع زكريا ديوبند، بدائع الصنائع / مباحث خلو الزوج من عيب الجب الخ ٦٣٤/٢ زكريا)

مجبوب (مقطوع الذکر) کا حکم

اگر عورت یہ دعویٰ کرے کہ اُس کا شوہر مقطوع الذکر ہے، یعنی آلہ تناسل سے محروم ہے، یا اتنا چھوٹا ہے کہ کالعدم کے درجہ میں ہے، جس سے حق زوجیت اَدا نہیں کیا جا سکتا، تو اگر شوہر بھی اِس کا اقرار کرے، تو قاضی ایک سال کی مہلت دئے بغیر فوراً ہی عورت کو تفریق کا اختیار دے دے گا۔

اور اگر شوہر اقرار نہ کرے، تو معتبر شخص کے ذریعہ معائنہ کرایا جائے گا، پھر معائنہ سے جس کی بات کی تصدیق ہو، اُسی کے موافق کارروائی کی جائے گی، یعنی اگر مجبوب ہونا ثابت ہو جائے تو فوری تفریق کا حکم ہوگا، اور اگر ثابت نہ ہو تو عورت کا دعویٰ خارج ہو جائے گا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۷۲)

وأما المجبوب فإنه إذا عرف أنه مجبوب إما بإقراره أو بالمس فوق

الإزار، فإن كانت المرأة عالمة بذٰلك وقت النكاح فلا خيار لها لرضاها بذٰلك، وإن لم تكن عالمة به فإنها تخير للحال ولا يؤجل حولاً. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / فصل في بيان ما يبطل به الخيار ٦٣٩/٢ زكريا)

وجدت زوجها مجبوبًا فُرّق في الحال ...... وإنما لم يؤجل لعدم الفائدة – إلىٰ قولهٖ – ولم يذكر حكم ما إذا اختلفا في كونه مجبوبًا، وحكمه أنه إذا كان يعرف حقيقة حاله بالمس من غير نظر يمس من وراء الثياب، ولا تكشف عورته، وإن كان لا يعرف إلا بالنظر أمر القاضي أمينًا لينظر إلىٰ عورتهٖ فيخبر بحاله. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين ٢٠٦/٤-٢٠٨ زكريا، ١٢٢/٤-١٢٣ كوئٹه)

ويلحق بالمجبوب من كان ذكره صغيرًا جدًّا كالزر. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين ٢٠٦/٤ زكريا، ١٢٣/٤ كوئٹه، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين ١٦٦/٥ زكريا، ٤٩٤/٣ كراچی)

مجبوب کی بیوی کا بعد التفریق دوسال کی مدت میں بچہ جننا

قاضی کے مجبوب اور اُس کی بیوی کے درمیان تفریق کرنے کے بعد دوسال کی مدت میں عورت بچہ جنے، تو یہ بچہ مجبوب مرد کی جانب منسوب ہوگا؛ لیکن اس کی وجہ سے تفریق باطل نہ ہوگی۔

جاء ت امرأة المجبوب بولد بعد التفريق إلىٰ سنتين ثبت نسبه والتفريق باق بحالهٖ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٦٨/٥ زكريا)

وكذٰلك لو فرق القاضي بينها وبين المجبوب فجاء ت بولد بينها وبين سنتين ثبت نسبه ......، إلا أنه لا تبطل الفرقة ههنا. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / مباحث خلو الزوج من عنيب الجب، مبحث في بيان حكم الخيار ٦٣٧/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

لو جاء ت امرأة المجبوب بولد بعد التفريق إلىٰ سنتين يثبت نسبه ولا يبطل التفريق. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ٢٠٧/٤ زكريا، ١٣٤/٤ كوئٹه)

(۲) شوہر کا مجنون ہونا

حضرت اِمام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول (جو مفتی بہ ہے) اور اِمام مالکؒ کے مسلک کے مطابق اگر شوہر نکاح سے قبل ہی سے جنون کے مرض میں مبتلا ہو، تو بیوی کو درج ذیل شرائط کے ساتھ فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق ملتا ہے:

(۱) نکاح سے قبل شوہر کے مجنون ہونے کا علم نہ ہو۔

(۲) نکاح کے بعد اُس کے ساتھ رہنے پر صراحۃً رضامندی ظاہر نہ کی ہو۔

(۳) نکاح کے بعد جنون کا علم ہونے کے باوجود اپنے اختیار سے شوہر کو جماع یا دواعیٔ جماع کا موقع نہ دیا ہو۔

پس اگر اِن میں سے کوئی بھی شرط مفقود ہو تو بر بنائے جنون بیوی کو حق فسخ حاصل نہ ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۷۸-۷۹)

ولا يتخير أحدهما أى الزوجين بعيب الآخر فاحشاً، كجنون، وجذام، وبرص، ورتق، وقرن. (الدر المختار) وفي الشامية: وخالف محمد في الثلاثة الأول لو بالزوج، كذا يفهم من البحر وغيره. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ۱۷۵/۵ زكريا)

وعلىٰ قول محمدٍ لها الخيار إذا كان علىٰ حال لا تطيق المقام معه.

(المبسوط للسرخسي، كتاب النكاح / باب الخيار في النكاح ۹۷/۵)

وقال محمد: خلوه من كل عيب لا يمكنها المقام معه إلا بضررٍ،

كالجنون والجذام والبرص شرط لزوم النكاح حتى يفسخ بهٖ النكاح. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / خلو الزوج عما سوى المعيوب الخمسة ٦٣٩/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

والرضا بالعيب يمنع الرد. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / بيان شرائط الخيار وبيان حكمهٖ ٦٣٦/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

الخيار لأحد الزوجين بسبب وجود عيب من العيوب الآتي بيانها ...... إن لم يسبق العلم أو لم يرض بعيب المعيب صريحًا أو التزامًا ...... أو لم يتلذذ بالمعيب عالمًا به، و "أو" بمعنى "الواو" إذ لا بد من انتفاء الأمور الثلاثة، إذ لو وجدت أو بعضها لانتفى الخيار. وفي هامشه: قوله: إن لم يسبق العلم: أي إن لم يكن العلم من السليم بالعيب سابقًا على العقد، ولم يرض بالعيب كن علِم به بعد العقد، ولم يتلذذ ...... قوله: صريحًا: أي بأن كان الرضا بالقول كرضيتُ، وقوله: أو التزامًا أي مثل تمكين السليم من نفسه. (الشرح الكبير للشيخ الدردير، كتاب النكاح / باب في النكاح وما يتعلق به / فصل في خيار أحد الزوجين الخ ٢٧٧/٢ دار الفكر بيروت)

کس درجہ کا جنون موجبِ فسخ ہے؟

معمولی درجہ کا جنون موجبِ فسخ نہیں؛ بلکہ وہی جنون موجبِ فسخ ہے جس کے ساتھ رہنے میں ناقابل برداشت ایذاء پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۷۶)

وعلیٰ قول محمدٍ لها الخيار إذا كان علىٰ حال لا تطيق المقام معه. (المبسوط للسرخسي، كتاب النكاح / باب الخيار في النكاح ٩٧/٥، بدائع الصنائع، كتاب النكاح / بيان شرائط الخيار وبيان حكمهٖ ٦٣٩/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

إذا وجدته مجنونًا موسوسًا يخاف عليها قتله. (كتاب الآثار، كتاب النكاح / باب الرجل يتزوج وبه العيب ٦١/١)

مجنون سے تفریق کے لئے عدالتی کارروائی

نا قابل تحمل جنون کی صورت میں بیوی کو جو مطالبۂ تفریق کا حق حاصل ہوتا ہے، اُس کی عدالتی کارروائی درج ذیل تفصیل کے مطابق انجام دی جائے گی:

(۱) مجنون کی بیوی عدالت کے سامنے شوہر کا خطرناک درجہ کا مجنون ہونا ثابت کرے۔

(۲) قاضی اپنے طور پر دعوے کی تحقیق کرے۔

(۳) اگر شوہر کا مجنون ہونا ثابت ہوجائے تو مجنون کے ولی یا اُس کے وکیل کے سامنے اُسے علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دے دے۔

(۴) سال پورا ہونے کے بعد اگر بیوی دوبارہ جنون کی بنیاد پر تفریق کی درخواست گذارے، اور یہ ثابت ہوجائے کہ شوہر ابھی تک جنون میں مبتلا ہے، تو قاضی عورت کو تفریق کا اختیار دے گا۔

(۵) اگر عورت اُسی مجلس میں تفریق کو اختیار کرلے، تو قاضی اُن کے درمیان نکاح کو فسخ کردے گا۔

(۶) اور یہ فسخ نکاح طلاق کے درجہ میں نہیں؛ بلکہ نکاح کو کالعدم کرنے کے درجہ میں ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۷۷-۷۸)

وفسخ العقد رفعه من الأصل، وجعله كأن لم يكن. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / فصل في بيان ما يرفع حكم النكاح ٢/٦٥٣ المكتبة النعيمية ديوبند)

قال محمدؒ: إن كان الجنون حادثاً يؤجله سنة، كالعنة ثم يخير المرأة بعد الحول إذا لم يبرأ. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / باب في العنين ١/٥٢٦ قديم زكريا)

قال محمدؒ: ...... إن كان العيب كالجنون الحادث والبرص ونحوهما فهو والعنة سواء فينتظر حولاً ...... وهي بالخيار إن شاء ت رضيت بالمقام معه، وإن شاء ت رفعت الأمر إلى الحاكم حتى يفرق بينهما. (الفتاویٰ الحمادية للعلامة ركن بن حسام الناكوري ٧٦ بحواله: الحيلة الناجزة ٧٥)

بخصومة ولي إن كان، وإلا فمن ينصبه القاضي. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ٤/٢٠٧ زكريا، ٤/١٢٣ كوئٹه)

والسنة مشتملة على الفصول الأربعة، والفصول الأربعة مشتملة على الطبائع الأربع، فيؤجل سنة لما عسىٰ أن يوافقه بعض فصول السنة، فيزول المانع. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / بيان خلو الزوج من عيب الجب والعنة ٢/٦٣٤ المكتبة النعيمية ديوبند)

وثبت الخيار بجنونهما ...... وأُجّلا فيه ...... سنةً. (الشرح الكبير للشيخ الدردير، كتاب النكاح / باب في النكاح وما يتعلق به / فصل في خيار أحد الزوجين الخ ٢/٢٧٩-٢٨٠ دار الفكر بيروت)

مجنون کی بیوی کے مہر وعدت کا حکم

اگر خلوتِ صحیحہ سے پہلے فسخ نکاح کی صورت پیش آئی ہے، تو مہر بالکل ساقط ہوجائے گا، اور عدت بھی واجب نہیں ہوگی۔ اور اگر شوہر کے مجنون ہونے کے علم سے قبل خلوتِ صحیحہ ہوچکی تھی، اور بعد میں جنون کا علم ہونے کے بعد فسخ نکاح کی نوبت آئی، تو پورا مہر لازم ہے، اور عدت بھی حسبِ ضابطہ واجب ہوگی۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۷۹)

وهي (أي العدة) في حق حرة تحيض لطلاق أو فسخ، بجميع أسبابه بعد الدخول حقيقة أو حكمًا ثلاث حيض كوامل. وفي الشامية: قوله: أو حكمًا: المراد به الخلوة ولو فاسدة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العدة ٥/١٨١ زكريا)

وفسخ العقد رفعه من الأصل، وجعله كان لم يكن، ولو لم حقيقة لم يكن لها مهر، فكذا إذا التحق بالعدم من الأصل، إلى أن قال: وإن كان قد دخل بها لا يسقط المهر؛ لأن المهر قد تأكد بالدخول، فلا يحتمل السقوط بالفرقة الخ. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / فصل في بيان ما يرفع حكم النكاح ٢/٦٥٣)

أن يكون الجنون به حين العقد، فغرها من نفسه فاختارت الطلاق، فإن كان دخل به فلها الصداق، وإن لم يبن بها فلا شيء لها. (المنتقى شرح الموطأ ٤/١٢١)

جنونِ حادث میں حق تفریق ہے یا نہیں؟

اگر پہلے سے شوہر مجنون نہ تھا؛ بلکہ نکاح کے بعد جنون کا مرض لاحق ہوا، تو اِس بارے میں حضرت اِمام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی صریح حکم منقول نہیں؛ البتہ مالکیہ کے نزدیک اِس صورت میں بھی عورت کو حق تفریق حاصل ہوتا ہے، بشرطیکہ اُس نے مرضِ جنون لاحق ہونے کے بعد اپنی رضامندی سے شوہر کو جماع یا دواعیٔ جماع کا موقع نہ دیا ہو۔ بریں بناء اِس صورت میں بھی مذہبِ مالکی پر عمل کرتے ہوئے درج بالا عدالتی کارروائی عمل میں لائی جائے گی، اور حسبِ ضابطہ تفریق ممکن ہوگی؛ البتہ یہ تفریق احتیاطاً طلاقِ بائن کے درجہ میں ہوگی۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۸۱)

واعلم أن الجنون حكمه حكم الجذام، فإن كان قبل العقد ردّ بهٖ مطلقًا، وإن حدث بعده وقبل البناء؛ فإنه يوجب الخيار للمرأة دون الرجل، وكذا إن حدث بعد البناء علىٰ ظاهر المدونة في الجذام، ويقاس عليه الجنون. وفي هامشه: قوله: وكذا إن حدث بعد البناء الخ، أي فإن لها أن ترد به كالحادث قبل البناء، وهٰذا إشارة لما قاله ابن قاسم. (الشرح الكبير للشيخ الدردير، كتاب النكاح / باب في النكاح وما يتعلق به / فصل في خيار أحد الزوجين الخ ۲۷۹/۲ دار الفكر بيروت)

وقال لي مالك في المجنون: إذا أصابه الجنون بعد تزويجه المرأة إنه يعزل عنها ويضرب له أجل سنة في علاجه، فإن برئ وإلا فرق بينهما. (المدونة، كتاب النكاح، الرابع في النكاح بصداق لا يحل / ضرب الأجل لامرأة المجنون والمجذوم ۳۸۸/۲ دار الحديث القاهرة)

الخيار لأحد الزوجين إن لم يسبق العلم، أو لم يرض أو لم يتلذذ بالمعيب عالمًا بهٖ. (الشرح الكبير للشيخ الدردير، كتاب النكاح / باب في النكاح وما يتعلق به / فصل في خيار أحد الزوجين الخ ۲۷۷/۲ دار الفكر بيروت)

مجنون شوہر کا بالجبر جماع کرنا

اگر مجنون شوہر بجبر واِکراہ بیوی سے جماع یا دواعیٔ جماع کا ارتکاب کرلے، تو اُس سے بیوی کا حق فسخ ساقط نہیں ہوتا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۸۱)

لأن تلذذه بعد العلم به دليل علىٰ رضاه، ففي الحقيقة المدار في سقوط الخيار على الرضا. (الشرح الكبير للشيخ الدردير، كتاب النكاح / باب في النكاح وما يتعلق به / فصل في خيار أحد الزوجين الخ ٢٧٧/٢ دار الفكر بيروت)

المستفاد: إلا امرأة المعترض إذا علمت قبل العقد أو بعده باعتراضه ومكّنته من التلذذ بها، فلها الخيار. (الشرح الكبير للشيخ الدردير، كتاب النكاح / باب في النكاح وما يتعلق به / فصل في خيار أحد الزوجين الخ ٢٧٧/٢ دار الفكر بيروت)

مجنون کے نادار ہونے کی صورت میں حق تفریق

اگر شوہر مجنون ہے اور بیوی کا اُس کے ساتھ رہنا مشکل ہے؛ لیکن بربناء جنون شرائط تفریق متحقق نہیں ہیں (مثلاً: وہ مرضِ جنون کے علم کے باوجود اُس سے نکاح کو قبول کرچکی ہے، یا برضامندی جماع کا تحقق ہوچکا ہے) مگر اُس مجنون کا کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہے، اور بیوی کے ضروری اِخراجات کا کوئی انتظام نہیں ہے، تو ایسی صورت میں کامل تحقیق کے بعد مذہبِ مالکی پر عمل کرتے ہوئے عدمِ نفقہ کو بنیاد بناکر شرعی عدالت کو اُن کے درمیان تفریق کرنے کا اختیار ہوگا، اور یہ تفریق طلاقِ رجعی کے درجہ میں ہوگی؛ (لیکن اِس میں حسبِ مذہب مالکیہ یہ شرط ہے کہ نکاح سے قبل بیوی کو اُس شوہر کے نادار ہونے کا علم نہ رہا ہو) (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۸۳)

ولها الفسخ بطلقة رجعية إن عجز زوجها عن نفقة حاضرة، ومثلها الكسوة. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / باب أسباب النفقة ٢٧٧/٢ دار الفكر بيروت)

❍❖❍

(۳) شوہر کا فالج زدہ اور بے ہوش ہونا

اگر کوئی شخص ایسی بیماری میں مبتلا ہوجائے کہ اُس کے ہوش وحواس باقی نہ رہیں، اور وہ مفلوج ہوجائے، اور بیوی کے لئے نان ونفقہ کا بھی کوئی انتظام نہ ہو، تو ایسی صورت میں بیوی کو بذریعہ شرعی عدالت حق فسخ حاصل ہوگا۔ پس اگر وہ تفریق کا مطالبہ کرے تو تحقیق کے بعد محکمہ شرعیہ اُس پر فقہ مالکی کی شرائط کی بنیاد پر تفریق کا فیصلہ کرے گا۔ اور یہ تفریق طلاقِ رجعی کے درجہ میں ہوگی۔ (کتاب النوازل ۱۰/۱۱۳، زیر عنوان: تجاویز فقہی اجتماع بسلسلہ وجوہ فسخ وتفریق/ فیصلہ: گیارہواں فقہی اجتماع مباحث فقہیہ جمعیۃ علماء ہند منعقدہ ۱۳-۱۵/ فروری ۲۰۱۵ء بمقام: حیدرآباد)

أما إذا كان ذلك (أي العيب) بالرجل فلا خيار لها أيضًا إلا فيما يمنع الوطئ، مثل العنة والجب في قول أبي حنيفة وأبي يوسفؒ، وقال محمدؒ: إذا كان بهٖ داء لا يمكنها المقام معه مثل الجذام ونحوه خيرت. (الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ۱/۵۲٦)

ولها الفسخ بطلقة رجعية إن عجز زوجها عن نفقة حاضرة، ومثلها الكسوة. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / باب أسباب النفقة ۲/۲۷۷ دار الفكر بيروت)

وأما الجواب عن امرأة المعسر الذي لا يجد ما ينفق عليها، ففي المدونة، قال لنا مالك: وكل من لم يقو علىٰ نفقة بمرأة فرق بينهما ولم يقل لنا مالك حرة ولا أمة. وقال: لأن الرجل إذا كان معسرًا لا يقدر على النفقة؛ فليس لها عليه النفقة إنما لها أن تقيم معه أو يطلقها كذلك الحكم فيها. وقال

ابـن وهـب عن عبد الرحمن عن أبي الزناد وعبد الجبار عن أبي الزناد أنه قال: خـاصـمـت امـرأـة زوجهـا إلـى عـمـر بن عبد العزيز وأنا حاضر في امرته على الـمـديـنة، فـذكـرت لـه أنـه لا ينفق عليها، فدعاه عمر، فقال: انفق وإلا فرقت بيـنك وبيـنهـا. وقـال عمر: اضربوا له أجل شهر أو شهرين، فإن لم ينفق عليها إلـىٰ ذلك فـفـرقـوا بيـنــه وبيـنهـا ...... ولهـا الـفسخ بطلقة رجعيةٍ إن عجز عن الإنفاق. (فتاویٰ علماء مالکیة در الحیلة الناجزة ۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷ طبع جدید)

○

(۴) شوہر کا برص، جزام یا ایڈز جیسے امراض میں مبتلا ہونا

اگر شوہر برص، جزام یا ایڈز جیسے مہلک امراض میں مبتلا ہو، اور یہ اندیشہ ہو کہ حق زوجیت اَدا کرنے کی صورت میں بیوی بھی اِس مہلک اور جان لیوا بیماری کا شکار ہو جائے گی، اور حقوقِ زوجیت اَدا نہ ہونے کی وجہ سے ابتلاءِ معصیت کا شدید خطرہ بھی ہے، اور عورت اِس حالت میں کسی بھی طرح شوہر کے ساتھ رہنے پر آمادہ نہیں ہے، تو اولاً شوہر کو طلاق یا خلع پر آمادہ کیا جائے گا، اگر وہ اِس پر تیار نہ ہو، تو جنونِ مطبق (مسلسل جنون) پر قیاس کرتے ہوئے اِمام محمدؒ اور مالکیہ کے قول کے مطابق عورت کو مطالبۂ فسخ کا اختیار دیا جائے گا۔ اور مجنون کے سلسلہ میں جو عدالتی کارروائی درج کی گئی ہے، اُسی کے مطابق عمل ہوگا۔ (کتاب النوازل ۱۰/۱۰۷-۱۱۳، زیر عنوان: تجاویز فقہی اجتماع بسلسلہ وجوہ فسخ وتفریق / فیصلہ: گیارہواں فقہی اجتماع مباحث فقہیہ جمعیۃ علماء ہند منعقدہ ۱۳-۱۵/فروری ۲۰۱۵ء بمقام: حیدرآباد)

والفراق شرطه: أن يكون العيب موجودًا حين العقد، فإن حدث بعده فلا خيار إلا أن يبتلى الزوج بعد العقد بجذام أو جنون أو برص فيفرق بينهما للضرر الداخل على المرأة. (فتاویٰ علماء مالكية در الحيلة الناجزة ۲۵۹ طبع جديد)

يفسخ النكاح من أي واحد من الزوجين إذا وجد في الأخر عيبًا من العيوب التناسلية (الجنسية) أو العيوب المنفّرة من جنون أو جذام أو برص.

(الفقة الإسلامي: ۷/٤٩٤ الهدى انٹرنیشنل دیوبند)

وعلىٰ قول محمد: لها الخيار إذا كان علىٰ حال لا تطيق المقام معه؛ لأنه تعذر الوصول إلىٰ حقها لمعنى فيه، فكان بمنزلة ما لو وجدته مجبوبًا أو عنينًا.
(المبسوط للسرخسي / باب الخيار في النكاح ٩٧/٥ دار الكتب العلمية بيروت)

وإذا كان بالزوج جنونٌ أو برصٌ أو جذامٌ، فلا خيار لها، كذا في الكافي. قال محمدؒ: إن كان الجنون حادثًا يؤجله سنة، كالعنة ثم يخير المرأة بعد الحول إذا لم يبرأ. وإن كان مطبقًا فهو كالجب، وبهٖ نأخذ، كذا في الحاوي القدسي. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني عشر في العنين ٥٧٩/١ جديد زكريا، ٥٢٦/١ قديم زكريا)

وفي الفتاویٰ الحمادية للعلامة ركن بن حسام الناكوري (ص: ٧٦) من المضمرات: قال محمدؒ إن كان بالزوج عيب لا يمكنه الوصول إلىٰ زوجة، فالمرأة مخيرةٌ بعد ذلك ينظر إن كان العيب كالجنون الحادث والبرص ونحوهما فهو والعنة سواء فينتظر حولاً، وإن كان الجنون أصليًا أو بهٖ مرض ولا يرجىٰ برئه فهو والجب سواء، وهي بالخيار إن شاء ت رضيت بالمقام معه، وإن شاء ت رفعت الأمر إلى الحاكم حتى يفرق بينهما. (بحواله: الحيلة الناجزة ٧٥ طبع جديد)

وفي المدونة: قلت فالجنون المطبق، قال: وقال مالك في المجنون: إذا أصابه الجنون بعد تزويجه المرأة أنها تعزل عنه، ويضرب له أجل في علاجه، فإن برء وإلا فرق بينهما. (المدونة الكبرىٰ ١٩٦/٢، بحواله: فتاویٰ علماء مالكية در الحيلة الناجزة ٢٥٩ طبع جديد)

❍❖❍

(۵) گمشدہ (مفقود) شوہر سے حق تفریق

اگر نکاح کے بعد شوہر مفقود ہوجائے، اور اُس کا کچھ اَتہ پتہ نہ چلے، تو جمہور علماء کے نزدیک ایسے گمشدہ شخص کی بیوی کے حق میں شوہر کو اُس وقت تک زندہ متصور کیا جاتا ہے، جب تک کہ اُس کے ہم عمر لوگ دنیا سے رخصت نہ ہوجائیں، یا اُس کے بارے میں عدالتِ شرعیہ کی طرف سے موت کا فیصلہ نہ ہوجائے؛ لیکن مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک اِس مسئلہ میں قدرے تخفیف ہے۔ بایں طور کہ عام حالات میں قاضی ۴؍سال کی مہلت دے کر مفقود کی موت کا فیصلہ کرسکتا ہے، جس کے بعد عدتِ وفات گذار کر زوجۂ مفقود دُوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے (اور خصوصی حالات میں ایک سال کی مہلت سے بھی کام چل سکتا ہے) (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۸۴-۸۶)

فلا ینکح عرسه غیره – إلیٰ قوله – وینفق علیٰ عرسه وقریبه ولادًا ولا یفرق بینه وبینها ولو بعد مضي أربع سنین. (الدر المختار مع الشامي / کتاب المفقود ۶/۴۵۷-۴۶۰ زکریا، بدائع الصنائع / کتاب المفقود ۵/۲۸۸ زکریا)

لو أفتیٰ به (أي بمذهب مالك في زوجة المفقود) في موضع الضرورة لا بأس به. (الدر المختار مع الشامي / کتاب المفقود، مطلب في الإفتاء بمذهب مالك الخ ۶/۴۶۱ زکریا)

إذا مضت من وقت ولادته مدة لا یعیش إلیها عادة یحکم بموته …… وتبین امرأته. (بدائع الصنائع / کتاب المفقود ۵/۲۸۹، الدر المختار مع الشامي / کتاب المفقود ۶/۴۶۲ زکریا)

ومذهب الحنفیة في الباب وإن کان قویًا روایة ودرایةً؛ ولکن

المتأخرين منا قد أجازوا الإفتاء بمذهب مالك عند الضرورة نظرًا إلىٰ عدم فساد الزمان. (إعلاء السنن، كتاب المفقود / باب امرأة المفقود امرأته حتى يأتيها البيان ۱۳/ ۵۵ كراچی)

ولزوجة المفقود الرفع للقاضي والوالي ووالي الماء وإلا فلجماعة المسلمين، فيؤجل الحر أربع سنين. (مختصر الخليل / فصل في مسائل زوجة المفقود ۱۳۱/۱ دار الحديث القاهرة)

زوجۂ مفقود کے بارے میں بالترتیب عدالتی کارروائی

زوجۂ مفقود کسی بھی حال میں خود اپنے طور پر فسخ وتفریق کا فیصلہ نہیں کرسکتی؛ بلکہ عدالتِ شرعیہ کی طرف رجوع کرنا اُس پر لازم ہے۔ اور اِس بارے میں عدالتی کارروائی درج ذیل ترتیب پر ہوگی:

(۱) عورت قاضی کی عدالت میں درخواست دیتے ہوئے بذریعہ شہادت (نکاح نامہ وغیرہ) اپنے کو مفقود شوہر کی زوجہ ہونا ثابت کرے۔

(۲) نیز یہ بھی ثابت کرے کہ شوہر مفقود ہے۔ (مثلاً: ایسے گواہ پیش کرے جو شوہر کے مفقود ہونے کی تصدیق کریں، یا تھانہ میں گمشدگی کی رپورٹ وغیرہ پیش کرے)

(۳) عورت کی درخواست ملنے کے بعد قاضی خود بھی ہر ممکن ذریعہ سے مفقود کی تلاش وجستجو کرے۔ (مثلاً: جہاں ملنے کا اِمکان ہو وہاں آدمی بھیجے، یا اَخبار وغیرہ میں شائع کرائے)

(۴) جب مفقود کے ملنے سے بالکل مایوسی ہوجائے، تو اگر بسہولت ممکن ہو تو عورت کو ۴؍سال تک مزید انتظار کا حکم دے۔

(۵) اگر ۴؍سال کے اندر بھی مفقود کا پتہ نہ چلے، تو اِس مدت کے ختم ہونے کے بعد مفقود کو مردہ متصور کیا جائے گا، جس کے بعد عدتِ وفات ۴؍مہینے ۱۰؍دن گذار کر عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار ہوگا۔ (اور حسبِ تصریح مالکیہ دوبارہ قضاء قاضی کی ضرورت نہ ہوگی)

(مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۸۸-۸۹)

ولزوجة المفقود الرفع للقاضي ...... وإلا فلجماعة المسلمين من صالحي بلدها ...... فيؤجل الحر أربع سنين ...... من حين العجز عن خبره بالبحث عنه في الأماكن التي يظن ذهابه إليها من البلدان بأن يرسل الحاكم رسولاً بكتاب لحاكم تلك الأماكن مشتمل علىٰ صفة الرجل وحرفتهٖ ونسبه ليفتِّشَ عنه فيها، ثم اعتدت كالوفاة ...... ولا تحتاج فيها لإذن من الحاكم. وفي هامشه: قوله: ثم اعتدت كالوفاة ...... واعلم أنها بمجرة انقضاء العدة المذكورة تحل للأزواج ...... قوله: لأن إذنه: أي في العدة؛ بل وكذٰلك في التزويج حصل بضربه الأجل أولاً. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / باب اللعان وما يتعلق به، فصل لذكر المفقود ۴۷۹/۲-۴۸۰ دار الفكر بيروت، حاشية الصاوي على الشرح الصغير / باب في العدة وأحكامها، فصل في بيان عدة من فقد زوجها ۶۹۳/۲-۶۹۴ دار المعارف)

فلها أن ترفع أمرها إلى الخليفة – إلىٰ قولهٖ – ليتفحصوا عن حال زوجها بعد أن ثبتت الزوجة وغيبة الزوج والبقاء في العصمة إلى الآن. (الفتوىٰ من العلامة سعيد بن صديق الفلاتي، المرسومة في الحيلة الناجزة ۲۳۳ طبع جديد)

المستفاد: لأن فائدة الدعوىٰ الالتزام بواسطة إقامة الحجة والإلزام في المجهول لا يتحقق. (الهداية / كتاب الدعوىٰ ۲۰۱/۳ الأمين كتابستان ديوبند)

مجبوری میں ایک سال کی مہلت کی گنجائش

۴؍سال کی مہلت کا حکم اُس وقت ہے جب کہ عورت اِتنی مدت تک صبر وتحمل اور عفت مآبی کے ساتھ زندگی گذار سکتی ہو؛ لیکن اگر عورت اتنی لمبی مدت گذارنے میں عفت وعصمت کے بارے میں خطرہ ظاہر کرے، اور صبر سے عاجزی کا اظہار کرے، اور قبل اَزیں وہ ایک معتدبہٖ عرصہ انتظار میں گذار چکی ہو، تو ایسی خاص صورت میں مذہبِ مالکیہ کے موافق ۴؍سال کے بجائے صرف ایک سال کی مدت تک مہلت دی جاسکتی ہے۔

لیکن اِس صورت میں ایک سال کے بعد جو تفریق ہوگی وہ طلاقِ بائن نہ ہوگی؛ بلکہ طلاقِ رجعی ہوگی، اور اُس میں عدتِ طلاق گذاری جائے گی۔ اور اگر دورانِ عدت مفقود شوہر آجائے اور رجعت کرلے، تو وہ بدستور اُس کی بیوی رہے گی۔ اور اگر عدت کے بعد آیا، یا پہلے آگیا؛ لیکن قولاً یا فعلاً رجعت نہ کی، تو اَب عدت گذرنے پر وہ بائنہ ہوجائے گی، اور اُسے دوسرے شخص سے نکاح کا اختیار ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۹۸-۹۹)

ولم تخش العنة وإلا فتطلق عليه للضرر. (حاشية الصاوي على الشرح الصغير / باب في العدة وأحكامها، فصل في بيان عدة من فقد زوجها ٦٩٤/٢ دار المعارف)

من جملة أمر الغائب فسخ نكاحه لعدم النفقة أو لتضرر الزوجة بخلو الفراش فلا يفسخ نكاحه إلا القاضي ...... وإلا قام مقامه جماعة المسلمين كما ذكر ذٰلك شيخنا العدوي. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / باب في بيان أسباب الحجر وأحكامه ٣٠٢/٢ دار الفكر بيروت)

وإن كان لخوفها الزنا وتضررها بعدم الوطي والعنا مع وجود النفقة، والعنا فبعد صبرها سنة فأكثر عند رجل المالكية. (الفتوىٰ من العلامة الفاهاشم مفتي المالكية بالمدينة المنورة، نقل في الحيلة الناجزة ٢٤١ طبع جديد)

مفقود کے بارے میں تفتیش کے مصارف کس کے ذمہ ہیں؟

زوجۂ مفقود کی طرف سے درخواست پر شرعی عدالت جو مفقود کے بارے میں تحقیق وتفتیش کرائے گی، اُس کے مصارف درخواست دہندہ یا اُس کے گھر والوں کے ذمہ ہوں گے۔ اور اگر وہ اُس کے متحمل نہ ہوں تو عامۃ المسلمین کے تعاون یا اگر ممکن ہو تو کسی مسلم تنظیم سے اُس کے مصارف پورے کرائے جائیں گے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۹۱)

قوله: ليكشف لها عن خبره ...... وأجرة البعث إليها؛ لأنها الطالبة كما صوّبه ابن ناجي، واختار شيخه الغبريني أنها من بيت المال، واستظهر بعضهم،

الأول: إن كـان لهـا مـال، والثاني: إن لم يكن لها مال. (حاشية العدوي علىٰ كفاية الطالب الرباني / باب الطلاق وما يتعلق به ٩٤)

وأجرة الرسول عليها؛ لأنها الطالبة هٰذا إن كان لها مال وإلا فمن بيت المال. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / باب اللعان وما يتعلق به، فصل لذكر المفقود ٤٧٩/٢ دار الفكر بيروت)

عدالتی فیصلہ کے بعد شوہر ثانی سے خلوتِ صحیحہ سے قبل مفقود کا واپس آجانا

اگر شرعی عدالت نے ۴؍سال کے انتظار کے بعد مفقود کی موت کا فیصلہ کردیا تھا، پھر عدت کے دوران یا عدت کے بعد اُس عورت کے دوسرے شخص سے نکاح کرلینے کے بعد؛ مگر خلوتِ صحیحہ سے پہلے مفقود شوہر لوٹ آئے، تو بالاتفاق اُس کی موت کا حکم اور نکاحِ ثانی باطل ہوجائے گا، اور وہ عورت شوہر اول ہی کے نکاح میں بدستور باقی رہے گی۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۹۵)

فإن عاد زوجها بعد مضي المدة فهو أحق بها، وإن تزوجت فلا سبيل له عليها. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب المفقود ٢/ ٣٠٠ قديم زكريا)

فـإنه (أي عليا رضي الله عنه) كان يقول: ترد إلىٰ زوجها الأول، ويفرق بينها وبين الآخر. (المبسوط للسرخسي / كتاب المفقود ٣٧/١١ دار الكتب العلمية بيروت)

ومـن ذلك قـول أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ: أن المفقود إذا قدم بعد أن تـزوجـت زوجتـه بعد التربص، يبطل العقد، وهي للأول. (ميزان الشعراني ١٢٤/٢، بحواله: الحيلة الناجزة ٩٦ طبع جديد)

شوہرِ ثانی سے خلوتِ صحیحہ کے بعد مفقود واپس آگیا

اگر عدالتی فیصلہ کے بعد مفقود کی زوجہ نے دوسرا نکاح کرلیا تھا اور خلوتِ صحیحہ بھی ہوچکی تھی، تو اِس صورت میں بھی حنفیہ کے نزدیک نکاحِ ثانی باطل قرار پائے گا، اور وہ عورت بہرحال شوہر اَول ہی کی زوجہ کہلائے گی؛ البتہ شوہر اول کے لئے اُس سے انتفاع اُس وقت تک حلال

نہ ہوگا، جب تک کہ وہ شوہر ثانی سے عدت (وضع حمل یا تین حیض) نہ گذارے۔ اور شوہر ثانی پر مقررہ پورا مہر دینا بھی لازم ہوگا؛ کیوں کہ یہ وطی بالشبہ کے درجہ میں ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۹۶-۹۸)

ولها المهر بما استحل من فرجها، ولا يقربها الأول، حتى تنقضي عدتها من الآخر، وبهذا كان يأخذ إبراهيم فيقول: قول علي رضي الله عنه أَحَبُّ إليَّ من قول عمر رضي الله عنه، وبه نأخذ أيضًا. (المبسوط للسرخسي / كتاب المفقود ۳۷/۱۱ دار الكتب العلمية بيروت)

وإن كان الثاني وطئها فعليه مهر المثل، وتعتد من الثاني، ثم ترد إلى الأول. (ميزان الشعراني ۱۲٤/۲، بحواله: الحيلة الناجزة ۹٦ طبع جديد)

شوہرِ ثانی سے پیدا شدہ اَولاد کا حکم

اگر دوسرے شوہر سے زوجۂ مفقود کے یہاں اَولاد ہوگئی ہو، تو اُس کا نسب دوسرے شوہر سے ہی ثابت ہوگا، پہلے سے ثابت نہ ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۹۸)

ونقل أن زوجته له والأولاد للثاني. (شامي، كتاب المفقود / مطلب في الإفتاء بمذهب مالكؒ في زوجة المفقود ٤٦۳/٦ زكريا)

(٦) شوہر کا غائب غیر مفقود ہونا

اگر شوہر کا پتہ اور جائے قیام معلوم ہو؛ لیکن نہ تو وہ خود بیوی کے پاس آتا ہو، اور نہ بیوی کو اپنے پاس بلاتا ہو، اور نہ ہی خرچ وغیرہ کا انتظام کرتا ہو، اور الگ رہنے میں عورت کو سخت پریشانی اور تنگی کا سامنا ہو، اور وہ شوہر خلع پر بھی آمادہ نہ ہو، تو مالکیہ کے نزدیک عورت کو فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۰۳)

غـائـب لم يترك نفقة ولا خلف مالاً ولا لزوجته عليه شرط في المغيب؛ فـإن أحبـت زوجته الفراق؛ فإنها تقوم عند السلطان بعدم الإنفاق. (شرح الجليل، كتاب الطلاق / باب العدة ٤/١٥٦)

ادعـت أنه لم يدرك لها ما تنفقه ولم يرسله لها ولم يوكل من ينفق عليها وطلبـت الـطـلاق وحـلـفـت علىٰ ذلك، فيطلق عليه الحاكم أو يأمرها بتطليق نفسها، فيحكم بهٖ. (الـفتوىٰ من العلامة سعيد بن صديق الفلاتي المرسومة في الحيلة الناجزة ٢٥٧ طبع جديد امارتِ شرعيه هند بهادر شاه ظفر مارگ نيو دلهي)

غائب غیر مفقود کے متعلق عدالتی کارروائی

(۱) اولاً عورت مقدمہ داخل کرتے ہوئے گواہی کے ذریعہ ثابت کرے کہ وہ اس غائب شوہر کی منکوحہ ہے۔

(۲) پھر یہ ثابت کرے کہ وہ نہ تو اُسے نفقہ دے کر گیا، اور نہ اُس نے وہاں سے نفقہ بھیجا، اور نہ یہاں انتظام کیا، اور نہ ہی بیوی کی طرف سے نفقہ معاف کیا گیا۔

(۳) عورت کی طرف سے مذکورہ باتوں کے ثبوت کے بعد اگر عورت کے اعزاء یا کسی اَجنبی کے کے ذریعہ اُس کی کفالت کا انتظام نہ ہوسکے، تو قاضی مدعا علیہ غائب شخص کے پاس

اگر ممکن ہو تو دو ثقہ آدمیوں پر مشتمل ایک کمیشن بھیجے، اور اگر ممکن نہ ہو تو معتبر ذریعہ سے اطلاع بھیج دے یا فون سے رابطہ کرلے کہ یا تو خود حاضر ہوکر حقوق اَدا کرے یا وہیں سے انتظام کرے، ورنہ اُس بیوی کو طلاق دیدے، اگر وہ ایسا نہیں کرے گا، تو عدالت کو فسخ نکاح کا اختیار ہوگا۔ پھر اگر شوہر ان باتوں میں سے کوئی بات قبول کرلے تو فبہا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۰۳-۱۰۴)

(۴) اور اگر شوہر مذکورہ باتوں میں سے کوئی بات قبول نہ کرے، تو قاضی اس کو ایک مہینہ مزید انتظار کرنے اور غور فکر کرنے کا موقع دے گا، اِس مدت میں بھی اگر معاملہ حل نہ ہو اور شکایت برقرار رہی، تو عورت کے مطالبہ پر قاضی ان کے درمیان تفریق کردے گا۔

ومن علم موضعه وشكت زوجته عدم النفقة يرسل إليه الحاكم، إما أن تحضر أو ترسل النفقة أو تطلقها، وإلا طلقها الحاكم. (الفتویٰ من العلامة سعيد بن صديق الفلاتي المرسومة في الحيلة الناجزة ٢٣٤ طبع جديد)

طريق تطليق زوجة المفقود أو الغائب الذي تعذر الإرسال إليه أو أرسل إليه فتعاند إن كان لعدم النفقة فإن الزوجة ثبت بشاهدين أن فلانة زوجها وغاب عنها ولم يترك لها نفقة ولا وكيلا بها ولا اسقطتها عنه وتحلف على ذلك فيقول الحاكم فسخت نكاحه أو طلقتك منه أو يأمرها بذلك ثم يحكم به، وهذا بعد التلوم بنحو شهر أو باجتهاده عند المالكية. (الفتویٰ من العلامة الفاهاشم رحمه الله تعالىٰ المرسومة في الحيلة الناجزة ٢٤١ طبع جديد)

اعلم أن الغائبين علىٰ أزواجهم خمسة: فالأول غائب لم يترك نفقة ولا خلف مالاً ولا لزوجته عليه شرط في المغيب؛ فإن أحبت زوجته الفراق؛ فإنها تقوم عند السلطان بعدم الإنفاق – إلىٰ قوله – وسواء كان الغائب في هٰذه الثلاثة الأوجه معلوم المكان أو غير معلوم، إلا أن معلوم المكان يعذر إليه إن تمكن من ذٰلك.

(مواهب الجليل في شرح مختصر خليل، كتاب الطلاق / باب العدة ٤/١٥٦ دار الفكر بيروت)

غائب شوہر عدت کے اندر واپس آجائے

اگر غائب غیر مفقود کی بیوی پر طلاق کا فیصلہ کردیا گیا تھا، پھر وہ عدت کے دوران واپس کرگیا، اور سب شکایات دور کرنے اور حقوق بجالانے پر آمادہ ہوگیا، تو اِس صورت میں اُس کو دورانِ عدت رجعت کا حق ہوگا، اور اگر رجعت کرلے گا تو وہ بدستور اُس کی بیوی رہے گی۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۰۵)

إذا طـلّـق الـرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها.

(الـفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/ ۴۷۰ قديم زكريا، ۱/ ۵۳۳ جديد زكريا، الهداية، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۲/ ۳۹۴ المكتبة الأشرفية ديوبند)

غائب شوہر عدت کے بعد واپس آیا

اگر غائب غیر مفقود عدت کے بعد واپس آیا، تو اَب دو صورتیں ہیں:

الف:- اول یہ کہ اُس نے واپس آکر عورت کے دعویٰ کے خلاف بات ثابت کردی، مثلاً یہ کہ وہ نفقہ مسلسل بھیجتا رہا، یا عورت نے نفقہ خود ہی معاف کردیا تھا وغیرہ، تو ایسی صورت میں عورت کا دعویٰ اور عدالت کی ساری کارروائی باطل قرار پائے گی، اور وہ عورت بدستور شوہر اول کے نکاح میں باقی سمجھی جائے گی۔ (حتی کہ اگر دوسرے شوہر سے نکاح ہوگیا ہو، تو وہ نکاح ثانی بھی باطل قرار پائے گا؛ البتہ اُس سے اگر خلوتِ صحیحہ ہوچکی ہو تو عدت کے بعد ہی انتفاع حلال ہوگا)

ب:- دوسری صورت یہ ہے کہ غائب شوہر عورت کے دعویٰ کے خلاف کوئی بات ثابت نہ کرسکا، تو اَب عدت ختم ہونے کے بعد رجعت کا حق باقی نہ رہے گا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۰۵-۱۰۶)

الـمـطـلـقة لعدم النفقة فتزوجها ثان بعد العدة، ودخل ثم ظهر إسقاطها عن المطلق بأن أثبت أنه كان أرسلها وأنها وصلتها أو أنه تركها عندها، أو أنها اسـقـطتها عنه في المستقبل، فلا يفيتها دخول الثاني. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / باب اللعان وما يتعلق به ۲/ ۴۸۱، الشرح الزرقاني / باب ولزوجة المفقود ۴/ ۳۸۱-۳۸۲)

نص ابن يونس في الغائب إذا طلق عليه لعدم النفقة، ثم ثبت أنه كان يرسلها إليها أنها ترد إليه، وإن دخل بها الثاني. (مواهب الجليل، كتاب الطلاق / باب العدة ۴/ ۱۵۹)

❍❖❍

(۷) شوہر کا طویل قید میں ہونا

اگر شوہر جیل میں قید ہو، اور اُس کی رہائی کی کوئی توقع نہ ہو، اور بیوی کے پاس نہ تو اخراجات میں کوئی کمی ہو، اور نہ ہی عفت وعصمت کے اعتبار سے کوئی خطرہ ہو، تو ایسی عورت کے لئے محض قید کی بنیاد پر فسخ نکاح کے مطالبہ کی اِجازت نہ ہوگی؛ البتہ اگر قیدی شوہر نے بیوی کے لئے نان ونفقہ کا انتظام نہ کیا ہو، یا انتظام تو کیا ہو؛ لیکن بیوی کے جوان العمر ہونے کی وجہ سے ابتلاءِ معصیت کا قوی اَندیشہ ہو، اور شوہر کسی بھی طرح طلاق یا خلع پر تیار نہ ہو، تو عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کرسکتی ہے۔ اور محکمہ شرعیہ فقہ مالکی کی شرائط کے مطابق تفریق کے فیصلہ کا مجاز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۳۱/۱۰، امداد المفتیین ۶۷۲/۲ جدید، کتاب النوازل ۱۱۴/۱۰، زیرعنوان: تجاویز فقہی اجتماع بسلسلہ وجوہ فسخ وتفریق/ فیصلہ: گیارہواں فقہی اجتماع مباحث فقہیہ جمعیۃ علماء ہند منعقدہ ۱۳-۱۵ر فروری ۲۰۱۵ء بمقام: حیدرآباد)

إذا حُبِسَ الزوجُ مدةً عن زوجته فهل لزوجته طلب التفريق كالغائب؟

الجمهور علیٰ عدم جواز التفريق على المحبوس مطلقًا مهما طالت مدة حبسه، وسواءٌ أكان سبب حبسه أو مكانهٖ معروفين أم لا؟ أما عند الحنفية والشافعية فلأنه غائب معلوم الحياة وهم يقولون بالتفريق عليه كما تقدم، وأما عند الحنابلة فلأن غيابه لعذر، وذهب المالكية إلیٰ جواز التفريق على المحبوس إذا طلبت زوجته ذلك وادعت الضرر وذلك بعد سنة من حبسه؛ لان الحبس غياب وهم يقولون بالتفريق للغيبة مع عدم العذر كما يقولون بها مع العذر على سواءٍ.

(الموسوعة الفقهية / التفريق للحبس ۲۹/۶۶-۶۷ الكويتية)

أما المالكية فأجازوا طلب التفريق للغيبة سنة فأكثر سواء أكانت بعذر أم

بـدون عـذر، كـمـا تـقـدم فـإذا كـانت مدة الحبس سنة فأكثر جاز لزوجته طلب التـفـريـق ويـفـرق الـقاضي بينهما بدون كتابة إلى الزوج أو إنظارو تكون الفرقة طلاقا بائنا. (الـفـقـه الاسلامي وأدلته / الباب الثاني انحلال الزواج وآثاره، المبحث السادس: التفريق للحبس ٥١٠/٧، الهدیٰ انٹرنیشنل دیوبند)

أمـا السـوال الـخـامـس عـن فسـخ نكاح امرأة المفقود بخشية الفساد والـزنـا، فـجـوابـه مـا فـي حـاشية الـعدوي على الرسالة والصاوي على أقرب المسالك وشرحه للدردير: أن ضرب الأجل لإمرأة المفقود إنما هو إذا دامت نـفقتها من ماله ولم تخش العنت والزنا وإلا فلها التطليق بعدم النفقة أو لخوف الزنا. (فتاویٰ علماء مالكية در الحيلة الناجزة ٢٤٠ طبع جديد)

الـمستفاد: قال الشبرخيطي في هذا المحل بشرط أن تدوم النفقة لكل زوجة الأسيـر ومـفـقـود أرض الشرك وإلا فلها الطلاق، وإذا ثبت لهما الطلاق بـذلك فـليثبـت لهـمـا إذا خشيتا الزنى بالأولى؛ لأن ضرر الوطأ أشد من ضرر عـدم الـنـفـقة، ألا تـرى أن إسـقاط النفقة يلزمها وإسقاطها حقها في الوطأ لها، ولهـا أن تـرجـع فيه وأيضًا النفقة يمكن تحصيلها لها بتسلف أو سوال بخلاف الـوطـي. قـال البـزرلـي طلاق امرأة الغائب عليه المعلوم موضعه ليس بمجرد شهـوـة الجماع؛ بل حتى تطول غيبة جدا سنة، فأكثر على ما لأبي الحسن قاله عبد الباقي. (فتاویٰ علماء مالكية در الحيلة الناجزة ٢٦٢ طبع جديد)

❍❖❍

(۸) شوہر کا متعنت (سرکش) ہونا

اگر کسی عورت کا شوہر قدرت کے باوجود اُس کے حقوق (نفقہ وغیرہ) اَدا نہ کرے، تو اُس عورت کو بھی فقہ مالکی کے مطابق سخت مجبوری میں تفریق کے مطالبہ کا حق ہوتا ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۰۰)

ولها الفسخ إن عجز زوجها عن نفقة حاضرة ومثلها الكسوة، وفي هامشه: قوله: ولها الفسخ: أي القيام بهٖ وطلبه. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / أسباب النفقة ۵۱۸/۲ دار الفكر بيروت، حاشية الصاوي على الشرح الصغير / باب وجود النفقة على الغير ۷۴۵/۲ دار المعارف)

کس طرح کی مجبوری میں عورت کو حق فسخ ملے گا؟

اگر شوہر نہ تو خرچ دیتا ہو اور نہ اپنے ساتھ رکھ کر حق اَدا کرتا ہو، اور عورت کے لئے اُس کے علاوہ خرچ کا انتظام نہ ہو، یعنی نہ تو کوئی اور شخص اُس کے اِخراجات کا کفیل ہو اور نہ وہ خود بحفاظت کسی معاش پر قدرت رکھے، یا معاش کے انتظام کے باوجود اُس کے لئے شوہر سے الگ رہنے میں مبتلائے معصیت ہونے کا قوی اندیشہ ہو، تو اِس طرح کی مجبوری میں اَولاً وہ عورت خلع کی کوشش کرے، اگر اِس میں کامیابی نہ ہو تو اُسے بذریعہ عدالت شرعیہ حق فسخ حاصل ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۰۰-۱۰۱)

الفرقة في النكاح قد تكون من طريق الفسخ، مسلَّم لكن ضرورة، لا مقصودًا. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في حكم الخلع ۲۲۷/۳ زكريا)

ثم إن رجلاً من أقارب الزوج أو أجنبيًا عنه، قال لها: أنا أؤدي عنه

النفقة، ولا سبيل لكِ إلىٰ فراقه ...... قال ابن عبد الرحمٰن: لا مقال لها؛ لأن عدم النفقة التي أوجب لها القيام قد انتفى. (مواهب الجليل في شرح مختصر الخليل، كتاب الرضاع / باب المرأة إذا مكنت من نفسها فإنه يجب لها النفقة ١٩٩/٤-٢٠٠، الفتوىٰ من العلامة سعيد بن صديق الفلاتي المرسومة في الحيلة الناجزة ٢٥٧ طبع جديد)

وإذا اختلعت المرأة من زوجها فالخلع جائزٌ، والخلع تطليقةٌ بائنةٌ عندنا. (المبسوط للسرخسي / باب الخلع ١٧١/٦ دار الكتب العلمية بيروت)

أما إذا كانت الزوجة هي المتضررة والراغبة في المفارقة، فليس الطلاق منفذًا لها؛ لأن أمره ليس بيدها - إلىٰ قوله - لهذا أجاز الشارع الحكيم للزوجة أن تفتدي منه بالمال. (هامش الشامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ٨٤/٥ زكريا)

زوجۂ متعنت کے بارے میں عدالتی کارروائی

(۱) عورت شرعی عدالت میں شوہر کے تعنت کے بارے میں تفصیلات لکھ کر تفریق کا مطالبہ پیش کرے۔

(۲) قاضی یا محکمہ شرعیہ عورت کے دعویٰ کی تحقیق وتفتیش کرے۔

(۳) اگر عورت کا دعویٰ ثابت ہوجائے تو شوہر سے کہے کہ اپنی بیوی کے حقوق اَدا کرے یا طلاق دے، اگر وہ ساتھ رکھنے اور حقوق اَدا کرنے پر تیار ہو، تو بیوی کو اُس کے ساتھ اِس شرط کے ساتھ بھیجنے کا فیصلہ کیا جائے کہ اگر آئندہ شوہر نے اُسے ستایا تو قاضی کو تفریق کا حق حاصل ہوگا۔

(۴) اگر عورت شوہر کے اطمینان دلانے اور شرائط ماننے کے باوجود اُس کے ساتھ جانے پر تیار نہ ہو، تو تفریق کا فیصلہ کئے بغیر یہ مقدمہ خارج کردیا جائے۔

(۵) اور اگر شوہر طلاق پر آمادہ ہو تو ایک طلاقِ بائن دلادی جائے۔

(٦) اور اگر وہ متعنت ظالم شوہر نہ تو حقوق کی اَدائیگی کی حامی بھرے اور نہ ہی طلاق

دے، اور اُس کا تعنت بالکل ظاہر ہوجائے، تو قاضی بلاکسی مہلت کے فوراً اس کی بیوی پر ایک طلاق واقع کرسکتا ہے، اور احتیاطاً اُس طلاق کو رجعی قرار دیا جائے گا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۰۱)

أن الفسخ بعدم النفقة ونحوها إنما يكون بحكم الحاكم أو المحكوم، وإن لم يكن حاكم فجماعة المسلمين العدول يقومون مقامه في ذٰلك. (الفتویٰ من العلامة الفاهاشم رحمه الله تعالىٰ المرسومة في الحيلة الناجزة ٢٤٠ طبع جديد)

وحاصل فقه المسألة أن الزوج إذا امتنع من النفقة وطولب بها – إلىٰ قولهٖ – وإن قال: أنا موسر ولكن لأن أنفق فقيل يعجل عليه الطلاق ...... وإن ادعىٰ العجز فإما أن يثبت العجز أو لا، فإن لم يثبت العجز فيقال له طلق أو أنفق، فإن امتنع من الطلاق والإنفاق فقيل يتلوم له ثم يطلق. وقيل: لا يتلوم له؛ بل يطلق عليه حالاً، والثاني هو المعتمد. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / باب أسباب النفقة ٥١٨/٢ دار الفكر بيروت)

وأما المتعنت الممتنع عن الإنفاق ففي مجموع الأمير ما نصه إن منعها نفقة الحال فلها القيام، فإن لم يثبت عسرة انفق أو طلق وإلا طلق عليه. قال محشية، قوله: وإلا طلق عليه الحاكم من غير تلوم. (الفتویٰ من العلامة سعيد بن صديق الفلاتي المرسومة في الحيلة الناجزة ٢٥٧ طبع جديد)

طلاق کے فیصلہ کے بعد عدت کے اندر متعنت شوہر اپنی حرکت سے باز آ گیا؟

اگر تعنت کی بناپر شرعی عدالت نے طلاق کا فیصلہ کردیا، پھر عدت کے اندر ہی وہ شوہر اپنی حرکت پر نادم ہوکر سرکشی سے باز آ گیا، اور حقوق اَدا کرنے پر آمادہ ہوگیا، تو راجح قول کے مطابق اُسے رجعت کا اختیار ہوگا، اور وہ تجدید نکاح کے بغیر اُس بیوی کو اپنے ساتھ رکھنے کا مجاز ہوگا۔

(تاہم تجدید نکاح کرلے تو بہتر ہے؛ تاکہ دوسرے قول (طلاقِ بائن واقع ہونے) کی بھی رعایت ہوجائے۔(مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۰۲)

وإن المتعنت إذا رجع بحفل الحافة بالمعسر وهو الأقرب فله أجزاء في العدة، لا بعدها؛ ويحتمل أن الطلاق عليه بائن، وعليه فلا رجعة له حيث لا نص صريح في المسألة. (الفتویٰ من العلامة الصالح التونسي المرسومة في الحيلة الناجزة ۲۵۰)

أو أطاع المتعنت فإن كان ذٰلك في العدة رجعت الزوجة لزوجها مطلقًا لكون الطلاق رجعيًا لم تفصل فيه العصمة حسب القاعدة المقررة الخ. (الفتویٰ من العلامة الصالح التونسي المرسومة في الحيلة الناجزة ۲٤۷ طبع جديد)

متعنت شوہر عدت کے بعد باز آیا

اگر تعنت کی بنا پر عدالت نے طلاق واقع کی، پھر عدت گذرنے کے بعد متعنت شوہر نے اپنی حرکت سے باز آنے کا عندیہ ظاہر کیا، تو اَب اُس کا بیوی پر کوئی اختیار باقی نہیں رہا؛ کیوں کہ عدت گذرنے کے بعد بیوی بائنہ ہوگئی۔ (البتہ آپسی رضامندی سے نیا نکاح ہوسکتا ہے؛ کیوں کہ صرف ایک طلاق واقع ہوئی ہے)(مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۰۱)

وإن المتعنت إذا رجع بحفل الحافة بالمعسر وهو الأقرب فله أجزاء في العدة، لا بعدها؛ ويحتمل أن الطلاق عليه بائن، وعليه فلا رجعة له حيث لا نص صريح في المسألة. (الفتویٰ من العلامة الصالح التونسي المرسومة في الحيلة الناجزة ۲۵۰)

❍❖❍

(۹) شوہر کا بے جامار پیٹ کرنا

شوہر کی جانب سے بے جا مار پیٹ یا میاں بیوی میں ہم آہنگی نہ ہونے اور شقاق وتنفر پائے جانے کی وجہ سے فقہ حنفی میں تو مطالبۂ فسخ کی گنجائش نہیں ہے؛ البتہ فقہ مالکی میں اِس بنیاد پر تفریق کی گنجائش دی گئی ہے۔ بریں بنا اگر شوہر کی طرف سے نا قابل تحمل اِیذاء رسانی پائی جائے، اور وہ طلاق اور خلع پر بھی تیار نہ ہو، تو مجبوراً محکمہ شرعیہ میں فسخ نکاح کی درخواست دے سکتی ہے۔ اور قاضی تحقیق حال کے بعد فقہ مالکی کی شرائط کے مطابق طلاق کا فیصلہ کرسکتا ہے۔

(کتاب النوازل ۱۰/۱۱۴، زیر عنوان: تجاویز فقہی اجتماع بسلسلہ وجوہ فسخ وتفریق/ فیصلہ: گیارہواں فقہی اجتماع مباحث فقہیہ جمعیۃ علماء ہند منعقدہ ۱۳-۱۵/ فروری ۲۰۱۵ء بمقام: حیدرآباد)

نوٹ:- اِس معاملہ میں عورت کی طرف سے درخواست آنے کے بعد قاضی دو حکم مقرر کرے گا، جو زوجین کے معاملات کی تحقیق کرکے رشتہ کو برقرار رکھنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اور اگر نبھاؤ کی کوئی شکل نہ نکلے تو شوہر کی طرف سے زیادتی کی صورت میں بلاشرط طلاق کا فیصلہ کردیا جائے گا۔

”والمنصوص عليه في مذهب مالك رضي الله عنه أن الزوج إن تعدى علىٰ زوجته بأن آذاها إيذاءً غير سائغ له شرعًا، ورفعت أمرها إلى القضاء وأثبتت الإيذاء، زجره، واكتفى بذٰلك إن أرادت البقاء، وإن عجزت عن الإثبات وتكررت الشكوى أسكنها بين قوم صالحين، وإذا ادعى كل واحد منهما إضرار الآخر به، وعجز كل واحد منهما عن الإثبات وأشكل الأمر على القضاء بعث حكمين عدلين رشيدين من أهلهما إن أمكن، وإلا فمن غيرهما، وأصلحا بينهما

إن أمكن الإصلاح، فإن لم يمكن الإصلاح كان لهما التفريق بخلع على المهر إن تبين لهما أن الأذى أو النشوز من جانبها، وبغير خلع إن تبين لها أن الأذى من جانبه، ويقدر أن الأمر إن جهلت الحال، أو تبين أنه من جانبهما، ويقع الطلاق ولو لم يطلب الزوجان أو أحدهما الطلاق. والتفريق بعمل الحكمين في هٰذه الحال يكون في الشقاق في ذاته، وإن لم يثبت الأذىٰ، وآذاها وأثبتت الإيذاء وطلبت التفريق بناءً عليه طلق القاضي عليه الخ. (الأحوال الشخصية ٣٦٢-٣٦٣ للشيخ محمد أبو زهرة، طبع دار الفكر العربي)

(۱۰) زوجین میں شقاق پایا جانا

اِسی ضمن میں شقاق الزوجین کا مسئلہ بھی آتا ہے، جو مار پیٹ پر منحصر نہیں؛ بلکہ آپس میں دلی نفرت اور کسی طرح بھی ہم آہنگی نہ پائے جانے کی بنیاد پر پیش آتا ہے، اس کی بہت سی وجوہات ہوسکتی ہیں۔ تو ایسی صورتِ حال میں فقہ مالکی میں یہ حکم ہے کہ اگر عورت قاضی کے یہاں تفریق کا مطالبہ کرے، تو قاضی کو چاہئے کہ وہ دو حکم مقرر کرے، جو دونوں کے معاملات کا بغور جائزہ لیں، اور شکایات کے ازالہ اور دلوں کو ملانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اگر اِس میں کامیابی نہ ملے تو:

الف:- اگر زیادتی شوہر کی طرف سے متحقق ہو، تو بغیر کسی عوض کے بیوی کو طلاق دے دیں۔

ب:- اور اگر بیوی کی طرف سے زیادتی پائی جائے، تو یا تو اُسے شوہر کے ساتھ حسن معاشرت کے ساتھ رہنے پر آمادہ کریں، اور وہ اس پر تیار نہ ہو، تو بیوی سے مقررہ عوض (خواہ مہر سے کم ہو یا زیادہ) لے کر اُن کے درمیان تفریق کرادیں۔

ج:- اور اگر دونوں کی طرف سے کوتاہی متحقق ہو، اور ملاپ کی کوئی صورت نہ رہے تو بھی راجح یہی ہے کہ بالعوض طلاق واقع کریں۔

نوٹ:- اور یہ بھی ممکن ہے کہ حکمین کی رپورٹ پر شرعی عدالت مذکورہ تفصیل کے مطابق خود فیصلہ کرے؛ بلکہ یہ زیادہ بہتر ہے۔ (مستفاد: کتاب الفسخ والتفریق ۱۰۵-۱۱۲، مولفہ: مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی، نیز دیکھئے: اسلامی قانون متعلق مسلم پرسنل لاء ۲۳۸-۲۴۰)

فإن لم يمكن الإصلاح كان لهما التفريق بخلع على المهر إن تبين لهما أن الأذى أو النشوز من جانبها، وبغير خلع إن تبين لها أن الأذى من جانبه، ويقدر أن الأمر إن جهلت الحال، أو تبين أنه من جانبهما، ويقع الطلاق ولو لم يطلب الزوجان أو أحدهما الطلاق. والتفريق بعمل الحكمين في هٰذه الحال يكون في الشقاق في ذاته، وإن لم يثبت الأذىٰ، وآذاها وأثبتت الإيذاء وطلبت التفريق بناءً عليه طلق القاضي عليه الخ. (الأحوال الشخصية ٣٦٢-٣٦٣ للشيخ محمد أبو زهرة، طبع دار الفكر العربي)

(۱۱) حرمتِ مصاہرت کی بنیاد پر حق فسخ

بعض مرتبہ حرمتِ مصاہرت کی وجہ سے بیوی شوہر پر حرام ہوجاتی ہے (جس کی تفصیل محرمات کے بیان میں موجود ہے) لیکن اِس صورت میں با قاعدہ تفریق یعنی شوہر کی طرف سے علیحدگی یا قاضی کی طرف سے تفریق کے فیصلے کے بغیر وہ عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی، اِس لئے تفریق کی کارروائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۱۵)

وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح، حتى لا يحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة. وفي رد المحتار تحت قوله: (إلا بعد المتاركة) أي وإن مضى عليها سنون، كما في البزازية. وعبارة الحاوي إلا بعد تفريق القاضي أو بعد المتاركة. (شامي، كتاب النكاح / فصل في المحرمات ٤/ ١١٤ زكريا)

حرمتِ مصاہرت کے معاملہ میں عدالتی کارروائی کی تفصیل

(۱) عورت عدالت میں درخواست دے، جس میں یہ دعویٰ کرے کہ میرے اور شوہر کے اُصول وفروع کے درمیان یا شوہر اور میرے اُصول وفروع کے درمیان ایسا واقعہ (مس بالشہوت وغیرہ) پیش آیا ہے، جو حرمتِ مصاہرت کا موجب ہے، اِس لئے مجھے اپنے شوہر سے الگ کرنے کا فیصلہ کیا جائے۔

(۲) عورت کی درخواست کی روشنی میں قاضی شوہر سے بیان لے گا، اگر شوہر عورت کے دعویٰ کی تصدیق کردے، تو فوراً تفریق کا فیصلہ کردیا جائے گا۔

(۳) اور اگر شوہر عورت کے دعویٰ کی تصدیق نہ کرے، تو عورت سے اپنے دعوے پر گواہ طلب کئے جائیں گے۔

الف:- اگر عورت نے اپنے دعوے میں منہ یا چہرے پر بوسہ دینے یا عضوِ مخصوص یا پستان چھونے کا ذکر کیا تھا، اور گواہ اسی بات پر گواہی دیں، تو اُن کی گواہی مطلقاً قبول کر لی جائے گی، شہوت کا ذکر ضروری نہ ہوگا۔

ب:- اور اگر دعوے کا تعلق پیشانی یا سر وغیرہ پر بوسہ دینے سے ہو، تو وہی گواہی قبول ہوگی جس میں فعل کے ساتھ شہوت کا بھی ذکر ہو (جس کا علم قرائن سے گواہوں کو ہوسکتا ہے) محض فعل پر گواہی کالعدم سمجھی جائے گی۔

(۴) اور اگر عورت اپنے دعوے پر گواہی نہ پیش کر سکے یا اُس کی گواہی قبول نہ ہو، تو پھر مرد سے انکار پر قسم لی جائے گی۔

الف:- یعنی اگر شوہر کے فعل پر دعویٰ ہو کہ اُس نے بیوی کے اُصول وفروع میں سے کسی کو شہوت کے ساتھ پکڑا ہے، تو شوہر یہ قسم کھائے کہ میں نے یہ فعل نہیں کیا، یا شہوت کے ساتھ نہیں کیا۔

ب:- اور اگر دوسرے کے فعل پر دعویٰ ہو، مثلاً عورت یہ کہے کہ میرے خسر نے مجھے شہوت کے ساتھ پکڑا ہے، تو اَب شوہر سے قسم اِس طرح لی جائے گی: ''واللہ میں سمجھتا ہوں کہ عورت اس معاملہ میں سچی نہیں ہے، اور اِس واقعہ پر یا اس کے شہوت کے ساتھ ہونے پر مجھے یقین نہیں ہے۔

(۵) پس اگر مذکورہ تفصیل کے مطابق شوہر قسم کھائے گا، تو قاضی اس مقدمہ کو خارج کر دے گا، یعنی نہ تفریق کرے گا اور نہ عورت کو بدستور ساتھ رہنے کا حکم دے گا۔

(٦) اور اگر شوہر قسم کھانے سے انکار کر دے، تو فوراً تفریق کر دی جائے گی۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۱۷-۱۱۸)

(وإن ادعت الشهو ة) في تـقبيـلـه، أو تقبيلها ابنَه (وأنكرها الرجل فهو مـصدق) لا هي (إلا أن يقوم إليها منتشرًا) آلته (فيعانقها) لقرينة كذبه، أو يأخذ ثـديهـا (أو يـركـب مـعهـا) أو يـمسهـا عـلـى الـفرج، أو يقبلها على الفم، قاله الـحـدادي. وفـي الـفتح يترأى إلحاقه الخدين بالفم. وفي الخلاصة: قيل له ما

فعلت بأم إمرأتك؟ فقال: جامعتها، تثبت الحرمة ولا يصدق أنه كذب، ولو هازلاً. (وتقبل الشهادة على الإقرار باللمس والتقبيل عن شهوة وكذا) تقبل (على نفس اللمس والتقبيل) والنظر إلى ذكره أو فرجها (عن شهوة في المختار) تجنيس؛ لأن الشهوة مما يوقف عليها في الجملة بانتشار وآثار. وفي رد المحتار قوله: (وإن ادعت) أي ادعت الزوجة أنه قَبَّلَ أحد أصولها، أو فروعها بشهوة، أو أن أحد أصولها أو فروعها قَبَّلَه بشهوة، فهو مصدر مضاف إلىٰ فاعله أو مفعوله، وكذا قوله: تقبيلها ابنه أهـ. قوله: (فهو مصدق)؛ لأنه يُنكِر ثبوتَ الحُرمة، والقول للمُنكِرِ. (شامي، كتاب النكاح / فصل في المحرمات ١١٤/٤ –٢١٥ زكريا)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن النبي صلى الله عليه وسلم قال في خطبته: البينة على المدعي واليمين على المدعىٰ عليه. (سنن الترمذي، أبواب الأحكام / باب ما جاء في أن البينة على المدعي واليمين على المدعىٰ عليه ٢٤٩/١ رقم: ١٣٥٦، السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الدعوىٰ / باب البينة على المدعي ٤٢٧/١٠ رقم: ٢١٢٠٣ دار الكتب العلمية بيروت)

وإذا صحت الدعوىٰ سأل القاضي المدعىٰ عليه عنها لينكشف وجه الحكم، فإن اعترف قضىٰ عليه بها؛ لأن الإقرار موجب بنفسه، وإن أنكر سأل المدعي البينةَ، وإن أحضرها قضى بها، وإن عجز عن ذٰلك وطلب يمين خصمه استحلفه عليها. (الهداية / كتاب الدعوىٰ ٢٠٢/٣ الأمين كتابستان ديوبند)

وإذا نكل المدعى عليه عن اليمين قضىٰ عليه بالنكول. (الهداية، كتاب الدعوىٰ / باب اليمين ٢٠٣/٣ الأمين كتابستان ديوبند)

شوہر کے لئے جھوٹی قسم کھانا حرام ہے

حرمتِ مصاہرت کے معاملہ میں اگر شوہر کو عورت کے دعوے کا صحیح ہونے کا غالب گمان ہو، تو اُس دعوے کا اِنکار کرنا اور انکار پر جھوٹی قسم کھانا اُس کے لئے قطعاً حرام ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۲۰)

عـن عبد اللّٰہ بن عمرو رضي اللّٰہ عنه عن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: الـکبائر الإشراك باللّٰہ، وعقوق الوالدین، وقتل النفس، والیمین الغموس. (صحیح البخاري، کتاب الأیمان والنذور / باب الیمین الغموس ۲/۹۸۷ رقم: ٦٤١٩ النسخة الهندیة)

إن حـلف عـلیٰ کاذب عمدًا، کواللّٰہ ما فعلت کذا عالمًا بفعلہٖ ...... یأثم بها أي إثمًا عظیمًا فتلزمه التوبة. (الـدر المختار مع الشامي، کتاب الأیمان / مطلب في حکم الحلف بغیره تعالیٰ ٥/٤٧٥-٤٧٦ زکریا، ۳/۷۰۵-۷۰٦ کراچی)

الیـمین الغموس الذي یغمس صاحبه في الإثم ثم في النار. (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الإیمان / باب الکبائر ۱/۲۰٦ دار الکتب العلمیة بیروت، ۱/۱۲۲ المکتبة الأشرفیة دیوبند)

حرمت کا دعویٰ ثابت نہ کرسکنے کی شکل میں عورت کیا کرے؟

اگر عورت کی طرف سے پیش کردہ حرمتِ مصاہرت کا دعویٰ فی نفسہٖ صحیح اور واقعہ کے مطابق تھا؛ لیکن وہ معتبر گواہوں سے اُسے ثابت نہ کرسکی، اور شوہر نے انکار کرتے ہوئے قسم کھالی، جس کی بنا پر اُس کا مقدمہ خارج ہوگیا، تو بھی اُس عورت کے لئے برضامندی اُس شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں؛ بلکہ اُس پر لازم ہے کہ خلع وغیرہ کے ذریعہ اُس سے علیحدہ ہونے کی کوشش کرے۔ اگر کوئی کوشش کامیاب نہ ہو، تو اَب سارا وبال شوہر پر ہوگا، وہ گنہگار نہ ہوگی۔

(مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۲۰ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

والـمـرأة کالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدلٌ لا یحل لها تمکینَه ...... بل تفدي نـفسها بمالٍ أو تهرب ...... وفي البزازیة عن الأوزجندي: أنها ترفع الأمر للقاضي، فإن حـلف ولا بیـنة لها فالإثم علیه أهـ. قلت: أي إذا لم تقدر علی الفداء أو الهرب ولا علیٰ منعه عنها فلا ینافي ما قبله. (شامي، کتاب الطلاق / باب الصریح ٤/٤٦٣ زکریا)

❍❖❍

(۱۲) خیار بلوغ کی وجہ سے حق فسخ

اگر باپ دادا کے علاوہ دیگر اَولیاء مثلاً بھائی یا چچا وغیرہ نابالغ لڑکے یا لڑکی کا کفو میں مہر مثل کے ساتھ نکاح کرائیں، تو یہ نکاح بروقت منعقد تو ہوجاتا ہے؛ لیکن لازم نہیں ہوتا۔ بریں بنا لڑکے یا لڑکی کو بالغ ہوتے ہی یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ اِس نکاح کو باقی رکھے یا فسخ کرالے، اور یہ تفریق یک طرفہ طور پر قضاء قاضی کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۲۴)

وإن كان المزوج غيرهما ...... إن كان من كفء وبمهر المثل صح، ولكن لهما أي لصغير وصغيرة خيار الفسخ بالبلوغ أو العلم بالنكاح بعده بشرط القضاء للفسخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ٤/١٧٣-١٧٦ زكريا)

ومنها: اختيار الصغير أو الصغيرة بعد البلوغ في خيار البلوغ، وهٰذه الفرقة لا تقع إلا بتفريق القاضي. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / بيان ما يرفع حكم النكاح ٢/٦٥٣ زكريا)

خیار بلوغ باقی رہنے کی اَہم شرائط

الف:- اگر لڑکا نکاح فسخ کرانا چاہے، تو بلوغ کے فوراً بعد فسخ کا دعویٰ ضروری نہیں؛ بلکہ بعد میں بھی جب تک وہ قولاً یا فعلاً نکاح پر رضامندی ظاہر نہ کرے، اُس وقت تک اُسے اختیار باقی رہتا ہے۔

ب:- اگر لڑکی ثیبہ (شوہر دیکھی) ہو، تو اُس کو بھی اُس وقت تک فسخ کا حق رہتا ہے، جب تک کہ وہ بلوغ کے بعد قولاً یا فعلاً نکاح کو منظور نہ کرے، اگر منظور کرلے گی تو فسخ کا اختیار

ساقط ہوجائے گا۔ اور اگر منظور نہ کرے گی، اور اپنے ثیبہ اور بالغہ ہونے کا دعویٰ کرے گی، تو اُس کے دعوے کو قاضی مطلقاً قبول کرلے گا۔

وخيار الصغير والثيب إذا بلغا لا يبطل بالسكوت بلا صريح رضا أو دلالة عليه كقبلة ولمس ودفع مهر، لا يبطل بقيامهما عن المجلس؛ لأن وقته العمر، فيبقى حتى يوجد الرضا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ٤/١٩٠ زكريا)

وخيار الغلام والثيب لا يبطل ولو قاما عن المجلس ما لم يرضيا صريحًا كرضيت أو دلالةً كإعطاء المهر وقبوله. (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر، كتاب النكاح / باب الأولياء والأكفاء ١/٤٩٥-٤٩٦ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

ج:- اور اگر لڑکی باکرہ ہو، تو اُس کے اختیارِ فسخ حاصل ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ جیسے ہی اُس پر آثارِ بلوغ ظاہر ہوں (یا مکمل ۱۵/ سال کی عمر ہوجائے) تو اُسی وقت فوراً بلا کسی تاخیر کے زبان سے یہ کہے کہ میں اِس نکاح پر راضی نہیں ہوں، چاہے اُس کے پاس کوئی موجود ہو یا نہ ہو۔ اور بعد میں اپنے اِس اِرادہ پر کم اَز کم دو مرد، یا ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنالے۔

وبطل خيار البكر بالسكوت عالمة بأصل النكاح، ولا يمتد إلىٰ آخر المجلس ...... وتشهد قائلة بلغت الآن (الدر المختار) قوله: عالمة بأصل النكاح ...... وينبغي أن تقول في فور البلوغ اخترت نفسي، ونقضت النكاح فبعده لا يبطل حقها بالتأخير حتى يوجد التمكين ...... قوله: وتشهد: قال في البزازية: وإن أدركت بالحيض تختار عند روية الدم ولو في الليل، تختار في تلك الساعة ثم تشهد في الصبح، وتقول: رأيت الدم الآن – إلىٰ قوله – والإشهاد لا يشترط لاختيارها نفسها؛ لكن شرط لإثباتها ببينة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ٤/١٨٧-١٨٩ زكريا، مجمع الأنهر، كتاب النكاح / باب الأولياء والأكفاء ١/٤٩٥ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

یہ تفصیل اُس وقت ہے جب کہ پہلے سے نکاح کی اطلاع ہوچکی ہو۔ اور اگر کسی کو بلوغ سے پہلے نکاح کی خبر ہی نہ ہو، تو جب خبر ملے اُسی وقت سے درج بالا تفصیل کے مطابق خیارِ بلوغ حاصل ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۲۵-۱۲۶)

خیارِ بلوغ کے بارے میں عدالتی کارروائی

الف:- اگر خیارِ بلوغ کی بنیاد پر تفریق کی خواہش مند باکرہ عورت نے حسبِ ضابطہ اپنے اِرادۂ فسخ پر گواہ بنالئے تھے، تو وہ اِس مضمون کی درخواست قاضی کے سامنے پیش کرے گی کہ میں فلاں روز بالغ ہونے پر نکاح کو نامنظور کرچکی ہوں، اور اِس نامنظوری پر فلاں فلاں شخص گواہ ہیں؛ لہٰذا میرا نکاح فسخ کردیا جائے۔

ب:- اور اگر باکرہ عورت نے اپنے اِرادۂ فسخ پر گواہ نہ بنائے ہوں، یا اُسے گواہ میسر نہ آئے ہوں، تو پھر مطلق اِس مضمون کی درخواست دے کہ میں ابھی بالغ ہوئی ہوں، اور اپنا سابقہ نکاح فسخ کرانا چاہتی ہوں، یہ نکاح مجھے منظور نہیں ہے۔

ج:- اور اگر عورت ثیبہ ہو، یا فسخ کا خواہش مند لڑکا ہو، تو اُس کی طرف سے مطلقاً یہ درخواست پیش کی جائے گی کہ میں فسخ نکاح کا متمنی ہوں، مجھے سابقہ نکاح منظور نہیں ہے۔

د:- مذکورہ درخواست کے بعد قاضی جہاں شہادت کی ضرورت ہے، وہاں گواہوں کے بیان سن کر اور جہاں گواہوں کی ضرورت نہیں ہے، وہاں مطلق معاملہ کی تحقیق کرکے نکاح فسخ کرنے کا فیصلہ کردے گا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۳۰-۱۳۱)

ولو قالت: (أي للقاضي) بلغت أمس وفسخت فلا بد من البينة. (شامي، كتاب النكاح / باب الولي، مطلب في فرق النكاح ١٨٩/٤ زكريا)

وتشهد قائلة بلغت الآن، وتحته في الشامية: أنها لو قالت (أي للقاضي) بلغت الآن وفسخت تصدق بلا نية ولا يمين. (شامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٨٩/٤ زكريا)

تشهد أنها فسخت العقد واختارت نفسها، ثم يفرق القاضي بينهما.

(الفقه على المذاهب الأربعة مكمل، كتاب النكاح / أقسام الولي، مبحث اختصاص الولي المجبر وغيره ص: ۸۰۵ المكتبة العصرية بيروت، ۲۹/٤ دار الحديث القاهرة)

کس صورت میں نابالغ کو خیارِ قبول حاصل نہیں ہوتا؟

اگر باپ یا (باپ نہ ہونے کی صورت میں) دادا نے ہوش وحواس کی حالت میں نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کرایا، تو وہ بہرحال لازم ہوگا، یعنی بلوغ کے بعد بھی لڑکے یا لڑکی کو اُسے فسخ کرانے کا اختیار نہ ہوگا۔ بشرطیکہ وہ باپ یا دادا ناعاقبت اندیشی یا بے تدبیری میں مشہور ومعروف نہ ہوں۔

نوٹ:- اور اِس معاملہ میں خواہ کفو میں نکاح کرایا گیا ہو، یا غیر کفو میں، اور مہر مثل پر ہوا ہو یا کم وبیش میں، سب میں حکم یکساں ہے، یعنی نکاح لازم ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۲۲-۱۲۳)

ولزم النكاح ولو بغبن فاحشٍ، أو بغير كفء إن كان الولي أبًا أو جدًا لم يعرف منهما سوء الاختيار. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٧١/٤ زكريا)

بخلاف ما إذا زوجهما الأب والجدّ، فإنه لا خيار لهما بعد بلوغهما؛ لأنهما كامل الرأي وافر الشفقة فيلزم العقد بمباشرتهما. (البحر الرائق، كتاب النكاح / باب الأولياء والأكفاء ٢١١/٣ زكريا، كذا في مجمع الأنهر، كتاب النكاح / باب الأولياء والأكفاء ٤٩٤/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

کن صورتوں میں نابالغ کا نکاح باطل ہے؟

درج ذیل صورتوں میں نابالغ کا کرایا گیا نکاح باطل قرار پاتا ہے:

الف:- اگر ولی نے نشہ یا بے ہوشی کی حالت میں نکاح کرایا، تو وہ نکاح باطل ہے۔

(مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۳۳)

وكذا لو كان سكران فزوجها من فاسق أو شرير أو فقير أو ذي حرفة دنيئة لظهور سوء اختياره. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٧٢/٤ زكريا)

وثانيها أن لا يكون سكرانًا، فيقضي عليه سكره بتزويجها بغير مهر المثل أو بفاسق أو غير كفء. (الفقه على المذاهب الأربعة، مباحث أقسام الولي / مبحث اختصاص الولي المجبر وغيره ص: ٨٠٤ المكتبة العصرية بيروت، ٢٩/٤ دار الحديث القاهرة)

ب:- اگر ولی ناعاقبت اندیشی میں معروف ہو، مثلاً لالچ وغیرہ کی بنیاد پر بچوں کے مفاد کو نظر انداز کرتا ہو، تو ایسا ولی اگر نابالغ بیٹے یا بیٹی کا نکاح غیر کفو میں کرے، یا غبن فاحش کے ساتھ مہر باندھ کر کرے (یعنی لڑکے کے نکاح میں مہر مثل سے زیادہ باندھے، اور لڑکی کے نکاح میں مہر مثل سے کم باندھے) تو اُس کا کرایا گیا نکاح بھی باطل قرار پائے گا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۲۳-۱۳۳)

لم يعرف منهما سوء الاختيار مجانة وفسقًا، وإن عرف لا يصح النكاح اتفاقًا. (الدر المختار) وفي الشامية: قوله: مجانة وفسقًا: في المغرب: الماجن الذي لا يبالي ما يصنع وما قيل له ...... وفي شرح المجمع: حتى لو عرف من الأب سوء الاختيار لسفهه أو لطمعه، لا يجوز عقده إجماعًا ......

قوله: فزوجها من فاسق الخ: وكذا لو زوجها بغبن فاحش في المهر لا يجوز إجماعًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٧١/٤-١٧٢ زكريا)

أن الغبن يتصور في جانب الصغيرة بالنقص عن مهر المثل، وفي جانب الصغير بالزيادة. (شامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٧١/٤ زكريا)

ج:- اِسی طرح اگر ولی برسرعام شریعت کی خلاف ورزی کرنے والا اور بے غیرت ہو، تو اُس کی طرف سے غیر کفو اور غبن فاحش کے ساتھ مہر والا نکاح بھی نافذ نہ ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۲۳ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

هو (أي الولي) البالغ العاقل الوارث ولو فاسقًا على المذهب ما لم يكن

متهتكًا. وتحته في الشامية: في القاموس: أجل منهتك ومتهتك ومستهتك: لا يبالي أن يهتك ستر أهـ . قال في الفتح عقب ما نقلنا عنه آنفًا: نعم إذا كان متهتكًا لا ينفذ تزويجه إياها بنقص عن مهر المثل، ومن غير كفء، وحاصله أن الفسق وإن كان لا يسلب الأهلية عندنا، لكن إذا كان الأب متهتكًا لا ينفذ تزويجه إلا بشرط المصلحة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ۱۵۳/٤ زكريا)

د:- اگر باپ دادا کے علاوہ کسی اور ولی نے غیر کفو میں یا مہر میں غبن فاحش کرتے ہوئے نکاح کیا تو یہ نکاح بھی باطل قرار پائے گا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۲۴-۱۳۲)

وإن كان المزوج غيرهما لا يصح النكاح من غير كفء أو بغبن فاحشٍ أصلاً. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ۱۷۳/٤ زكريا)

کن صورتوں میں خیارِ بلوغ ساقط ہوجاتا ہے؟

درج ذیل صورتوں میں خیار بلوغ ساقط قرار پاتا ہے:

الف:- اگر باکرہ لڑکی بالغ ہونے کے فوراً بعد فسخ کو اختیار نہ کرے، اور معقول عذر کے بغیر زبان سے کہنے میں کچھ بھی تاخیر کرے، تو اُس کا اختیارِ فسخ باطل ہوجاتا ہے۔

وبطل خيار البكر بالسكوت (الدر المختار) وفي الشامية تحت قوله: ولا يمتد إلىٰ آخر المجلس، فلو سكتت ولو قليلاً بطل خيارها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ۱۸۷/٤-۱۸۸ زكريا)

ويشترط لصحة خيار الصغيرة البكر أن تختار نفسها بمجرد البلوغ، فلو رأت دم الحيض مثلاً ثم سكتت بطل خيارها. (الفقه على المذاهب الأربعة، مباحث أقسام الولي / مبحث اختصاص الولي المجبر وغيره ص: ۸۰۵ المكتبة العصرية بيروت، ۲۹/٤ دار الحديث القاهرة)

ب:- اگر ثیبہ یا باکرہ لڑکی یا لڑکا بالغ ہونے کے بعد قولاً یا فعلاً (مثلاً: جماع یا دواعیٔ جماع پائے گئے) نکاح کو منظور کرلے، تو اَب خیارِ بلوغ باقی نہیں رہے گا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۲۵)

خيار الصغير والثيب إذا بلغا لا يبطل بلا صريح أو دلالة عليه كقبلة ولمس. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ٤/١٩٠ زكريا)

وإنما يبطل إذا صرحت بأنها رضيت بالزوج أو مكنته من نفسها أو قبلته أو لامسته. (الفقه على المذاهب الأربعة، مباحث أقسام الولي / مبحث اختصاص الولي المجبر وغيره ص: ٨٠٥ المكتبة العصرية بيروت، ٤/٣٠ دار الحديث القاهرة)

أنه يبطل بصريح الإبطال أو بما يدل عليه، كما إذا اشتغلت بشيء آخر ...... أن مراده بالشيء الآخر عمل يدل على الرضا كالتمكين ونحوه. (شامي، كتاب النكاح / باب الولي، مطلب في فرق النكاح ٤/١٩٠ زكريا)

(۱۳) عدمِ کفائت کی بنیاد پر حق فسخ

اگر عورت کا نکاح غیر کفو میں ہوا، تو بعض صورتوں میں عورت اور اُس کے اَولیاء کو حسبِ شرائط حق فسخ حاصل ہوتا ہے۔

بالغہ عورت کا غیر کفو میں خود نکاح کرنا

ظاہر الروایہ کے مطابق اگر کوئی بالغہ عورت اَولیاء کی اِجازت کے بغیر اَز خود غیر کفو میں نکاح کرلے تو اُس کا نکاح اگرچہ منعقد ہوجاتا ہے؛ لیکن اَولیاء کو حق اعتراض حاصل ہوتا ہے، وہ اگر چاہیں تو شرعی عدالت میں مقدمہ دائر کرکے اِس نکاح کو فسخ کراسکتے ہیں، جب تک کہ نکاح کے بعد حمل ظاہر نہ ہو۔ (اگر حمل ظاہر ہوجائے تو یہ نکاح مستقل نافذ مانا جائے گا، اور اَولیاء کا حق اعتراض ساقط ہوجائے گا)

تنبیہ :- اور اِس بارے میں دوسری روایت حسن بن زیادؒ کی ہے، جس میں اِس طرح کے نکاح کو بالکل کالعدم قرار دیا گیا ہے، اور بہت سے فقہاء نے اِس کے مفتی بہ ہونے کی صراحت کی ہے؛ لیکن موجودہ حالات میں غالباً احتیاط کا پہلو ظاہر الروایہ کے مطابق فتویٰ دینے میں ہے۔ (مرتب)

نفذ نكاح حرة مكلفةٍ بلا ولي ...... وله أي للولي إذا كان عصبة الاعتراض في غير الكفء، فيفسخه القاضي ما لم تلد منه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ٤/١٥٥-١٥٦ زكريا، ٣/٥٥-٥٦ كراچی، مجمع الأنهر ١/٤٨٨ ديوبند، الفتاویٰ التاتارخانية ٤/١٠٠ رقم: ٥٦٤٤ زكريا)

الحرة العاقلة البالغة إذا زوجت نفسها من رجل هو كفو لها أو ليس

بكفو لها، وفي الخانية: بكرًا كانت أو ثيبًا، نفذ النكاح في ظاهر رواية أبي حنيفة رحمه الله وهو قول أبي يوسف آخرًا، إلا أن الزوج إذا لم يكن كفوًا فللأولياء حق الاعتراض. وروى الحسن عن أبي حنيفة رحمه الله أن الزوج إذا لم يكن كفوًا لا ينفذ النكاح. (الفتاویٰ التاتارخانية ۱۰۰/٤ رقم: ٥٦٤٤ زكريا، كذا في الهداية / باب الأولياء والأكفاء ۳۱۳/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

اَولیاء نے کفو سمجھ کر بالغہ کا نکاح کرایا بعد میں وہ غیر کفو ثابت ہوا

اگر اَولیاء کی اِجازت سے بالغہ عورت کا کسی شخص سے کفو سمجھ کر نکاح کرایا گیا، پھر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کفو نہ تھا، تو ایسی صورت میں عورت اور اُس کے اَولیاء کو حق اعتراض حاصل ہوگا؛ لیکن اِس صورت میں اگر عورت باکرہ ہو، تو غیر کفو کی اِطلاع ملتے ہی اُس کی طرف سے فوراً یہ کہنا ضروری ہے کہ ''مجھے یہ نکاح منظور نہیں''، اگر اُس نے یہ بات کہنے میں کچھ بھی تاخیر کی تو اُس کا خیار فسخ باقی نہ رہے گا؛ البتہ اگر عورت ثیبہ ہو تو اطلاع کے بعد سکوت سے اُس کا خیار باطل نہیں ہوتا، جب تک صراحۃً یا دلالۃً رضا نہ پائی جائے، اُس وقت تک اختیار باقی رہے گا۔ اِسی طرح ولی کا اختیار بھی سکوت سے باطل نہیں ہوتا؛ بلکہ بعد میں بھی رضا مندی تک باقی رہتا ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۳۴-۱۳۵)

أما إذا شرطوا أو أخبرهم بالكفاءة فزوجوها علىٰ ذٰلك، ثم ظهر أنه غير كفوءٍ كان لهم الخيار. (الفتاویٰ التاتارخانية ۱۳٦/٤ رقم: ٥٧٤٥ زكريا، الفتاویٰ الولوالجية، كتاب النكاح / الفصل الثاني في التوكيل بالنكاح الخ ۳۲۲/۱ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

ولو زوجوها برضاها ولم يعلموا بعدم الكفاءة، ثم علموا لاخيار لأحد، إلا إذا شرطوا الكفاءة أو أخبرهم بها وقت العقد فزوجوها على ذٰلك، ثم ظهر أنه غير كفء كان لهم الخيار. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الكفاءة ۲۰۸/٤-۲۰۹ زكريا، ۸٥/۳-۸٦ كراچی)

لو انتسب الزوج لها نسبًا غير نسبه، فإن ظهر دونه وهو ليس بكفء، الفسخ ثابت للكل (أي للمرأة وللأولياء) (شامي، كتاب الصلاة / باب العنين ١٧٦/٥ زكريا)

وبطل خيار البكر بالسكوت، وفي الشامية: تحت قوله: ولا يمتد إلىٰ آخر المجلس، فلو سكتت ولو قليلاً بطل خيارها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٨٧/٤-١٨٨ زكريا)

خيار الصغير والثيب إذا بلغا لا يبطل بلا صريح أو دلالة عليه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٩٠/٤ زكريا)

لا يكون سكوته (أي سكوت الولي) رضًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٥٩/٤ زكريا)

باپ یا دادا نے کفو سمجھ کر نابالغہ کا نکاح کرایا بعد میں وہ غیر کفو ثابت ہوا

اگر باپ یا دادا نے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کسی شخص سے کفو سمجھ کر کیا (مثلاً: اُس شخص نے اپنے کو کفو ظاہر کیا اور اُس پر اعتماد کرلیا گیا) پھر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ غیر کفو ہے، تو اِس صورت میں تفصیل یہ ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے تو صرف باپ یا دادا کو خیارِ فسخ حاصل ہوگا، یعنی اگر وہ چاہیں فسخ کردیں، یا منظور کرلیں، دونوں کا اختیار رہے۔ اگر منظور کرلیں گے تو یہ نکاح لازم ہوجائے گا، اور بعد میں کسی کو حق فسخ نہ رہے گا۔

اور اگر باپ یا دادا نے علم ہونے کے باوجود نہ تو نکاح کو فسخ کرایا اور نہ صراحۃً منظوری دی، تو اِس کی وجہ سے اُن کا خیارِ فسخ ختم نہ ہوگا۔ اور بالغ ہونے کے بعد لڑکے اور لڑکی کو بھی خیار بلوغ حسبِ ضابطہ حاصل ہوجائے گا۔ اَب جو چاہے اِس نکاح کو فسخ کراسکتا ہے، اگرچہ دوسرا ابقاء نکاح پر رضامند ہو۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۳۵-۱۳۶)

الأب إذا زوج ابنته الصغيرة من رجل، وظن أنه يقدر على إيفاء المعجل والنفقة ثم ظهر عجزه عن ذٰلك، كان للأب أن يفسخ؛ لأنه يخل بالكفاءة، ولم يسقط حقه؛ لأنه زوج على أنه قادر، انتهى. (خزانة المفتين ۱۲۱/۲ بحوالة: الحيلة الناجزة ۱۳۷ طبع جديد)

رجلٌ زوج ابنته الصغيرة من رجل، ذكر أنه لا يشرب المسكر، فوجده شريبا مدمنا، فبلغت الصغيرة، وقالت: لا أرضى، قال الفقيه أبو جعفرؒ: إن لم يكن أبو البنت يشرب المسكر، وكان غالب أهل بيته الصلاح، فالنكاح باطل؛ لأن والد الصغيرة لم يرض بعدم الكفاءة، وإنما زوجها منه على ظن أنه كفوء.

(فتاویٰ قاضي خان علیٰ حاشية الفتاویٰ الهندية، كتاب النكاح / فصل في الكفاءة ۳۵۳/۱ زكريا)

(۱۴) کفر واِرتداد کی بنیاد پر حق فسخ

زوجین میں سے کسی ایک کے مرتد ہوجانے یا کفر پر برقرار رہنے کی بنیاد پر بھی بعض صورتوں میں حق تفریق حاصل ہوتا ہے۔

لوقوع الفرقة بين الزوجين أسباب: ...... ومنها: إباء الزوج الإسلام بعد ما أسلمت زوجته في دارالإسلام، ومنها: إباء الزوجة الإسلام بعد ما أسلم زوجها المشرك أو المجوسي في دار الإسلام ...... ومنها: رده أحد الزوجين. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / بيان ما يرفع حكم النكاح ٦٥٤/٢-٦٥٥ زكريا)

أسباب الفرقة – إلىٰ قوله – الفرقة بسبب الردة، ذهب الحنفية والمالكية إلىٰ أن الردة سبب للفرقة. (الموسوعة الفقهية / تحت لفظ: فرقة ١٠٨/٣٢-١١٠ الكويت)

کافر میاں بیوی میں سے شوہر اسلام لے آئے

اگر میاں بیوی غیر مسلم تھے پھر شوہر اسلام لے آیا تو اگر بیوی یہودی یا عیسائی تھی تو یہ نکاح برقرار رہے گا، اور اگر بیوی مشرکہ تھی (مثلاً ہندو یا پارسی وغیرہ) تو اس کے سامنے اسلام پیش کیا جائے گا، اگر وہ اسلام قبول کرلے تو نکاح برقرار رہے گا، اور اگر قبول نہ کرے تو عدت یعنی تین حیض یا حاملہ ہو تو وضع حمل کے بعد خود بخود نکاح ختم ہوجائے گا۔ (الحیلۃ الناجزہ ۱۴۳-۱۴۴ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

وأشار بالحيض إلى أنها من ذواته، فلو كانت لا تحيض لصغر أو كبر

فلا تبین إلا بمضي ثلاثة أشهر. (البحر الرائق ۳۷۱/۳ دار الکتاب دیوبند، ۲۱۳/۳ زکریا، الحیلة الناجزة ۱۸۰ طبع جدید)

وإن کان الذي أسلم هو الزوج، فإن کانت المرأة هي الکتابیة أقرا علی النکاح، وإن کانت مجوسیة أو وثنیة عرض علیها الإسلام، فإن أسلمت فهي امرأته وإلا فرق بینهما. (الفتاویٰ التاتارخانیة ۲۷۲/٤ رقم: ٦١٦٣ زکریا)

وإن أسلم أحد الزوجین في دار الحرب فإن الفرقة تقف علی مضي ثلاث حیض، وفي الینابیع: أو یمضي علیها ثلاثة أشهر، إن کانت ممن لا تحیض، فإذا مضت وقعت الفرقة. (الفتاویٰ التاتارخانیة ۲۷۲/٤-۲۷۳ رقم: ٦١٦٦ زکریا)

کافر میاں بیوی میں سے بیوی اسلام لے آئے

اگر غیر مسلم میاں بیوی میں سے بیوی اسلام لے آئے، اور شوہر کفر پر قائم رہے، تو بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنا معاملہ مسلم قاضی یا محکمۂ شرعیہ کے سامنے پیش کرے، پھر محکمۂ شرعیہ اُس کے کافر شوہر پر تین مرتبہ اسلام پیش کرے گا، پس اگر وہ شوہر اسلام قبول کر لے تو سابقہ نکاح برقرار رہے گا، اور اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کردے تو محکمۂ شرعیہ اُن دونوں کے درمیان تفریق کرادے گا اور عدت گذارنے کے بعد وہ عورت کسی مسلمان سے نکاح کرسکتی ہے۔ (الحیلة الناجزة ۱۴۴ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

ولو أسلم أحد الزوجین عرض الإسلام علی الآخر، فإن أسلم وإلا فرق بینهما، کذا في الکنز. (الفتاویٰ الهندیة ۳۳۸/۱ قدیم زکریا)

فإن أسلما أو أسلم أحدهما یفرق بینهما بالإجماع، وکذٰلك إذا لم یسلما ولکن رفعا الأمر إلی القاضي کذا في المحیط. وإن رفع أحدهما الأمر إلی القاضي ...... وطلب حکم الإسلام لم یفرق بینهما إذا کان الأخر یأبي ذٰلك وعندهما یفرق بینهما، کذا في الکافي. (الفتاویٰ الهندیة ۳۳۷/۱ قدیم زکریا)

إذا أسلم أحد الزوجین في دار الإسلام، فإن کان الذي أسلم هي المرأة

تعرض الإسلام على الزوج، فإن أسلم بقيا على النكاح وإلا فرق بينهما.

(المحيط البرهاني ٤/ ٢٠٠ رقم: ٧٠٣٥ المجلس العلمي)

وإذا أسلم أحد الزوجين عرض الإسلام على الآخر فإن أسلم، وإلا فرق بينهما. (البحر الرائق ٣/ ٣٦٧ دار الكتاب ديوبند)

اوراگر یہ واقعہ ایسی جگہ پیش آیا جہاں مسلمان قاضی یا محکمۂ شرعیہ موجود نہ ہو تو بیوی کے اسلام لانے کے تین حیض (یا اگر حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ، یا اگر حاملہ ہو تو وضع حمل) کے اندر اندر اگر شوہر اسلام لے آئے تو نکاح برقرار رہے گا، اور اگر یہ پورا عرصہ گذر جائے اور شوہر اسلام نہ لائے تو یہ نکاح خود بخود ختم ہو جائے گا، اور مذکورہ مدت کے بعد عورت کے لئے جائز ہوگا کہ وہ کسی مسلمان سے نکاح کر لے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزۃ ۱۴۴ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

ولو أسلم زوج الكتابية بقي نكاحهما، كذا في الكنز. (الفتاویٰ الهندية ١/ ٣٣٨ قديم زكريا)

ولو تمجست يفرق بينهما لفساد النكاح. (البحر الرائق ٣/ ٣٧١ زكريا)

ولو أسلم أحدهما ثمه لم تبن حتى تحيض ثلاثًا بانت. (البحر الرائق ٣/ ٣٦٨ زكريا)

مسلمان شوہر مرتد ہو جائے

اگر کسی مسلمان عورت کا شوہر مرتد ہو جائے (العیاذ باللہ) تو نکاح فوراً ختم ہو جائے گا، اور عدت کے بعد وہ مسلمان عورت کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کرنے کی مجاز ہوگی۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزۃ ۱۴۵ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

وارتداد أحدهما فسخ في الحال. (كنز) قال في جامع الفصولين: وتعتد بثلاث حيضٍ. (كنز الدقائق على هامش البحر الرائق ٣/ ٣٧٥ زكريا)

أخبرنا عبد الرزاق قال أخبرنا معمر عن عمرو عن الحسن قال: إذا

ارتد المرتد عن الإسلام فقد انقطع ما بينه وبين امرأته. (المصنف لعبد الرزاق ٨٢/٦ رقم: ١٠٠٧٦ المجلس العلمي)

مسلمان عورت مرتد ہوجائے

اگر میاں بیوی مسلمان تھے پھر عورت مرتد ہوگئی (العیاذ باللہ) تو اس کی وجہ سے اُس عورت کے لئے دوسرے شوہر سے نکاح اُس وقت تک حلال نہیں ہوگا جب تک کہ عدالتِ شرعیہ کے ذریعہ باقاعدہ تفریق نہ ہوجائے۔ راجح قول یہی ہے۔ (تفصیل دیکھئے: الحیلۃ الناجزہ ۱۴۶-۱۵۵ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

وارتداد أحدهما فسخ في الحال. (كنز الدقائق على هامش البحر الرائق ٣٧٢/٣ زكريا)

وأفتى مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجرًا وتيسرًا الخ، والإفتاء بهٰذا أولىٰ من الإفتاء بما في النوادر. (الدر المختار ٣٦٧/٤ زكريا)

تنبیہ:- لیکن یہاں یہ واضح رہنا چاہئے کہ اِرتداد کی وجہ سے اگرچہ مرتدہ کا نکاح اِس معنی کر ختم نہیں ہوتا کہ اُس کے لئے دوسرے شخص سے نکاح حلال نہیں؛ مگر جب تک وہ تجدید اِسلام اور تجدید نکاح نہ کرے، اُس وقت تک شوہر کے لئے اس سے جماع اور دواعیٔ جماع ہرگز جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۴۵ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلىٰ خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

کتاب الظہار

(بیوی کو ماں سے تشبیہ دینا)

ظہار کے مسائل

’’ظہار‘‘ کے لغوی معنی

ظہار؛ دراَصل ’’ظہر‘‘ سے ماخوذ ہے، اِسی سے مصدر بنالیا گیا ہے، یعنی شوہر کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ تو میرے اوپر میری ماں کی پیٹھ (ظہر) کی طرح ہے، اِس طرح کے قول کو عربی زبان میں ’’ظہار‘‘ کہا جاتا ہے۔

الظهار بكسر الظاء المعجمة لغةً، ماخوذ من الظهر؛ لأن صورته الأصليةَ أن يقول الرجل لزوجته: أنت علي كظهر أمي، وإنما خصُّوا الظهر دون البطن والفخذ وغيرهما؛ لأن الظهر من الدابة موضع الركوب. (الموسوعة الفقهية ۲۹/۱۸۹ الكويت، المكتبة الشاملة)

زمانۂ جاہلیت میں ’’ظہار‘‘ کا تصور

اِسلام کی آمد سے قبل عرب کے معاشرہ میں ’’ظہار‘‘ کا لفظ اُس وقت بولا جاتا تھا، جب کہ شوہر یہ چاہتا تھا کہ اُس کی بیوی نہ تو خود اُس کے لئے حلال رہے اور نہ زندگی بھر دوسرے سے نکاح کرسکے، اور برابر اَدھر میں لٹکی رہے، گویا کہ ظہار سے واقع شدہ حرمت اتنی سخت سمجھی جاتی تھی کہ اُس کے ہٹانے کی کوئی شکل نہ تھی۔

كان الناس قبل الإسلام إذا غضِب الرجلُ علىٰ زوجته لأمرٍ من الأمورِ، ولم يرد أن تتزوجَ بغيره الیٰ منها أو قال لها: أنتِ علي كظهر أمي، فتحرم عليه تحريمًا مؤبَّدًا لا تحل له بحالٍ، وتبقى كالمعلقة، لا هي بالمتزوجة ولا بالمطلقة. (الموسوعة الفقهية ۲۹/۱۹۰ كويت، المكتبة الشاملة)

اِسلام کی نظر میں ’’ظہار‘‘ کا مفہوم

اِسلام نے ظہار کے جاہلانہ مفہوم کو بدل کر اُس کو صحیح رخ دیا، اور ایسی راہ نکالی جس سے عورت پر ظلم اور بے جا قید وبند کا خاتمہ ہوسکے، چناں چہ اولاً تو قرآنِ کریم میں یہ فرمایا گیا کہ: ’’ظہار کرنے

والے یعنی بیوی کو ماں کی طرح قرار دینے والے لوگ دراصل جھوٹ بولنے والے ہیں؛ کیوں کہ ماں تو صرف وہی عورت ہوسکتی ہے جس کے بطن سے آدمی کی پیدائش ہوئی ہو‘‘۔ تو کسی اور عورت کو ماں سے تشبیہ دینے کا کوئی جواز نہیں۔

دوسرے یہ کہ ظہار کی حرمت کو ہٹانے کے لئے کفارہ کا نظام تجویز کیا گیا؛ تاکہ عورت معلقہ بن کر نہ رہے؛ بلکہ کفارہ کی ادائیگی کے بعد ازدواجی تعلق بحال ہوجائے، چناں چہ اِس کی تفصیلات قرآنِ کریم کی سورۂ مجادلہ کی ابتدائی آیات میں بیان کی گئی ہیں۔

آیاتِ ظہار کا شانِ نزول

واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک صحابی ’’حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ‘‘ کو اپنی بیوی ’’خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا‘‘ پر کسی بات پر سخت غصہ آگیا، اور غصہ میں اُنہوں نے ظہار کے الفاظ کہہ دئے، تو حضرت خولہ اپنے شوہر کی شکایت لے کر پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اور عرض کیا کہ: ’’میری جوانی کے زمانے میں اوس نے مجھ سے شادی کی، اور اب جب کہ میں بوڑھی ہوگئی، اور کئی بچے میں نے جن دئے تو اُس نے مجھ سے ظہار کرلیا۔ اور میری اُس سے کئی اولادیں ہیں، اگر میں اولاد اُس کے پاس چھوڑ دوں، تو وہ ضائع ہوجائیں گی، اور اگر میں اپنے پاس رکھ لوں تو وہ بھوکے رہیں گے‘‘۔ تو چوں کہ اُس وقت تک ظہار کے بارے میں کوئی شرعی حکم نازل نہ ہوا تھا، اور عام تصور یہی تھا کہ ظہار کی وجہ سے عورت شوہر پر ابدی طور پر حرام ہوجاتی ہے، اِس لئے نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خولہ کو یہی جواب دیا کہ ’’تم اپنے شوہر پر حرام ہوچکی ہو‘‘۔ تو حضرت خولہ نے فرمایا کہ میں اپنا شکوہ اللہ کے سامنے رکھتی ہوں۔ حضرت خولہ برابر اللہ سے فریاد کرتی رہیں، یہاں تک کہ اُن کے معاملہ کے بارے میں سورۂ مجادلہ کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ (سنن ابن ماجہ رقم: ۲۰۶۳ دار الفکر بیروت، الموسوعۃ الفقہیۃ ۲۹/۱۹۱ کویت، المکتبۃ الشاملۃ) وہ آیات یہ ہیں:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْٓ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ. اَلَّذِیْنَ یُظَاهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَآئِهِمْ مَاهُنَّ اُمَّهَاتِهِمْ اِنْ اُمَّهَاتُهُمْ اِلَّا اللَّآئِیْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ	اللہ تعالیٰ نے اُس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑا کر رہی تھیں، اور اللہ کے دربار میں شکایت پیش کر رہی تھی، اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کا سوال وجواب سن رہا تھا، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت سننے والا بہت دیکھنے والا ہے۔ جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں سے ظہار کر بیٹھیں، تو

مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ. وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَتَمَاسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ. فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَتَمَاسَّا فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ. (المجادلة: ۱-۴)

اُس کی وجہ سے وہ عورتیں اُن کی مائیں نہیں بن جاتیں، اُن کی مائیں تو بس وہی ہیں جنھوں نے اُن کو جنا ہے، اور وہ ایک ناپسندیدہ اور جھوٹی بات بولتے ہیں، اور یقیناً اللہ تعالیٰ بہت معاف فرمانے والا اور بخشنے والا ہے۔ اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر بیٹھیں، پھر وہ وہی کام (ازدواجی تعلق) کرنا چاہیں جس کو کہا ہے، تو اُنہیں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا چاہئے، یہ تم کو نصیحت ہوگی، اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے کاموں کی پوری خبر ہے۔ پھر جو کوئی (غلام) نہ پائے، تو آپس میں چھونے سے پہلے دو مہینے لگاتار روزے رکھنے ہیں۔ پھر جو شخص اِس کی استطاعت نہ رکھے تو اُسے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، یہ حکم اِس واسطے ہے کہ تم اللہ اور اُس کے رسول کے تابع دار ہو جاؤ، اور یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں، اور منکروں کے واسطے دردناک عذاب ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ اِن آیات کے نزول کے بعد نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خولہ کے شوہر ''اوس بن صامت رضی اللہ عنہ'' کو بلایا، وہ ایک ضعیف البصر بوڑھے آدمی تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے سامنے مذکورہ آیات پڑھ کر سنائیں، اور کفارہ کی ادائیگی کا حکم دیا، تو اُنہوں نے عرض کیا کہ غلام آزاد کرنا میرے بس میں نہیں ہے، تو پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ ''دو مہینے کے مسلسل روزے رکھو''، اِس پر اُنہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میرا حال یہ ہے کہ اگر دن میں کئی مرتبہ کھانا نہ کھاؤں، تو میری نگاہ بالکل ہی جاتی رہتی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اچھا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادو''، اِس پر بھی اُنہوں نے معذرت کی، اور عرض کیا کہ اگر آپ ہی کچھ مدد فرمادیں تو میں اِس بوجھ سے سبک دوش ہوسکتا ہوں، چناں چہ پیغمبر علیہ السلام نے کچھ غلہ عطا فرمایا اور کچھ اور لوگوں نے تعاون کیا، جس سے اُنہوں نے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاکر کفارہ سے سبک دوشی حاصل کی۔

(مستفاد: معارف القرآن سورۂ مجادلہ، تفسیر ابن کثیر مکمل)

اِس مختصر تمہید کے بعد ذیل میں ظہار سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

ظہار کی شرعی تعریف

بیوی کو اپنی نسبی یا رضاعی یا سسرالی محرم عورت کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا اور ہاتھ لگانا اُس کے لئے حرام ہے، مثلاً یہ کہا کہ ’’تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے‘‘ یا ’’میری بہن کے پیٹ کی طرح ہے‘‘، تو اصطلاحِ شریعت میں اِس کو ’’ظہار‘‘ کہتے ہیں۔
(مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۱/۵۴۰ کراچی)

هو لغة: مصدر ظاهر من امرأته: إذا قال أنت علي كظهر أمي الخ، وشرعًا تشبيه المسلم الخ، زوجته الخ، أو تشبيه ما يعبر به عنها من أعضائها، أو تشبيه جزء شائع منها بمحرّم عليه تابيدًا بوصف لا يمكن زواله. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الظهار ۵/۱۲۳-۱۲۶ زكريا)

ظہار کے لئے تشبیہ لازم ہے

ظہار کے تحقق کے لئے ماں، بہن، بیٹی وغیرہ سے حروفِ تشبیہ کے ذریعہ تشبیہ دینا ضروری ہے۔ مثلاً اُردو میں تشبیہ کے حروف جیسے: ’’مثل‘‘، ’’کی طرح‘‘، ’’برابر‘‘، ’’جیسی‘‘، وغیرہ، حروفِ تشبیہ کے بغیر بیوی کو بہن یا بیٹی وغیرہ کہنے سے ظہار کا تحقق نہ ہوگا؛ البتہ گناہ ضرور ہوگا؛ کیوں کہ یہ خلافِ واقعہ ہے۔

(الظهار) تشبيه المسلم زوجتَه الخ، بمحرم عليه تابيدًا الخ. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الظهار ۵/۱۲۵ زكريا)

ويدل عليه ما نذكره عن الفتح من أنه لا بد من التصريح بالأداة الخ، والذي في الفتح: وفي أنت أمي لا يكون مظاهرًا، وينبغي أن يكون مكروهًا.

(شامي، كتاب الطلاق / باب الظهار ۵/۱۳۱ زكريا)

بلا تشبیہ بیوی کو بہن یا بیٹی کہنا

اگر کسی شخص نے بیوی کو ماں بہن بیٹی سے تشبیہ نہیں دی، مثلاً اُردو میں الفاظِ تشبیہ (مثل،

برابر، کی طرح وغیرہ) کا ذکر کئے بغیر بیوی سے یہ کہا کہ: ’’تو میری ماں ہے‘‘، یا ’’میری بہن ہے‘‘، یا ’’میری بیٹی ہے‘‘، تو اگرچہ بیوی سے اِس طرح کے الفاظ کا استعمال گناہ اور جھوٹ ہے؛ لیکن اُس سے ظہار کا حکم ثابت نہ ہوگا۔

ویکره قوله: أنتِ أمي و یا ابنتي ویا أختي ونحوَه. (الدر المختار) جزم بالکراهة تبعًا للبحر والنهر الخ، فقد صرحوا بأن قوله لزوجته یا أخیَّةُ مکروه. وفیه حدیث رواه أبوداؤد: أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم سمع رجلاً یقول لأمرأته: یا أخیة، فکره ذٰلك ونهیٰ عنه. (شامي / باب الظهار ۱۳۱/۵ زکریا)

بیوی سے کہا: ’’تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح حرام ہے‘‘

اگر کسی نے بیوی سے یہ کہا کہ ’’تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح حرام ہے‘‘، تو یہ صریح ظہار ہوگا اور بیوی اس پر حرام ہو جائے گی، چاہے اس کی نیت ظہار کی ہو یا نہ ہو، حتیٰ کہ اگر طلاق کی نیت سے مذکورہ الفاظ کہے پھر بھی اُسے ظہار ہی سمجھا جائے گا، اور بہرصورت کفارہ لازم ہوگا، اور کفارہ کی ادائیگی سے قبل بیوی سے تعلق حلال نہ ہوگا۔

لو قال أنت علي حرام کظهر أمي، فإن نوی الظهار أو لا نیة له أصلاً فهو ظهار، وإن نوی الطلاق لم یکن إلا ظهارًا في قول أبي حنیفة رحمه اللّٰه تعالیٰ. (بدائع الصنائع، کتاب الظهار / فصل في شرائط رکن الظهار ۳۶۷/۳ زکریا، ۹/٤ دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق ۹۸/٤ کوئٹه)

کہا: ’’اگر بیوی سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے کروں‘‘

شوہر نے بیوی سے کہا کہ ’’اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے کروں‘‘، تو اس سے بیوی پر نہ تو طلاق واقع ہوگی اور نہ ظہار ہوگا، گویا یہ کلام لغو ہے؛ بلکہ ایک طرح کی گالی کے مرادف ہے، جس سے توبہ لازم ہے۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۵۴۲/۱ کراچی)

لـو قال إن وطئتك وطئت أمي، فلا شيء عليه، كذا في غاية السروجي.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / باب الظهار ۵۰۷/۱ زكريا)

کہا: ’’تو میرے لئے خنزیر کے برابر ہے‘‘

اگر بیوی سے کہا کہ تو میرے لئے سور (خنزیر) کے برابر ہے، تو اگر طلاق دینے کی نیت تھی تب تو طلاق پڑ گئی، اور اگر بغیر کسی نیت کے یا ظہار کی نیت سے کہا تو اِس سے کچھ بھی واقع نہ ہوگا۔ (مسائل بہشتی زیور ۱/ ۵۴۳ کراچی)

وإن شبّـه الـرجـل زوجته بشيء محرمٍ من غير النساءِ، فقال الحنفية: لا يـكـون ظهـارًا، كـأنْ يقول لها: أنتِ علي كالخمر أو الخنزير أو الميتةِ؛ فإنه لا يـكـون ظهارًا، ولكن يُرجع فيه إلىٰ نيتهٖ وقصدهٖ، فإن قال: قصدتُ الطلاق كان طلاقًا بائنًا. (الموسوعة الفقهية ۲۹/ ۱۹۵ الكويت، المكتبة الشاملة)

اَجنبیہ عورت سے ظہار کرنا

اگر کوئی اَجنبیہ عورت سے ظہار کے الفاظ کہے کہ ’’تو میرے لئے میری ماں کی طرح ہے‘‘، تو اس پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوگا؛ لہٰذا بعد میں اُس کیلئے اس عورت سے شادی کرنا جائز ہے۔ (مسائل بہشتی زیور ۱/ ۵۴۰ کراچی)

ولو قال لأجنبية: أنت علي كظهر أمي إن دخلت الدار لا يصح، حتى لو تـزوجهـا فدخلت الدار لا يصير مظاهرًا بالإجماعِ. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع في الظهار ۵۰۹/۱ قديم زكريا)

نابالغ اور پاگل کا ظہار

نابالغ اور پاگل کی جس طرح طلاق معتبر اور نافذ نہیں ہوتی، اِسی طرح اُس کے ظہار کا بھی شرعاً کوئی اعتبار نہیں ہے۔ (مسائل بہشتی زیور ۱/ ۵۴۰ کراچی)

فلا يصح ظهار الذمي كالصبي والمجنون. (الفتاویٰ الهندية ۵۰۶/۱ زكريا)

بیوی کی طرف سے ظہار معتبر نہیں

بیوی کا اپنے کو اپنی ماں یا شوہر کی ماں وغیرہ کی طرح کہنا لغو ہے، اگر عورت ایسا کوئی جملہ کہہ دے تو اِس سے کوئی حرمت اور کفارہ متعلق نہیں ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۳۰/۱۳ ڈابھیل)

وظهارها منه لغو، فلا حرمة عليها ولا كفارة، به يفتى (الدر المختار) أي إذا قالت: أنت علي كظهر أمي أو أنا عليك كظهر أمك، فهو لغو؛ لأن التحريم ليس إليها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الظهار، مطلب ما يسوّغ فيه الاجتهاد ۱۲۷/۵ زكريا، ۴۶۷/۳ كراچی، ومثله في البحر الرائق ۱۵۹/۴، قاضي خان على الفتاوىٰ الهندية ۵۴۳/۱)

ظہار مطلق کا حکم

ظہار مطلق کا حکم یہ ہے کہ وہ عورت اگرچہ نکاح میں رہے گی اور اُس کو دیکھنا اور اُس سے بات چیت کرنا جائز رہے گا؛ لیکن کفارہ ادا کرنے سے پہلے اُس سے صحبت کرنا، بوسہ لینا اور شہوت کے ساتھ چھونا وغیرہ سب حرام رہے گا، خواہ کتنے ہی سال گذر جائیں۔ اور جب حسبِ شرائط کفارہ ادا کردیا جائے گا تو اَب وہ دونوں حسبِ سابق میاں بیوی کی طرح رہیں گے۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۵۴۰/۱ کراچی)

فيحرم وطؤها عليه ...... ودواعيه للمنع عن التماس الشامل للكل، وكذا يحرم عليها تمكينه، ولا يحرم النظر (الدر المختار) وفي الشامية: قوله تعالىٰ: ﴿مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا﴾ فإنه شامل للوطء ودواعيه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الظهار ۱۲۸/۵-۱۲۹ زكريا)

ظہار مؤقت کا حکم

اگر مقررہ وقت کے لئے بیوی کو اپنی ماں کی پیٹھ کی طرح حرام قرار دیا ہے، (مثلاً کہا کہ تو ایک ہفتہ یا ایک مہینہ کے لئے ماں کے مانند ہے) تو وقت گذرنے کے بعد حلت لوٹ آئے گی؛

البتہ وقت کے اندر اندر بلا کفارہ بیوی سے انتفاع درست نہ ہوگا۔

ولو قيده بوقتٍ سقط بمضيّه (الدر المختار) فلو أراد قربانَها داخل الوقت لا يجوز بلا كفارةٍ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الظهار ۱۳۰/۵ زكريا)

ويصح أن يكون مؤقتًا بمدةٍ معينةٍ، مثل أن يقول الرجل لزوجته: أنتِ علي كظهر أمي شهرًا، فإذا قال لها ذٰلك كان مظاهرًا منها في تلك المدة، فإذا عزم علىٰ قربانها فيها وجبت عليه الكفارة، فإذا مضى الوقت زال الظهار، وحلت المرأة بلا كفارةٍ، وهٰذا عند الحنفية والحنابلة والشافعية في الأظهر.

(الموسوعة الفقهية ۱۹۱/۲۹ الكويت، المكتبة الشاملة)

ایک مجلس میں کئی مرتبہ ظہار کرنا

اگر ایک شخص نے بیوی سے کئی مرتبہ ظہار کرلیا، مثلاً ''تو میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے'' جیسے الفاظ کئی مرتبہ کہے، خواہ ایک مجلس میں یا کئی مجلسوں میں، تو جتنی مرتبہ اس نے الفاظ ظہار کہے ہوں گے، اتنے کفارے دینا اس پر واجب ہوگا؛ البتہ اگر یہ الفاظ ایک ہی مجلس میں کہے ہوں اور دوسری اور تیسری مرتبہ کہنے سے محض تاکید اور پختگی کی نیت کی ہو، نئے سرے سے ظہار کرنا مقصود نہ ہو تو پھر اس کی بات پر اعتماد کرتے ہوئے ایک کفارہ دینے کا حکم ہوگا۔ اور اگر الگ الگ مجالس میں الفاظِ ظہار کہے ہوں تو تاکید کا دعویٰ قبول نہ ہوگا؛ بلکہ ہر مرتبہ کہنے پر الگ سے کفارہ لازم ہوگا۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۵۴۲/۱ کراچی)

ظاهر من امرأته مرارًا في مجلس أومجالس فعليه لكل ظهار كفارة،فإن عنى التكرار والتاكيد فإن بمجلس صدق قضاءً وإلا لا على المعتمد. (الدر المختار مع تنوير الأبصار على الشامي، كتاب الطلاق / باب الظهار ۱۳۲/۵-۱۳۳ زكريا)

ظہار کر کے چھوڑے رکھنے پر بیوی کا کفارہ ادا کرنے کا مطالبہ کرنا

اگر ظہار کر کے بیوی کو چھوڑے رکھا اور صحبت بھی نہیں کی، اسی طرح چار مہینے گذر گئے تو

بیوی کو از روئے شرع اس کی اجازت ہے کہ وہ شوہر سے کہے کہ آپ کفارہ ادا کر کے میرا حق ادا کریں۔ اور اِس بارے میں وہ اپنا مقدمہ شرعی عدالت یا محکمہ شرعیہ میں بھی پیش کرسکتی ہے، اور قاضی اُس عورت کے حق میں فیصلہ کرتے ہوئے شوہر کو کفارہ اَدا کرنے کا پابند کرے گا۔

وللمرأة أن تطالبه بالوطء لتعلق حقّها بهٖ الخ، وعلى القاضي إلزامه بهٖ بالتكفير دفعًا للضرر عنها بحبسٍ أو ضربٍ إلیٰ أن يكفر أو يطلقَ (الدر المختار) وقد يقال فائدة الإجبار على التكفير رفعُ المعصية أي أن الظهار معصيةٌ حاملة لهٗ على الامتناع من حقها الواجب عليه ديانةً، فيأمره برفعها لتَحلَّ لهٗ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الظهار / باب الظهار ۱۳۰/۵ زكريا)

اگر درمیان میں کفارہ کا روزہ چھوڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

اگر روزوں کے ذریعہ ظہار کا کفارہ ادا کر رہا تھا کہ درمیان میں اس نے کوئی روزہ چھوڑ دیا، تو اُس کے لئے لازم ہے کہ ازسرنو دو ماہ کے روزے رکھے، خواہ عذر کی وجہ سے روزہ توڑا ہو یا بغیر عذر کے، جان بوجھ کر ہو یا بھول کر غلطی سے، بہرصورت دوبارہ سارے روزے رکھنے پڑیں گے۔

(مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۱/۵۴۱ کراچی)

فإن أفطر بعذر كسفر ونفاس أو بغيره أو وطئها فيهما أي الشهرين مطلقًا ليلاً أو نهارًا عامدًا أو ناسيًا استونف الصوم لا الإطعام. (الدر المختار مع الشامي / باب الكفارة ۱٤۱/۵-۱٤۲ زكريا)

بیوی نے شوہر سے کہا ’’تو میرا باپ ہے میں تیری بیٹی‘‘

اگر بیوی اپنے شوہر کو باپ کہے یا شوہر اپنی بیوی کو بیٹی کہے، تو اِس سے طلاق واقع نہیں ہوتی؛ لیکن ایسا جملہ زبان سے نکالنا نہایت نامناسب ہے۔

ولا يكون الظهار إلا من جهة الزوج عند أبي يوسف ومحمدؒ. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ۱٦۹/۵ رقم: ۷۵٦٤ زكريا)

فقد أخرج عبد الرزاق عن ابن جريج تظاهرها قالت: هو عليها كأبيها، قال: يمين، ليس هي بظهارٍ، حرمت ما أحل الله لها. (المصف لعبد الرزاق / باب تظاهر المرأة ٤٤٣/٦ رقم: ١١٥٩٥ المجلس العلمي)

وركنه: لفظ مخصوص هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح أو كناية ...... وأراد اللفظ ولو حكمًا. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤٣١/٤ زكريا)

ولا تكون المراة مظاهرة من زوجها عند محمد رحمه الله، والفتوىٰ عليه وهو الصحيح هٰكذا في السراج الوهاج. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / باب الظهار ٥٠٧/١ قديم زكريا)

والمرأة إذا ظاهرت من زوجها كان باطلًا لا يلزمها الكفارة. (خانية على الهندية، كتاب الطلاق / باب الظهار ٥٤٣/١ زكريا)

وظهارها منه لغو، فلا حرمة عليها ولا كفارة به يفتى. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الظهار ١٢٧/٥ زكريا)

ظہار کا کفارہ

جو شخص اپنی بیوی سے ظہار کرلے اُس کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا ہے، اَب چوں کہ غلاموں کا وجود نہیں ہے، اِس لئے یا تو دو مہینے کے مسلسل روزے رکھے، اور اگر روزے رکھنے کی قدرت نہ ہو، مثلاً شدید بیمار یا معذور ہوجائے، تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلائے۔

﴿اَلَّذِیْنَ یُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِسَآءِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا﴾ [المجادلة، جزء آیت: ۳]

هي تحرير رقبة الخ، فإن لم يجد ما يعتق صام شهرين الخ، متتابعين قبل المسيس الخ. فإن عجز عن الصوم أطعم ستين مسكينًا. (تنوير الأبصار مع الدر المختار / باب الكفارة ١٣٤/٥ -١٤٣ زكريا، تبيين الحقائق ٢٠٦/٣ بيروت)

ظہار کا کفارہ دینے سے پہلے ہم بستری کرلی

اگر کفارہ ادا کرنے سے پہلے بیوی سے صحبت کرلی، تو اس کی وجہ سے دوسرا کفارہ واجب نہ ہوگا؛ البتہ چوں کہ اُس نے بہت بڑا گناہ کیا ہے، اِس لئے اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے، اور کفارہ ادا کئے بغیر آئندہ بیوی کے پاس ہرگز نہ جائے، اور بیوی کو بھی چاہئے کہ جب تک شوہر ظہار کا کفارہ نہ دے اسے اپنے پاس نہ آنے دے۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۱؍۵۴۰ کراچی)

فإن وطء قبله تاب واستغفر وكفر للظهار فقط (الدر المختار) ...... عن رسول الله ا أن رجلاً ظاهر من امرأته فوقع عليها قبل أن يكفر، فبلغ ذٰلك النبي ا فأمره أن يستغفر الله تعالىٰ، ولا يعود حتى يكفر. وفي الدر المختار: ولا يعود لوطئها ثانيًا قبل الكفارة الخ. وعليها أن تمنعه من الاستمتاع حتى يكفر.

(الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الظهار ۵/۱۲۹-۱۳۰ زكريا)

کفارۂ ظہار کے روزوں کے درمیان بیوی سے ہم بستری کرلی

روزوں کے ذریعہ ظہار کا کفارہ ادا کرنے کے دوران اگر بیوی سے ہم بستری کرلی، خواہ دن میں روزہ کی حالت میں ہو یا رات میں، اِسی طرح جان بوجھ کر کی ہو یا بھولے سے، بہرصورت ازسرنو دو مہینے کے روزے رکھنے پڑیں گے، اور ماقبل کے سب روزے غیرمعتبر ہوجائیں گے۔

أو وطئها فيهما أي الشهرين مطلقًا ليلاً أو نهارًا عامدًا أو ناسيًا استؤنف الصوم (الدر المختار) فعند جماع المظاهر منها إنما يقطع التتابع إن أفسد الصوم. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الكفارة ۵/۱۴۱ زكريا)

ولو جامعها في خلال الصوم جماعًا يفسد الصوم، يستقبل الصوم، ولو جامعها ليلاً أو نهارًا ناسيًا لصومه استقبل في قول أبي حنيفة ومحمد، وقال أبو يوسف: يمضي فيه، وفي شرح الطحاوي: ولو جامعها بالنهار عامدًا استأنف

بـالاتفاق، ولو أنه جامع امرأته التي لم يظاهر منها نهارًا عامدًا فإنه يستقبل الصوم بالاتفاق. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / مسائل المحلل وغيرها ۱۷۵/۵ رقم: ۷۵۸۷ زكريا)

جس بیوی سے ظہار کیا ہے اس کے علاوہ دوسری بیوی سے ہم بستری کرلی

اگر کسی شخص کے دو بیویاں ہوں، پھر ایک سے ظہار کر کے روزوں کے ذریعہ کفارہ ادا کر رہا ہو، اور درمیان میں دوسری بیوی جس سے ظہار نہیں کیا تھا، جماع کرلیا، تو اگر دن میں جان بوجھ کر ہم بستری کی ہو تو بالاتفاق ازسرنو دو مہینے کے روزے رکھنے ہوں گے؛ اِس لئے کہ روزہ کا تسلسل باقی نہیں رہا؛ البتہ رات میں اُس سے ہم بستری کی ہو تو اس صورت میں ازسرنو روزے رکھنا ضروری نہیں؛ کیوں کہ روزہ کا تسلسل برقرار ہے (اور یہی حکم دن میں ناسیاً کھانے پینے یا جماع کرنے میں بھی ہے)

أما لو وطي غيرها وطأ غير مفطر لم يضر اتفاقًا (الدر المختار) كأن وطئها ليلاً مطلقًا أو نهارًا ناسيًا، كذا في الهندية. أما إن وطئها نهارًا عامدًا بطل صومه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكفارة ۱٤۱/۵ زكريا)

کفارۂ ظہار کے روزوں کے درمیان رمضان یا ایامِ تشریق آجائیں تو اعادہ لازم ہے

اگر کوئی شخص روزوں کے ذریعہ ظہار کا کفارہ ادا کر رہا ہے تو اُس کے لئے ضروری ہے کہ ایسے مہینوں میں روزے شروع کرے کہ مسلسل دو مہینوں کے درمیان رمضان، عیدالفطر یا ایام تشریق نہ آئیں، اگر دو مہینے پورے ہونے سے پہلے مذکورہ دنوں میں سے کوئی ایک دن بھی آگیا، تو اُس پر ازسرنو دو مہینے کے روزے رکھنا لازم ہوگا؛ کیوں کہ روزہ کا تسلسل باقی نہیں رہا۔

فإن لم يجد ما يعتق صام شهرين متتابعين قبل المسيس ليس فيهما

رمضان وأيام نهى عن صومها (تنوير الأبصار) لأنه في حق الصحيح المقيم لا يسع غير فرض الوقت ...... والمراد بالأيام المنهية يوم العيد وأيام التشريق؛ لأن الصوم بسبب النهي فيها ناقص فلا يتأدى به الكامل. (تنوير الأبصار مع رد المحتار، كتاب الطلاق / باب الكفارة ۱۳۸/۵-۱۴۰ زكريا، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب العاشر في الكفارة ۵۱۲/۱ قديم زكريا)

وفي شرح الطحاوي: ولو جاء يوم النحر أو أيام التشريق أو يوم الفطر فإنه يستقبل أيضًا، وإن صام هٰذه الأيام ولم يفطر. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / مسائل المحلل وغيرها ۱۸۰/۵ رقم: ۷۵۹۸ زكريا)

اگر درمیان میں کفارہ کا روزہ چھوڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

اگر روزوں کے ذریعہ ظہار کا کفارہ ادا کر رہا تھا کہ درمیان میں اس نے کوئی روزہ چھوڑ دیا، تو اُس کے لئے لازم ہے کہ از سرنو دو ماہ کے روزے رکھے، خواہ عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑا ہو یا بغیر عذر کے، جان بوجھ کر ہو یا بھول کر غلطی سے، بہرصورت دوبارہ سارے روزے رکھنے پڑیں گے۔
(مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۵۴۱/۱ کراچی)

فإن أفطر بعذر كسفر ونفاس أو بغيره أو وطئها فيهما أي الشهرين مطلقًا ليلاً أو نهارًا عامدًا أو ناسيًا استونف الصوم لا الإطعام. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكفارة ۱۴۱/۵-۱۴۲ زكريا)

کفارۂ ظہار میں ۶۰ رمسکینوں کو صدقہ فطر کے بقدر غلہ دینا

اگر کوئی شخص کفارۂ ظہار میں ۶۰ رمسکینوں کو صبح وشام کھانا کھلانے کے بجائے ہر ایک کو ایک صدقہ فطر کے بقدر غلہ گیہوں، کھجور، کشمش دیدے، تو اس سے بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔

فإن عجز عن الصوم أطعم أي ملك ستين مسكينًا كالفطرة (الدر

الـمـختار) أي ملك، الإطعام لا يختص بالتمليك؛ لكن المراد به هنا التمليك، وبـمـا يعده الإباحة، ولذا قال في البدائع: إذا أراد التمليك أطعم كالفطرة ...... أي نـصف صاع من بر أو صاعًا من تمر أو شعير ودقيق كل كأصله. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكفارة ۱۴۳/۵ زكريا)

فـإذا أراد أن يـطعم طعام التمليك يطعم لكل مسكين نصف صاع من بر أو صـاعًـا من تـمرٍ أو شعيرٍ. وفي شرح الطحاوي: أو نصف صاع من زبيب في قـول أبـي حـنيفة، وفي قولهما: صاعًا من زبيبٍ، كما في صدقة الفطر. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / مسائل المحلل وغيرها ۱۸۰/۵-۱۸۱ رقم: ۷۶۰۰ زكريا)

صبح ایک مسکین کو اور شام دوسرے مسکین کو کھانا کھلانا

اگر کوئی شخص کھانا کھلا کر ظہار کا کفارہ ادا کرنا چاہتا ہے تو صبح جن ۶۰ر مسکینوں کو کھانا کھلایا ہے، شام کو بھی انہیں ہی کھلانا ضروری ہے، اگر شام کو دوسرے ۶۰ر مسکینوں کو کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔

ولـو غـدى إنسـانًـا وعشـى آخـر لـم يجز. وفي المجرد عن أبي حنيفة رحـمـه الـلّٰه: إذا غدى ستين، وعشى آخرين لا يجوز. (الـفتـاویٰ التـاتارخانية، كتاب الطلاق / مسائل المحلل وغيرها ۱۸۲/۵ رقم: ۷۶۰۳ زكريا)

۱۲۰ر مسکینوں کو ایک وقت کھانا کھلا دیا

اگر کوئی شخص کفارۂ ظہار میں صبح وشام ۶۰-۶۰ر مسکینوں کو کھانا نہ کھلا کر ایک ہی وقت ۱۲۰ر مسکینوں کو کھلا دے، تو صرف ۶۰ر مسکینوں کا ایک وقت کا کھانا قرار دیا جائے گا، اور کفارہ کی تکمیل کے لئے انہی ۱۲۰ر مسکینوں میں سے ۶۰ر مسکینوں کو ایک وقت اور کھانا کھلانا ہوگا، اس کے بغیر کفارہ کامل نہ ہوگا۔

أطعم مائة وعشرين لم يجز إلا عن نصف الإطعام، فيعيد علىٰ ستين منهم غداء أو عشاءً، ولو في يوم آخر للزوم العدد مع المقدار. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الكفارة ۱۴۸/۵ زكريا)

ولو أطعم مائةً وعشرين مسكينًا في يوم واحد أكلة واحدة مشبعة لم يجزه إلا عن نصف الإطعام، فإن أعاد الإطعام علىٰ ستين مسكينًا منهم أجزاه.

(الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / مسائل المحلل وغيرها ۱۸۲/۵ رقم: ۷۶۰۴ زكريا)

ایک وقت کھلا کر دوسرے وقت کی قیمت دینا

اگر کوئی شخص کفارۂ ظہار میں ایک وقت ۶۰ ؍مسکینوں کو کھانا کھلا کر دوسرے وقت کے کھانے کی قیمت دیدے، تو ایسا کرنا جائز ہے، اس سے بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔

وإذا غداهم وأعطاهم قيمة العشاء أو عشاهم وأعطاهم قيمة الغداء يجوز. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / مسائل المحلل وغيرها ۱۸۳/۵ رقم: ۷۶۰۶ زكريا)

وإن أراد الإباحة فغداهم وعشاهم أو غداهم وأعطاهم قيمة العشاء أو عكسه. (الدرالمختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكفارة ۱۴۴/۵ زكريا)

ایک ہی مسکین کو ۶۰ ؍مسکینوں کا کھانا دینا

اگر کسی شخص نے ۶۰ ؍مسکینوں کو صبح وشام کھانا نہ کھلا کر صرف ایک ہی مسکین کو ۶۰ ؍مسکینوں کا پورا کھانا یا اُس کی قیمت یک مشت دیدی تو یہ صرف ایک وقت کے کھانے کی طرف سے ادائیگی سمجھی جائے گی، ہاں اگر روزانہ ایک مسکین کے بقدر کھانا، غلہ یا پیسے وغیرہ اسے دیتا رہے تو اس سے بلاشبہ کفارۂ ظہار ادا ہو جائے گا۔

ولو أباحه كل الطعام في يوم واحدٍ دفعة أجزأ عن يومه ذٰلك فقط اتفاقًا، وكذا إذا ملكه الطعام بدفعات في يوم واحدٍ على الأصح، ذكره الزيلعي لفقد التعدد حقيقة وحكمًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكفارة ۱۴۵/۵ زكريا)

وإذا أعطیٰ مسکینًا واحدًا طعام ستین مسکینًا في یوم واحد بدفعة واحدة لا یجوز، ولو صرف إلیه طعام ستین مسکینًا في ستین یومًا جاز عندنا.

(الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الطلاق / مسائل المحلل وغیرها ۱۸۳/۵ رقم: ۷۶۰۸ زکریا)

ظہار کے کفارہ میں کھانا کس کو کھلائیں؟

کفارۂ ظہار کا کھانا اپنے اصول: باپ، دادا، پردادا، ماں، نانی اور فروع: بیٹا، پوتا، بیٹی، پوتی، نواسا، نواسی کو، اسی طرح زوجین کا ایک دوسرے کو کھلانا جائز نہیں، نیز سادات کو بھی کھلانا درست نہیں، اِس کے علاوہ رشتہ دار اگر غریب ہوں یا محلّہ میں گاؤں بستی میں غریب ومسکین لوگ ہوں، ان کو کھلانے سے کفارہ ادا ہوجائے گا۔

فلا یجوز إطعام أصله وفرعه وأحد الزوجین ومملوکه والهاشمي، ویجوز إطعام الذمي لا الحربي ولو مستأمنًا. (شامي، کتاب الطلاق / باب الکفارة ۱٤٤/۵ زکریا)

۶۰؍ مسکینوں کو ایک دن صبح وشام کھلانا یا ایک مسکین کو ۶۰؍ دن کھلانا

کفارۂ ظہار میں ۶۰؍ مسکینوں کو ایک ایک کرکے ۶۰؍ دنوں تک کھانا کھلانا ضروری نہیں؛ بلکہ اگر ۶۰؍ مسکینوں کو ایک ساتھ صبح وشام کھانا کھلادے یا ایک وقت کھلاکر دوسرے وقت کی قیمت دیدے تب بھی جائز ہے، اور اگر ایک ہی مسکین کو ۶۰؍ دن صبح وشام یا ۱۲۰؍ دن ایک وقت کھلائے تو اس کی بھی اجازت ہے۔

وإن أراد الإباحة فغداهم وعشاهم أو غداهم وأعطاهم قیمة العشاء أو عکسه أو أطعمهم غدائین أو عشاءین أو عشاء وسحورًا وأشبعهم جاز.

(الدرالمختار مع الشامي، کتاب الطلاق / باب الکفارة ۱٤٤/۵ زکریا)

وعن الحسن بن زیاد عن أبي حنیفة إذا غدی واحداً مائة وعشرین یوماً أجزأه. (شامي، کتاب الطلاق / باب الکفارة ۱٤۵/۵ زکریا)

کفارۂ ظہار میں کھانا کھلانے کا وکیل بنانا

کفارۂ ظہار جس طرح ساٹھ مسکینوں کو از خود کھانا کھلانے سے ساقط ہوجاتا ہے، اسی طرح اگر کوئی دوسرے کو وکیل بنادے اور وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے تو اس سے بھی کفارہ ادا ہوجائے گا۔

أمر غيره أن يطعم عنه عن ظهاره ففعل ذٰلك الغير صح. (الدر المختار) قيد بالأمر؛ لأنه لو أطعم عنه بلا أمر لم يجز بالإطعام. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكفارة ١٤٥/٥ زكريا)

کھانا کھلانے کے دوران بیوی سے صحبت کرلی

اگر کھانا کھلا کر کفارۂ ظہار ادا کررہا تھا کہ درمیان میں بیوی سے صحبت کرلی، تو اب ازسرِنو ۶۰ر مسکینوں کھلانا ضروری نہیں؛ بلکہ اسی سلسلہ کو پورا کرکے ساٹھ کو کھلا دے؛ البتہ توبہ واستغفار اس پر بہرحال لازم ہے۔ (مسائل بہشتی زیور ۱؍۵۴۱ کراچی)

قال الحسن: إن أطعم بعض المساكين ثم وقع على امرأته فلا ينهدم ولكن ليطعم ما بقي. (المنصف لعبد الرزاق / باب المظاهر يصوم ثم يوسر للعتق ٤٢٧/٦ رقم: ١١٥٠٨)

استؤنف الصوم لا الإطعام إن وطئها في خلاله لإطلاق النص في الإطعام وتقييده في تحرير وصيام. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الكفارة ١٤٢/٥ زكريا)

ولو جامعها في خلال الإطعام لم يلزمه الاستقبال. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / مسائل المحلل وغيرها ١٧٥/٥ رقم: ٧٥٨٧ زكريا)

کتاب الا یلاء

(بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانا)

اِیلاء کے مسائل

اِیلاء کی لغوی تعریف

عربی زبان میں اِیلاء کے معنی ’’مطلق قسم کھانے‘‘ کے آتے ہیں۔

فالإیلاء في اللغة: عبارة عن الیمین، یقال: آلیٰ أي حلف. (بدائع الصنائع، کتاب الطلاق / الکلام في الإیلاء ۳/۲۵۳ زکریا)

زمانۂ جاہلیت میں اِیلاء کا تصور

اسلام کی آمد سے قبل زمانۂ جاہلیت میں ایلاء کو عورت کی ایذاء رسانی کے لئے بطور ہتھیار استعمال کیا جاتا تھا، جب کوئی مرد اپنی بیوی سے ناراض ہوتا تو لمبی مدت کے لئے اُس کے پاس نہ جانے کی قسم کھالیتا تھا، جس کی وجہ سے عورت معلقہ بن کر رہ جاتی تھی، نہ تو شوہر اُس کا حق ادا کرتا تھا، اور نہ ہی وہ آزاد ہوکر کسی دوسرے سے نکاح کرسکتی تھی۔

قال عبد اللّٰه بن عباس رضي اللّٰه عنهما: کان إیلاء الجاهلیة السنة والسنتین، وأکثر من ذٰلك، یقصدون بذٰلك إیذاء المرأة عند المساءة. (الجامع لأحکام القرآن الکریم للقرطبي ۳/۱۰۳ دار إحیاء التراث العربي بیروت)

کان الرجل في الجاهلیة إذا غضب من زوجتهٖ حلف أن لا یطأها السنة والسنتین، أو أن لا یطأها أبدًا، ویمضي في یمینهٖ من غیر لومٍ أو حرجٍ، وقد تقضي المرأة عمرَها کالمعلقة، فلا هي زوجةٌ تتمتع بحقوق الزوجة، ولا هي مطلقةٌ تستطیع أن تتزوج برجلٍ آخر، فیغنیه اللّٰه من سعتهٖ. (الموسوعة الفقهیة ۷/۲۲۱ الکویت)

شریعت کی نظر میں ’’اِیلاء‘‘ کا مفہوم

چوں کہ طویل المیعاد مدت تک اِیلاء کو باقی رکھنے میں عورت کی شدید حق تلفی ہوتی تھی، اِس لئے اِسلامی شریعت میں اِس معاملہ میں وقت کی تحدید کردی گئی، اور وہ تحدید آزاد عورت کے حق میں چار مہینے

اور باندی کے حق میں دو مہینے ہے۔ پس اگر کوئی شخص اپنی آزاد بیوی سے چار مہینے یا اُس سے زیادہ مدت تک جماع نہ کرنے کی قسم کھالے، تو اگر چار مہینے کے اندر اُس سے جماع نہ کیا تو یہ مدت گذرتے ہی اُس پر ایک طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی، اور بیوی نکاح سے باہر ہوجائے گی۔ اور اگر چار مہینے کے اندر جماع کرلیا تو قسم ٹوٹ جائے گی، جس کا کفارہ ادا کرنا ہوگا؛ لیکن کوئی طلاق یا تفریق واقع نہ ہوگی۔

چناں چہ قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا گیا:

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآئُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ. وَاِنْ عَزَمُوْا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ. (البقرة: ۲۲۶-۲۲۷)

جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس جانے سے قسم کھالیتے ہیں، اُن کے لئے چار مہینے کی مہلت ہے، پھر اگر باہم مل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے، اور اگر طلاق کا پختہ ارادہ کرلیا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

بلاشبہ اِس بارے میں شریعت کا مقرر کردہ اُصول ہر اعتبار سے بہتر اور انجام کے اعتبار سے مفید ہے، اِس کی وجہ سے بیوی معلقہ بننے سے بچ جاتی ہے، اور شوہر کو اُس پر صریح ظلم کا موقع نہیں رہتا۔

فلما جاء الإسلام أنصف المرأة ووضع للإيلاء أحكامًا خففت من إضراره، وحدد للمولي أربعة أشهرٍ، وألزمه إما بالرجوع إلىٰ معاشرة زوجه وإما بالطلاق عليه. (الموسوعة الفقهية ۲۲۱/۷ الكويت، المكتبة الشاملة)

هو الحلف علىٰ ترك قِربانها مدته الخ. وحكمه وقوع طلقة بائنة إن برّ ولم يطأ الخ. والمدة أقلها للحرة أربعة أشهر وللأمة شهران، ولا حدّ لأكثرها فلا إيلاء بحلفه علىٰ أقل من الأقلين. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ۵۷/۵-۶۱ زكريا، مجمع الأنهر ۹۴/۲-۹۵ فقيه الأمة، البحر الرائق ۱۰۰/۴، مستفاد: مسائل بهشتی زیور ۵۳۷/۱)

چار مہینے کی مدت کی تعیین کیوں؟

یہاں یہ سوال ہوسکتا ہے کہ شریعت نے اِیلاء کے مسئلہ میں چار مہینے کی مدت ہی کیوں متعین کی؟ اِس کی کیا وجہ ہے؟ تو اِس بارے میں حضراتِ علماء نے یہ لکھا ہے کہ عام حالات میں عورت کے لئے چار مہینے سے زیادہ شوہر سے الگ رہنا مشکل ہوتا ہے۔ چناں چہ منقول ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ رات میں مدینہ منورہ میں گشت فرمارہے تھے، تو آپ نے ایک گھر سے چند اشعار کی آواز سنی، جن میں کوئی عورت اپنے شوہر کی جدائی پر بے قراری کا اظہار

کررہی تھی، صبح کو آپ نے اُس عورت کو بلایا، اور اُس سے پوچھا کہ تمہارا شوہر کہاں ہے؟ تو اُس نے کہا کہ آپ نے اُس کو عراق کی جنگ میں بھیج رکھا ہے، تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیگر عورتوں سے اِس کی تحقیق کی کہ عورت زیادہ سے زیادہ کتنے دن تک شوہر کی جدائی پر صبر کرسکتی ہے؟ تو یہ بات واضح ہوئی کہ چار مہینے کی مدت پر عورت کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوجاتا ہے۔ یہ معلوم ہونے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حکم جاری کردیا کہ کسی بھی سپاہی کو چار مہینے سے زیادہ بیک وقت جہاد کے لئے نہ بھیجا جائے، اور ایسا نظام بنایا جائے کہ ہر سپاہی چار مہینے میں گھر لوٹ آئے، پھر اُس کی جگہ دوسرے کو بھیجا جائے۔

وقد قيل: الأربعة الأشهر هي التي لا تستطيع ذات الزوج أن تصبر عنه أكثر منها؛ وقد روي أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه كان يطوف ليلة بالمدينة، فسمع امرأة تنشد:

ألا طال هٰذا الليل واسود جانبه ❖ وأرّقني أن لا حبيب ألاعبه

فوالله لولا الله لا شيء غيره ❖ لزُعزع من هٰذا السرير جوانبه

مخافة ربي والحياء يكفّني ❖ وإكرامَ بعلي أن تُنال مراكِبُه

فلما كان من الغد استدعى عمر بتلك المرأة قال لها: أين زوجك؟ فقالت: بعثتَ به إلى العراق! فاستدعى نساء، فسألهن عن المرأة كم مقدار ما تصبر عن زوجها؟ فقلن شهرين، ويَقِلّ صبرها في ثلاثة أشهر، وينفَدُ صبرها في أربعة أشهر، فجعل عمر مدة غزوِ الرجل أربعة أشهر؛ فإذا مضت أربعةُ أشهر استردّ الغازين ووجه بقوم آخرين؛ وهٰذا والله أعلم يقوي اختصاص مدة الإيلاء بأربعة أشهر.

(الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي / سورة البقرة ۱۰۸/۳ دار إحياء التراث العربي بيروت)

چار مہینے سے کم میں صحبت نہ کرنے کی قسم کھانا

ایلاءِ شرعی کے وقوع کے لئے چار مہینہ یا اُس سے زیادہ مدت میں بیوی سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھانا شرط ہے، پس اگر کوئی شخص چار مہینے سے کم مدت میں صحبت نہ کرنے کی قسم کھائے، یا چار مہینے میں سے ایک دن کا بھی استثنیٰ کرکے قسم کھائے، تو اُس سے ایلاء کا وقوع نہ ہوگا۔ یعنی مذکورہ مدت بغیر صحبت کے گذر جانے پر بیوی پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ (البتہ اگر اِس مدت میں صحبت کرلی تو حانث ہونے کی وجہ سے شوہر پر قسم کا کفارہ واجب ہوگا)

الإیلاء: هو الیمین علیٰ ترك وطء المنكوحة أربعة أشهر، حتی لو عقد یمینه علیٰ ترك وطء المنكوحة أقل من أربعة أشهر لا یكون الإیلاء؛ بل یكون یمینا.

(الفتاویٰ التاتارخانیة / الفصل الخامس والعشرون ۱۸٤/٥ رقم: ۷٦۱۲ زكریا)

نبی اکرم ﷺ کا اِیلاءِ صوری فرمانا

بعض وجوہات کی وجہ سے ناگواری پیش آنے کی بناپر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تنبیہ ایک مہینے تک ازواجِ مطہرات کے پاس نہ جانے کی قسم کھالی تھی؛ چناں چہ ایک مہینے تک آپ سب ازواجِ مطہرات سے الگ ہوکر بالا خانے میں تشریف فرما رہے، اور جب مہینہ (۲۹؍دن کا) پورا ہوا، اور آیاتِ تخییر نازل ہوئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، اور اُنہیں آیاتِ تخییر سنا کر اپنے والدین محترمین سے مشورہ کے بعد کوئی فیصلہ کرنے کی تلقین کی، چناں چہ بشمولِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سبھی اَزواجِ مطہرات نے دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو ترجیح دیتے ہوئے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وفاداری کا اظہار کیا۔ اِس بارے میں تفصیلی روایات بخاری شریف، کتاب المظالم والغصب / باب اماطۃ الاذیٰ ۱؍۳۳۵ حدیث نمبر: ۲۴۰۵ ف: ۲۴۶۹ اور مسلم شریف وغیرہ میں موجود ہیں۔

اِس واقعہ میں چوں کہ چار مہینے یا اُس سے زیادہ کی قسم نہیں کھائی گئی ہے، اِس لئے یہ واقعہ ''اِیلاء شرعی'' کا تو نہیں ہے؛ البتہ صورۃً یہ اِیلاء ہے، اِسی لئے حدیث کی بعض روایات میں اِس پر بھی اِیلاء کا اطلاق کردیا گیا ہے۔

تاہم اِس میں کوئی طلاق یا کفارہ وغیرہ واجب نہیں ہوا؛ کیوں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مہینے تک اَزواجِ مطہرات کے پاس نہ جانے کی اپنی قسم پوری فرمالی تھی۔

ذیل میں ایلاء سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

اِیلاء کا رکن

اِیلاء شرعی کا رکن یہ ہے کہ شوہر اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی قسم کھا کر (یا شرط وجزاء کے ذریعہ اپنے اوپر ایسی چیز لازم کرکے جس کو عمل میں لانا اُس پر شاق ہو) ایسا لفظ بولے جو بیوی سے چار مہینے یا اُس سے زائد جماع نہ کرنے پر دلیل ہو، مثلاً یہ کہے کہ: ''اللہ کی قسم میں کبھی

بیوی کے پاس نہ جاؤں گا"۔ یا مثلاً یہ کہے کہ: "اگر میں بیوی سے جماع کروں، تو مجھ پر پانچ سو روپئے صدقہ کرنا لازم ہے"، وغیرہ۔

پس معلوم ہوا کہ اگر قسم کھائے بغیر شوہر مطلقاً بیوی کے پاس جانے سے رک جائے تو اِیلاء کا تحقق نہ ہوگا۔

وأما ركنه: فهو اللفظ الدالُ علىٰ منع النفس عن الجمع في الفرج مؤكدًا باليمين بالله تعالىٰ أو بصفاته أو باليمين بالشرط والجزاء. حتى لو امتنع من جماعها أو هجرها سنة أو أكثر من ذلك، لم يكن موليًا ما لم يأت بلفظ يدل عليه؛ لأن الإيلاء يمينٌ لما ذكرنا، واليمين تصرف قولي، فلا بد من القول. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام ٢٠٤/٣)

والإيلاء في الاصطلاح: يعرفه الحنفية أن يحلف الزوج بالله تعالىٰ أو بصفة من صفاته الذي يحلف بها: أن لا يقرب زوجته أربعة أشهر أو أكثر، أو أن يعلق علىٰ قربانها أمرًا فيه مشقة علىٰ نفسه الخ. (الموسوعة الفقهية ٢٢١/٧ الكويت)

ایلاء کی مدت

آزاد عورت کے حق میں ایلاء کی مدت کم از کم چار مہینے اور باندی کے لئے دو مہینے ہے۔

والمدة أقلها للحرة أربعة أشهر، وللأمة شهران، ولا حدّ لأكثرها، فلا إيلاء بحلفه علىٰ أقل من الأقلين. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ٦١/٥ زكريا)

ایلاء کا حکم

ایلاء کا حکم یہ ہے کہ اگر چار مہینے تک بیوی سے صحبت نہ کی تو بیوی پر ایک طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی۔ اور اگر متعینہ مدت کے اندر صحبت کرلی، تو اُس پر قسم کا کفارہ (یا جزاء معلق) واجب ہوگا، اور بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی۔

وحکمه وقوع طلقة بائنةٍ إن برَّ ولم يطأ. ولزم الكفارة أو الجزاء المعلق إن حنث بالقربان أي الوطء حقيقة. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ٥/٦٠-٦١ زكريا)

گونگے شخص کی طرف سے اِیلاء

اگر شوہر گونگا ہے؛ لیکن تحریر یا اِشارۂ معہودہ سے اُس کی طرف سے اِیلاء کرنے کا پختہ ثبوت ہوجائے، تو اُس کا اِیلاء معتبر ہوجائے گا، اور اِیلاء کے احکامات اُس پر اور اُس کی بیوی پر جاری ہوں گے۔

وإيلاء الأخرس بما يفهم منه من كتابةٍ أو إشارةٍ مفهومةٍ لازمٌ له. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي ٣/١٠٣ دار إحياء التراث العربي بيروت)

غصہ میں اِیلاء

اگر کوئی شخص غصہ میں ایلاء کے صریح الفاظ بولے تو بھی اُس کا ایلاء بلاشبہ معتبر ہوجائے گا، اور اُس کے احکام اُس پر جاری ہوں گے۔

قال ابن المنذر: وهٰذا أصح؛ لأنهم لما أجمعوا أن الظهار والطلاق وسائر الأيمانِ، سواء في حال الغضب والرضا، كان الإيلاء كذٰلك. قلت: ويدل عليه عموم القرآن، وتخصيص حالة الغضب يحتاج إلىٰ دليل، ولا يؤخذ من وجهٍ يلزم، والله أعلم. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي ٣/١٠٦ دار إحياء التراث العربي بيروت)

زبردستی شوہر سے اِیلاء کے الفاظ کہلوانے کا حکم

اگر شوہر کو ڈرا دھمکا کر زبردستی بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم لی جائے، تو بھی حسبِ شرائط اِیلاء کا حکم نافذ ہوجاتا ہے۔

أما عند الحنفية فإيلاء المكره معتبرة وترتب عليه آثاره التي سيأتي بيانها؛ لأن الإيلاء عندهم من التصرفات التي تصح مع الإكراه. (الموسوعة الفقهية ٧/٢٢٥)

غیر مدخولہ سے اِیلاء

اِیلاء کی صحت کے لئے بیوی کا مدخولہ ہونا ضروری نہیں؛ لہٰذا جس طرح مدخولہ سے ایلاء معتبر ہے، اسی طرح غیر مدخولہ سے بھی ایلاء نافذ ہے۔

المدخول بها وغير المدخول بها سواءٌ في لزوم الإيلاء فيهما. (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي ۱۰۷/۳ دار إحياء التراث العربي بيروت)

ایلاء کے صریح یا قائم مقام صریح الفاظ

اِیلاء کے صریح الفاظ درج ذیل ہیں، مثلاً بیوی سے قسم کھا کر کہا:

الف:- میں تجھ سے جماع نہ کروں گا۔

ب:- میں تجھ سے قربت نہ کروں گا۔

ج:- میں تجھ سے وطی نہ کروں گا۔

د:- (باکرہ بیوی سے کہا) میں تیرا پردۂ بکارت زائل نہ کروں گا۔

ہ:- تیرے پاس جا کر غسل جنابت نہ کروں گا۔

و:- میں تیرے ساتھ نہ سوؤں گا، وغیرہ۔

درج بالا یا اِن جیسے کلمات سے بلانیت اِیلاء کا تحقق ہو جائے گا، اور شوہر اِیلاء کے علاوہ کسی اور معنی کو مراد لے تو اُس کی بات قبول نہ ہوگی۔

أما الصريح فلفظ المجامعة بأن يحلف أن لا يجامعها، وأما الذي يجري مجرى الصريح، فلفظ القربان والوطء والمباضعة والافتضاض في البكر الخ، وكذا إذا حلف لا يغتسل منها؛ لأن الاغتسال منها لا يكون إلا بالجماع. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ۲۵۴/۳–۲۵۵ زكريا)

والمتبادر من قولك فلان نام مع زوجته هو الوطء. (شامي، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ٦٢/٥ زكريا)

اِیلاء کے کنائی الفاظ

اِیلاء کے کنائی الفاظ درج ذیل ہیں، مثلاً قسم کھا کر بیوی سے کہا:

الف:- میں تیرے پاس نہ آؤں گا۔

ب:- میں تجھے نہ ڈھانپوں گا۔

ج:- میں تیرے بدن سے بدن نہ ملاؤں گا۔

د:- میں تیرے سر سے اپنا سر نہ ملاؤں گا۔

ہ:- میں تیرے ساتھ بستر پر رات نہ گذاروں گا، وغیرہ۔

اِس طرح کے الفاظ میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہوگا، اگر وہ ایلاء کی نیت کا اقرار کرے، تو اس سے ایلاء مراد ہوگا، اور اگر وہ ایلاء کا منکر ہو تو مطلق قسم کا حکم ہوگا، اور قسم توڑنے پر حسبِ ضابطہ کفارہ لازم ہوگا۔

والكناية كل لفظ لا يسبق إلى الفهم بمعنى الوقاع منه، ويحتمل غيره، ولا يكون إيلاء بلا نية، ويدين في القضاء. (شامي، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ٦٢/٥ زكريا)

وأما الكناية: فنحو لفظة الاتيان والإصابة بأن حلف لا يأتيها أو لا يصيب منها يريد الجماع؛ لأنهما من كنايات الجماع ...... الخ. وكذا لفظة الغشيان بأن حلف لا يغشاها ...... الخ. وكذا إذا حلف لا يمس جلده جلدها ...... الخ. ولو حلف لا يجمع رأسي ورأسك وسادة، أو لا يؤويني وإياك بيت أو لا أبيت معك في فراش، فإن عنىٰ به الجماع فهو مولي. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ٢٥٥/٣ زكريا)

وأما الكناية: فهي كقولك: ”لا أمسك، لا آتيك، لا أدخل بك، لا أغشيك، لا يجمع رأسي ورأسك شيء، لا أبيت معك في فراش، لا أقرب فراشك“ فما لم ينو لا يكون إيلاء. (الفتاوىٰ التاتارخانية، الفصل الخامس والعشرون في الإيلاء ١٨٩/٥ رقم: ٧٦٢١ زكريا)

شعبان میں قسم کھائی کہ جب تک عاشوراء کا روزہ نہ رکھ لوں بیوی سے جماع نہ کروں گا

کسی شخص نے شعبان میں قسم کھائی کہ: ’’جب تک دس محرم کا روزہ نہ رکھ لوں، میں بیوی سے جماع نہ کروں گا‘‘، تو وہ اِیلاء کرنے والا شمار ہوگا؛ اِس لئے کہ شعبان اور محرم کے درمیان چار مہینے سے زائد کا فاصلہ ہے۔ اور اگر اُس نے بیوی سے جماع یا رجوع نہ کیا تو چار مہینے گذرتے ہی بیوی پر طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی، اور اگر چار مہینے کے اندر جماع کرلیا تو قسم کا کفارہ دینا لازم ہوگا۔

كما إذا قال وهو في شعبان: واللّٰه لا أقربك حتى أصوم المحرم؛ لأنه منع نفسه عن قربانها بما يصلح مانعًا؛ لأنه لا يمكنه قربانها إلا بحنث يلزمه وهو الكفارة. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ۲۵۹/۳ زكريا)

بیوی سے قسم کھا کر کہا کہ ’’بچے کے دودھ چھوڑنے تک تجھ سے ہم بستر نہ ہوں گا‘‘

اگر کسی کا بچہ چھوٹا ہو، اور اُس کے دودھ چھڑانے کے معروف وقت میں چار مہینے کا فاصلہ ہو، پھر وہ اپنی بیوی سے قسم کھا کر کہے کہ: ’’جب تک یہ بچہ دودھ پینا نہ چھوڑے، میں تجھ سے ہمبستر نہ ہوں گا‘‘، تو اِیلاء کا حکم نافذ ہوجائے گا، اور چار مہینے کے اندر اگر بیوی سے جماع نہ کیا تو بیوی مطلقہ بائنہ ہوجائے گی۔

وكذا لو قال: واللّٰه لا أقربك حتى تفطمي صبيك وبينها وبين الفطام أربعة أشهر فصاعدًا يكون موليًا. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ۲۶۰/۳ المكتبة النعيمية ديوبند)

کہا: ’’دابۃ الارض یا دجال کے ظاہر ہونے تک بیوی سے جماع نہ کروں گا

کسی شخص نے قسم کھائی کہ ’’جب تک دابۃ الارض نہ نکلے یا دجال ظاہر نہ ہو، یا سورج مغرب سے نہ طلوع ہو، اُس وقت تک بیوی سے جماع نہ کروں گا‘‘، تو از روئے استحسان اس پر ایلاء کا حکم جاری ہوگا۔ اور چار مہینے کے اندر اگر رجوع نہ پایا گیا تو بیوی مطلقہ ہوجائے گی۔

ولو قال: واللّٰہ لا أقربك حتی تخرج الدابة من الأرض، أو حتی یخرج الدجال، أو حتی تطلع الشمس من مغربها …… الخ. وفي الاستحسان: یکون مولیًا؛ لأن حدوث هٰذه الأشیاء لها علامات یتأخر عنها بأکثر من مدة الإیلاء …… الخ. (بدائع الصنائع، کتاب الطلاق / فصل في الکلام في الإیلاء ۲۶۰/۳ زکریا)

کہا: ’’قیامت تک بیوی سے جماع نہ کروں گا‘‘

اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ: ’’میں قیامت تک بیوی سے وطی نہ کروں گا، تو وہ ایلاء کرنے والا شمار ہوگا۔

قال: واللّٰـه لا أقربك حتی تقوم الساعة کان مولیًا، وإن کان یمکن في العقل قیام الساعة ساعة فساعة؛ لکن قامت دلائل الکتاب العزیز والسنن المشهورة علیٰ أنها لا تقوم إلا بعد تقدم أشراطها العظام. (بدائع الصنائع، کتاب الطلاق / فصل في الکلام في الإیلاء ۲۶۰/۳ زکریا)

جب تک تو میری بیوی رہے گی تیرے سے جماع نہ کروں گا

شوہر نے بیوی سے قسم کھا کر کہا کہ ’’جب تک تو میری بیوی رہے گی میں تیرے قریب نہ جاؤں گا‘‘ تو وہ ایلاء کرنے والا ہوگا۔ اگر چار مہینے کے اندر بیوی کے پاس نہ گیا تو اس پر طلاق بائن واقع ہوجائے گی۔

قال: والله لا أقربك ما دمت زوجك أو ما دمت زوجتي ...... الخ، كان موليًا ...... الخ. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ۲۶۰/۳-۲۶۱ زكريا)

کہا: ”زندگی بھر تیرے پاس نہ آؤں گا“

شوہر نے بیوی سے غصہ ہوکر قسم کھائی کہ: ”اَب زندگی بھر تیرے قریب نہ آؤں گا“ تو وہ اِیلاء کرنے والا شمار ہوگا، اور اگر اُس نے چار مہینے کے اندر بیوی سے وطی نہ کی تو وہ مطلقہ بائنہ ہوجائے گی۔

قال: والله لا أقربك ...... أو ما دمت حيًا أو ما دمت حية، ولو قال: ذٰلك كان موليًا. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ۲۶۰/۳-۲۶۱ زكريا)

بیوی سے کہا: ”اگر میں تجھ سے جماع کروں تو مجھ پر قسم کا کفارہ ہے“

اگر کسی شخص نے بیوی سے قسم کھا کر کہا کہ: ”اگر میں تجھ سے وطی کروں تو مجھ پر قسم کا کفارہ واجب ہے“ تو وہ اِیلاء کرنے والا ہوگا۔ اگر چار مہینے کے اندر جماع کرے گا تو حسب شرط کفارہ قسم واجب ہوگا، اور اگر چار مہینے تک بیوی کے پاس نہ گیا تو بیوی پر طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی۔

ولو قال: إن قربتك فعلي كفارة، أو قال: فعلي يمين فهو مولٍ. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ۲۶۳/۳ زكريا)

بیوی سے کہا کہ: ”تو مجھ پر مردار اور خنزیر کی طرح حرام ہے“

اگر کوئی شخص حرمت کی نیت سے بیوی سے کہے کہ: ”تو مجھ پر اِسی طرح حرام ہے جیسے مردار اور خنزیر حرام ہوتا ہے“ تو یہ شخص اِیلاء کرنے والا ہوگا، اگر چار مہینے تک بیوی کے پاس نہ گیا تو بیوی مطلقہ بائنہ ہوجائے گی۔

وقالوا فيمن قال لامرأته: أنتِ علي كالدم أو الميتة أو لحم الخنزير أو كالخمر أنه يسأل عن نيته ...... الخ. وإن نوى التحريم فهو إيلاء؛ لأنه شبهها بما

هو محرم. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في شرائط ركن الإيلاء ۲٦٨/۳ زكريا)

اِیلاء کرنے کے بعد بیوی کو طلاق دے دی

اگر کسی شخص نے بیوی سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھائی، پھر مدتِ اِیلاء یعنی چار مہینہ گذرنے سے پہلے بیوی کو طلاقِ بائن دے دی، اور وہ طلاق کی عدت گذارنے لگی، اور اِیلاء کی مدت پوری ہونے تک وہ معتدہ ہی رہی، تو اِیلاء کی مدت گذرتے ہی اُس پر دوسری طلاق پڑ جائے گی۔ اور اگر اِیلاء کی مدت پوری ہونے سے پہلے اُس کی عدتِ طلاق پوری ہوگئی، تو اَب اِیلاء کی مدت پوری ہونے پر مزید کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

وما لو آلیٰ من زوجته الحرة ثم أبانها بطلقة ثم مضت مدة الإيلاء، وهي معتدة فإنه يقع عليها أخریٰ كما سيأتي. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ۵۸/۵ زكريا)

اِیلاء مؤبد میں نکاحِ ثانی اور تفریق کے بعد شوہرِ اول سے دوبارہ نکاح؟

اگر کسی شخص نے بیوی سے مخاطب ہوکر کہا کہ: ''بخدا میں تجھ سے کبھی بھی صحبت نہ کروں گا'' پھر ۴ر مہینے تک اُس سے صحبت نہیں کی، تا آں کہ بعد وقوعِ طلاق وعدت عورت نے کسی دوسرے مرد سے نکاح کرلیا، بعد اَزاں اُس دوسرے مرد سے طلاق لے کر عدت گذار کر اگر عورت اپنے شوہرِ اَول سے نکاح کرلے، تو اِیلاء سابق کا حکم مسلسل باقی رہے گا۔ یعنی اگر نکاحِ ثانی کے بعد ۴ر مہینے تک شوہرِ اول نے صحبت نہ کی تو بیوی پر دوسری طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی، اور اگر صحبت کرلی تو قسم کا کفارہ دینا واجب ہوگا۔

وأجمعوا علیٰ أنها لو عادت إليه بعد الزوج الثاني ومضت أربعة أشهرٍ من غير قربانٍ أنه يقع عليها تطليقةً أخریٰ. وفي الهداية: واليمين باقية، فإن وطئها كفر عن يمينه. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ۱۹۷/۵ رقم: ۷٦٤٦ زكريا، الدر المختار مع الشامي ٦۷/۵ زكريا)

بغیر قسم کھائے کہا ”اگر تجھ سے صحبت کروں تو تجھے طلاق“

اگر کسی نے قسم کھائے بغیر بیوی سے کہا کہ: ”اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو تجھے طلاق“ تو اِس جملہ سے بھی اِیلاء واقع ہوجائے گا، پس اگر اَب صحبت کرے گا تو ایک طلاقِ رجعی واقع ہوجائے گی، اور اِیلاء کا حکم ختم ہوجائے گا؛ تاہم قسم کا کفارہ واجب نہیں ہوگا، اور اگر صحبت نہ کی تو چار مہینہ کے بعد طلاق بائن پڑ جائے گی اَب بغیر نکاح کے بیوی حلال نہ ہوگی۔

فإن قربها في المدة حنث ففي الحلف بالله وجبت الكفارة، وفي غيره وجب الجزاء وسقط الإيلاء. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ٦٥/٥ زكريا، الهداية ٤٠١/٢ دار الكتاب ديوبند)

بیوی سے صحبت کرنے پر مشقت والی عبادت اپنے اوپر لازم کرنا

اگر کسی شخص نے بیوی سے قسم کھا کر کہا کہ ”اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو میرے ذمہ ایک حج یا ایک عمرہ یا ایک روزہ یا ایک قربانی یا سو رکعت نماز وغیرہ واجب ہے“ تو اِس طرح قسم کھانے پر اِیلاء کا تحقق ہوجائے گا، اَب اگر صحبت نہ کی اور چار مہینے گذر گئے تو طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی۔ اور اگر چار مہینے سے قبل صحبت کرلی تو قسم کا کفارہ لازم ہوگا۔

أو إن قربتكِ فعليّ حجٌ أو نحوه مما يشق الخ، فإن قربها في المدة حنث الخ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ٦٤/٥ زكريا)

بیوی سے صحبت کرنے پر کوئی آسان عبادت اپنے اوپر لازم کرنا

اگر کسی شخص نے اِس طرح قسم کھائی کہ: ”اگر میں بیوی سے صحبت کروں تو میرے اوپر دو رکعت پڑھنا (یا اور کوئی ہلکی پھلکی عبادت کرنا) لازم ہے“، تو ایسی صورت میں اِیلاء کا حکم نہ ہوگا؛ البتہ قسم ٹوٹنے کی صورت میں لازم کردہ عبادت کا ادا کرنا ضروری ہوگا۔ (مسائل بہشتی زیور ۱/۵۳۹ کراچی)

بخلاف فعلي صلاة ركعتين فليس بمولٍ لعدم مشقتهما. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ٥/٦٤ زكريا)

وإن لزماه بالحنث لصحة النذر بهما. (شامي / باب الإيلاء ٥/٦٤ زكريا)

صحبت کرنے پر کوئی ایسا کام لازم کرنا جو واجب نہ ہو

بیوی سے کہا کہ: ''اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو مثلاً میرے اوپر قرآنِ پاک کا ایک پارہ پڑھنا واجب ہے، یا ۱۰ر مرتبہ وضو کرنا واجب ہے''۔ تو چوں کہ یہ اعمال ایسے ہیں جو نذر ماننے سے واجب نہیں ہوتے، اِس لئے اِن کے ذریعہ اِیلاء کا تحقق بھی نہ ہوگا، اور نہ ہی صحبت کرنے سے کوئی چیز واجب ہوگی۔

ولا يصح النذر بقراءة القرآن وصلاة الجنازة وتكفين الموتىٰ، كما في أيمان القهستاني، فإذا لم يصح نذره أمكنه قربانها بلا شيء يلزمه أصلاً، كما لو قال: إن قربتك فعليّ ألف وضوء فلا يكون موليًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ٥/٦٤ زكريا)

اِیلاء کرنے کے بعد مدتِ اِیلاء میں صحبت سے عاجزی ہوگئی

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے اِیلاء کیا پھر:

الف:- بیوی یا خود شوہر ایسی طویل بیماری میں مبتلا ہوگیا کہ مدتِ اِیلاء (چار مہینے) میں صحبت کی اُمید نہ رہی۔

ب:- لمبے سفر پر چلا گیا کہ چار مہینے میں واپسی نہ ہوسکی۔

ج:- ناحق جیل میں قید ہوگیا کہ مدتِ اِیلاء میں صحبت کا اِمکان نہ رہا، وغیرہ۔ تو اِس طرح کے حقیقی اَعذار کی وجہ سے شوہر مدتِ اِیلاء کے اندر اندر اِیلاء سے زبانی یا تحریری طور پر رجوع کرسکتا ہے۔ پس اگر رجوع کرلیا تو مدتِ اِیلاء گذرنے پر طلاق واقع نہ ہوگی؛ البتہ آئندہ جب بھی وہ بیوی سے صحبت کرے گا تو قسم ٹوٹنے کا کفارہ دینا پڑے گا۔

عجز عجزًا حقيقيًا الخ، عن وطئها لمرض بأحدهما أو صغرها أو رتقها الخ، أو بمسافة لا يقدر علىٰ قطعها في مدة الإيلاء أو لحبسه الخ، لا بحق الخ، ففيئه نحو قوله: بلسانه ”فئت إليها“ أو راجعتك أو أبطلت الإيلاء. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ۷۱/۵-۷۲ زكريا)

رجوع کے بعد مدتِ اِیلاء میں عاجزی ختم ہوگئی

اگر حقیقی عاجزی کی وجہ سے شوہر نے اِیلاء سے زبانی یا تحریری رجوع کرلیا تھا؛ لیکن پھر مدتِ اِیلاء میں وہ عاجزی ختم ہوگئی، مثلاً مرض ٹھیک ہوگیا یا جیل سے باہر آگیا وغیرہ، تو اَب سابقہ رجوع کالعدم ہوجائے گا، اور طلاق سے بچنے کی واحد شکل یہ ہوگی کہ مدتِ اِیلاء کے ختم ہونے سے پہلے فعلی جماع کرکے قسم کا کفارہ ادا کرے۔

فإن قدر على الجماع في المدة ففيئه الوطي في الفرج. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ۷۳/۵ زكريا)

کتاب اللعان

(شوہر کی طرف سے بچہ کی نفی کرنا)

لعان کے مسائل

لعان کے لغوی معنی

لعان کے لغوی معنی ایک دوسرے پر لعنت بھیجنے اور دھتکارنے کے آتے ہیں۔

ھو لغة: مصدر لاعن کقاتل، من اللعن، وھو الطرد والإبعاد. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الطلاق / باب اللعان ۱۴۸/۵ زکریا)

لعان کی اصطلاحی تعریف

لعان کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ مرد (شوہر) قسم کے ساتھ گواہی کے چار کلمات کے ذریعہ اپنی بیوی سے پیدا شدہ بچہ کی نفی کے بارے میں اپنی سچائی کا دعویٰ کرے، اور پانچویں گواہی میں اپنے اوپر جھوٹے ہونے کی شکل میں لعنت بھیجے۔

اور عورت (بیوی) قسم کے ساتھ مرد کے جھوٹے ہونے پر چار مرتبہ گواہی کے کلمات بولے، اور پانچویں مرتبہ مرد کے سچے ہونے کی صورت میں اپنے اوپر اللہ کے غضب کا اقرار کرے۔

مرد کے حق میں یہ گواہیاں حد قذف کے قائم مقام ہوں گی، اور عورت کے حق میں حد زنا کے درجہ میں ہوں گی۔

وشرعًا شهادات أربعة کشهود الزنا، مؤکداتٌ بالأیمان مقرونةً شهادته باللعن، وشهادتها بالغضب ...... الخ. قائمةً شهاداته مقام حد القذف في حقه. وشهاداتها مقام حد الزنا في حقها، أي إذا تلاعا سقط عنه حد القذف، وعنها حد الزنا. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الطلاق / باب اللعان ۱۴۹/۵ زکریا)

آیاتِ لعان کا شانِ نزول

اِسلام ہر طرح کی بے حیائی اور فحاشیت کا سخت مخالف ہے، اِسی لئے اِسلامی حکومت میں زنا کے اِرتکاب پر سخت سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ پس اگر کنوارے مرد وعورت سے زنا کا صدور ہو، اور اقرار یا چار مردوں کی گواہی سے اُس کا شرعی عدالت میں ثبوت ہو جائے، تو برسرِ عام ایسے مجرموں کو سو سو کوڑے لگانے کا حکم ہے۔

اور اگر یہ جرم شادی شدہ مرد یا عورت سے صادر ہو، اور شرعی ضابطوں سے اُس کا ثبوت ہو جائے، تو پھر رجم کی سزا ہے۔ یعنی ایسے مرد یا عورت کو پتھروں سے اتنا مارا جائے کہ اُس کی جان جاتی رہے۔

اور چوں کہ یہ سزائیں بہت سخت ہیں، اور اِس کا بہت اِمکان ہے کہ کوئی شخص کسی سے دشمنی نکالنے کے لئے کسی پر زنا کی تہمت لگادے، اور اِس بہانے اُس پر حد زنا جاری کردی جائے، اِس لئے شریعت اسلامیہ نے اِس سزا کے غلط استعمال پر روک لگانے کے لئے یہ حکم بھی دیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی پر زنا کی تہمت لگائے، تو اُسے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں ۴؍ عینی گواہ پیش کرنے پڑیں گے، جو اِس طرح صاف صاف گواہی دیں کہ اُس میں کوئی جھول نہ ہو۔ اگر تہمت لگانے والا شخص گواہیوں کا یہ نصاب پورا نہ کرسکے تو اُس پر حد قذف جاری ہوتی ہے، یعنی ۸۰؍ کوڑے لگائے جاتے ہیں؛ تاکہ کوئی خواہ مخواہ کسی پاک دامن مرد یا عورت پر برائی کی تہمت نہ لگا سکے۔

اَب واقعہ یہ پیش آیا کہ جب حد قذف کی آیات نازل ہوئیں تو انصار مدینہ کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ (جو بہت غیرت مند صحابی تھے) نے بڑے تعجب سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ: ’’کیا واقعۃً اِسی طرح آیت نازل ہوئی ہے؟ مجھے اِس بات پر تعجب ہے کہ اگر میں کسی کمینے کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھوں، تو میں جب تک ۴؍ گواہ نہ لے آؤں، میں اُس سے کوئی تعرض نہ کروں، حالاں کہ جتنی دیر میں میں گواہ ڈھونڈ کر لاؤں گا، اتنے میں وہ کمینہ اپنا کام پورا کرچکا ہوگا‘‘۔
اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے وفور غیرت میں یہ فرمایا کہ: ’’ایسے کمینے شخص پر تو میں تلوار سے ایسا وار کروں گا کہ وہ بچ نہیں پائے گا‘‘۔ (مسلم شریف ۱؍۴۹۱)

اِس بات کو کچھ ہی وقت گذرا تھا کہ ایک صحابی ’’ہلال بن اُمیہؓ‘‘ کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا، کہ اُنہوں نے خود اپنی آنکھوں سے اپنی بیوی کو دوسرے مرد کے ساتھ مبتلا دیکھا، صبح کو جب یہ بات عام ہوئی تو لوگوں میں چرچا ہوا کہ اَب ہلال بن اُمیہؓ پر حد قذف جاری ہوگی، تو حضرت ہلال بن اُمیہؓ نے فرمایا کہ چوں کہ میں بالکل سچا ہوں، تو مجھے امید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میرے لئے کوئی بچاؤ کا راستہ نکالیں گے۔

چناں چہ اِسی موقع پر لعان سے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں:

وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ. وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ مِنَ

اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں، اور اُن کے پاس اپنے علاوہ کوئی گواہ نہ ہو، تو ایسے شخص کی گواہی کی یہ صورت ہے کہ اللہ کی قسم کھا کر ۴؍ مرتبہ گواہی دے کہ یقیناً وہ شخص سچا ہے، اور پانچویں مرتبہ یہ کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اُس پر اللہ کی پھٹکار

اَلْکَاذِبِیْنَ. وَیَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهُ لَمِنَ الْکَاذِبِیْنَ. وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَا اِنْ کَانَ مِنَ الصَّادِقِیْنَ. (النور: ٦-٩)

ہے۔ اور عورت سے سزا ہٹ جائے گی اِس طرح کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر ۴؍ مرتبہ یہ گواہی دے کہ یقیناً وہ (تہمت لگانے والا مرد) جھوٹا ہے۔ اور پانچویں مرتبہ یہ کہ اگر وہ شخص سچا ہے تو اُس عورت پر اللہ کا غضب ہو۔

اِن آیات کے نزول کے بعد پیغمبر علیہ السلام نے حضرت ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کو بشارت سنائی، اور پھر اُن کی بیوی کو بھی بلوایا، اور اُس کے سامنے بھی آیات پڑھ کر سنائیں، پھر دونوں کو نصیحت کی کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے بہت سخت ہے۔ تو حضرت ہلالؓ نے فرمایا کہ میں اپنے دعویٰ میں سچا ہوں، مگر عورت نے اُن کے دعویٰ کی تکذیب کی۔ چناں چہ آپ نے لعان کا حکم دیا، اولاً حضرت ہلالؓ نے ۴؍ مرتبہ گواہی دی کہ وہ سچے ہیں، اور پانچویں مرتبہ جب آپ لعنت کے الفاظ کہنے جارہے تھے، تو پھر پیغمبر علیہ السلام نے انہیں آخرت کے عذاب سے ڈرایا، مگر اُنہوں نے فرمایا کہ میں بالکل سچا ہوں، اور مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عذاب نہیں دیں گے، پھر اُنہوں نے لعنت والے کلمات ادا فرمائے۔ اُس کے بعد اُن کی بیوی سے اِس بات پر ۴؍ مرتبہ گواہیاں لی گئیں کہ حضرت ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں، اور پانچویں مرتبہ غضب کے کلمات کہنے سے پہلے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت کو تنبیہ فرمائی، تو اِس پر وہ کچھ دیر ٹھٹکی، اور اعترافِ جرم کا کچھ ارادہ کیا؛ لیکن پھر کہنے لگی کہ میں اپنے خاندان کو رسوا نہ کروں گی، اور یہ کہہ کر پانچویں گواہی کے کلمات بھی اُس نے اَدا کردئے۔

اُس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اِن دونوں میاں بیوی میں تفریق کردی جائے اور اِس عورت کا بچہ باپ کی طرف منسوب نہ ہو، اور نہ ہی اُس بچہ کو کوئی ولد الزنا ہونے کا طعنہ دے الخ۔

نیز بعض روایات میں میں حضرت عویمہ عجلانی کے متعلق بھی لعان کا واقعہ منقول ہے۔ (تلخیص از تفسیر ابن کثیر مکمل/ سورۂ نور ۹۲۶-۹۲۷ دار السلام ریاض، بخاری شریف ۲/۶۹۵، مسلم شریف ۱/۴۹۰، سنن ابی داؤد ۱/۳۰۶-۳۰۷)

اِس پورے واقعہ سے اِس نازک معاملہ میں اِسلام کے صاف شفاف اور بصیرت اَفروز نظریہ کا بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جہاں ایک طرف زوجین کی عزتِ نفس کا خیال رکھا گیا ہے، وہیں بچہ کے مستقبل کو بھی تابناک رکھنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ ایسے پیچیدہ مسئلہ کا حل اِسلام کے علاوہ کسی اور شریعت میں ملنا دشوار ہے۔

اَب ذیل میں لعان سے متعلق مزید ضروری مسائل درج کئے جاتے ہیں:

لعان جاری ہونے کی شرطیں

لعان کا حکم اُسی وقت جاری ہوگا جب کہ درج ذیل شرائط پائی جائیں:

(۱) زوجین کا آزاد ہونا۔

(۲) عقل مند ہونا۔

(۳) بالغ ہونا۔

(۴) مسلمان ہونا۔

(۵) بولنے کی صلاحیت ہونا۔ (لہٰذا زوجین یا اُن میں سے کوئی ایک گونگا ہو تو لعان کا حکم نہ ہوگا)

(۶) کسی کا محدود فی القذف نہ ہونا۔ (پس اگر زوجین میں سے کسی پر بھی پہلے حدقذف یا عورت پر حدزنا جاری ہو چکی ہو تو لعان نہ ہوگا)

(۷) مرد کی طرف سے بیوی پر صراحۃً زنا کی تہمت لگانا، یا بچہ کا انکار کرنا۔

(۸) شوہر کی طرف سے اپنے دعویٰ پر بینہ قائم نہ کرنا۔

(۹) عورت کی طرف سے صراحۃً زنا کا انکار پایا جانا۔

(۱۰) زوجین میں ازدواجی رشتہ برقرار رہنا۔ (پس مطلقہ بائنہ یا مردہ بیوی سے لعان نہ ہوگا)

(۱۱) زوجین میں نکاح صحیح پایا جانا۔ (پس اگر نکاح فاسد ہو تو لعان نہ ہوگا)

(۱۲) یہ واقعہ دارالاسلام میں پیش آنا۔ (لہٰذا جس ملک میں اسلامی نظامِ حدود وقصاص جاری نہ ہو وہاں لعان کا حکم بھی جاری نہ ہوگا)

وشرطه قيام الزوجية وكون النكاح صحيحًا لا فاسدًا. (الدر المختار) وفي الشامي: فلا لعان بقذف المنكوحة فاسدًا أو المبانة ولو بواحدةٍ، بخلاف المطلقة رجعيةً، ولا بقذف زوجته الميتة. ويشترط أيضًا الحرية والعقل والبلوغ والإسلام والنطق وعدم الحد في قذفٍ، وهٰذه شروطٌ راجعةٌ إليهما، ويشترط في القاذف خاصةً عدم إقامة البينة علىٰ صدقهٖ، وفي المقذوف خاصةً

إنكارها وجود الزنا منها وعفتها عنه، ويشترط أيضًا كون القذف بصريح الزنا، وكونه في دار الإسلام، هٰذا حاصل ما في البحر عن البدائع، ونفي الولد بمنزلة الصريح الزنا. (شامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٤٩/٥-١٥٠ زكريا)

لعان کا سبب

لعان کا سبب یہ ہے کہ شوہر کی طرف سے بیوی پر زنا کی ایسی تہمت لگائی جائے کہ اگر اُس طرح کی تہمت کسی اجنبی شریف عورت پر لگائی جاتی تو وہ شوہر حد قذف (تہمت لگانے کی سزا) کا مستحق قرار پاتا۔ (کیوں کہ وہ ۴ر گواہوں کے ذریعہ جرم ثابت نہیں کر پارہا)

وسببه: قذف الرجل زوجته قذفًا، يوجب الحد في الأجنبية خصت بذٰلك لأنها هي المقذوفة فتتم لها شروط الإحصان. (الدر المختار ١٤٩/٥-١٥٠ زكريا)

لعان کا حکم

لعان کا حکم یہ ہے کہ اگر زوجین لعان کے کلمات کہہ لیں اور مقررہ قسمیں کھالیں، تو اُن کے درمیان کسی طرح کا اِزدواجی تعلق حلال نہیں رہتا۔ (البتہ اگر بعد میں کبھی حکم لعان مرتفع ہوجائے، مثلاً شوہر اپنے دعویٰ سے رجوع کرلے، یا اُس پر کسی اور پر تہمت لگانے کی وجہ سے حد قذف جاری ہوجائے، یا وہ عورت خود زنا کی مرتکب ہوجائے، تو اُس مرد کے لئے مذکورہ عورت سے نکاح حرام نہیں رہتا)

وحكمه: حرمة الوطء والاستمتاع بعد التلاعن، ولو قبل التفريق بينهما، لحديث: ''المتلاعنان لا يجتمعانِ أبدًا''. (الدر المختار) أي ما دام حكمه باقيًا، فلو خرجا أو أحدهما عن أهلية اللعان لهٗ أن ينكحها كما يأتي.

(شامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٥٠/٥ زكريا)

وإن أكذب نفسَه ...... الخ، حُدَّ للقذف، وله بعد ما كذّب نفسَه أن ينكحها حُدَّ أولاً. وكذا إذا قذف غيرها فحُدَّ أو صدقته أو زنتْ وإن لم تُحد

لزوال العفة، والحاصل أن له تزوُّجها إذا خرجا أو أحدُهما عن أهليةِ اللعانِ.

(الدر المختار، کتاب الطلاق / باب اللعان ۱۵۹/۵-۱۶۰ زکریا)

شوہر کا بیوی پر زنا کی تہمت لگانے کے بعد لعان سے انکار کرنا

اگر کسی شوہر نے اپنی پاک دامن (عفیفہ) بیوی پر صراحۃً زنا کی تہمت لگائی اور اُس کے بعد بچہ کا اپنے سے نسب ثابت کرنے سے انکار کیا، تو قاضی اولاً شوہر سے لعان کا مطالبہ کرے گا، اگر شوہر لعان کرنے میں ٹال مٹول کرے تو اُسے جیل میں ڈالا جائے گا کہ یا تو لعان کرے یا بیوی پر زنا کی تہمت کے دعویٰ سے رجوع کرے۔ پس اگر لعان کرے تو بیوی سے بھی حسب ضابطہ لعان کرایا جائے گا، اور اگر وہ بیوی پر زنا کی تہمت کے دعوے سے رجوع کرلے اور کہے کہ میں نے جھوٹ بولا تھا، تو اُس پر حد قذف (۸۰/کوڑے کی سزا) جاری ہوگی۔

فمن قذف بصريح الزنا في دار الإسلام زوجته الحية بنكاح صحيحٍ الخ، لاعن الخ، فإن أبى حبس حتى يلاعن أو يكذب نفسه فيحد للقذف. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب اللعان ۱۵۱/۵-۱۵۳ زکریا، الفتاویٰ الهندية ۵۷۱/۱ المكتبة الإتحاد ديوبند، بدائع الصنائع ۳۷۷/۳ زکریا)

بیوی سے لعان کا مطالبہ کب ہوگا؟

جب شوہر لعان کی قسمیں کھالے گا تو اَب قاضی بیوی سے لعان کا مطالبہ کرے گا؛ اِس لئے کہ یہاں مدعی شوہر ہے، پس کارروائی کا آغاز اسی سے ہوگا۔ نیز قرآنِ کریم اور اَحادیث شریفہ میں ترتیب بھی یہی ہے۔

فإن لاعن لا عنت بعده؛ لأنه المدعي. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب اللعان ۱۵۳/۵ زکریا، الفتاویٰ الهندية ۵۷۱/۱ مكتبة الإتحاد ديوبند، بدائع الصنائع ۳۷۶/۳ زکریا)

بیوی کی طرف سے لعان میں ٹال مٹول

اگر شوہر سے لعان کے بعد بیوی لعان کرنے میں ٹال مٹول کرے تو اُسے قید کردیا

جائے گا؛ تاآں کہ وہ لعان کرے یا پھر شوہر کے قول کی تصدیق کرے؛ تاہم محض شوہر کے قول کی تصدیق کی وجہ سے نہ تو اُس پر حدزنا جاری ہوگی اور نہ ہی بچہ کے نسب کی شوہر سے نفی کی جائے گی، اور نہ ہی شوہر پر حدقذف جاری کی جائے گی۔

وإلا حبست حتى تلاعن أو تصدقه فيندفع به اللعان، ولا تحد وإن صدقته أربعًا؛ لأنه ليس بإقرار قصدًا. ولا ينتفي النسب؛ لأنه حق الولد فلا يصدقان في إبطاله. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٥٣/٥-١٥٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٥٧١/١ المكتبة الإتحاد ديوبند، بدائع الصنائع ٣٧٧/٣ زكريا)

بیوی پر زنا کی تہمت لگانے کے بعد اُسے طلاقِ بائن دے دی

اگر شوہر نے بیوی پر زنا کی تہمت لگائی اور ابھی لعان کی نوبت نہ آئی تھی کہ بیوی کو طلاقِ بائن (یامغلظہ) دے دی، تو اَب لعان اور حدقذف کا حکم ساقط ہوجائے گا۔ حتیٰ کہ آئندہ اگر وہ بیوی کبھی اس کے نکاح میں لوٹ آئے، پھر بھی لعان کا حکم جاری نہ ہوگا۔

ويسقط اللعان بعد وجوبه بالطلاق البائن، ثم لا يعود بتزوجها بعده؛ لأن الساقط لايعود (الدر المختار) وفي كافي الحاكم: وإذا قذف الرجل امرأته ثم بانت منه بطلاق أو غيره فلا حد عليه ولا لعان؛ لأن حده كان اللعان، فلما لم يستقر اللعان بعد البينونة لم يحول إلى الحد، ولو أكذب نفسه لم يحد. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٥٦/٥ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٥٧٠/١ المكتبة الإتحاد ديوبند، بدائع الصنائع ٣٨٧/٣ زكريا، المحيط البرهاني ٢٢٣/٥ المجلس العلمي)

بیوی سے کہا: تجھے تین طلاق اے زانیہ!

اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ ''تجھے تین طلاق اے زانیہ (بدکار)'' تو شوہر پر حسبِ شرائط حدقذف (۸۰؍کوڑے کی سزا) جاری ہوگی؛ (کیوں کہ اُس نے طلاق پہلے دی ہے اور زانیہ بعد میں کہا ہے، تو گویا اُس نے اجنبیہ پر زنا کی تہمت لگائی)

ولـو قـال: أنـت طـالق ثلاثًا يا زانية! يجب الحد، ولا يجب اللعان؛ لأنه قـذفهـا بعد الإبانة وهي أجنبية بعد الإبانة وقذف الأجنبية يوجب الحد لا اللعان. (بـدائع الـصنائع، كتاب اللعان / فصل في بيان ما يسقط اللعان بعد وجوبه ۳/۳۸۷ زكريا، الدر المختار / كتاب الطلاق ۵/۱۵۶ زكريا، الفتاویٰ الهندية ۱/۵۷۲ مكتبة الإتحاد ديوبند، البحر الرائق ۴/۱۹۲ زكريا)

بیوی سے کہا: اے زانیہ! تجھے تین طلاق

اگر شوہر نے بیوی سے کہا: ''اے زانیہ! تجھے تین طلاق'' تو اِس صورت میں نہ تو لعان کا حکم ہوگا اور نہ شوہر پر حدِ قذف جاری ہوگی؛ (کیوں کہ بدکاری کی تہمت پہلے لگائی ہے اور طلاقِ بائنہ مغلظہ بعد میں دی ہے، اَب وہ لعان کا محل نہیں رہی)

ولو قال: يا زانية! أنت طالق ثلاثًا، لم يلزمه الحد ولا اللعان أي لحصول البينونة بعد وجوب اللعان. (شامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ۵/۱۵۶ زكريا)

واللعان لا يجري في غير الأزواج. (بـدائع الصنائع، كتاب اللعان / فصل في بيان ما يسقط اللعان بعد وجوبه ۳/۳۸۷ زكريا، الفتاویٰ الهندية ۱/۵۷۲ جديد زكريا، البحر الرائق ۴/۱۹۲ زكريا)

لعان کے بعد تفریق کب ہوگی؟

اگر شوہر اور بیوی دونوں نے قاضی کے کہنے پر لعان کی قسمیں کھالیں، تو اگرچہ ان دونوں کے درمیان جنسی انتفاع حلال نہ رہے گا؛ لیکن محض اِس عمل لعان سے ان میں قانوناً تفریق نہ ہوگی؛ بلکہ قاضی کی طرف سے تفریق کا حکم ضروری ہوگا۔ پس اگر قاضی کی طرف سے تفریق سے قبل شوہر طلاقِ بائن دے دے تو وہ واقع ہوگی، اور اِس دوران اگر ان میں سے کسی کا انتقال ہوجائے تو اُن کے درمیان وراثت جاری ہوگی؛ البتہ اگر شوہر اپنے دعویٰ سے رجوع کرلے تو بیوی سے انتفاع حلال ہوگا، تجدید نکاح کی ضرورت نہ ہوگی۔

بـانت بتفريق الحاكم فيتوارثان قبل تفريقه الذي وقع اللعان عنده (الدر

المختار) لأنها امرأته ما لم يفرق القاضي بينهما كافي نعم يحرم الوطء ودواعيه قبل التفريق كما مر ويأتي. ثم هٰذا تفريع على المفهوم وهو أنه لا تقع الفرقة بنفس اللعان قبل تفريق الحاكم، ويتفرع عليه أيضًا في السعدية عن الكفاية أنه لو طلقها في هٰذه الحالة طلاقًا بائنًا يقع. وكذا لو أكذب نفسه حل له الوطء من غير تجديد النكاح، وعند الشافعي تقع الفرقة بنفس اللعان.

(شامي، كتاب الطلاق / باب اللعان، مطلب في الدعاء باللص على معين ١٥٧/٥ زكريا، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الحادي عشر في اللعان ٥٧١/١ جديد زكريا)

وحرم وطؤها بعد اللعان قبل التفريق لما مر. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٥٨/٥ زكريا، ومثله في المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل الخامس والعشرون مسائل اللعان ٢٢٢/٥ رقم: ٥٦٤٨ المجلس العلمي)

تفریق سے قبل قاضی معزول ہوجائے یا وفات پاجائے؟

اگر شوہر بیوی میں لعان ہو چکا تھا؛ لیکن ابھی قاضی نے تفریق کا حکم جاری نہ کیا تھا کہ اُسے معزول کر دیا گیا، یا اُس کی وفات ہوگئی، تو اَب بیوی کے مطالبہ پر نئے قاضی کے سامنے ازسرنو لعان کی کارروائی ہوگی، سابقہ لعان کالعدم سمجھا جائے گا۔

فلو لم يفرق الحاكم حتى عزل أو مات استقبله الحاكم الثاني (الدر المختار) أي استأنف اللعان الخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٥٨/٥ زكريا، المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل الخامس والعشرون مسائل اللعان ٢٢٣/٥ رقم: ٥٦٤٩ المجلس العلمي، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٩٧/٤ زكريا)

شوہر سے بچہ کے نسب کی نفی کی شرائط

اگر شوہر نے بیوی پر یہ اِلزام لگایا ہو کہ اُس کا پیدا شدہ بچہ شوہر کے نطفہ سے نہیں ہے، اور اِس بنیاد پر قاضی نے شوہر بیوی سے لعان کرایا ہو، تو محض لعان کرنے سے بچہ کا نسب شوہر

سے منقطع نہ ہوگا؛ بلکہ اِس کے لئے قاضی کی طرف سے نسب کی نفی کا حکم دینا ضروری ہے، اور قاضی اُسی وقت نسب کی نفی کا فیصلہ کرے گا، جب کہ درج ذیل ۶ر شرطیں پائی جائیں:

(۱) لعان کرنے والے میاں بیوی میں قاضی کی طرف سے تفریق کا فیصلہ کردیا جائے۔

(۲) شوہر کی طرف سے بچہ کی نفی کا دعویٰ بچہ کی ولادت کے چند دنوں کے اندر اندر کیا گیا ہو (لہٰذا اگر تاخیر سے دعویٰ کیا گیا تو نسب کی نفی نہ ہوگی)

(۳) دعویٰ سے پہلے شوہر کی طرف سے اُس بچہ کو اپنانے کا کوئی ظاہری قرینہ یا اقرار نہ پایا گیا ہو۔ (مثلاً بچہ کی پیدائش پر مبارک باد قبول کرنا یا سامانِ ولادت خریدنا وغیرہ)

(۴) تفریق کے فیصلہ کے وقت بچہ باحیات ہو۔

(۵) اُس عورت سے پہلے بچہ کی پیدائش اور اُس کے بارے میں لعان کے بعد اُسی بطن سے دوسرا بچہ پیدا نہ ہوا ہو (اگر دوسرا بچہ لعان کے بعد پیدا ہوگا تو دونوں بچوں کا نسب بہرحال ضرورۃً شوہر ہی سے ثابت ہوگا)

(۶) اُس بچہ کے بارے میں قبل ازیں کسی مقدمہ میں شوہر سے نسب ثابت نہ کیا گیا ہو۔

وإن قذف الزوج بولد حي نفى الحاكم نسبه عن أبيه، وألحقه بأمه بشرط صحة النكاح (الدر المختار) أي لا بد أن يقول: قطعت نسب هٰذا الولد عنه بعد ما قال: فرقت بينكما كما روي عن أبي يوسف. وفي المبسوط: هٰذا هو الصحيح؛ لأنه ليس من ضرورة التفريق نفي النسب كما بعد الموت يفرق بينهما، ولا ينتفي النسب الخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ۱۵۸/۵-۱۵۹ زكريا)

وأما شروط النفي فستة (الدر المختار) الأول: التفريق الثاني: أن يكون عند الولادة أو بعدها بيوم أو يومين. الثالث: أن لا يتقدم منه إقرار به ولو دلالة لكسوته عند التهنئة مع عدم رده. الرابع: حياة الولد وقت التفريق. الخامس: أن لا تلد بعد التفريق ولو ولدًا آخر من بطن واحد. السادس: أن لا يكون

محكومًا بثبوته شرعًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٥٩/٥ زكريا، بدائع الصنائع، كتاب اللعان / فصل في حكم اللعان ٣٩١/٣-٣٩٤ زكريا، البحر الرائق / باب اللعان ١٩٨/٤ زكريا)

نفى الولد الحي عند التهنئة ومدتها سبعة أيام عادةً، وعند ابتياع آلة الولادة صح، وبعده لا؛ لإقراره به دلالةً. (الدر المختار / باب اللعان ١٦١/٥ زكريا)

جڑواں بچوں میں سے پہلے بچہ کی نفی کی

اگر شوہر نے جڑواں بچوں میں سے پہلے بچہ کی نفی کی اور دوسرے بچہ کا اِقرار کیا تو لعان نہ ہوگا؛ بلکہ اُس پر حدِ قذف جاری ہوگی، اور دونوں بچوں کا نسب اُس سے ہی ثابت ہوگا؛ البتہ اگر دونوں بچوں کی نفی کی تو لعان ہوگا۔

نفى أول التوأمين وأقر بالثاني حد إن لم يرجع لتكذيبه نفسه، وإن عكس لاعن الخ، والنسب ثابت فيهما؛ لأنهما من ماء واحدٍ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٦٢/٥ زكريا، المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل الخامس والعشرون مسائل اللعان ٢٢٤/٥ المجلس العلمي، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب اللعان ٢٠٤/٤ زكريا، بدائع الصنائع، كتاب اللعان / فصل في حكم اللعان ٣٩٣/٣)

لعان میں تفریق کے بعد عدت کا نفقہ شوہر پر ہے

لعان میں قاضی کی تفریق کے بعد عورت عدت گذارے گی، اور اِس مدت کا نان نفقہ اور رہائش کا خرچ حسبِ ضابطہ شوہر کے ذمہ ہوگا۔

ولها نفقة العدة. (الدر المختار) أي والسكنىٰ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٥٨/٥ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل السادس والعشرون في مسائل اللعان ٢١٥/٥ زكريا)

○❖○

کتاب العدۃ

(عدت کے ضروری مسائل)

عدت کے مسائل

عدت کے معنی

’’عدت‘‘ کے لغوی معنی شمار کرنے کے آتے ہیں۔ اور شریعت کی اصطلاح میں عدت کا مطلب: ’’عورت کا اُس مدت تک نکاح کرنے سے رکے رہنا ہے، جو سابقہ نکاح کے آثار (مثلاً: ظہورحمل وغیرہ) کے اختتام کے لئے مقرر کی گئی ہے‘‘۔

هي لغةً بالكسر: الإحصاءُ ...... الخ. واصطلاحًا: تربصٌ يلزم المرأةَ أو ولي الصغيرة عند زوال النكاح ...... الخ. (الدر المختار) **وقال الشامي: وأولىٰ منه قول ابن كمال: هي اسم لأجل ضرب الانتفاء ما بقي من آثار النكاح أو الفَراش.** (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۷۷/۵-۱۷۹ زكريا)

فالعدة في عرف الشرع اسم لأجل ضرب لانقضاء ما بقي من آثار النكاح.

(بدائع الصنائع / كتاب الطلاق ۳۰۰/۳ زكريا)

عدت کی حکمتیں

اِسلام کی نظر میں رشتہ نکاح اور نسب کی بہت اَہمیت ہے، نکاح ایسی چیز نہیں ہے کہ جب چاہیں اور جس سے چاہیں بلا کسی رکاوٹ کے انجام دے لیں؛ بلکہ شریعت نے نکاح کے مقاصد اور تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے بہت سے اَحکامات اُمت پر نافذ فرمائے ہیں، جن کا لحاظ رکھنا ہر شخص کے لئے ضروری ہے، اُنہیں میں سے عدت کے مسائل بھی ہیں۔ اِسلام میں یہ جائز نہیں ہے کہ شوہر کے طلاق دیتے ہی یا اُس کے وفات پاتے ہی اُس عورت سے دوسرا شخص فوراً نکاح کرلے؛ بلکہ اُسے ایک مدت تک ضرور انتظار کرنا پڑے گا، جب مقررہ مدت گذر جائے گی، جبھی اُس عورت سے دوسرے مرد کا نکاح درست ہوگا، اور عدت کے زمانہ میں نکاح تو کجا؟ باقاعدہ رشتہ نکاح دینے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ (البقرۃ: ۲۳۵)

اَب اِس عدت کی حکمتیں اور مصالح بہت سی ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

الف:- عدت کی وجہ سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ عورت کا رحم خالی ہے یا پہلے شوہر کے حق میں مشغول ہے؛ کیوں کہ ایک رحم میں دو شخصوں کے نطفے جمع ہونے کی بنیاد پر بچہ کے نسب کے خلط ملط ہونے کا خطرہ ہے، جب کہ نسب کا تحفظ ایسا جلیل القدر اور امتیازی معاملہ ہے جسے کوئی شریف انسان نظر انداز نہیں کرسکتا، بس عدت کے ذریعہ نسب میں اختلاط سے حفاظت کا معقول نظم کیا گیا ہے۔

اور اُسی کے ذریعہ بالآخر عدت کی مدت متعین ہوتی ہے۔ (یعنی اگر رحم مشغول ہے تو وضع حمل، اور اگر مشغول نہیں ہے تو تین ماہواری یا تین مہینے۔ یا عدتِ وفات ہے تو ۴ر مہینے ۱۰ر دن)

ب:- عدت کی وجہ سے نکاح کی عظمت ظاہر ہوتی ہے کہ یہ ایسا امتیازی عقد ہے، جس کا اثر عقد کے ختم ہونے کے بعد بھی ایک مدت تک باقی رہتا ہے، جب کہ دیگر عقود کا اثر فوراً ختم ہوجاتا ہے۔

ج:- عدت میں عقدِ نکاح ختم ہونے پر ایک طرح سے مقررہ مدت تک غم کا اظہار بھی ہوتا ہے، اِسی لئے عدت میں زیب وزینت کی ممانعت کی گئی ہے۔ اگر تفریق کے فوراً بعد نکاح کی اِجازت دی جاتی تو یہ مقصد حاصل نہ ہوتا۔

د:- عدت کا ایک خاص فائدہ یہ بھی ہے کہ دورانِ عدت زوجین اپنی اور بچوں کی مصلحت سے دوبارہ رشتۂ نکاح قائم کرنے پر آمادہ ہوسکتے ہیں، جس میں عام حالات میں اُن سب کے لئے دوسرا رشتہ قائم کرنے سے زیادہ مصلحت ہوسکتی ہے، وغیرہ۔

ثلاثُ حيضٍ كوامل لعدم تجزّ الحيضةِ. فالأولىٰ: لتعرّف براءة الرحم، والثانية: لحرمة النكاح، والثالثة: لفضيلة الحرية. (الدر المختار) بيان لحكمة كونها ثلاثًا مع أن مشروعية العدة لتعرّف براءة الرحم أي خلوّه عن الحمل، وذٰلك يحصل بمرةٍ، فبيّن أن حكمة الثانية لحرمة النكاح أي لإظهار حرمته، واعتباره حيث لم ينقطع أثره بحيضة واحدةٍ في الحرةِ والأمةِ. وزيد في الحرة ثالثةً لفضيلتها.

(شامي، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۸۲/۵ زكريا)

قال الإمام المحدث الشاه ولي الله الدهلوي رحمه الله تعالىٰ: اعلم أن العدة كانت من المشهورات المسلمة في الجاهلية، وكانت مما لا يكادون يتركونه، وكان فيها مصالحُ كثيرةٌ:

منها:- معرفةُ براءة رحِمِها من مائه، لئلا تختلط الأنساب، فإن النسبَ أحدُ ما يتشاحُّ به، ويطلبُه العقلاءُ، وهو من خواص نوع الإنسان، ومما امتاز به من

سائر الحیوان، وهو المصلحةُ المرعية في باب الاستبراء.

ومنها:– التنويهُ بفخامة أمر النكاح، حيث لم يكن أمرًا ينتظم إلا بجمع رجال، ولا ينفكُّ إلا بانتظار طويل، ولو لا ذٰلك لكان بمنزلة لعِبِ الصبيان، ينتظم، ثم يُفكُّ في الساعة.

ومنها:– أن مصالح النكاح لا تتمُّ حتى يوطِّنا أنفسهما علىٰ إدامة هٰذا العقد ظاهرًا، فإن حدث حادث يوجب فك النظام لم يكن بُدٌّ من تحقيق صورة الإدامة في الجملة: بأن تتربص مدةً تجدُ لتربُّصها بالاً، وتُقاسي لها عناءً. (حجة اللّٰه البالغة ۳٦۷/۲ مکتبة حجاز دیوبند، حاشية رد المحتار ۱۷۷/۵ زکریا، شیخ عادل احمد عبد الموجود، شیخ علی محمد معوض)

ذیل میں عدت سے متعلق چند ضروری مسائل درج کئے جارہے ہیں:

حائضہ غیر حاملہ کی عدتِ طلاق

جس عورت کو حیض کا سلسلہ جاری ہو اور وہ حاملہ بھی نہ ہو، تو اُس کی طلاق کی عدت تین ماہواری ہے۔

قال اللّٰه تبارك وتعالیٰ: ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلاَثَةَ قُرُوْءٍ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۲۸]

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: أمرت بريرة أن تعتد بثلاث حيض. (سنن ابن ماجة / باب خيار الأمة إذا اعتقت ۱۵۰/۱ رقم: ۲۰۷۷)

إذا طلق الرجل امرأته طلاقًا بائنًا أو رجعيًا – إلىٰ قولهٖ – وهي حرة ممن تحيض، فعدتها ثلاثة أقراء. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / باب: الثالث عشر في عدة ۵۸۰/۱ جديد زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ۲۲۷/۵ زكريا، بدائع الصنائع ۳۰۵/۳)

طلاق کی عدت کب سے شروع ہوتی ہے؟

طلاق کی عدت طلاق دیتے ہی خود بخود شروع ہوجاتی ہے، باقاعدہ عدت کے لئے

بیٹھنا عدت کے شروع ہونے کے لئے لازم نہیں ہے۔ (بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک عورت بالقصد عدت میں نہ بیٹھے اُس کی عدت شروع نہ ہوگی، تو یہ سمجھنا درست نہیں ہے)

عن عبد اللّٰہ وهو ابن مسعود رضي اللّٰہ عنه قال: عدة المطلقة من حين تطلق، والمتوفى عنها زوجها من حين يتوفى. (السنن الكبرىٰ للبيهقي / باب العدة من الموت والطلاق ۱۱/۳۹۱ رقم: ۱۵۸۵۴، ۷/۶۹۷ رقم: ۱۵۴۴۶ دار الحديث القاهرة)

فيعتبر ابتداء العدة منه كما تعتبر من وقت الطلاق في النكاح الصحيح.

(بدائع الصنائع / فصل حكم النكاح الفاسد ۲/۳۳۵ بيروت، ۲/۶۵ زكريا، الهداية ۲/۴۲۵)

طلاق کی خبر دیر میں معلوم ہوئی تو عدت کب سے شروع ہوگی؟

اگر شوہر پہلے طلاق دے چکا تھا اور عورت کو تاخیر سے اُس کی اطلاع ہوئی، تو جس وقت شوہر نے طلاق دی ہے، اُسی وقت سے عدت شروع مانی جائے گی، اور حسب ضابطہ وقت پورا ہونے پر عدت ختم ہوجائے گی۔

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنهما قال: عدتها من يوم طلقها، ومن يوم يموت عنها. (المصنف لابن أبي شيبة / كتاب الطلاق ۱۰/۱۳۱ رقم: ۱۹۲۴۹ المجلس العلمي)

ومبتدأ العدة بعد الطلاق وبعد الموت على الفور، وتنقضي العدة وإن جهلت المرأة بهما أي بالطلاق والموت. (الدر المختار / كتاب الطلاق ۳/۵۲۰ دار الفكر بيروت، ۵/۲۰۲ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب الثالث عشر ۱/۵۳۱-۵۳۳ زكريا)

ابتداء العدة في الطلاق عقيب الطلاق، وفي الوفاة عقيب الوفاة، فإن لم تعلم بالطلاق أو الوفاة حتى مضت مدة العدة فقد انقضت عدتها. (الهداية ۲/۴۲۵)

عدتِ طلاق کب واجب ہوتی ہے؟

عدتِ طلاق اُسی وقت واجب ہوتی ہے جب کہ نکاحِ صحیح کے بعد جماع یا خلوت (تنہائی) پائی گئی ہو۔ بریں بنا اگر جماع یا خلوت سے پہلے طلاق دی ہے تو عدت واجب نہ ہوگی۔

عن الحسن قال: قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه: إذا أغلق بابًا وأرخىٰ سترًا فقد وجب لها الصداق، وعليها العدة، ولها الميراث. (سنن الدار قطني / كتاب النكاح ۲۱۲/۳ رقم: ۳۷۷۹ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

رجل تزوج امرأة نكاحًا جائزًا وطلقها بعد الدخول أو بعد الخلوة الصحيحة، كان عليها العدة – إلىٰ قولهٖ – وإن كانت الخلوة فاسدة. (فتاوىٰ قاضي خان / باب العدة ۵٤۹/۱ زكريا، كذا في البحر الرائق / باب العدة ۲۱٦/٤ زكريا)

وتجب العدة في الكل أي كل أنواع الخلوة، ولو فاسدة احتياطًا، أي استحسانًا لتوهم الشغل. (الدر المختار / كتاب الطلاق ۲٦۱/٤ زكريا)

جس حیض میں طلاق دی ہو وہ عدت میں شمار نہ ہوگا

اگر کسی عورت کو ماہواری (حیض) کی حالت میں طلاق دی گئی، تو یہ ماہواری اُس کی عدتِ طلاق میں شمار نہیں کی جائے گی؛ بلکہ اُس سے اگلی مرتبہ جو ماہواری آئے گی اُس سے عدت شمار ہوگی۔

وإذا طلق امرأته في حالة الحيض كان عليها الاعتداد بثلاث حيض كوامل، ولا تحتسب هٰذه الحيضة من العدة، كذا في الظهيرية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثالث عشر في العدة ۵۲۷/۱، الهداية ٤۲۵/۲)

لأن الحيضة التي وقع فيها الطلاق لا تحتسب من العدة. (شامي / كتاب الطلاق ٤۳۷/٤ زكريا)

جس عورت کا مسلسل خون جاری ہو وہ عدت کیسے گذارے؟

اگر کسی عورت کو مسلسل خون جاری ہو اور بند ہی نہ ہوتا ہو (اور اُس کو اپنے حیض کے اَیام بھی معلوم نہ ہوں) تو اُس کی عدت سات ماہ میں پوری سمجھی جائے گی (گویا کہ تین مرتبہ حیض کی اکثر مدت ۱۰/ دن شمار کر کے کل ایک مہینہ زمانۂ حیض کے لئے اور پھر فی طہر ۲/ مہینے شمار کر کے کل

۶ ؍مہینے زمانۂ طہر کے لئے متعین کئے جائیں گے، اِس طرح سب ملاکر ۷ ؍مہینے ہو جائیں گے) اِسی پر فتویٰ ہے۔ (قاموس الفقہ ۴ ؍۳۷۷)

وأما ممتد ة الحيض فالمفتى به كما في حيض الفتح، تقدير طهرها بشهرين، فستة أشهر للأطهار وثلاث حيض بشهر احتياطًا. (الدر المختار) قوله: وأما ممتدة الحيض ...... المراد بها المتحير ......الخ. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۸۷/۵ زكريا)

عدت شروع ہونے کے بعد حیض بند ہوگیا

اگر کسی عورت کی عدت حیض سے شروع ہوئی اور اُس کے بعد حیض کا سلسلہ بالکل بند ہوگیا، تو حنفیہ کے مشہور قول میں اِس عورت کی عدت اُس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ وہ مدتِ اَیاس (حیض بالکل بند ہونے کے زمانہ) تک نہ پہنچ جائے؛ لیکن حضرت اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسی عورت کی عدت ایک سال میں پوری ہوجائے گی۔ اور ضرورت کی بنا پر اِس مسئلہ میں فقہاءِ احناف نے مالکیہ کے قول پر فتویٰ دینے کی صراحت کی ہے۔

بأن حاضت ثم امتد طهرها فتعتد بالحيض إلى أن تبلغ سن الأياس، جوهرة وغيرها الخ (الدر المختار) وفي الشامي: ورأيت بخط شيخ مشائخنا السائحاني أن المعتبر عند المالكية أنه لا بد لوفاء العدة من سنة كاملةٍ تسعة أشهر لمدة الأياس، وثلاثة أشهر لانقضاء العدة، قلت: ولذا عبر في المجمع بالحول ...... ثم قال الشامي بحثًا: ولهٰذا قال الزاهدي وقد كان بعض أصحابنا يفتون بقول مالكٍ في هٰذه المسئلة للضرورة. (شامي ۵۰۸/۳-۵۰۹ كراچی، ۱۸۵/۵ زكريا، بزازية علىٰ هامش الفتاوىٰ الهندية ۲۵٦/٤، قاموس الفقه ۳۷۷/٤، دیکھئے: الشرح الصغير مع حاشية الصاوي ٦۷٥/۲-٦۷٦)

جس عورت کو وقفہ وقفہ سے حیض آتا ہو وہ عدت کیسے گذارے؟

ایسی مطلقہ عورت جس کو ہر مہینہ پابندی سے حیض نہ آتا ہو؛ بلکہ وقفہ وقفہ سے آتا ہو، تو

اُس کی عدت حیض ہی کے ذریعہ پوری کی جائے گی، خواہ اُس میں کتنا ہی وقت لگ جائے۔

امرأة اعتدت بالشهور وهي ترى أنها أيست، ثم حاضت فعدتها بالحيض.

(الفتاویٰ السراجية ٢٣١ مكتبة الإتحاد ديوبند، الفتاویٰ الهندية ٥٨٢/١ جديد، قاضي خان ٣٤٨/١ جديد)

وخرج بقوله ولم تحض الشابة الممتدة بالطهر بأن حاضت، ثم امتد طهرها فتعتد بالحيض إلى أن تبلغ سن الأياس. (الدر المختار ١٨٥/٥ زكريا، كذا في البحر الرائق / باب العدة ٢٢٠/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٥٨٠/١ جديد)

مطلقہ حاملہ کی عدت

اگر مطلقہ عورت طلاق کے وقت حاملہ ہو، تو اُس کی عدت وضع حمل یعنی بچہ کی پیدائش پر پوری ہوگی۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ، وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ اَمْرِهِ يُسْرًا﴾ [الطلاق، جزء آیت: ٤]

وعدة الحامل أن تضع حملها. (الفتاویٰ الهندية ٥٢٨/١ قديم، كذا في الشامي، كتاب الطلاق / باب العدة ١٨٩/٥ زكريا، بدائع الصنائع ٣٠٤/٣، فتاویٰ قاضي خان ٣٤٧/١ الإتحاد)

جڑواں بچوں والی حاملہ معتدہ کی عدت کب پوری ہوگی؟

اگر معتدہ حاملہ کے پیٹ میں کئی بچے ہوں، تو سب بچوں کی پیدائش کے بعد ہی عدت پوری ہوگی۔

فإن ولدت ولدين في بطن واحدٍ ليس بينهما ستة أشهرٍ، تنقضي عدتها بالولد الثاني لا بالأول. (فتاویٰ قاضي خان ٣٤٧/١ الإتحاد، وكذا في الفتاویٰ الهندية ٥٨٢/١)

وإذا كانت المعتدة حاملاً فولدت ولدين انقضت عدتها بالأخير منهما عند عامة العلماء. (بدائع الصنائع ٣١٣/٣، الفتاویٰ التاتارخانية ٢٣١/٥ رقم: ٧٧٣١ زكريا)

کیا اِسقاطِ حمل سے عدت پوری ہوجاتی ہے؟

اگر حاملہ عورت کو طلاق دی گئی، پھر اُس نے اپنا حمل ساقط کرالیا تو اَب دو حالتیں ہیں:

الف:- اگر بچہ کے اَعضاء کی تخلیق سے پہلے کا حمل ساقط کرایا ہے، تو اِس سے عدت پوری نہ ہوگی؛ بلکہ اِس کے نتیجہ میں جاری خون کو حیض کے درجہ میں رکھ کر مزید دو حیض کا گذرنا عدت کی تکمیل کے لئے ضروری ہوگا۔

ب:- اور اگر پیٹ میں بعض اَجزاء بن جانے کے بعد حمل ساقط کرایا ہے، تو عدت پوری سمجھی جائے گی؛ اِس لئے کہ اَعضاء بن جانے کے بعد اُس پر ولد کا اِطلاق کیا جائے گا۔

وشرط انقضاء هٰذه العدة أن يكون ما وضعت قد استبان خلقه أو بعض خلقهٖ، فإن لم يستبن رأسًا بأن أسقطت علقة أو مضغةً لم تنقض العدة؛ لأنه إذا استبان خلقه أو بعض خلقه فهو ولد، فقد وجد وضع الحمل فتنقضي به العدة، وإذا لم يستبن لم يعلم كونه ولدًا ...... الخ. (بدائع الصنائع ۳۱۱/۳ زكريا، شامي ۱۹۰/۵ زكريا)

أما السقط فإن ظهر بعض خلقه من إصبع أو ظفر أو شعر أو نحو ذٰلك فهو ولد. (الفقه على المذاهب الأربعة ۱۳۲/۱)

وفي الدر المختار: أي سقط ظهر بعض خلقه كيد أو رجل أو إصبع أو ظفر أو شعر ولا يستبين خلقه إلا بعد مائة وعشرين يومًا ولد حكمًا، وتحته في الشامية: ولا يستبين خلقه الخ. قال في البحر: المراد نفخ الروح وإلا فالمشاهد ظهور خلقه قبلها. (الدر المختار مع الشامي ۵۰۰/۱ زكريا)

غیر حائضہ عورت کی عدتِ طلاق

جس عورت کو حیض نہ آتا ہو، یا تو اِس وجہ سے کہ وہ نابالغہ ہو، یا اِس وجہ سے کہ وہ مدتِ ایاس (حیض منقطع ہونے کی مدت) تک پہنچ چکی ہو، تو ایسی مطلقہ عورت کی عدت تین مہینے ہیں

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاللّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ اَشْهُرٍ وَاللّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ﴾ [الطلاق، جزء آیت: ٤]

ولو كانت المطلقة صغيرة أو آئسة وهي حرة فعدتها ثلاثة أشهر. (خانية علىٰ هامش الفتاوىٰ الهندية ٥٤٩/١ زكريا)

وإن كانت لا تحيض لكبرٍ أو صغرٍ أو بلغت بالسن ولم يحض فثلاثة أشهرٍ أي فعدتها ثلاثة أشهرٍ بالأيام إن وطئت حقيقةً أو حكمًا. (مجمع الأنهر / باب العدة ١٤٣/٢ دار الكتب العلمية بيروت، بدائع الصنائع ٣٠٣/٣، تنوير الأبصار مع الدر ٥٠٧/٣ كراچی، ١٨٤/٥ زكريا)

غیر حائضہ عورت کی عدت کا شمار مہینوں سے ہوگا یا دنوں سے؟

جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اُسے اگر شوہر نے چاند کی پہلی تاریخ کو طلاق دی ہے، تو اُس کی عدت قمری مہینوں کے اعتبار سے شروع ہوگی، اور اگر درمیان مہینہ میں طلاق دی ہے تو دنوں کے حساب سے ۹۰؍ دن پورے کئے جائیں گے۔

إذا اتفق عدة الطلاق والموت في غرة الشهر اعتبرت الشهور بالأهلة، وإن نقصت عن العدد، وإن اتفق في وسط الشهر فعند الإمام يعتبر بالأيام فتعتد في الطلاق بتسعين يومًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة ١٨٧/٥ زكريا، ٥٠٩/٣ كراچی، كذا في الفتاوىٰ الهندية ٥٢٧/١، وكذا في الفتاوىٰ التاتارخانية ٢٣١/٥ زكريا، بدائع الصنائع ٣٠٩/٣)

مہینوں کے ذریعہ عدت کی تکمیل کے بعد آئسہ کو حیض آنے لگا

جو مطلقہ عورت سن ایاس کو پہنچ چکی ہو اور اُس نے اپنے کو آئسہ سمجھ کر مہینوں کے ذریعہ عدت پوری کرلی، پھر بعد میں اسے حیض کا خون آنا شروع ہوگیا، تو ایسی عورت کے متعلق راجح قول یہی ہے کہ اُس کی عدت تین مہینوں کے ذریعہ پوری سمجھی جائے گی، اَب وہ دوسرے شخص سے نکاح بھی کرسکتی ہے۔

ولا يفتىٰ به ببطلان الاعتداد بالأشهر إن كانت رأت الدم بعد تمام

الاعتداد بالأشهر. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الثامن والعشرون في العدة ۲۲۹/۵-۲۳۰ رقم: ۷۷۲۸ زكريا)

آئسة اعتدت بالأشهر ثم عاد دمها استأنفت بالحيض ...... لكن اختار البهنسي ما اختاره الشهيد أنها إن رأته قبل تمام الأشهر استأنفت لا بعدها. قلت: وهو ما اختاره صدر الشريعة وملا خسروا الباقاني. ...... وفي الجوهرة والمجتبىٰ: أنه الصحيح المختار وعليه الفتوىٰ. (رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۹۴/۵-۱۹۵ زكريا)

ذكر الصدر الشهيد: أن المرئي بعد الحكم بالأياس إذا كان دمًا خالصًا فهو حيض، وانتقض الحكم بالأياس لكن فيما يستقبل من الزمان لا فيما مضى عليها من الأحكام. (الفتاویٰ الهندية ۵۸۲/۱ جديد زكريا)

مزنیہ عورت پر عدت نہیں

اگر کسی غیر منکوحہ عورت سے زنا کیا جائے تو اِس کی وجہ سے اُس عورت پر کوئی عدت واجب نہیں ہوتی، اور زنا کے بعد اُس سے بلا تاخیر نکاح کرنا درست ہے۔ (تاہم اگر وہ حاملہ ہو، اور وہ حمل ناکح کے علاوہ کسی اور کا ہو، تو وضع حمل سے پہلے اُس سے وطی جائز نہ ہوگی)

فلا عدة لزنا (الدر المختار) بل يجوز تزوج المزني بها وإن كانت حاملاً؛ لكن يمنع عن الوطء حتى تضع. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۷۹/۵ زكريا)

مزنیہ منکوحہ عورت اپنے شوہر پر حرام نہیں

اگر کسی منکوحہ عورت سے کسی شخص نے جان بوجھ کر زنا کیا، تو اُس کی وجہ سے وہ اپنے شوہر پر حرام نہ ہوگی (گوکہ زنا بہر حال بدترین جرم ہے)

لو تزوجت أمرأة الغير ودخل بها عالمًا بذٰلك لا يحرم على الزوج وطؤها؛ لأنه زنًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۷۹/۵ زكريا)

نکاحِ فاسد میں عدت

اگر نکاح فاسد طریقہ پر ہوا (مثلاً نکاحِ مؤقت) تو اِس میں تفریق کے بعد حسبِ ضابطہ عدت واجب ہوتی ہے، اور اِس کا آغاز اُس وقت سے ہوگا جب قاضی اُن دونوں میں تفریق کا فیصلہ کردے، یا شوہر متارکت کا پختہ اِرادہ کرلے۔

وکذا موطوءة بشبهةٍ أو نکاح فاسدٍ أي عدة کل منهما ثلاث حِیضٍ.

(شامي، کتاب الطلاق / باب العدة ۱۸۳/۵ زکریا، مجمع الأنهر ۱۴۳/۲)

لما سیأتي من أن مبدأ العدة في النکاح الفاسد بعد التفریق من القاضي بینهما أو المُتارکةِ. (شامي، کتاب الطلاق / باب العدة ۱۷۹/۵ زکریا)

وطی بالشبہ میں عدت

اگر کسی عورت کے ساتھ شبہ میں وطی کرلی گئی، مثلاً غلطی سے شوہر کے علاوہ کسی اور سے رخصتی ہوگئی، تو وطی کے بعد غلطی کا علم ہوتے ہی اُس پر عدت واجب ہوگی۔

وکذا موطوءة بشبهةٍ کمزفوفةٍ لغیر بعلها. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب العدة ۱۸۳/۵ زکریا، مجمع الأنهر ۱۴۳/۲، بدائع الصنائع ۳۰۳/۳)

وفي الوطء بشبهةٍ عند انتهاء الوطء واتضاح الحال. (شامي، کتاب الطلاق / باب العدة ۱۷۹/۵ زکریا)

معتدہ رجعیہ کا شوہر دورانِ عدت وفات پاگیا

معتدہ رجعیہ دورانِ عدت شوہر کی وفات کی صورت میں عدتِ وفات گذارے گی، اور وفات سے قبل عدت میں گذرا ہوا زمانہ کالعدم سمجھا جائے گا۔

رجل طلق امرأته طلاقًا رجعیًا فاعتدت بثلاث حیض إلا یومًا فمات الزوج یلزمها أربعة أشهرٍ وعشرًا، کذا في غایة البیان. (الفتاویٰ الهندیة ۵۸۴/۱ جدید زکریا)

إذا طلق امرأته ثم مات فإن كان الطلاق رجعيًا انتقلت عدتها إلى الوفاة، سواء طلقها في حالة المرض أو الصحة وانهدمت عدة الطلاق. (الفتاویٰ الهندية ۵۸۳/۱ جديد زكريا، بدائع الصنائع ۳۱۷/۳، الفتاویٰ التاتارخانية ۲۳۵/۵ زكريا)

حاصل المسألة أن الزوج إذا طلق زوجته طلاقًا رجعيًا في صحته أو مرضه، ودخلت في عدة الطلاق، ثم مات والعدة باقية تنتقل عدتها إلىٰ عدة الموت إجماعًا؛ لأنها حينئذٍ زوجته وترث منه. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۹۳/۵ زكريا)

حالتِ صحت میں طلاقِ بائن دی پھر دورانِ عدت شوہر کا انتقال ہوگیا

اگر شوہر نے حالتِ صحت میں طلاقِ بائن دی ہے، اور دورانِ عدت شوہر کا انتقال ہوجائے، تو یہ مطلقہ بائنہ صرف عدتِ طلاق ہی گذارے گی، موت کی عدت اُس پر لازم نہیں۔

وخرج أيضًا ما لو طلقها بائنًا في صحته ثم مات لا تنتقل عدتها، ولا ترث اتفاقًا، صرح به في الفتح؛ لأنه ليس فارًّا. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب في عدة الموت ۱۹۲/۵ زكريا)

وإذا مات زوج المطلقة ففي الرجعة تنتقل إلىٰ عدة الوفاة، وفي البائن لا، إن لم ترث. (الفتاویٰ التاتارخانية ۲۳۵/۵ زكريا)

إذا طلق امرأته ثم مات ...... إن كان بائنًا أو ثلاثًا، فإن لم ترث بأن طلقها في حالة الصحة لا تنتقل عدتها. (الفتاویٰ الهندية ۵۸۳/۱ جديد زكريا، بدائع الصنائع ۳۱۷/۳)

جس عورت کا شوہر مرض الوفات میں طلاقِ بائن دے کر انتقال کرجائے وہ عدت کیسے گذارے؟

اگر بیوی کی مرضی کے بغیر مرض الوفات میں شوہر نے طلاقِ بائن دی ہے، تو ایسی صورت

میں عدتِ طلاق اور عدتِ موت میں جس کی مدت بعد میں ختم ہو، اُسی کے ذریعہ عدت کی تکمیل ہوگی، اور یہ عورت شوہر کی وارث بھی بنے گی۔ اور مرض الوفات میں اگر بیوی کی رضامندی سے طلاقِ بائن دی گئی ہے، اور پھر دورانِ عدت شوہر کا انتقال ہوجائے، تو یہ مطلقہ صرف عدتِ طلاق گذارے گی، عدتِ موت اُس پر لازم نہیں ہے، اور اس صورت میں وہ شوہر کی وارث بھی نہ ہوگی۔

وإذا طلق امرأته في مرض الموت ثلاثًا أو طلاقًا بائنًا، ثم مات قبل انقضاء العدة فورثت واعتدت بأربعة أشهر وعشر فيها ثلاث حيض في قول أبي حنيفةؒ. وفي الخانية: حتى لو اعتدت بأربعة أشهر وعشر ولم تحض كانت في العدة ما لم تحض ثلاث حيض، ولو حاضت ثلاث حيض قبل تمام أربعة أشهر وعشر لا تنقضي عدتها حتى تتم المدة. (الفتاویٰ التاتارخانية ۲۳۵/۵ رقم: ۷۷۴۳ زكريا)

والمتوفیٰ عنها زوجها وقد طلقها زوجها إن كانت ترث زوجها المطلق تعتد بأبعد الأجلين. (فتاویٰ قاضي خان ۳۴۸/۱ مكتبة الإتحاد ديوبند)

وإذا ورثت المطلقة في المرض أي ورثت التي طلقت في المرض بأن طلقها بغير رضاها بحيث صار فارًّا ومات وهي في العدة، فعدتها أبعد الأجلين أي الأبعد من أربعة أشهر وعشر وثلاث حيض، فلو تربصت حتى مضت ثلاث حيض ولم تستكمل أربعة أشهر وعشرًا لم تنقض عدتها حتى تستكملها، وإن مضت أربعة أشهرٍ وعشر ولم تمض لها ثلاث حيض بأن امتد طهرها لم تنقض عدتها حتى تمضي وإن مكثت سنين ما لم تدخل سن الأياس فتعتد بالأشهر.

(فتح القدير / كتاب الطلاق ۲۸۳/۴-۲۸۴ المكتبة الأشرفية ديوبند)

غیر حاملہ بیوہ کی عدت

جس عورت کا شوہر انتقال کر جائے اور وہ حاملہ نہ ہو، تو اُس کی عدت ۴؍مہینے ۱۰؍دن ہے۔ اور یہ مدت قرآنِ کریم میں متعین کی گئی ہے، اِس لئے اِس میں چوں چرا کی کوئی گنجائش نہیں ہے؛ تاہم اِس میں یہ حکمت بیان کی جاسکتی ہے کہ عموماً ۴؍مہینے کے اندر پیٹ میں پلنے والے

جنین میں روح ڈال دی جاتی ہے، تو اِس مدت تک انتظار کرنا ضروری قرار دیا گیا؛ تاکہ اس بیوہ کے حاملہ ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ بالکل واضح ہوجائے، اور کوئی شک وشبہ نہ رہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا﴾ [البقرة، جزء آيت: ٢٣٤]

وقد ذكر سعيد بن المسيب وأبو العالية وغيرهما: أن الحكمة في جعل عدة الوفاة أربعة أشهر وعشرًا لاحتمال اشتغال الرحم علىٰ حمل، فإذا انتظر به هٰذه المدة، ظهر إن كان موجودًا كما في جاء في حديث ابن مسعود الذي في الصحيحين وغيرهما: ''إن خلق أحدهم يجمع في بطن أمه أربعين يومًا نطفةً، ثم يكون علقة مثل ذٰلك، ثم يكون مضغة مثل ذٰلك، ثم يبعث إليه الملك فينفخ فيه الروح''. فهٰذه ثلاث أربعينات بأربعة أشهر، والاحتياط بعشر بعدها لما قد تنقص بعض الشهور، ثم لظهور الحركة بعد نفخ الروح فيه، واللّٰه أعلم.

قال سعيد بن أبي عروبة عن قتادة: سألت سعيد بن المسيب ما بال العشر؟ قال: فيه ينفخ الروح. (تفسير ابن كثير مكمل، البقرة ٢٣٤ دار السلام رياض، ٥٧٠-٥٧١ زكريا)

حاملہ بیوہ کی عدت

شوہر کے انتقال کے وقت اگر اُس کی بیوی حاملہ ہو، تو اُس کی عدت وضع حمل (بچہ کی پیدائش) سے پوری ہوگی۔ (خواہ وضع حمل شوہر کے انتقال کے کچھ دیر بعد ہی ہوجائے)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ، وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ اَمْرِهِ يُسْرًا﴾ [الطلاق، جزء آيت: ٤]

وعدة الحامل أن تضع حملها. (الفتاوىٰ الهندية ٥٢٨/١ قديم، شامي ١٨٩/٥ زكريا، بدائع الصنائع ٣٠٤/٣، فتاوىٰ قاضي خان ٣٤٧/١)

عدتِ وفات کا شمار مہینوں سے ہوگا یا دنوں سے؟

اگر قمری مہینے کی پہلی تاریخ کو شوہر کی وفات ہوئی ہے تو عدت کا شمار قمری مہینوں سے کیا

جائے گا، یعنی مکمل ۴؍مہینے اور پانچویں مہینے کے ۱۰؍دن اور ۱۰؍راتیں۔ اور اگر درمیان مہینے میں وفات ہوئی ہے تو مفتی بہ قول کے مطابق عدت کا شمار دنوں کے اعتبار سے ہوگا، یعنی کل ۱۳۰؍دن اور رات پورے ہونے پر عدت مکمل ہو جائے گی۔

والعدة للموت أربعة أشهر بالأهلة لو في الغرة، كما مر. وعشرة من الأيام الخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب في عدة الموت ۱۸۸/۵ زكريا)

فجملة الكلام فيه أن سبب وجوب هٰذه العدة من الوفاة والطلاق ونحو ذٰلك، إذا اتفق في غرة الشهر اعتبرت الأشهر بالأهلة، وإن نقصت عن العدد الخ، وإن كانت الفرقة في بعض الشهر اختلفوا فيه. قال أبو حنيفة: يعتبر بالأيام فتعتد من الطلاق وأخواته تسعين يومًا، ومن الوفاة مائة وثلاثين يومًا. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / الكلام في عدة الأشهر ۳۰۹/۳-۳۱۰ المكتبة النعيمية ديوبند)

غیر مدخولہ بیوہ کی عدت

اگر نکاح کے بعد رخصتی سے پہلے شوہر کا انتقال ہو جائے، تو بھی اُس کی بیوہ پر وفات کی عدت واجب ہوتی ہے۔

والعدة للموت أربعة أشهر الخ، وعشرة من الأيام الخ مطلقًا، وطئت أو لا. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۸۸/۵ زكريا)

وعدة المتوفىٰ عنها زوجها إذا كانت غير حامل وهي حرة أربعة أشهر وعشرًا، يستوي في ذٰلك الدخول وعدم الدخول والصغر والكبر. (الفتاوىٰ التاتارخانية ۲۲۸/۵ رقم: ۷۷۲۵ زكريا)

شوہر سے الگ رہنے والی پر عدتِ وفات کا حکم

اگر کوئی عورت ایک مدت سے شوہر سے الگ رہ رہی ہو، اور پھر اُس کے شوہر کا انتقال ہو جائے، تو اُس پر بھی حسبِ ضابطہ عدتِ وفات لازم ہوگی۔

والعدة للموت أربعة أشهر الخ، وعشرة من الأيام الخ مطلقًا، وطئت أو لا. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۸۸/۵ زكريا)

شوہر اگر بچہ ہو تو اُس کی وفات پر بھی عدت ہے

اگر شوہر غیر مراہق بچہ ہو (جس سے صحبت کا کوئی اِمکان نہ ہو) تو اُس کی وفات پر بھی اُس کی منکوحہ پر عدتِ وفات گذارنا لازم ہوگا۔ (اور یہاں عدت کی حکمت شوہر کی جدائی پر اظہارِ غم ہے)

وعدة المتوفى عنها زوجها إذا كانت غير حامل وهي حرة أربعة أشهر وعشرًا، يستوي في ذٰلك الدخول وعدم الدخول والصغر والكبر. (الفتاویٰ التاتارخانية ۲۲۸/۵ رقم: ۷۷۲۵ زكريا)

متوفی شوہر بچہ کی بیوی اگر حاملہ ہو تو اُس کی عدت کیا ہے؟

اگر غیر مراہق بچہ کی منکوحہ عورت شوہر کے انتقال کے وقت (کسی اور سے) حاملہ ہو، اور اُس کی وفات سے ۶؍ مہینے کے اندر اندر اُس کا وضع حمل ہو جائے، تو اُس کی عدتِ وفات وضع حمل پر پوری ہو جائے گی۔

اور اگر وہ عورت شوہر کے انتقال کے بعد حاملہ ہوئی ہے (جس کی ایک نشانی یہ ہے کہ اِنتقال کے ۶؍ مہینے یا اُس سے زیادہ گذرنے کے بعد وضع حمل ہوا ہو) تو ایسی صورت میں اُس عورت کی عدتِ وفات ۴؍ مہینے ۱۰؍ دن میں پوری ہوگی۔

(اور بہر صورت پیدا شدہ بچہ کا نسب متوفی نابالغ غیر مراہق شوہر سے ثابت نہ ہوگا؛ البتہ اگر شوہر مراہق یعنی قریب البلوغ ہو، تو احتیاطاً بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہو جائے گا)

وفي حق الحامل الخ وضع جميع حملها الخ، ولو كان زوجها الميت صغيرًا غير مراهقٍ، وولدت لأقل من نصف حول من موته في الأصح، لعموم آية: ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ﴾ وفي من حبلت بعد موت الصبي بأن ولدت لنصف حولٍ فأكثر عدة الموت إجماعًا لعدم الحمل عند الموت، ولا نسب في حالَيه

إذ لا مـاء للصبي، نعم ينبغي ثبوته من المراهق احتياطًا. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب العدة، مطلب في عدة الموت ۵/۱۸۹–۱۹۱ زكريا)

عدتِ وفات کی ابتداء کس وقت سے ہوگی؟

عدتِ وفات شوہر کے انتقال کے فوراً بعد شروع ہوجاتی ہے (اِس میں تجہیز وتکفین یا دفن ہونے کے وقت کا اعتبار نہیں کیا جاتا)

ومبدأ العدة بعد الطلاق وبعد الموت على الفور. (الدر المختار، كتاب الطلاق / بـاب العدة، مطلب: في وطء المعتدة بشبهة ۳/۵۲۰ دار الفكر بيروت، ۵/۲۰۲ زكريا، كذا في الهداية، كتاب الطلاق / باب العدة ۲/۴۲۵)

المرأة إذا بـلـغهـا طـلاق زوجهـا الغائب أو موته تعتبر عدتها من وقت الموت والطلاق عندنا لا من وقت الخبر. (فتاویٰ قاضي خان على الهندية ۱/۵۵۲ زكريا)

وفات کی خبر بعد میں ملی

اگر شوہر انتقال ہوگیا اور بیوی کو اُس کی اطلاع تاخیر سے ہوئی، تو بھی عدتِ وفات کا شمار انتقال کے وقت سے ہوگا، حتیٰ کہ اگر ۴ر مہینے ۱۰ر دن کے بعد خبر ملی، تو اُس کی عدت خود بخود پوری سمجھی جائے گی۔

وتـنـقـضي العدة وإن جهلت المرأة بهما؛ لأنها أجلٌ، فلا يشترط العلم بمضيه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب في وطء المعتدة بشبهة ۵/۲۰۲ زكريا، البحر الرائق ۴/۱۴۴ کراچی)

ابتداء العدة في الطلاق عقيب الطلاق، وفي الوفاة عقيب الوفاة، فإن لم تـعـلم بالطلاق أو الوفاة حتى مضت مدة العدة، فقد انقضت عدتها؛ لأن سبب وجوب العدة الـطـلاق أو الـوفـاة فيعتبر ابتدائها من وقت وجود السبب الخ.

(الهداية ۲/ ۴۲۵، الفتاوىٰ الهندية ۱/۵۳۱–۵۳۲ زكريا)

عدتِ وفات کس وقت ختم ہوگی؟

عدتِ وفات کی تکمیل کے لئے مقررہ ۴ ر مہینے ۱۰ ر دن اور اتنی ہی راتوں کا مکمل ہونا ضروری ہے؛ لہٰذا جس وقت انتقال ہوا ہے مدت گذرنے کے بعد اُسی وقت عدت کی تکمیل ہوگی (مثلاً دن میں ۱۰ ر بجے انتقال ہوا، تو ۱۳۰ ر دن کے بعد ۱۳۱ ویں دن ۱۰ ر بجے عدت پوری سمجھی جائے گی)

قلنا: إن ذكر كل من الأيام والليالي بصيغة الجمع لفظًا أو تقديرًا يقتضي دخول ما يوازيه استقراءً ا، ومثله في الفتح ...... الخ. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب في عدة الموت ۱۸۸/۵ زكريا)

کیا وفات کے بعد بیوی کے گھر سے باہر نکلنے سے عدت ساقط ہوجاتی ہے؟

بعض لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ اگر بیوہ عورت شوہر کے جنازہ کے ساتھ گھر سے دو چار قدم باہر نکل جائے تو اُس پر عدت گذارنی واجب نہیں رہتی، تو یہ محض جہالت کی بات ہے۔ عدت گذارنا بہرحال بیوہ پر لازم ہے، جنازہ کے ساتھ باہر آنے سے عدت کا حکم ساقط نہیں ہوتا۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾ [البقرة، جزء آيت: ۲۳٤]

عدت کی تکمیل کے لئے کیا گھر سے باہر نکلنا ضروری ہے؟

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ معتدہ کی عدت اُس وقت تک پوری نہ ہوگی جب تک کہ وہ مدت مکمل ہونے کے بعد گھر سے باہر نہ نکلے۔ چناں چہ جس دن عدت پوری ہوتی ہے، اُس دن اُسے بہت اہتمام سے گھر سے نکال کر دوسری جگہ لے جایا جاتا ہے۔ تو واضح رہنا چاہئے کہ عدت کی تکمیل کے لئے گھر سے باہر نکلنا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ وقت پورا ہوجانے سے ہی عدت پوری ہوجاتی ہے، اگرچہ عورت اپنے گھر ہی میں موجود ہو۔

والعدة: في اللغة أيام أقراء المرأة، وفي الشريعة: تربص يلزم المرأة عند

زوال ملك المتعة متأكدًا بالدخول، أو الخلوة أو الموت. (العناية شرح الهداية ۲۷۵/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند، كذا في هامش الهداية ۲۸۱/۳ مكتبة البشریٰ كراچی، ٤۲۲/۲ النسخة الهندية)

دورانِ عدت زنا کرنے کے بعد مزنیہ سے نکاح کرنا

اگر کوئی عورت طلاق یا وفات کی عدت گذار رہی تھی، اِس دوران اُس سے کوئی شخص زنا کرلے، تو اُس پر از سرِنو عدت گذارنا لازم نہیں، اور نہ ہی عدت کے بعد زانی سے نکاح کرنے کے لئے دوسری عدت کی ضرورت ہے؛ بلکہ پہلی عدت گذرنے کے بعد بلاشبہ اُس سے زانی کا نکاح جائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۱/۱۲۷ ڈابھیل)

فظهر أن الحامل من الزنا لا عدة عليه أصلاً. (البحر الرائق ۲۲۹/٤ زكريا)

لا تجب العدة على الزانية، وهٰذا قول أبي حنيفة ومحمد رحمه الله.

(الفتاویٰ الهندية ۵۲٦/۱ زكريا، شامي ۵۰۳/۳ كراچی)

فلا عدة على المزني بها في رأى الحنفية والشافعية، خلافًا للمالكية والحنابلة. (الفقه الإسلامي وأدلته / الفصل الرابع: العدة والاستبراء ۵۹۱/۷)

مطلقہ عورت سے عدت میں نکاح کرنا

محض طلاق دینے سے عورت کا شوہر سے بالکلیہ تعلق ختم نہیں ہوجاتا؛ بلکہ عدت گذرنے تک باقی رہتا ہے؛ لہٰذا دورانِ عدت اُس عورت سے دوسرے شخص کے لئے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته لا يجوز. (شامي ۲۷٤/٤ زكريا، ۱۳۲/۳ كراچی)

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة. (الفتاویٰ الهندية ۲۸۰/۱ زكريا، بدائع الصنائع ۵٤۸/۲-۵٤۹ بيروت، الفقه الإسلامي وأدلته ۱۵۳/۷، فتاویٰ قاضي خان على الهندية ۳٦٦/۱ زكريا)

عدت کی پابندیاں

مطلقہ بائنہ اور بیوہ پر سوگ (احداد) واجب ہے

شریعت نے نکاح کی نعمت فوت ہونے پر دورانِ عدت مطلقہ بائنہ اور بیوہ عورت پر سوگ اور غم کا اظہار واجب قرار دیا ہے، جس کا لحاظ رکھنا اُس پر لازم ہے، ورنہ گنہگار ہوگی۔

وتحد الخ مكلفة مسلمةٌ الخ بنكاحٍ صحيحٍ، ودخل بها بدليل قوله: إذا كانت معتدة بتٍ أو موتٍ الخ، إظهارًا للتأسف علىٰ فوات النكاح. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۷/۵ زكريا)

معتدہ کے لئے ترکِ زینت کا حکم کیوں؟

معتدہ عورت کے لئے عدت کی پابندیوں کی دو حکمتیں ہیں: اولاً نعمتِ نکاح کے فوت ہونے پر اِظہارِ اَفسوس ہے، دوسرے یہ کہ زیب وزینت عورت کی طرف مردوں کے راغب ہونے کے اَسباب میں سے ہے، اور اِس عدت کی حالت میں معتدہ سے نکاح حرام ہے، تو جو چیز حرام تک پہنچنے کا ذریعہ بنے، اُسے بھی ممنوع قرار دیا جانا حکمت کے عین مطابق ہے۔

والمعنىٰ فيه أي في إيجاب ترك الطيب والزينة وجهان: أحدهما: ما ذكرناه من إظهار التأسف. والثاني: أن هٰذه الأشياء دواعي الرغبة فيها؛ لأن المرأة إن كانت متزينة متطيبة تزيد رغبة الرجل فيها، وهي ممنوعة عن النكاح، ما دامت في عدة الوفاة أو الطلاق، فتجتنبها كيلا تصير ذريعةً أي وسيلةً إلى الوقوع في المحرم، وهو النكاح. (عناية شرح الهداية ۳۳۹/٤ دار الفكر بيروت، ۳۰۵/٤ المكتبة الأشرفية)

کیا شوہر کے منع کرنے سے سوگ کا حکم مرتفع ہوسکتا ہے؟

عورت پر سوگ منانا ایک شرعی حق ہے، جو بہر حال واجب ہے؛ حتیٰ کہ اگر شوہر صراحۃً اِس سے

منع کرے تو بھی عورت پر سوگ منانا لازم ہے، اِس بارے میں شوہر کی بات ماننا اُس کے لئے جائز نہیں۔

تُحدُّ الخ، وإن أمرها المطلق أو الميت بتركه؛ لأنه حق الشرع. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۷/۵ زكريا)

شوہر کے علاوہ کسی کے انتقال پر ۳؍دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں

اِسلام میں شوہر کے علاوہ کسی بھی عزیز قریب وغیرہ کے انتقال پر ۳؍دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں ہے۔

تنبیہ :- اِسی سے معلوم ہوگیا کہ آج کل کسی عزیز کے انتقال کے بعد جو عید یا بقرعید آتی ہے، اُس میں اِظہارِ غم کے طور پر قصداً نئے کپڑوں اور زیب وزینت سے اجتناب کیا جاتا ہے، یہ طریقہ شرعاً غلط ہے، جس پر نکیر کی جانی چاہئے۔

عن زينب بنت أبي سلمة رضي الله عنها قالت: لما أتىٰ أم حبيبة نعي أبي سفيان دعت في اليوم الثالث بصفرةٍ فمسحت به ذراعيها وعارضيها، وقالت: كنت عن هٰذا غنيةً، سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تُحِدَّ فوق ثلاثٍ إلا علىٰ زوج؛ فإنها تُحدُّ عليه أربعة أشهرٍ وعشرًا.

(صحيح مسلم / باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة وتحريمه في غير ذٰلك إلا ثلاثة أيام ۴۸۷/۱، الموسوعة الفقهية ۱۰۵/۲ الكويت)

ويباح الحداد علىٰ قرابةٍ ثلاثةُ أيامٍ فقط. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۰/۵ زكريا)

ذیل میں عدت کی پابندیوں سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

عدت میں عورت کے لئے کن چیزوں کا استعمال ممنوع ہے؟

مطلقہ بائنہ اور بیوہ کے لئے ہر طرح کی زیب وزینت دورانِ عدت ممنوع ہے۔ مثلاً:

(۱) وہ کسی طرح کا میک اَپ نہ کرے۔

(۲) وہ کوئی زیور نہ پہنے؛ خواہ سونے چاندی کا ہو یا کسی اور دھات کا۔

(۳) باریک کنگھی سے سر کے بال نہ سنوارے؛ بلکہ ضرورت کے وقت صرف موٹے دندانے والا کنگھا استعمال کرے۔

(۴) بدن یا کپڑوں میں کوئی خوشبو نہ لگائے۔

(۵) کوئی بھی تیل بدن پر بلا عذر نہ لگائے؛ اگر چہ وہ خوشبودار نہ ہو۔

(۶) سرمہ یا کاجل نہ لگائے۔

(۷) مہندی نہ لگائے۔

(۸) بھڑک دار رنگ کے کپڑے نہ پہنے۔

(۹) نئے کپڑے نہ پہنے۔

(۱۰) ریشمی کپڑے نہ پہنے۔

(۱۱) خوشبو میں رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے۔

عن أم سلمة رضي اللّٰه عنها زوج النبي صلى اللّٰه عليه وسلم عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال: المتوفى عنها زوجها لا تلبس المعصفر من الثياب، ولا الممشقة ولا الحلي ولا تختضب ولا تكتحل. (سنن أبي داؤد، كتاب الطلاق / باب فيما تجتنبه المعتدة في عدتها ۱/۳۱۵ رقم: ۲۳۰٤، صحيح البخاري ۲/۸۰٤ رقم: ۵۱۳۳)

تحد مكلفةٌ مسلمةٌ الخ، بترك الزينة بحليٍّ أو حريرٍ أو امتشاط بضيق الأسنان والطيب الخ، والدهن، ولو بلا طيبٍ كزيتٍ خالصٍ، والكحل والحنَّاءِ ولبس المعصفر والمزعفر ومصبوغٍ بمغرَّةٍ أو ورسٍ إلا بعذرٍ، راجع للجميع، إذ الضرورات تبيح المحظورات. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۵/۲۱۷-۲۱۸ زكريا)

والمراد بالثوب ما كان جديدًا تقع به الزينة وإلا فلا بأس به؛ لأنه لا يقصد به إلا ستر العورة والأحكام تبتني على المقاصد، كما في المحيط. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۵/۲۱۸ زكريا)

فأما ما يتصل بالبدن فالذي يحرم عليها كلُّ ما يُعتبر مرغبًا فيها من طيبٍ

وخضابٍ وكحلٍ للزينة، ومن ذٰلك الأشياء المحدثة للزينة، وليس من ذٰلك ما تتعاطاه المرأة للتداوي كالكحلِ والامتشاط بمشطٍ واسعٍ لا طيبَ فيه. (الموسوعة الفقهية / مادة: إحداد ۱۰۷/۲ الكويت)

عدت میں چوڑیوں کا استعمال

چوڑی پہننا زیب وزینت میں داخل ہے، اور معتدۂ طلاق ووفات کو دورانِ عدت زینت اختیار کرنا منع ہے؛ لہٰذا اُن کے لئے عدت میں چوڑی پہننا درست نہ ہوگا۔

على المبتوتة والمتوفى عنها زوجها إذا كانت بالغة مسلمة الحداد في عدتها، والحداد الاجتناب عن الطيب، ولبس الحلي والتزين. (الفتاویٰ الهندية / الباب الرابع عشر في الحداد ۵۳۳/۱ زكريا، الدر المختار مع الشامي ۲۱۸/۵ زكريا، ۵۳۰/۳-۵۳۱ كراچی)

وتترك أنواع الحلي والزينة. (تبيين الحقائق ۲۶۷/۳ زكريا)

کیا عدت میں چوڑی وغیرہ توڑ دینی چاہئیں؟

عورت اگر طلاق یا شوہر کی موت کے وقت چوڑی پہنے ہوئے ہو، تو اُسے فوراً اُتار کر حفاظت سے رکھ دے، اور عدت پوری ہونے کے بعد چاہے تو پہن لے۔ اِن چوڑیوں کو توڑنا مال کا بے فائدہ ضیاع ہے، جس کی شرعاً اِجازت نہیں ہے۔ (لہٰذا بہت سے علاقوں میں شوہر کے انتقال پر بیوی کی چوڑیاں توڑنے کا جو رواج ہے، وہ غلط اور ناجائز ہے) (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۴۱۳/۱۳ ڈابھیل)

تحد الخ، مكلفة مسلمةٌ الخ، إذا كانت معتدة بتّ أو موت الخ، بترك الزينة بحليّ. (الدر المختار مع الشامي ۲۱۷/۵-۲۱۸ زكريا، البحر الرائق ۱۵۰/۴ كراچی)

دورانِ عدت بطور علاج سر میں مہندی لگانا؟

معتدہ عورت کے لئے زینت کی غرض سے سر کے بالوں میں مہندی لگانا درست نہیں ہے؛ لیکن اگر سر کے درد کے علاج کے طور پر مہندی لگائی، تو اِس کی گنجائش ہے۔

تحد مكلفة مسلمة ولو أمة منكوحة إذا كانت معتدة بت أو موت بترك الزينة والطيب والدهن والكحل والحناء ولبس المعصفر والمزعفر إلا بعذر، راجع للجميع، إذ الضرورات تبيح المحظورات. (درمختار) وتحته في الشامية: والمراد بالثوب ما كان جديداً تقع به الزينة وإلا فلا بأس به. (الدر المختار مع الشامي / باب العدة، فصل في الحداد ٢١٧/٥-٢١٨ زكريا، الهداية ٤٢٧/٢)

واعتادت الدهن فخافت وجعاً، فإن كان ذٰلك أمرًا ظاهرًا يباح لها؛ لأن الغالب كالواقع، وكذا لبس الحرير إذا احتاجت إليه لعذر لابأس به. (الهداية ٤٢٨/٢)

والحداد أن تترك الطيب والزينة والكحل والدهن المطيب وغير المطيب إلا من عذر، وفي الجامع الصغير إلا من وجع. (فتح القدير / كتاب الطلاق ٣٠٥/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عدت میں پان کھانے کا حکم

اگر کوئی عورت عدت میں محض شوقیہ طور پر برائے زینت پان استعمال کرے، تو اُس سے منع کیا جائے گا؛ اس لئے کہ اِس سے ہونٹوں پر سرخی ظاہر ہونے سے ایک طرح کی زینت پیدا ہوجاتی ہے؛ لیکن جو عورت پان کھانے کی عادی ہو اور پان کھائے بغیر اُس کے لئے وقت گزارنا مشکل ہو تو ایسی عورت کے لئے عدت میں پان کھانا ممنوع نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ زینت میں داخل نہیں ہے۔

عن أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم: المتوفى عنها زوجها لاتلبس المعصفرة من الثياب ...... ولا تختضب ولا تكتحل. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ١٠٨٠/٢ رقم: ٢٦٥٨١ بيت الأفكار الدولية)

وبه ظهر أن الممنوع استعماله على وجه يكون فيه زينة فلا تمنع من مسه بيد لعصر أو بيع أو أكل. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ٢١٨/٥ زكريا)

معتدہ کا آنکھ دکھنے کی وجہ سے سرمہ لگانا

اگر معتدہ کی آنکھ دکھنے لگے تو دوا کے طور پر سرمہ لگانے (یا آنکھ میں دواء ڈالنے) کی گنجائش ہے۔

فإن کان وجع بالعین فتکتحلُ. (شامي، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۵/۲۱۸ زکریا)

بال اُلجھنے کی وجہ سے معتدہ کا تیل کنگھی کرنا

اگر معتدہ کے سر کے بال اُلجھ جائیں، اور تیل کنگھی کے بغیر بے چینی ہو، تو بقدرِ ضرورت تیل ڈال کر موٹی کنگھی سے بال درست کرسکتی ہے؛ لیکن زینت کی نیت نہ ہو۔

أو تشتکي رأسها فتدهن وتمشط بالأسنان الغلیظة المتباعدة من غیر إرادة الزینة؛ لأن هٰذا تداوٍ لا زینةٍ. (شامي، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۵/۲۱۸ زکریا)

اگر ممنوعہ کپڑوں کے علاوہ کوئی کپڑا معتدہ کو دستیاب نہ ہو

اگر معتدہ کے پاس صرف ایسے ہی کپڑے ہوں جن کا عدت میں استعمال ممنوع ہے، اور وہ اُنہیں بیچ کر بدلہ میں دیگر کپڑے بھی نہیں خرید سکتی، تو ستر چھپانے کے لئے اُنہیں ممنوع کپڑوں میں سے کوئی کپڑا استعمال کرسکتی ہے۔

وفي الکافي: إلا إذا لم یکن لها ثوبٌ إلا المصبوغ؛ فإنه لا بأس بهٖ لضرورة ستر العورة؛ لکن لا تقصد الزینة. وینبغي تقییده بقدر ما تستحدث ثوبًا غیره، إما ببیعهٖ والاستخلاف بثمنهٖ، أو من مالها إن کان لها. (شامي، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۵/۲۱۹ زکریا)

وأما من لم یکن عندها إلا ثوبٌ واحدٌ من المنهي عن لبسه، فلا یحرم علیها لبسهٗ، حتی تجدَ غیره؛ لأن ستر العورة أوجبُ من الإحداد. (الموسوعة الفقهیة / مادة: إحداد ۲/۱۰۸ الکویت)

معتدہ کا پرانے رنگین کپڑے پہننا

معتدہ عورت ایسے پرانے رنگین کپڑے پہن سکتی ہے جن سے زینت کا اظہار نہ ہوتا ہو۔

وذکر الحلواني أن المراد بالثیاب المذکورة الجدیدَ منها، أما لو کان خلِقًا لا تقع فیه الزینة فلا بأس به. (شامي، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۹/۵ زکریا)

معتدہ کا بدن کی صفائی کے لئے صابن استعمال کرنا

معتدہ بدن کی صفائی ستھرائی کے لئے غسل کرسکتی ہے، اور بغیر خوشبو کا صابن وغیرہ بھی استعمال کرسکتی ہے؛ لیکن اُس سے زینت مقصود نہ ہو۔

ونقل في المعراج: أن عند الأئمة الثلاثة لها أن تدخل الحمام وتغسل رأسها بالخطمي والسدر، ولم یذکر حکمه عندنا. قال في البحر: واقتصار المصنف علیٰ ترك ما ذُکر یفید جواز دخول الحمام لها. (شامي، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۹/۵ زکریا)

ولا بأس بإزالة الوسخ والتفث من ثوبها وبدنها کنتف الإبط وتقلیم الأظفار الخ، والإغتسال بالصابون غیر المطیب وغسل رأسها ویدیها.

(الموسوعة الفقهیة / مادة: إحداد ۱۰۹/۲ الکویت)

معتدہ عورت کا گھر کو سجانا اور قالین وغیرہ پر بیٹھنا منع نہیں

معتدہ عورت کے لئے ترکِ زینت کے حکم کا تعلق صرف اُس کے بدن اور پہننے والے کپڑوں سے ہے؛ لہٰذا اگر وہ اپنے گھر یا کمرہ کو آراستہ کرے، یا ریشم کے فرش یا کسی طرح کے قالین وغیرہ پر اُٹھے بیٹھے، تو اِس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تنبیه :- مقتضیٰ اقتصارهم علیٰ منعها مما مرَّ أن الإحداد خاص بالبدن، فلا تُمنعُ من تجمیل فراشٍ وأثاثِ بیتٍ وجلوسٍ علیٰ حریرٍ، کما نصَّ علیه الشافعیةُ. (شامي، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۹/۵ زکریا)

معتدہ گھر سے باہر نہ نکلے

اگر دورانِ عدت نان نفقہ کا انتظام ہو، تو کسی بھی قسم کی معتدہ کے لئے دورانِ عدت گھر سے باہر جانا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر نان نفقہ کا انتظام نہ ہو (مثلاً معتدۂ وفات بے سہارا ہو، یا معتدۂ طلاق کا نفقہ شوہر نہ اُٹھائے، اور کوئی دوسرا متبادل نظم بھی نہ ہو) تو ایسی معتدہ عورتیں دن کے وقت کسب معاش کے لئے گھر سے باہر جاسکتی ہیں؛ لیکن رات واپس آکر گھر میں گذارنا ضروری ہے۔

ولا تخرجُ معتدة رجعي وبائن بأي فرقةٍ كانت الخ، لو حرةً الخ، مكلفةً من بيتها أصلاً لا ليلاً ولا نهارًا، ولا إلىٰ صحن دارٍ فيها منازل لغيرهٖ ولو بإذنهٖ؛ لأنه حق اللّٰه تعالىٰ الخ، ومعتدة موتٍ تخرج في الجديدين وتبيتُ أكثر الليل في منزلها؛ لأن نفقتها عليها، فتحتاج للخروج، حتى لو كان عندها كفايتها صارت كالمطلقةِ، فلا يحل لها الخروج، فتح. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۳/۵-۲۲۵ زكريا)

وأما الخروج للضرورة فلا فرق فيه بينهما كما نصُّوا عليه فيما يأتي الخ. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۵/۵ زكريا)

قال في الفتح: والحق علىٰ أن المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع، فإن علم في واقعةٍ عجز هٰذه المختلعةُ عن المعيشة إن لم تخرج، أفتأها بالحلِّ وإن علم قدرتَها أفتأها بالحرمة، وأقره في النهر والشرنبلالية. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد، مطلب: الحق أن على المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع ۲۲۳/۵ زكريا)

معتدۂ وفات کا جائیداد کی دیکھ بھال وغیرہ کے لئے گھر سے باہر نکلنا

معتدۂ وفات اپنے کاروبار اور جائیداد وغیرہ کی نگرانی کے لئے دورانِ عدت دن کے

اَوقات میں گھر سے باہر جاسکتی ہے؛ البتہ ضرورت پوری ہونے پر فوراً واپس آجائے، بلاوجہ گھر سے باہر نہ رہے۔

وجوّز في القنية خروجها لإصلاح ما لا بد لها منهُ، كزراعةٍ ولا وكيل لها. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۵/۵ زكريا)

قال في الفتح: والحاصل أن مدار حل خروجها بسبب قيام شغل المعيشة، فيتقدر بقدرهٖ فمتى انقضت حاجتها لا يحل لها بعد ذٰلك صرف الزمان خارج بيتها. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۵/۵ زكريا)

معتدہ کس گھر میں عدت گذارے گی؟

شوہر کے طلاق دینے یا وفات پانے سے پہلے عورت جس گھر میں رہ رہی ہو (خواہ وہ شوہر کی ملکیت ہو یا نہ ہو) اُسی گھر میں عدت گذارنا اُس پر لازم ہے۔ (الا یہ کہ کوئی عذر ہو)

وتعتدان أي معتدة طلاق وموتٍ في بيت وجبت فيه (الدر المختار) هو ما يضاف إليه بالسكنىٰ قبل الفرقة، ولو غير بيت الزوج، كما مرَّ آنفًا. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۵/۵ زكريا)

طلاق یا موت کے وقت عورت گھر سے باہر ہو تو کیا کرے؟

اگر طلاق کے وقت یا شوہر کے اِنتقال کے وقت عورت گھر کے علاوہ کسی اور جگہ ہو، تو اُسے چاہئے کہ خبر ملتے ہی فوراً گھر واپس آجائے۔ (بلا عذر گھر سے باہر عدت نہ گذارے)

طلِّقت أو ماتَ وهي زائرةٌ في غير مسكنِها عادت إليه فورًا، لوجوبهٖ عليها. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۵/۵ زكريا)

کن اَعذار کی وجہ سے دوسرے گھر میں عدت گذارنے کی اِجازت ہے؟

درج ذیل صورتوں میں معتدہ دوسری جگہ عدت گذار سکتی ہے:

(۱) شوہر ظلماً مطلقہ کو گھر سے باہر کردے۔

(۲) کرایہ کا گھر ہو، اور کرایہ اَدا نہ کرنے کی وجہ سے مالکِ مکان گھر سے باہر کردے۔

(۳) شوہر کا اِنتقال ہوگیا ہو، اور عورت کا حصہ وراثت اِتنا نہ ہو کہ اُس کے لئے الگ کمرہ کا انتظام ہوسکے، اور دیگر وارثین اُسے ساتھ رکھنے پر آمادہ نہ ہوں۔

(۴) گھر ڈھا جائے، یا اِتنا بوسیدہ ہو کہ ڈھائے جانے کا اَندیشہ ہو۔

(۵) گھر اِتنا غیر محفوظ ہو کہ اُس کا مال ضائع ہونے کا اَندیشہ ہو۔

(۶) گھر میں معتدہ اکیلی ہو، جس کی وجہ سے اُسے وحشت ہوتی ہو۔

(۷) گھر میں نامحرموں سے پردہ کا معقول انتظام نہ ہو، اور عورت کو فتنہ کا اَندیشہ ہو۔

یا اِس طرح کے کسی عذر کی وجہ سے معتدہ دوسری قریبی مناسب اور محفوظ جگہ عدت گذار سکتی ہے۔ معتدۂ طلاق کے لئے شوہر پر لازم ہے کہ وہ متبادل معقول انتظام کرے، اور اگر شوہر انتظام نہ کرے، یا معتدۂ وفات ہو، تو وہ اپنے طور پر اِنتظام کرسکتی ہے۔

ولا يخرجان منه إلا أن تُخرجَ أو ينهدمَ المنزلُ أو تَخافُ انهدامَه أو تلف مالِها أو لا تجد كراء البيتِ، ونحو ذٰلك من الضرورات، فتخرج لأقرب موضع إليه. وفي الطلاق إلىٰ حيث شاء الزوج. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۵/۵-۲۲۶ زكريا)

وشمل إخراج الزوج ظلمًا أو صاحبُ المنزل لعدم قدرتها على الكراء، أو الوارث إذا كان نصيبها من البيت لا يكفيها الخ. ونحو ذٰلك منه ما في الظهيرية: لو خافت بالليل من أمر الميت والموت، ولا أحد معها، لها التحولُ والخوف شديدًا، وإلا فلا الخ. وتعيين المنزل الثاني للزوج في الطلاق، ولها في الوفاة، فتح. وكذا إذا طلقها وهو غائبٌ فالتعيين لها ...... الخ. وحكم ما انتقلت إليه حكم المسكن الأصلي فلا تخرج منه ...... الخ.

لٰکن رأیت في کافي الحاکم ما نصه: وإذا طلقها زوجُها ولیس لها إلا بیتٌ واحدٌ، فینبغي أن یجعل بینه وبینها حجابًا، وکذٰلك في الوفاة إذا کان له أولادٌ رجالٌ من غیرها، فاجعلوا بینهم وبینها سِترًا أقامت، وإلا انتقلت، وأنت خبیرٌ بأن هٰذا نصُّ ظاهر الروایة، فوجب المصیر إلیه. ولعلّ وجهه خشیة الفتنة، حیث کانوا معها رجالاً في بیتٍ واحدٍ ...... الخ. (شامي، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۵/۲۲۵-۲۲۶ زکریا)

دورانِ سفر طلاق یا موت کا واقعہ پیش آئے تو کیا کرے؟

اگر عورت کو سفر کے دوران طلاق دی جائے، یا دورانِ سفر اُس کو شوہر کے اِنتقال کی اِطلاع ملے، اور اُس کا گھر مسافتِ سفر (تقریباً ۸۳؍کلومیٹر) کے اندر اندر ہو، تو اُس پر فوراً گھر واپس لوٹنا ضروری ہے، اور اگر گھر مسافتِ سفر سے دور فاصلہ پر ہو، تو اگر اَمن واطمینان کے ساتھ بآسانی دوسرے شہر میں قیام ممکن ہو، تو وہاں بھی عدت گذار سکتی ہے۔ ورنہ واپس بحفاظت گھر لوٹ کر عدت گذارے۔

أبانها أو مات عنها في سفرٍ ولو في مصرٍ، ولیس بینها وبین مصرها مدةُ سفرٍ رجعتْ، ولو بین مصرها مدتُه وبین مقصدِها أقل مضت، وإن کانت تلك أي مدة السفر من کل جانب منهما ...... الخ، فإن کانت في مفازة خُیِّرتْ ...... الخ، أو کانت في مصرٍ أو قریةٍ تصلح للإقامة تعتدُّ ثمه. (الدر المختار) بأن تأمن فیها علیٰ نفسها ومالها وتجد ما تحتاجه. (شامي مع الدر المختار، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۵/۲۲۷-۲۲۹ زکریا)

حج کی منظوری آنے کے بعد سفر سے پہلے عدت پیش آجائے؟

اگر عورت نے حج کے سفر کا اِرادہ کیا تھا، اور ویزا وغیرہ لگ کر منظوری بھی آچکی تھی؛ لیکن ابھی سفر شروع نہیں کیا تھا کہ شوہر کی وفات ہوگئی یا شوہر نے اُسے طلاق دے دی، تو عورت پر

لازم ہے کہ وہ اپنا سفر حج ملتوی کردے اور گھر میں رہ کر عدت گذارے۔ (اور اگر عدت کے زمانہ میں سفر کرکے حج کرے گی تو حج ادا تو ہوجائے گا؛ لیکن گنہگار رہوگی)۔

عن سعيد بن المسيب أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه كان يرد المتوفى عنهن أزواجهن من البيداء، يمنعهن الحج. (الموطأ لإمام مالك، كتاب الطلاق / باب مقام المتوفى عنها زوجها في بيتها حتى تحل ۳۷۷ رقم: ۸۸، شرح معاني الآثار / باب إحداد المعتدة ومنع سفرها ۴۴۵/۲ رقم: ۴۴۸۲)

عن مجاهد أن عمر وعثمان ردّا نسوة حاجّاتٍ ومعتمراتٍ، حتى اعتددن في بيوتهن. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الحج / من كره لها أن تحج في عدتها ۵۰۴/۸ رقم: ۱۴۶۷)

فلو كانت معتدة عند خروج أهل بلدها لا يجب عليها الخ، فإن حجت وهي في العدة جازت بالاتفاق وكانت عاصية الخ. (غنية الناسك / فصل: وأما شرائط وجوب الأداء فخمسة ۳۵ مكتبه يادگار شيخ سهارنپور، انوار مناسك ۱۸۱)

ومع عدم عدة عليها مطلقاً، أية عدة كانت......، وفي الشامي: فلا يجب عليها الحج إذا وجدت. (شامي، كتاب الحج / مطلب في قولهم يقدّم حق العبد علىٰ حق الشرع ۴۶۵/۲ كراچی، شامي ۴۶۵/۳-۴۶۶ زكريا)

المعتدة لا تسافر لحج. (الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ۲۵۳/۳ رقم: ۷۷۸۲ زكريا)

والشرط الثاني: أن تكون خالية عن العدة عدة وفاة كانت أو عدة طلاق. (الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الحج ۴۷۵/۳ رقم: ۴۸۸۹ زكريا)

سفر حج شروع کرنے کے بعد طلاقِ رجعی دی گئی اور شوہر ساتھ ہے

اگر عورت شوہر کے ساتھ حج کے سفر میں جارہی تھی، اِسی دوران شوہر نے اُسے طلاقِ رجعی دے دی، تو اُس پر لازم ہے کہ شوہر کے ساتھ ہی رہے، خواہ شوہر واپس وطن لوٹ آئے یا حج کے لئے جائے، اور شوہر کے لئے اَفضل یہ ہے کہ وہ رجعت کرلے۔

فإن لزمتها في السفر فإن كان الطلاق رجعيًا تبعت زوجها رجع أو مضى، ولا يفارقها زوجها، والأفضل أن يراجعها. (غنية الناسك ۳۵ یادگار شیخ سہارنپور)

سفرِ حج شروع کرنے کے بعد طلاقِ بائن دی گئی یا شوہر کی وفات کی اطلاع ملی

اگر عورت سفرِ حج کے لئے روانہ ہوچکی تھی کہ اُسے طلاقِ بائن دی گئی، یا شوہر کی وفات کی اطلاع ملی، تو اُس میں درج ذیل صورتوں کے الگ الگ احکام ہوں گے:

الف:- اگر گھر سے روانہ ہوئی اور ایئر پورٹ اُس کے گھر سے مسافتِ سفر سے کم ہے، اِسی درمیان عدت کی صورت پیش آ گئی، تو اُس پر لازم ہے کہ وہ گھر واپس آ کر عدت گذارے، اور سفرِ حج ملتوی کردے۔

أو بائنًا فإن كان إلى كل من بلدها ومكة أقل من مدة السفر تخير، أو إلىٰ أحدها سفر دون الآخر تعين أن تصير إلى الآخر. (غنية الناسك ۳۵ یادگار شیخ سہارنپور)

ب:- اور اگر ایئر پورٹ اُس کے وطن سے مسافت سفر سے زائد ہے، اور وہ ایئر پورٹ پہنچ چکی ہے، تو ایسی صورت میں اگر محرم ساتھ نہ ہو تو اُسے واپس لوٹ آنا ضروری ہے۔ اور اگر کوئی اور محرم ساتھ جارہا ہو تب بھی اَولیٰ یہی ہے کہ وہ حج کو مؤخر کرکے وطن لوٹ آئے؛ تاہم اگر محرم کے ساتھ سفر جاری رکھے، تو بعض فقہی روایات سے اس کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

وفي منسك الفارسي وإن كان كل واحد من الطرفين سفرًا، فان كانت في المفازة مضت إن شائت، أو رجعت بمحرم أو بغير محرم والرجوع أولىٰ.

(غنية الناسك ۳۵ یادگار شیخ سہارنپور)

ج:- اگر ایئر پورٹ سے روانہ ہونے کے بعد یا سعودیہ پہنچنے کے بعد عدت واجب ہوئی اور وہاں عدت گذارنے کی کوئی صورت نہیں ہے (یعنی وہاں جدہ وغیرہ میں کوئی ایسا رشتہ

دار نہیں جس کے یہاں رہ کر وہ عدت کا زمانہ گذار سکے، یا مزید ویزا ملنے کا امکان نہیں ہے) تو چوں کہ قافلہ اور گروپ سے ہٹ کر عام طور پر کسی عورت کا تنہا قیام کرنا سخت مشکل ہے؛ اِس لئے ایسی معتدہ عورت کو چاہئے کہ وہ ساتھیوں کے ساتھ رہ کر مناسک حج ادا کرے، اور عدت کی دیگر پابندیوں مثلاً قیام گاہ سے بے ضرورت باہر نکلنے اور زیورات کا استعمال وغیرہ سے احتراز کرتی رہے۔

أو كل منهما سفر فإن كانت في مصرٍ قرت فيه إلى أن تنقضي عدتها ولا تخرج الخ، وإن كانت في قريةٍ أو مفازةٍ لا تأمن على نفسها ومالها فلها أن تمضي إلى موضع اٰمنٍ الخ. (غنية الناسك ۳۵ مكتبه يادگار شيخ سهارنپور، الدر المختار مع الشامي ٤٦٦/٣ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٧٥/٣-٤٧٦ زكريا، بدائع الصنائع ٣٠١/٢ زكريا، فتح القدير ٤٢٦/٢)

معتدہ کے لئے کن لوگوں سے پردہ کرنا ضروری ہے؟

عورت کے لئے نامحرموں سے پردہ کرنا ہر حالت میں ضروری ہے، خواہ وہ عدت میں ہو یا نہ ہو، صرف عدت میں پردہ کرنے کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ (بعض لوگ صرف عدت میں پردہ کو ضروری سمجھتے ہیں، یہ نادانی کی بات ہے)

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ [النور، جزء آيت: ٣١]

وقال وتعالیٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ، ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ، وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَحِيْمًا﴾ [الأحزاب: ٥٩]

قال أبوبكر: في هٰذه الآية دلالة على أن المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الأجنبين وإظهار الستر والعفاف عند الخروج؛ لئلا يطمع أهل الريب فيهن. (أحكام القرآن للجصاص / باب حجاب النساء ٣٧٢/٣ لاهور، ٤٨٦/٥ زكريا)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل

لـخوف الفتنة. والمعنى تمنع من الكشف بخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الـفتـنة؛ لأنـه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة. (الـدر الـمختار مع الشامي / باب شروط الصلاة، مطلب: في ستر العورة ۷۹/۲ زكريا)

لا يحل النظر للأجنبي من الأجنبية الحرة إلى سائر بدنها إلا الوجه والكفين. (بـدائـع الـصـنـائـع، كتاب الاستحسان / حكم الأجنبيات الحرائر ۲۹۳/٤ زكريا، كذا في الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن ۳۲۹/٥ زكريا، مجمع الأنهر / الكراهية ۲۰۲/٤ دار الكتب العلمية بيروت)

دورانِ عدت شوہر سے پردہ کا حکم

اگر طلاقِ رجعی دی گئی ہے، اور رجعت کی اُمید ہے تو شوہر سے پردہ کا حکم نہیں ہے۔ اور اگر طلاقِ بائن یا مغلظہ دی گئی ہے، تو ایسی صورت میں شوہر سے پردہ لازم ہے۔ اگر وہ دونوں ایک گھر میں رہتے ہیں، اور شوہر کی طرف سے بے احتیاطی کا اندیشہ ہے، تو اُن کے ساتھ کوئی ایسی عورت رہنی چاہئے جو دونوں کے درمیان میل ملاپ روکنے پر قادر ہو۔

عن ابن جريج قال: قلت لعطاء: الرجل يطلق المرأة فلا يبتها، أيستأذن؟ قـال: لا، ولـكن يستأنس، وتحذر هي، وتشوف له، فإن كان له بيتان، فيجعلها فـي أحـدهما، وإن لم يكن له إلا بيت واحد، فليجعل بينه وبينها سترًا. (المصنف لعبد الرزاق، الطلاق / باب استأذن عليها ولم يبتها ۳۲٤/٦ رقم: ۱۱۰۲۷)

وفـي الـطـلاق إلـى حيـث شـاء الـزوج ...... ولا بد من سترة بينهما لئلا يختلي بالأجنبية ...... أو كان الزوج فاسقًا فخروجه أولىٰ؛ لأن مكثها واجب لا مـكثـه، وحسـن أن يجعل القاضي بينهما امرأة ثقة قادرة على الحيلولة بينهما. وفي المجتبى: الأفضل الحيلولة بستر، ولو فاسقاً فبامرأة. (الدر المختار مع الشامي، كتـاب الـطـلاق / فـصل في الحداد ۲۲٦/٥-۲۲۷ زكريا، كذا في الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الثامن والعشرون في العدة ۲٤٥/٥ رقم: ۷۷٦۷ زكريا)

دورانِ عدت دیور، نندوئی، بہنوئی اور جیٹھ سے پردہ کا حکم؟

واضح ہو کہ عدت کے لئے پردہ کا کوئی الگ حکم نہیں ہے؛ بلکہ عورت کو نامحرم مردوں سے عدت یا غیر عدت میں بہرحال پردہ کرنا چاہئے۔ دیور، نندوئی، بہنوئی اور جیٹھ بھی نامحرم ہیں، اُن سے بھی اَصلاً پردہ کا حکم ہے؛ البتہ اگر اُن کی گھر میں کثرت سے آمد و رفت ہو، اور مکمل پردہ کرنا دشوار ہو، تو کم اَز کم اتنا اہتمام ضرور کیا جائے کہ چہرہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ اُن کے سامنے کوئی حصۂ بدن ظاہر نہ ہو۔ اِسی طرح اُن کے ساتھ تنہائی اور بے محابا گفتگو سے بھی احتیاط کی جائے۔

(اِصلاح الرسوم ۵۵-۵۶، مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۶۷ اڈابھیل)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. والمعنى تمنع من الكشف بخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة؛ لأنه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / باب شروط الصلاة، مطلب: في ستر العورة ۲/۷۹ زكريا)

والحكم بالفرق بين الأجنبي وذي الرحم إذا كان النظر لا عن شهوةٍ، فأما بالشهوة فلا يحل لأحدٍ النظرُ. (بزازية علىٰ هامش الفتاوىٰ الهندية ۶/۳۷۳ قديم زكريا)

معتدہ کا خالہ اور ماموں زاد بھائیوں سے پردہ کرنا؟

معتدہ عورت کے لئے اپنے خالہ زاد، ماموں زاد بھائیوں وغیرہ سے اِسی طرح بہنوئی اور خالو سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

وقال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾ [النور، جزء آيت: ۳۱]

قال أبوبكر: في هٰذه الآية دلالة على أن المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الأجنبيين وإظهار الستر والعفاف عند الخروج؛ لئلا يطمع أهل الريب فيهن. (أحكام القرآن للجصاص / باب حجاب النساء ۳/۳۷۲ لاهور، ۵/۴۸۶ زكريا)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. والمعنى تمنع من الكشف بخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة؛ لأنه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / باب شروط الصلاة، مطلب: في ستر العورة ۷۹/۲ زكريا)

لا يحل النظر للأجنبي من الأجنبية الحرة إلى سائر بدنها إلا الوجه والكفين. (بدائع الصنائع، كتاب الاستحسان / حكم الأجنبيات الحرائر ۲۹۳/٤ زكريا، كذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن ۳۲۹/۵ زكريا، مجمع الأنهر / كتاب الكراهية ۲۰۲/٤ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

دورانِ عدت ساس کا داماد سے پردہ؟

داماد ساس کے لئے محرم ہے؛ لہٰذا عدت یا بعد عدت وہ ساس کے سامنے جاسکتا ہے، اُس سے اَجنبی کی طرح پردہ نہیں۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ﴾ [النور، جزء آیت: ۳۱]

وحرم المصاهرة بنت زوجته الموطوءة وأم زوجته وجداتها مطلقًا بمجرد العقد الصحيح. (الدر المختار، كتاب النكاح / فصل في المحرمات ۱۰٤/٤ زكريا)

دورانِ عدت منہ بولے بھائی سے پردہ کرنا؟

منہ بولا بھائی شرعاً اَجنبی اور نامحرم ہے، اُس سے حسب ضابطہ پردہ لازم ہے؛ البتہ اَگر ضرورت کی وجہ سے اُس سے بات کرنی پڑے تو پردہ کے ساتھ بات کرنے کی گنجائش ہے۔

قال اللّٰه تبارك وتعالىٰ: ﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْاَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ [الأحزاب، جزء آیت: ۵۳]

وإن كان لا يامن على نفسه أو عليها فليجتنب. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر والمس ۵۲۹/۹ زكريا، ۳٦۸/٦ كراچی، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن ۳۲۹/۵ قديم زكريا)

کیا معتدہ گھر کے صحن میں آسکتی ہے؟

معتدہ کے لئے گھر کے کمرہ میں رہنا ہی ضروری نہیں؛ بلکہ وہ صحن میں بھی حسب ضرورت آجاسکتی ہے، یعنی گھر کے اندر رہتے ہوئے ہر حصہ میں جاسکتی ہے۔

بخلاف ما إذا کانت له فإن لها أن تخرج إلیها وتبیت في أي منزل شاء ت؛ لأنها تضاف إلیها بالسکنیٰ. (شامي، کتاب الطلاق / باب العدة، مطلب: الحق أن علی المفتي أن ینظر في خصوص الوقائع ۲۲٤/٥ زکریا، ۵۳۵/۳ کراچی، کذا في الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الطلاق / الفصل الثامن والعشرون في العدة ۲٤٦/٥ رقم: ۷۷٦۹ زکریا)

للمعتدة أن تخرج من بیتها إلی صحن الدار وتبیت في أيِّ منزل شاء ت إلا أن یکون في الدار منازل لغیره، بخلاف ما إذا کانت المنازل له. (الفتاویٰ الهندیة / الفصل الرابع في الحداد ۵۳۵/۱ زکریا)

عدت میں بیٹھی ہوئی عورت کا تبلیغ کرنا؟

عدت کے ایام میں اپنے گھر رہتے ہوئے معتدہ کو وعظ وتبلیغ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ اِس مقصد سے گھر سے باہر نہ جائے۔

لا تخرج المعتدة عن طلاق أو موت إلا لضرورة. (شامي / باب العدة، مطلب: الحق علی المفتي أن ینظر في خصوص الوقائع ۲۲٥/٥ زکریا، البحر الرائق / فصل في الإحداد ۱۵۳/٤ کراچی، ۲۵۹/٤ زکریا)

کیا عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے عدت کی پابندیاں ختم ہوجاتی ہیں؟

عمر زیادہ ہونے سے عدت کا حکم ختم نہیں ہوجاتا؛ بلکہ ہر عمر کی عورت پر حسبِ ضابطہ عدت گذارنا اور عدت کی پابندیوں کا خیال رکھنا لازم ہے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ﴾

[البقرة، جزء آیت: ۲۲۸]

وفي رواية أن قوما منهم: أبي ابن كعب وخلاد بن نعمان لما سمعوا قوله تعالىٰ: ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلاَثَةَ قُرُوْءٍ﴾ قالوا: يا رسول الله! فما عدة من لا قروء لها من صغر أو كبر، فنزل: ﴿وَاللَّائِيْ يَئِسْنَ﴾ (روح المعاني [الطلاق: ٤] ٥٠٤/١٥ ٢٠٢ زكريا)

وإن كانت ممن لا تحيض من صغرٍ أو كبرٍ فعدتها ثلاثة أشهرٍ بقوله تعالى: ﴿وَاللَّائِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِسَآءِ كُمْ﴾ (الهداية / باب العدة ٤٢٣/٢)

إن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / باب الرجعة، الباب السادس: فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٧٣/١ زكريا)

زلزلہ کے ڈر اور حکومت کے اعلان کی وجہ سے معتدہ کا گھر سے باہر نکالنا؟

زلزلہ کے ڈر اور حکومت کے اعلان کی وجہ سے معتدہ کے لئے گھر سے باہر نکل کر محفوظ مقام پر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اِس بنیاد پر گھر سے نکلنے کی وجہ سے عدت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا؛ بلکہ عدت حسبِ دستور جاری رہے گی۔

ومعتدة الموت تخرج – فمتى انقضت حاجتها لا يحل لها بعد ذٰلك.

(البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العدة، فصل: الإحداد ١٥٣/٤ كوئٹه، ٢٥٨/٤-٢٥٩ زكريا)

وتعتدان أي معتدة طلاق وموت في بيت وجبت فيه ...... الخ، إلا أن تُخرجَ أو ينهدم المنزل أو تخاف انهدامه ...... الخ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ٢٢٥/٥ زكريا)

معتدہ کا علاج کے لئے گھر سے باہر نکلنا

اگر معتدہ بیمار ہو جائے اور علاج کے لئے ڈاکٹر کو دکھانا یا اسپتال میں داخل کرنا ضروری

ہو، تو شرعاً اس کی گنجائش ہے؛ تاہم جب ضرورت پوری ہوجائے تو فوراً گھر واپس آجائے۔

لا تخرج المعتدة عن طلاق أو موت إلا لضرورة. (شامي / باب العدة، مطلب: الحق على المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع ۲۲۵/۵ زكريا، البحر الرائق / فصل في الإحداد ۲۵۹/٤ زكريا، ۱۵۳/٤ كراچى)

معتدہ کا ملازمت کے لئے گھر سے باہر جانا؟

معتدہ کے لئے اگر گذارے کا انتظام ہو، تو گھر میں ہی عدت گذارنا لازم ہے، اگر ملازمت کے لئے گھر سے باہر جائے گی تو گنہگار ہوگی؛ البتہ اگر گذارے کا انتظام نہ ہو، اور کوئی متبادل شکل بھی نہ ہو، تو اِس خاص حالت میں بدرجہ مجبوری ملازمت پر جاسکتی ہے۔

مطلب: الحق أن على المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع. قال في الفتح: والحقّ أن على المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع، فإن علم في واقعة عجز هٰذه المختلعة عن المعيشة إن لم تخرج أفتاها بالحل، وإن علم قدرتها أفتاها بالحرمة الخ. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۳/۵ زكريا)

ومعتدة موت تخرج في الجديدين وتبيت أكثر الليل في منزلها؛ لأن نفقتها عليها، فتحتاج للخروج حتى لو كان عندها كفايتها صارت كالمطلقة، فلا يحل لها الخروج. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲٤/۵ زكريا)

معتدة الموت تخرج يومًا وبعض الليل، والحاصل أن مدار الحل كون خروجها بسبب قيام شغل المعيشة، فيتقدر بقدره متى انقضت حاجتها لا يحل لها بعد ذٰلك صرف الزمان خارج بيتها. (البحر الرائق، باب العدة / فصل الاحداد ۱۵۳/٤ كوئٹه، ۲۵۸/٤-۲۵۹ زكريا)

کیا معتدہ عیادت کے لئے گھر سے باہر جاسکتی ہے؟

عام حالات میں عیادت کے لئے معتدہ کا گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے؛ لیکن کسی قریبی عزیز

کی حالت نازک ہوجائے اور معتدہ اس کی وجہ سے اتنی بے چین ہو کہ اُس کے دیکھے بغیر چین ہی نہ آئے، تو علاج ومعالجہ کے لئے گھر سے نکلنے کی رخصت پر قیاس کرتے ہوئے دن میں کسی وقت عیادت کرکے آنے کی گنجائش ہے؛ لیکن رات عدت والے گھر ہی میں گذارنی ضروری ہوگی۔

عن ابن جريج قال: قلت لعطاء: الرجل يطلق المرأة فلا يبتها، أيستأذن؟ قال: لا، ولكن يستأنس، وتحذر هي، وتشوف له، فإن كان له بيتان، فيجعلها في أحدهما، وإن لم يكن له إلا بيت واحد، فليجعل بينه وبينها سترًا. (المصنف لعبد الرزاق، الطلاق / باب استأذن عليها ولم يبتها ٦/٣٢٤ رقم: ١١٠٢٧ المجلس العلمي)

وتعتدان أي معتدة طلاق وموت في بيت وجبت فيه، ولا يخرجان منه إلا أن تخرج أو ينهدم المنزل أو تخاف إنهدامه أو تلف مالها أو لا تجد كراء البيت ونحو ذٰلك من الضرورات، فتخرج لأقرب موضع إليه. (الدر المختار مع الشامي، باب العدة / فصل في الحداد ٥/٢٢٥ زكريا، ٣/٥٣٦ كراچی، الهداية، كتاب الطلاق / باب العدة ٢/٤٢٨-٤٢٩ تهانوي ديوبند، مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ٢/١٥٥ دار الكتب العلمية بيروت)

ويعرف من التعليل أيضًا أنها إذا لها قدر كفايتها، صارت كالمطلقة فلا يحل لها أن تخرج لزيارة ونحوها ليلاً ونهارًا. (فتح القدير / فصل على المبتوتة والمتوفى عنها زوجها الحداد ٤/٣٤٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وإن اضطرت إلى الخروج فلا بأس بذٰلك. (الفتاویٰ الولوالجية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع ٢/٨٦ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

کیا معتدہ والد یا والدہ کے اِنتقال پر زیارت کیلئے جاسکتی ہے؟

اگر کوئی عورت طلاق یا وفات کی عدت گذار رہی تھی، اِسی درمیان اُس کے والد یا والدہ کا انتقال ہوگیا، تو اصل حکم یہی ہے کہ وہ اُن کے آخری دیدار کے لئے گھر سے باہر نہیں جائے گی؛ تاہم اگر کوئی عورت دیدار کے لئے اتنی بے چین ہو کہ زیارت نہ کرنے سے اُس کے سخت تکلیف

میں مبتلا ہونے کا اَندیشہ ہو، تو علاج معالجہ پر قیاس کرتے ہوئے اُسے دن دن میں زیارت کرکے آنے کی اِجازت دی جائے گی۔ (مرتب)

لا تخرج المعتدة عن طلاق أو موت إلا لضرورة. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب: الحق على المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع ۲۲۵/۵ زكريا، البحر الرائق / فصل في الإحداد ۲۵۹/٤ زكريا، ۱۵۳/٤ كراچی)

وإن اضطرت إلى الخروج فلا بأس بذلك. (الفتاوىٰ الولوالجية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع ۸٦/۲ دار الكتب العلمية بيروت)

کس معتدہ پر سوگ کا حکم نہیں؟

درج ذیل معتدہ عورتوں پر سوگ اور ترکِ زینت کا حکم نہیں ہے:

(۱) **کافرہ معتدہ:-** یعنی جو غیر مسلم (کتابیہ) عورت مسلمان کے نکاح میں ہو، اور وہ اُسے طلاق دیدے یا اُس کا انتقال ہوجائے، تو اِس کافرہ معتدہ پر سوگ کا حکم نہ ہوگا۔

(۲) **نابالغہ معتدہ:-** یعنی جو معتدہ نابالغہ ہو وہ بھی سوگ کی مکلّف نہیں ہے۔

(۳) **مجنونہ معتدہ:-** یعنی جس پاگل عورت کو طلاق دی جائے، یا اُس کے شوہر کا انتقال ہوجائے تو وہ عدت کی پابندیوں کی مکلّف نہیں (اگرچہ دورانِ عدت اُس کا کسی سے نکاح نہیں ہوسکتا)

(۴) **آزادی کی عدت گذارنے والی معتدہ:-** مثلاً: اپنی اُم ولد کو مولیٰ خود آزاد کردے، یا مولیٰ کی موت کی وجہ سے اُسے آزادی ملے۔

(۵) **نکاحِ فاسد کی معتدہ:-** یعنی نکاحِ فاسد میں تفریق اور متارکت کے بعد جو عورت عدت گذار رہی ہو، اُس پر بھی سوگ کا حکم نہیں ہے۔

(٦) **وطی بالشبہ سے معتدہ:-** یعنی جس عورت سے شبہ کی بنیاد پر ہم بستری ہوگئی ہو، وہ متارکت کے بعد جو عدت گذارے گی، اُس میں سوگ کا حکم نہیں ہے۔

(۷) **طلاقِ رجعی کی معتدہ:-** یعنی جس عورت کو رجعی طلاق دی گئی ہو، وہ زیب وزینت ترک نہیں کرے گی، جب کہ اُسے شوہر کے رجوع کرنے کی اُمید ہو۔

ولا حداد علیٰ سبعة: كافرةٍ وصغيرةٍ ومجنونةٍ ومعتدة عتقٍ كموته عن أم ولده ومعتدةِ نكاحٍ فاسدٍ أو وطئ بشبهةٍ أو طلاقٍ رجعيٍّ. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۵/۲۱۹-۲۲۰ زکریا)

نابالغہ وغیرہ پر سوگ کا حکم نہ ہونے کی وجہ

کافرہ نابالغہ اور مجنونہ پر اگرچہ حسب ضابطہ عدت واجب ہے؛ لیکن اُس کے باوجود سوگ کا حکم نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ سوگ حقوق اللہ میں سے ہے، اور اُس کی پابندیاں حسی اور فعلی ہیں، جس کے لئے مخاطب کا مکلّف ہونا ضروری ہے، اور کافرہ نابالغہ اور مجنونہ مکلّف نہیں ہیں؛ لہٰذا اُن پر سوگ کا حکم نہیں۔ اِس کے برخلاف عدت ایک مستقل حکم شرعی ہے، جو سبب کے ساتھ مربوط ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ طلاقِ بائن یا موت کے بعد ایک متعین مدت تک اُس عورت کے لئے دوسرے شخص سے نکاح کرنا حلال نہیں ہوتا، پس اِس حکم کے لئے مخاطب کا مکلّف ہونا ضروری نہیں؛ بلکہ جب بھی سبب پایا جائے گا، حکم عدت بہر حال جاری ہوگا۔

وإنما لزمت العدة عليهن دون الإحداد؛ لأنه حق الله تعالیٰ كما مر. ولا بدّ فيه من خطاب التكليف؛ لأن اللبس والتطيب فعلٌ حسيٌّ محكوم بحرمته؛ بخلاف العدة؛ فإنها من ربط المسببات بالأسباب، علیٰ معنیٰ أنه عند البينونة يثبت شرعًا عدم صحة نكاحهن في مدةٍ معينةٍ، فهو حكمٌ للعدم، فلا يتوقف علیٰ خطاب التكليف، كما أوضحهٗ في الفتح، فافهم. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۵/۲۱۹-۲۲۰ زکریا)

معتدہ کافرہ دورانِ عدت اِسلام لے آئی

اگر غیر مسلم معتدہ عورت عدت کے دوران مشرف باسلام ہوجائے، تو مابقیہ ایامِ عدت

میں اُس پر سوگ منانا لازم ہوگا۔

ولکن لو أسلمت الکافرۃ في العدۃ لزمها الإحداد فیما بقي منها. (شامي، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۹/۵ زکریا)

نابالغہ معتدہ دورانِ عدت بالغ ہوگئی

جو نابالغہ عورت عدت گذار رہی تھی، اسی درمیان وہ بالغ ہوجائے، تو مابقیہ اَیام میں اُس پر سوگ منانا لازم ہوگا۔

وفي النهر: لو بلغت في العدۃ لزمها الحداد فیما بقي. (الدر المختار، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۱/۵ زکریا)

پاگل معتدہ دورانِ عدت صحت یاب ہوگئی

اگر معتدہ عورت پاگل تھی، پھر عدت کے دوران اُس کا پاگل پن جاتا رہا، اور وہ صحت یاب ہوگئی، تو عدت کے مابقیہ ایام میں اُس پر سوگ کی پابندی لازم ہوگی۔

وکذا ینبغي أن یقال في الصغیرۃ والمجنونۃ إذا بلغت وأفاقت کما في البحر. (شامي، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۹/۵ زکریا)

کتاب ثبوت النسب

(ثبوتِ نسب کے مسائل)

ثبوتِ نسب کے مسائل

اِسلام میں نسب کی اَہمیت

اِسلام میں تعمیر اِنسانیت کی بنیاد پر نسب کو بہت زیادہ اَہمیت دی گئی ہے، اور بہت سے اَحکامات کو نسب کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے، چناں چہ اِنسانوں پر ذمہ داریوں اور حقوق کا تعین نسب ہی کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ بلاشبہ یہی وہ اِمتیازی نظام ہے جس سے اِنسانوں اور دیگر حیوانات میں واضح فرق ثابت ہوتا ہے، جس کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اور جن قوموں نے نسب کو درکنار کرکے معاشرتی نظام چلانے کی کوشش کی ہے، اُن کی زندگی سے اِنسانی، فطری اور خاندانی نظام کی خوبیاں، یا بالفاظِ دیگر باہمی محبتیں اور شفقتیں حرفِ غلط کی طرح معدوم ہوچکی ہیں۔

اِسلام میں نسب کو ایک نعمتِ خداوندی کے طور پر متعارف کرایا گیا ہے، جیسا کہ درج ذیل آیت میں اِشارہ کیا گیا ہے:

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا، وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا. (الفرقان: ۵۴)

اور وہ اللہ ایسا ہے جس نے پانی (نطفہ) سے آدمی کو پیدا کیا، پھر اُس کو خاندان والا اور سسرال والا بنادیا، اور آپ کا پروردگار بڑی قدرت والا ہے۔

اِس آیت کی تشریح میں حکیم الامت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ تحریر فرماتے ہیں کہ: ”باپ دادا وغیرہ شرعی خاندان اور ماں نانی وغیرہ عرفی خاندان ہے، جن سے پیدائش کے ساتھ ہی تعلقات پیدا ہوجاتے ہیں، پھر شادی کے بعد سسرالی رشتے پیدا ہوجاتے ہیں، یہ دلیل قدرت بھی ہے کہ نطفہ کیا چیز تھی؟ پھر اُس کو کیسا بنادیا کہ وہ اتنے علاقوں والا ہوگیا؟ اور نعمت بھی ہے کہ یہ تعلقات مدارِ معاونت ہیں“۔ (بیان القرآن ۲/۱۶۵)

نیز سورۂ نساء کا آغاز اِس آیت سے کیا گیا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَّخَلَقَ

اے لوگو! اپنے اُس رب سے ڈرتے رہو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا، اور اُسی سے اُس کا

مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً، وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآئَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا. (النساء: ۱)

جوڑا بنایا، اور پھیلا دئے اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں، اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کے واسطے سے آپس میں سوال کرتے ہو، اور قریبی رشتہ داروں سے خبردار رہو (اُن کے حقوق اَدا کرو) بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔

اور ظاہر ہے کہ رشتہ داری کا تعین نسب کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ پس اِس آیت سے بھی نسب کی اَہمیت واضح طور پر معلوم ہوتی ہے۔ اور سورۂ حجرات میں اِرشاد فرمایا گیا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ. (الحجرات: ۱۳)

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا؛ تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ یقیناً اللہ کے نزدیک تم میں سب سے باعزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور ہر بات کی خبر رکھنے والا ہے۔

اِس آیت سے پتہ چلا کہ نسب کا اَصل مقصد تعارف ہے، اور اِس تعارف کی کئی مصلحتیں ہیں، مثلاً:

الف:- ایک نام کے کئی لوگ ہوں، تو خاندان کے فرق سے دونوں میں امتیاز ہوسکتا ہے۔

ب:- اِس کی وجہ سے قریب اور دور کے رشتہ داروں کی پہچان ہوتی ہے، اور اِسی اعتبار سے اُن کے حقوق متعین ہوتے ہیں۔

ج:- اُس کے ذریعہ سے عصبات میں وراثت کے استحقاق کا تعین ہوتا ہے۔

د:- اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آدمی کو خود اپنا نسب معلوم ہو، تو وہ اپنے کو دوسرے خاندان کی طرف منسوب نہیں کرتا، جس کی اَحادیث میں ممانعت وارد ہے۔ (مستفاد: بیان القرآن ۲/۵۶۴)

نسب سے چھیڑ چھاڑ درست نہیں

اِسلامی شریعت میں نسب ایسی پختہ چیز ہے جس سے چھیڑ چھاڑ کسی کے لئے جائز نہیں ہے، یعنی نہ تو ثابت شدہ نسب کو ختم کرنا ممکن ہے اور نہ غیر ثابت شدہ کو ثابت ماننے کا اعتبار ہے؛ بلکہ یہ ایسا مضبوط رشتہ ہے جو نہ توڑنے سے ٹوٹ سکتا ہے، اور نہ بلاوجہ جوڑنے سے جڑ سکتا ہے۔ اِسی لئے اَحادیث شریفہ میں اُن لوگوں پر لعنت آئی ہے جو نسب میں کسی طرح بھی تبدیلی کے مرتکب ہوں۔

چناں چہ سیدنا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

مَنِ ادَّعیٰ إِلیٰ غَیْرِ أَبِیْهِ وَهُوَ یَعْلَمُ أَنَّهٗ غَیْرَ أَبِیْهِ، فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ. (صحیح البخاري ۲/۱۰۰۱ رقم: ۶۷۶۶، صحیح مسلم ۱/۵۷، مشکاة المصابیح / باب اللعان ۲۸۷)

جو شخص حقیقی باپ کے علاوہ اپنے کو دوسرے باپ کی طرف منسوب کرے اور اُسے یقین ہو کہ وہ اُس کا باپ نہیں ہے، تو جنت اُس پر حرام ہے۔

اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

وَمَنِ ادَّعیٰ إِلیٰ غَیْرِ أَبِیْهِ أَوِ انْتَمیٰ إِلیٰ غَیْرِ مَوَالِیْهِ، فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِکَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِیْنَ. لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَدْلاً وَلَا صَرْفًا. (صحیح البخاري رقم: ۸۷۰، صحیح مسلم ۱/۴۴۰ رقم: ۱۳۷۰)

جو شخص اپنے کو سگے باپ کے علاوہ کسی اور کی جانب منسوب کرے یا کوئی آزاد شدہ غلام اپنے مولیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرے، تو اُس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت اور پھٹکار ہے، اللہ تعالیٰ اُس کی طرف سے قیامت میں نہ تو فرض نماز قبول فرمائیں گے اور نہ نفل نماز۔

اور ایک روایت میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِرشاد فرمایا:

مَنِ ادَّعیٰ نَسَبًا لَا یُعْرَفُ کَفَرَ بِاللّٰهِ، أَوِ انْتَفیٰ مِنْ نَسَبٍ وَإِنْ دَقَّ کَفَرَ بِاللّٰهِ. (المعجم الأوسط للطبراني ۹/۲۶۱ رقم: ۸۵۷۰ عن أبي بکر، الترغیب والترهیب ص: ۴۴۵ رقم: ۳۰۸۱)

جو شخص مجہول نسب کا مدعی ہو، اُس نے اللہ کی نافرمانی کی، یا کسی معروف نسب کا انکار کرے؛ اگر چہ رشتہ بہت معمولی ہو، تو بھی اُس نے اللہ کی نعمت کو ٹھکرایا۔

نیز پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بھی اِرشاد ہے:

أَیُّمَا امْرَأَةٍ أَدْخَلَتْ عَلیٰ قَوْمٍ مَنْ لَیْسَ مِنْهُمْ، فَلَیْسَتْ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ، وَلَنْ یُدْخِلَهَا اللّٰهُ جَنَّتَهٗ. وَأَیُّمَا رَجُلٌ جَحَدَ وَلَدَهٗ وَهُوَ یَنْظُرُ

جو عورت کسی قوم میں ایسے بچہ کو داخل کرے جو اُس قوم کا نہیں، تو اُس عورت کا اللہ تعالیٰ سے کچھ تعلق نہیں، اور اللہ تعالیٰ اُسے اپنی جنت میں داخل نہیں فرمائیں گے۔ اور جس شخص نے اپنے بچہ کا انکار کیا

إِلَيْـهِ، اِحْتَجَبَ اللّٰهُ مِنْهُ، وَفَضَحَهُ عَلىٰ رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ فِي الْأَوَّلِيْنَ وَالآخِـرِيْنَ. (سنن أبي داؤد، كتاب الطلاق / باب التغليظ في الانتفاء ۱/۳۰۸، مشكاة المصابيح / باب اللعان ۲۸۷)

حالاں کہ وہ بچہ اُس کی طرف (اُمید بھری نظروں سے) دیکھ رہا ہے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس شخص سے پردہ فرمالیں گے، اور اُس کو برسر عام اولین وآخرین کے مجمع میں رسوا فرمائیں گے۔

مذکورہ اَحادیثِ شریفہ میں جو تنبیہات فرمائی گئی ہیں، وہ انتہائی پرحکمت اور اِنسان کی فطری ضروریات کے عین مطابق ہیں، جن سے ہرگز صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا؛ اِس لئے کہ:

الف:- باپ کے علاوہ دوسرے کی طرف نسبت کرنا باپ کے ساتھ سخت ترین نافرمانی، ناشکری اور بدمعاملگی ہے؛ اِس لئے کہ ہر باپ اپنی نسل کی بقا چاہتا ہے، اور آنے والی نسلوں کے ذریعہ اپنے خاندان کی بقا کی اُمید رکھتا ہے۔

ب:- نسب کی بقا پر آپسی تعاون اور ایک دوسرے کی خیرخواہی کا مدار ہے، اگر نسب میں چھیڑ چھاڑ کو گوارا کرلیا جائے، تو یہ عظیم انسانی مصلحت فوت ہوجائے گی، اور باہم نسب خلط ملط ہوجائیں گے۔

ج:- جو عورت اپنے بچہ کو اصل باپ کے علاوہ کسی اور کی جانب منسوب کرے، وہ بھی پرلے درجہ کی خائن اور شوہر کی حق تلفی کرنے والی اور اپنی اِس حرکت کی وجہ سے بچہ کی کفالت کا بوجھ دوسرے پر ڈالنے والی ہے، جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے؛ کم ہے۔

د:- اور جو باپ اپنی حقیقی اولاد کے نسب کا اِنکار کرے، وہ اِس اعتبار سے بہت بڑا مجرم ہے کہ اُس نے اپنی سگی اولاد کے چہرہ پر دائمی ذلت کی سیاہی پوت دی ہے۔ مزید یہ کہ جب وہ بے باپ کی رہ جائے گی، تو اُس کی کفالت کی ذمہ داری اُٹھانے والا کوئی نہ ہوگا، جس سے اُس کے ضائع ہونے کا قوی اَندیشہ ہے۔ علاوہ اَزیں باپ کی اِس حرکت کی وجہ سے اُس اولاد کی ماں پر بھی زندگی بھر کے لئے ذلت کا داغ لگ جائے گا؛ لہٰذا ایسے باپ کے لئے آخرت میں یہی سزا مناسب ہے کہ اُسے تمام مخلوقات کے سامنے ذلیل اور رسوا کیا جائے۔ نعوذ باللہ منہ۔ (مستفاد وتلخیص: رحمۃ اللہ الواسعہ علی حجۃ اللہ البالغہ ۵/۱۸۴-۱۸۷)

شریعت میں متبنیٰ (لے پالک) کا کوئی اعتبار نہیں

اِسی بنا پر اِسلام نے زمانۂ جاہلیت میں جاری متبنیٰ بنانے کی رسم کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا۔ چناں چہ قرآنِ پاک میں صاف اعلان کردیا گیا:

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآئَكُمْ اَبْنَآئَكُمْ، ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ. اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ، فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا اٰبَآئَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ. (الاحزاب: ٤-٥)

اور اللہ نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا، یہ سب تمہاری منہ زبانی باتیں ہیں، اور اللہ تعالیٰ حق بات فرماتا ہے، اور وہی سیدھا راستہ دکھلاتا ہے۔ اُن لے پالکوں کو اُن کے اصل باپوں کی طرف نسبت کرکے ہی پکارا کرو، اللہ کے نزدیک یہی پورے انصاف کی بات ہے۔ پس اگر تمہیں اُن کے باپوں کا علم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور رفیق ہیں۔

اور شریعت کی نظر میں اِس معاملہ میں کس قدر رنزاکت ہے، اِس کا اندازہ اِس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اِس رسم بد کو مٹانے کے لئے خود سرورِ عالم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے عملی مظاہرہ کرایا گیا۔ وہ اِس طرح کہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت سے قبل بنائے گئے متبنیٰ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی مطلقہ زوجہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بذریعہ وحی آپ کا نکاح فرمایا؛ تاکہ لے پالک بیٹے اور حقیقی بیٹے میں جو یکسانیت متصور تھی، اُس کی عملی تردید ہوسکے، اور لے پالک کو حقیقی بیٹے کے درجہ میں رکھنے کا تصور ہمیشہ کے لئے ختم ہوجائے۔ چناں چہ اِرشادِ خداوندی ہے:

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا. (الاحزاب: ٣٧)

پھر جب زید اُن (حضرت زینب) سے اپنی غرض پوری کرچکے تو ہم نے اُن کو آپ کے نکاح میں دے دیا؛ تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالکوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں کوئی تنگی نہ ہو، جب کہ وہ (لے پالک) اُن سے اپنی خواہش پوری کرچکے، اور اللہ کا حکم بجالانا ضرور ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ شریعت میں نسب میں تبدیلی کسی طرح منظور نہیں؛ کیوں کہ اگر اِس کا دروازہ کھلے گا تو انسان کا پورا خاندانی نظام تباہ و برباد ہوجائے گا۔

بدکاری نسب کی بنیاد نہیں بن سکتی

اِسلام کی نظر میں چوں کہ نسب ایک بہت بڑی نعمت ہے، جس سے بڑے اِنسانی مفادات وابستہ ہیں، اِس لئے نسب کی بنیاد مرد و عورت کے حلال (یا کم از کم مشتبہ) تعلق پر ہی رکھی جاسکتی ہے،

پس کھلی ہوئی بدکاری کبھی بھی نسب کے ثبوت کی بنیاد نہیں بن سکتی۔ زمانۂ جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ کوئی بھی شخص کسی عورت سے بدکاری کرتا اور جب اُس کے یہاں بچہ کی پیدائش ہوتی، تو بچہ پر اپنا دعویٰ قائم کرتا تھا، اور بسا اَوقات وہ دعویٰ قبول بھی کرلیا جاتا تھا۔ اِسلام نے اِس بے ہودہ رسم کو قطعاً مٹادیا۔ چناں چہ ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے پیغمبر علیہ السلام کے سامنے یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص میرا بیٹا ہے، اِس لئے کہ میں نے اُس کی ماں سے زمانۂ جاہلیت میں زنا کیا تھا، تو پیغمبر علیہ السلام نے اِرشاد فرمایا:

لاَ دِعْوَ ةَ فِيْ الإِسْلاَمِ، ذَهَبَ أَمْرُ الْجَاهِلِيَّةِ، اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرُ اَلْحَجَرُ. (سنن أبي داؤد، كتاب الطلاق / باب: الولد للفراش ۳۱۰/۱ رقم: ۲۲۷۴، مشكاة المصابيح / باب اللعان ۲۸۸)

اسلام میں اِس طرح کے دعویٰ کا کوئی اعتبار نہیں، جاہلیت کا معاملہ مٹ چکا، بچہ فراش (ناکح یا آقا) کا ہے، اور زانی کے لئے پتھر (کا ڈھیلہ) ہے (یعنی وہ نامراد ہے)

غور کیا جائے تو اِس معاملہ میں اِس سے بہتر کوئی اُصول نہیں ہوسکتا، اِس میں صاحب فراش (شوہر یا آقا) کے لئے تو خیر ہے ہی، اِس سے زیادہ اولاد کے تحفظ اور اس کی عزت کی بقا کا انتظام ہے۔ بایں طور کہ:

الف:- اِس سے نکاح میں رہتے ہوئے عورت کا اپنے شوہر کے ساتھ ایسا اختصاص ثابت ہوتا ہے جس میں کوئی اور دخل دینے کا مجاز نہیں ہے۔ اور اگر کوئی بدکاری کرکے اُس میں دخل دینے کی ناروا جسارت کرے گا، تو اُسے بہرحال نامراد کیا جائے گا؛ بلکہ جرم ثابت ہونے پر وہ حسب ضابطہ سزا کا مستحق ہوگا۔

ب:- جب اَولاد پر دعویٰ میں تعارض ہوگا تو لامحالہ اُسی شخص کو ترجیح دی جائے گی جس کی دلیل معقول اور مضبوط ہو، اور وہ شوہر (یا آقا) کی دلیل ہے کہ وہ اپنی بیوی (یا باندی) کی اولاد ثابت کررہا ہے، جب کہ بدکار اگر دعویٰ کرے گا تو خود اپنے دعویٰ کی بنا پر وہ گنہگار اور مستحق سزا ٹھہرایا جاتا ہے، اِس لئے نسب کے بارے میں اس کے دعویٰ کو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ (مستفاد: حجۃ اللہ البالغۃ مع رحمۃ اللہ الواسعۃ ۱۸۳/۵)

ذهب الفقهاء إلىٰ أنه لا يثبت النسب بالزنا مطلقًا، فلم يُثبت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ولا أحد من أهل العلم بالزنا نسبًا. وقال الرسول صلى اللّٰه عليه وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر. والعاهر: الزاني؛ ولأن الزاني ممنوع من الفعل آثم به. (الموسوعة الفقهية / تحت: نسب ۲۳۷/۴۰ الكويت)

نسب سے متعلق اثرات

نسب ثابت ہونے پر شریعت میں درج ذیل اثرات مرتب ہوتے ہیں:

الف:- نسب کی وجہ سے نفقہ کی ذمہ داری حسب تفصیل طے کی جاتی ہے، مثلاً: باپ بیٹے، بھائی بہن وغیرہ۔

ب:- نسب کی بنیاد پر بعض صورتوں میں قصاص کا حکم ساقط ہوجاتا ہے، مثلاً: اگر کوئی باپ اپنی اولاد کو قتل کردے، تو باپ پر قصاص نہیں ہے۔

ج:- نسب کی بنیاد پر نکاح، اَموال وغیرہ کی ولایت ثابت ہوتی ہے۔

د:- نسب کی بنیاد پر وراثت کے حصے متعین کئے جاتے ہیں۔

ہ:- نسب کی بنیاد ہی پر بہت سی عورتیں مرد پر حرام قرار پاتی ہیں، جن کی تفصیلات اپنی جگہ موجود ہیں۔ (تلخیص از: الموسوعۃ الفقہیۃ ۲۵۴/۴۰-۲۵۵ کویت)

درج بالا تمہید کے بعد ذیل میں ثبوتِ نسب سے متعلق چند ضروری مسائل درج کئے جارہے ہیں:

اِسلام میں نسب باپ سے چلتا ہے

اِسلام میں نسب کا سلسلہ باپ سے چلتا ہے؛ ماں سے نہیں۔

المستفاد: عن سعید بن أبي وقاص وأبي بکرۃ رضي اللّٰہ عنہما قالا: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من ادعی إلیٰ غیر أبیہ وہو یعلم، فالجنۃ علیہ حرام. (صحیح البخاري ۱۰۰۱/۲، صحیح مسلم / کتاب الإیمان ۵۷/۱، مشکاۃ المصابیح ۲۸۷)

میاں بیوی کے اَجزاءِ منویہ کے ٹیوب میں افزائش کے بعد بیوی کے بطن سے پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر میاں بیوی کے اَجزاءِ منویہ کو خارجی ٹیوب میں رکھ کر اَفزائش کی جائے، پھر کچھ وقت کے بعد اُس کو بیوی کے رحم میں منتقل کیا جائے اور وہیں سے بچہ کی پیدائش ہو، تو اُس بچہ کا نسب شوہر ہی سے ثابت ہوگا۔ (مستفاد: کتاب النوازل ۲۰۷/۱۶)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِنْ اُمَّهَاتُهُمْ اِلَّا اللّٰٓئِیْ وَلَدْنَهُمْ﴾ [المجادلة، جزء آیت: ۲]

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: ...... قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحیح البخاري، کتاب البیوع / باب تفسیر المشتبهات ۲۷٦/۱ رقم: ۲۰۰۷، صحیح مسلم ۴۷۱/۱ رقم: ۱۴۵۷، سنن الترمذي ۲۱۹/۱)

الولد لصاحب الفراش لا ینتفي عنه أبدًا ...... ولا بوجه من الوجوه إلا باللعان. (أوجز المسالك / کتاب الأقضیة ۷۵/۱۴ رقم: ۱۴۴۵ دار القلم دمشق)

عالج جاریته فیما دون الفرج فأخذت ماءه وجعلته في فرجها وعلقت منه، صارت أم ولد. (بزازیة علیٰ هامش الهندیة ۳۵۹/۵ قدیم زکریا)

غیر عورت کے نطفہ سے بارآوری کراکر منکوحہ بیوی کے رحم سے پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر کوئی شوہر اپنے نطفہ اور کسی اَجنبی عورت کے انڈے کو ٹیوب میں بارآور کرائے اور پھر اُسے ایک مدت کے بعد اپنی بیوی کے رحم میں ڈلوادے، اور بیوی کے رحم ہی سے بچہ کی ولادت ہو، تو اگرچہ یہ عمل شرعاً ناجائز اور حرام ہے؛ لیکن اِس طریقہ پر پیدا شدہ بچہ کا نسب بہرحال ’’الولد للفراش‘‘ کی بنیاد پر جننے والی منکوحہ عورت اور اُس کے شوہر سے ثابت ہوجائے گا، اور جس عورت کا مادۂ منویہ شوہر کے نطفہ کے ساتھ ملایا گیا ہے، اُس سے اُس بچہ کا نسب ثابت نہ ہوگا، اور وہ اُس کی حقیقی ماں نہ کہلائے گی؛ تاہم چوں کہ اُس کا مادہ شوہر کے نطفہ کے ساتھ مل گیا ہے، اِس لئے احتیاطاً اُسے ’’مزنیۃ الاب‘‘ کے درجہ میں رکھ کر حرمت مصاہرت کا حکم ثابت کیا جائے گا، یعنی اُس عورت کی اَولاد سے اُس بچہ کا نکاح درست نہ ہوگا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِنْ اُمَّهَاتُهُمْ اِلَّا اللّٰٓئِیْ وَلَدْنَهُمْ﴾ [المجادلة، جزء آیت: ۲]

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: ...... قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحیح البخاري، کتاب البیوع / باب تفسیر المشتبهات ۲۷٦/۱ رقم: ۲۰۰۷، صحیح مسلم ۴۷۱/۱ رقم: ۱۴۵۷، سنن الترمذي ۲۱۹/۱)

الولد لصاحب الفراش لا ينتفي عنه أبدًا ...... ولا بوجه من الوجوه إلا باللعان. (أوجز المسالك / كتاب الأقضية ١٤/٧٥ رقم: ١٤٤٥ دار القلم دمشق)

ويحتاط في إثبات النسب ما أمكن. (شامي ١٤٢/٤ زكريا)

فحرمت مزنية الأب كحليلتهٖ. (الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة: اليقين لا يزول بالشك ٢١٥ زكريا)

أما الزنا ...... ويثبت بهٖ حرمة المصاهرة نسبًا ورضاعًا ...... فمن زنا بامرأة حرمت علىٰ أصولهٖ وفروعهٖ، فلا تحل لأبيه ولا لابنهٖ. (الفقه على المذاهب الأربعة / كتاب النكاح ٥٦/٤ دار الحديث القاهرة)

وكذا الأب إذا وطي أمرأة حرامًا كان أو حلالاً؛ فإنها حرام على الابن. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل السابع في أسباب التحريم ٤٩/٤ رقم: ٥٤٨٩ زكريا)

غیر شوہر کے نطفہ کو خارج میں اَفزائش کرا کر بیوی کے رحم سے پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر کوئی شوہر کسی دوسرے شخص کے مادۂ منویہ کو اپنی بیوی کے انڈوں سے ملا کر خارجی ٹیوب میں بار آور کرائے اور پھر اپنی بیوی کے رحم میں منتقل کرادے، اور بیوی کے رحم ہی سے بچہ کی پیدائش ہو، تو یہ عمل قطعاً ناجائز؛ بلکہ ایک طرح سے زنا کاری ہے؛ تاہم چوں کہ بچہ کی پیدائش منکوحہ بیوی کے رحم سے ہوئی ہے، اِس لئے اُس بچہ کا نسب اُنہی میاں بیوی سے ثابت ہوگا، اور جس غیر مرد کا مادہ شامل کیا گیا ہے، وہ اُس بچہ کا حقیقی باپ نہ کہلائے گا؛ البتہ اجزاء کے اختلاط کی وجہ سے اُس غیر مرد کو زانی کے حکم میں رکھ کر حسبِ ضابطہ حرمتِ مصاہرت کے اَحکام جاری ہوں گے۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب تفسير المشتبهات ٢٧٦/١ رقم: ٢٠٠٧، صحيح مسلم ٤٧١/١ رقم: ١٤٥٧، سنن الترمذي ٢١٩/١)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِنْ اُمَّهَاتُهُمْ اِلَّا اللّٰٓئِیْ وَلَدْنَهُمْ﴾ أي ما أمهاتهم إلا الوالدات. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي [المجادلة، جزء آيت: ۲] ۲۷۹/۱۷ دار إحياء التراث العربي بيروت)

الولد لصاحب الفراش لا ينتفي عنه أبدًا بدعویٰ غيره، ولا بوجه من الوجوه إلا باللعان. (أوجز المسالك / كتاب الأقضية ۷۵/۱٤ رقم: ۱٤٤٥ دار القلم دمشق)

أما الزنا ...... وتثبت بهٖ حرمة المصاهرة نسبًا ورضاعًا ...... فمن زنا بامرأة حرمت علیٰ أصولهٖ وفروعهٖ، فلا تحل لأبيه ولا لابنهٖ. ويحرم على الزاني أصولها وفروعها، فلا يحل له أن يتزوج بنتها، سواء كانت متولدة من مائهٖ أوغيره. (الفقه على المذاهب الأربعة / كتاب النكاح ٥٦/٤ دار الحديث القاهرة)

والزنا يوجب حرمة المصاهرة، حتى لو زنا بامرأة حرمت عليه أصولها وفروعها، وحرمت المزنية علیٰ أصولهٖ وفروعهٖ. (مجمع الأنهر، كتاب النكاح / باب المحرمات ٤۸۱/۱ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

میاں بیوی کے اَجزاءِ منویہ غیر عورت کے رحم میں رکھ کر اُس سے پیدا شدہ بچہ کا نسب

میاں بیوی کے اَجزاءِ منویہ خارج میں بارآور کرکے کسی غیر عورت کے رحم میں رکھنا قطعاً حرام ہے، اِسلام میں اِس بےحیائی اور بہیمیت کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اور اِس طرح غیر عورت کے بطن سے جو بچہ پیدا ہوگا، وہ اگر منکوحہ ہے تو اُس کا نسب اُس عورت کے شوہر سے ثابت ہوگا، اور اگر وہ غیر منکوحہ ہے تو وہ بچہ صرف اُسی عورت کی طرف منسوب ہوگا۔ اور جن شوہر اور بیوی کا نطفہ ڈالا گیا ہے، اُن کی طرف بچے کی نسبت نہ ہوگی۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب تفسير المشتبهات ۲۷٦/۱ رقم: ۲۰۰۷، صحيح مسلم ٤۷۱/۱ رقم: ۱٤٥۷، سنن الترمذي ۲۱۹/۱)

فنسب الولد من الرجل لا يثبت إلا بالفراش، وهو أن تصير المرأة فراشًا له، لقوله عليه السلام: ”الولد للفراش وللعاهر الحجر“. (بدائع الصنائع، کتاب الطلاق / دعوى النسب ٣٦٢/٥ زكريا)

فعلىٰ هٰذا إذا زنا رجل بامرأة فجاء ت بولد فادعاه الزاني لم يثبت نسبه منه لانعدام الفراش، وأما المرأة فيثبت نسبه منها. (بدائع الصنائع، كتاب الدعوىٰ، بيان ما يثبت به نسبة الولد ٣٦٣/٥ زكريا)

غیر مردوعورت کے نطفوں کو بارآور کر کے منکوحہ بیوی کے رحم سے مولود بچہ کا نسب

غیر مردوعورت کے اَجزاء بارآور کرا کر اپنی منکوحہ کے رحم میں ڈلوانا دراَصل زنا کاری ہی کی ایک جدید شکل ہے، اور جس طرح منکوحہ عورت کے زنا کرانے سے اگر بچہ کی پیدائش ہوتو وہ بچہ زانی کی طرف نہیں؛ بلکہ حلال شوہر ہی کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اِسی طرح مذکورہ طریقہ پر پیدا شدہ بچہ بھی جننے والی بیوی اور اُس کے شوہر کی طرف منسوب ہوگا۔ اور جن غیر مردوعورت کے اَجزاء رحم میں ڈالے گئے ہیں، اُن سے حسبِ ضابطہ حرمتِ مصاہرت کے مسائل ثابت ہوں گے؛ کیوں کہ وہ زنا کے درجہ میں ہے۔

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ﴾ أي ما أمهاتهم إلا الوالدات. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي [المجادلة، جزء آيت: ٢] ٢٧٩/١٧ دار إحياء التراث العربي بيروت)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب تفسير المشتبهات ٢٧٦/١ رقم: ٢٠٠٧، صحيح مسلم ٤٧١/١ رقم: ١٤٥٧، سنن الترمذي ٢١٩/١)

وفي حديث طويل: ...... قال: لا يحل لامرئٍ يؤمن بالله واليوم الآخر أن يسقي ماء ه زرع غيره. (سنن أبي داؤد / باب في وطي السبايا ٢٩٣/١ النسخة الهندية)

الولد لصاحب الفراش لا ينتفي عنه أبدًا، ولا بوجهٍ من الوجوه. (أوجز المسالك / كتاب الأقضية ٧٥/١٤ رقم: ١٤٤٥ دار القلم دمشق)

والزنا يوجب حرمة المصاهرة، حتى لو زنا بامرأة حرمت عليه أصولها وفروعها، وحرمة المزنية علىٰ أصوله وفروعه. (مجمع الأنهر، كتاب النكاح / باب المحرمات ٤٨١/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

وأما الزنا؛ تثبت حرمة المصاهرة نسبًا ورضاعةً، فمن زنا بامرأة حرمت علىٰ أصوله وفروعه، فلا تحل لأبيه ولا لابنه، ويحرم على الزاني أصولها وفروعها، فلا يحل له أن يتزوج بنتها، سواء كانت متولدة من ماءه أو غيره. (الفقه على المذاهب الأربعة، كتاب النكاح / مبحث فيما تثبت به حرمة المصاهرة ٥٦/٤ بيروت)

ایک بیوی کے اَجزاءِ منویہ کو خارج میں بارآور کرا کر دوسری بیوی کے رحم سے پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر شوہر نے اپنے نطفہ کو اپنی ایک بیوی کے اَجزاءِ منویہ سے ملا کر خارج میں بارآور کرایا، اور پھر دوسری بیوی کے رحم میں ڈلوا کر بچہ کی پیدائش ہوئی، تو اُس بچہ کی حقیقی ماں وہی کہلائے گی جس کے بطن سے بچہ کی پیدائش ہوئی ہے، اور حق وراثت، حضانت وغیرہ میں سارے حقوق اُسی عورت کو حاصل ہوں گے، اور جس بیوی کا نطفہ شوہر کے ساتھ شامل کیا گیا ہے، اس سے صرف حرمتِ مصاہرت کا حکم متعلق ہوسکتا تھا؛ لیکن چوں کہ وہ پہلے ہی سے منکوحۃ الاب ہے، اِس لئے مزید کوئی حکم ثابت نہ ہوگا۔

قال تعالىٰ: ﴿اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ﴾ أي ما أمهاتهم إلا الوالدات.

(الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي [المجادلة، جزء آيت: ٢] ٢٧٩/١٧ دار إحياء التراث العربي بيروت)

وفي حديث طويل: …… قال: لا يحل لامرئٍ يؤمن بالله واليوم الآخر أن يسقي ماءه زرع غيره. (سنن أبي داؤد / باب في وطي السبايا ۲۹۳/۱)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: …… قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب تفسير المشتبهات ۲۷٦/۱ رقم: ۲۰۰۷، صحيح مسلم ٤۷۱/۱ رقم: ١٤٥۷، سنن الترمذي ۲۱۹/۱)

فحرمت مزنية الأب كحليلته. (الأشباه والنظائر / القاعدة الثالثة: اليقين لا يزول بالشك ۲۱۵ زكريا)

والزنا يوجب حرمة المصاهرة، حتى لو زنا بامرأة حرمت عليه أصولها وفروعها، وحرمة المزنية علىٰ أصوله وفروعه. (مجمع الأنهر، كتاب النكاح / باب المحرمات ٤۸۱/۱ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

شوہر کی وفات کے بعد اُس کے منجمد مادہ سے بچہ کی پیدائش؟

اگر شوہر نے اپنی زندگی میں اپنا مادۂ منویہ نکلوا کر منجمد اور محفوظ کرادیا، پھر اُس کا انتقال ہوگیا، اور اُس کے بعد اُس کے مادہ کو اُس کی بیوہ کے رحم میں جدید طبی ذریعہ سے منتقل کیا گیا، جس سے بچہ کی پیدائش ہوئی، تو اُس بچہ کا نسب وفات شدہ شخص سے ثابت ہوگا یا نہیں؟

تو اِس کے متعلق اُصول کی روشنی میں یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اگر دورانِ عدت یعنی ۴؍مہینے ۱۰؍دن کے اندر اندر مادۂ منویہ بیوی کے رحم میں منتقل کیا گیا، تو بچہ کا نسب ثابت مانا جائے گا، اور اگر عدت گذرنے کے بعد یہ کارروائی ہوگی، تو اَب اُس کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا؛ کیوں کہ عدت کے بعد وہ نکاح سے بالکل الگ ہوچکی ہے۔

المستفاد: عالج جاريته فيما دون الفرج فأخذت ماءه وجعلته في فرجها وعلقت منه، صارت أم ولد. (بزازية علىٰ هامش الهندية ۳۵۹/۵ قديم زكريا)

نکاح کے چھ مہینے کے بعد پیدا ہونے والے بچے کا نسب؟

نکاح کے چھ مہینہ کے بعد وضع حمل ہو تو بچہ کا نسب بہر حال شوہر سے ثابت ہوگا۔

وإن جاء ت به لستة أشهر فصاعدًا يثبت نسبه منه. (الهداية، كتاب الطلاق / باب ثبوت النسب ۴۳۲/۲ المكتبة النعيمية ديوبند)

نکاح کے بعد چھ مہینے سے پہلے پیدا ہونے والے بچہ کا نسب

اگر نکاح کے بعد چھ مہینہ سے پہلے وضع حمل ہو، تو بچہ شوہر کی طرف منسوب نہ ہوگا؛ بلکہ صرف ماں کی طرف منسوب ہوگا۔

وإذا تزوج الرجل امرأة فجاء ت بولد لأقل من ستة أشهر منذ يوم تزوجها لم يثبت نسبه، وإن جاء ت به لستة أشهرٍ فصاعدًا يثبت نسبه منه.

(الهداية، كتاب الطلاق / باب ثبوت النسب ۴۳۲/۲ المكتبة النعيمية ديوبند)

زانی مزنیہ سے نکاح کرے اور نکاح کے چھ مہینے کے اندر بچہ کی پیدائش ہو تو نسب ثابت ہوگا یا نہیں؟

اگر کسی شخص نے کسی عورت سے زنا کیا، اور اُس سے استقرارِ حمل ہوگیا، پھر اُس نے اُسی عورت سے نکاح کرلیا تو اگر نکاح کے چھ مہینے سے پہلے پہلے بچہ کی پیدائش ہوئی تو وہ ثابت النسب نہ ہوگا؛ البتہ یہ زانی شوہر اگر اُس کے بارے میں اپنا بچہ ہونے کا مطلق دعویٰ کرے، اور زنا کا ذکر نہ کرے، تو احتیاطاً اس کا نسب ثابت مانا جائے گا۔ (مسائل بہشتی زیور ۱۵۵، کتاب النوازل ۱۷۰/۸)

فلو لأقل من ستة أشهرٍ من وقت النكاح لا يثبت النسب، ولا يرث منه إلا أن يقول: هٰذا الولد مني، ولا يقول من الزنا. خانية. وظاهر أن هٰذا من حيث القضاء، أما من حيث الديانة فلا يجوز أن يدعيه؛ لأن الشرع قطع نسبَه منه، فلا يحل له استلحاقه بهٖ، ولذا لو صرح لأنه من الزنا لا يثبت قضاءً أيضًا، وإنما يثبت

لـو لم يُصرّح لاحتمال كونه بعقد سابقٍ أو بشبهةٍ حملاً لحال المسلم على الصلاح.

(شامي، كتاب النكاح / فصل في المحرمات، قبيل مطلب: فيما لو زوج المولىٰ أمته ١٤٢/٤ زكريا)

شوہر سے کئی سال الگ رہنے کے باوجود بچہ پیدا ہوا تو نسب کس سے ثابت ہوگا؟

اگر میاں بیوی بظاہر سالوں سے نہیں ملے ہیں، پھر بھی بیوی کے یہاں بچہ پیدا ہوجائے تو وہ شرعاً ثابت النسب ہوگا۔ (کیوں کہ بطور کرامت ملاپ کا اِمکان موجود ہے) (مسائل بہشتی زیور ۱۵۵)

وقد اكتفوا بقيام الفراش بلا دخول كتزوج المغربي بمشرقية بينهما سنةٌ، فولدت لستة أشهرٍ مذ تزوجها لتصوُّرِهٖ كرامةً واستخدامًا (الدر المختار) وعبارة الفتح: والحق أن التصور شرطٌ؛ ولذا لو جاء ت امرأة الصبي بولدٍ لا يثبت نسبه. والتصور ثابتٌ في المغربية لثبوته كرامات الأولياء والاستخدامات، فيكون صاحب خطوةٍ أو جنيٍّ. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في ثبوت النسب، مطلب في ثبوت كرامات الأولياء والاستخدامات ٢٤٥/٥- ٢٤٦ زكريا)

رخصتی سے قبل مطلقہ کے پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر نکاح کے بعد رخصتی سے قبل کسی عورت کو طلاق دی گئی اور پھر مطلقہ کے یہاں بچہ کی پیدائش ہوئی، تو اُس کی دو صورتیں ہیں:

الف:- اگر طلاق کے چھ مہینے کے اندر اندر بچہ پیدا ہوا ہے، تو اُس کا نسب احتیاطاً شوہر ہی سے ثابت ہوگا، بشرطیکہ نکاح کو چھ مہینے سے زیادہ گذر چکے ہوں۔ (البتہ اگر شوہر اِنکار کرے تو لعان کا حکم ہوگا)

ب:- اور اگر طلاق کے چھ مہینے کے بعد بچہ کی پیدائش ہوئی ہے، تو اَب اُس کا نسب اُس شوہر سے قطعاً ثابت نہ ہوگا۔

فإن كان قبله فجاء ت بولدٍ لأقل من ستة أشهرٍ ثبت نسبه للتيقن بقيامهٖ قبل الطلاق بهٖ. وإن جاء ت بهٖ لأكثر منها لا يثبت؛ لأن الفرض أن لا عدة عليها، ولا يستلزم كونه قبل الطلاق لتلزمَ العدة. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة، فصل في ثبوت النسب من الصغيرة ٥/٢٣٤ زكريا)

فلو غير مدخولٍ بها فولدت لستةِ أشهرٍ أو أكثرَ من وقت الفرقةِ لا يثبت، وإن لأقلَّ منها ثبتَ، أي إذا كان من وقت العقد ستةَ أشهرٍ فأكثر. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة، فصل في ثبوت النسب من الصغيرة ٥/٢٣٢ زكريا)

طلاقِ رجعی کے بعد چھ مہینے سے کم میں پیدا شدہ بچہ کا نسب

جو عورت طلاقِ رجعی کی عدت گذار رہی ہو، اور اُس کے یہاں طلاق کے چھ مہینے سے پہلے پہلے بچہ کی پیدائش ہو، تو اِس بچہ کا نسب طلاق دینے والے شوہر ہی سے ثابت ہوگا، اور بچہ کی پیدائش پر عدت پوری ہوجائے گی۔

وأقلها ستة أشهرٍ إجماعًا، فيثبت نسب ولد معتدة الرجعي الخ، وكانت الولادة رجعةً لو في الأكثر منهما الخ، لا في الأقل للشك، وإن ثبت نسبه. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب عدة، فصل في ثبوت النسب ٥/٢٣٠-٢٣١ زكريا)

طلاقِ رجعی کے چھ مہینے بعد پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر معتدہ رجعیہ کے یہاں طلاقِ رجعی کے چھ مہینے کے بعد کبھی بھی بچہ پیدا ہو، تو اُس کا نسب شوہر ہی سے ثابت ہوگا، اور یہ سمجھا جائے گا کہ اُس نے دورانِ عدت رجعت کرلی تھی؛ بشرطیکہ عورت نے عدت پوری ہونے کا اقرار نہ کیا ہو۔ (اور اقرار کے بعد چھ مہینے کے اندر اندر ولادت نہ ہوئی ہو)

فيثبت نسب ولد معتدة الرجعي الخ، وإن ولدت أكثر من سنتين، ولو لعشرين سنةً فأكثرُ، لاحتمال امتداد طهرها وعلوقها في العدة ما لم تُقرَّ بمضي

العدة، والمدة تحتمله، وكانت الولادة رجعةً لو في الأكثر منهما، أو لتمامهما لعلوقها في العدة. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في ثبوت النسب ٢٣٠/٥-٢٣١ زكريا)

إلا إذا جاء ت به لأقل من ستة أشهر من وقت الإقرار فإنه يثبت نسبه للتيقن من قيام الحمل وقت الإقرار، فيظهر كذبها. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب في ثبوت النسب من المطلقة ٢٣١/٥ زكريا)

طلاقِ بائن کے بعد دو سال کے اندر اندر پیدا شدہ بچہ کا نسب

جو عورت طلاقِ بائن یا مغلظہ کی عدت گذار رہی ہو، اور طلاق کے دو سال کے اندر اندر اُس کے یہاں بچہ کی پیدائش ہو، جب کہ اُس کی طرف سے عدت گذرنے کا اقرار نہ کیا گیا ہو، تو یہ بچہ ثابت النسب ہوگا۔

والمبتوتة يثبت نسب ولدها إذا جاء ت به لأقل من سنتين. (الهداية/ باب ثبوت النسب ٤٣٥/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

طلاقِ بائن کے بعد چھ مہینے سے پہلے پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر کسی عورت کو طلاقِ بائن دی جائے، اور پھر طلاق کے بعد چھ مہینے کے اندر اندر اُس کے یہاں بچہ کی پیدائش ہو، تو اُس بچہ کا نسب طلاق دینے والے شوہر سے ثابت ہوگا۔

كما يثبت بلا دِعوةٍ احتياطًا في مبتوتةٍ جاء ت به لأقل منهما من وقت الطلاق، لجواز وجوده وقته، ولم تُقرِّ بمضيّها كما مر. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب العدة، فصل في ثبوت النسب ٢٣١/٥-٢٣٢ زكريا)

طلاقِ بائن کے دو سال بعد پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر طلاقِ بائن کے دو سال گذرنے کے بعد مطلقہ عورت کے یہاں بچہ کی پیدائش ہو، اور اُس نے عدت گذرنے کا اقرار بھی نہ کیا ہو، تو اُس بچہ کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا؛ لیکن

اگر وہ یہ دعویٰ کرے کہ یہ میرا ہی بچہ ہے، تو اُس سے نسب ثابت مان لیا جائے گا۔

ولو لتمامهما لا يثبت النسب الخ، إلا بدِعوتهِ لأنه التزمه، وهي شبهة عقدٍ أيضًا. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب العدة، فصل في ثبوت النسب ٢٣٢/٥ زكريا)

مطلقہ بائنہ کے یہاں جڑواں بچوں میں سے ایک بچہ دو سال کے اندر اور دوسرا دو سال کے بعد پیدا ہوا

جو عورت طلاقِ بائن کی عدت گذار رہی ہو، اور اُس کے یہاں جڑواں بچوں کی پیدائش ہوئی، اور پہلا بچہ طلاق کے دو سال کے اندر اندر ہوا، اور دوسرا بچہ دو سال کے بعد ہوا، اور اُس عورت نے عدت گذرنے کا اقرار نہیں کیا، تو اِن دونوں بچوں کا نسب بغیر دعویٰ کے طلاق دینے والے شوہر سے ثابت ہوگا۔

وإلا إذا ولدت توأمين، أحدهما لأقل من سنتين والآخر لأكثر (الدر المختار) أي فيثبت نسبهما. (شامي، کتاب الطلاق / باب العدة، فصل في ثبوت النسب ٢٣٢/٥-٣٣٣ زكريا)

مطلقہ عورت کے بچہ کے ثبوتِ نسب کی ایک لازمی شرط

مطلقہ رجعیہ اور بائنہ سے پیدا شدہ بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہونے کے لئے ایک لازمی شرط یہ ہے کہ یا تو خود شوہر مطلقہ کے حاملہ ہونے کا اقرار کرے، یا اُس سے ولادت پر معتبر شہادت پائی جائے، یا حمل ظاہر ہو، اِس کے بغیر نسب کا ثبوت نہ ہوگا۔

وفي البحر: واعلم أن شرط ثبوت النسب في ما ذُكر من ولد مطلقة الرجعية والبائن مقيدٌ بما سيأتي من الشهادة بالولادة أو اعتراف من الزوج بالحبل، أو حبل ظاهرٍ. (الدر المختار، کتاب الطلاق / فصل في ثبوت النسب ٢٣٢/٥ زكريا)

معتدۃ الوفات سے پیدا شدہ بچہ کے نسب میں تفصیل

جو عورت عدتِ وفات گذار رہی ہو، اُس کے یہاں پیدا شدہ بچہ کے ثبوت کے بارے

میں درج ذیل تفصیل ہے:

الف:- شوہر کی وفات کے بعد چھ مہینے کے اندر اندر جو بچہ پیدا ہوگا، اُس کا نسب علی الاطلاق میت شوہر سے ثابت ہوگا۔

ب:- اور اگر وفات کے دو سال کے اندر اندر بچہ کی پیدائش ہوئی، اور اِس دوران معتدہ نے عدت پوری ہونے کا اقرار نہ کیا ہو، تو بھی بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا۔

ج:- اور اگر عدت پوری ہونے کا اقرار کرلیا ہو، اور پھر اقرار کے چھ مہینے کے اندر بچہ کی پیدائش ہوئی ہو، تو بھی بچہ ثابت النسب ہوگا۔

د:- لیکن اگر عدت گذرنے کے اقرار کے چھ مہینے کے بعد بچہ پیدا ہوا، تو وہ ثابت النسب نہ ہوگا۔

ویثبت نسب ولد المتوفیٰ عنها زوجها ما بین الوفاة وبین السنتین، وإذا اعترفت المعتدة انقضاء عدتها ثم جاءت بالولد لأقل من ستة أشهرٍ یثبت نسبه؛ لأنه ظهر کذبها بیقینٍ، فبطل الإقرار. وإن جائت بهٖ لستة أشهرٍ لم یثبت. (الهداية، كتاب الطلاق / باب ثبوت النسب ۴۳۶/۲ المكتبة النعيمية ديوبند)

نکاحِ فاسد کے بعد پیدا شدہ بچہ کا نسب

نکاحِ فاسد میں وطی کے دن کے بعد سے چھ مہینے کے بعد اور دو سال کے اندر جو بچہ پیدا ہوگا، اُس کا نسب ثابت مانا جائے گا۔

ویثبت نسب الولد المولود في النکاح الفاسد، وتعتبر مدة النسب من وقت الدخول عند محمد رحمه اللّٰه تعالیٰ، وعلیه الفتویٰ. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثامن في النكاح الفاسد وأحكامه ۳۳۰/۱ زكريا)

ویثبت النسب احتیاطًا بلا دِعوةٍ، وتعتبر مدته وهي ستة أشهرٍ من الوطء، فإن کانت منه إلی الوضع أقل مدة الحمل، یعني ستة أشهر فأکثر،

يثبت النسب، وإلا بأن ولدته لأقل من ستة أشهرٍ لا يثبتُ، وهٰذا قول محمد وبهٖ يفتىٰ. (الدر المختار، كتاب النكاح / باب المهر ٢٧٧/٤ زكريا)

وطی بالشبہ میں نسب کے ثبوت کی شرط

جس عورت سے وطی بالشبہ کی گئی ہو (مثلاً دھوکہ سے اُس کے ساتھ رخصتی ہوجائے) اُس سے پیدا شدہ بچہ کا نسب وطی کرنے والے سے اُسی وقت ثابت ہوگا جب کہ وہ اُس بچہ کے اپنے ہونے کا دعویٰ کرے، اِس کے بغیر نسب کا ثبوت نہ ہوگا۔

من وطي امرأة أجنبيةً زُفَّت إليه، وقيل له: إنها امرأتك، فهي شبهةٌ في الفعل، وإن النسب يثبت إذا ادعاه. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب ثبوت النسب ٢٦٨/٤ زكريا، ١٥٨/٤-١٥٩ كوئٹه)

تین طلاق کے بعد حلالہ کے بغیر پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، پھر حلالہ کے بغیر اُس سے دوبارہ نکاح کرلیا تو اُس سے جو بچہ پیدا ہوگا، وہ ثابت النسب کہلائے گا۔ (مسائل بہشتی زیور ۱۵۵)

ولو طلقها ثلاثًا ثم تزوجها قبل أن تنكح زوجًا غيره، فجاءت منه بولدٍ، ولا يعلمان بفساد النكاح، فالنسب ثابت. وإن كانا يعلمان بفساد النكاح، يثبت النسب أيضًا عند أبي حنيفةؒ. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في ثبوت النسب ٢٦٢/٥ رقم: ٧٧٩٨ زكريا)

كما يثبت بلا دِعوةٍ احتياطًا في مبتوتةٍ جاءت بهٖ لأقل منهما (الدر المختار) يشمل البتَّ بالواحدة والثلاث والحرة والأمة بشرط أن لا يملكها كما يأتي، ويشمل ما إذا تزوجها في العدة أو لا. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في ثبوت النسب ٢٣١/٥ زكريا)

مصاہرت کی وجہ سے حرام شدہ عورت کی بیٹی سے پیدا شدہ اَولاد کا نسب؟

جو عورت کسی مرد پر حرمتِ مصاہرت کی بنیاد پر حرام ہوجائے، تو اُس مرد کے لئے اُس عورت کی بیٹی سے نکاح درست نہیں ہوتا، اور اُن میں فوراً تفریق ضروری ہوتی ہے؛ تاہم اُس کی وجہ سے جو اَولاد پیدا ہوئی، اُس کا نسب مرد سے ثابت مانا جائے گا۔

ويثبت نسب الولد المولود في النكاح الفاسد. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثامن في النكاح الفاسد وأحكامه ۳۳۰/۱ زكريا)

معتدۃ الغیر سے نکاح کے بعد اُس سے پیدا شدہ بچہ کا نسب؟

اگر کسی شخص نے ایسی عورت سے نکاح کیا جو عدت گذار رہی تھی، تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوا؛ تاہم اِس کی وجہ سے چوں کہ وطی بالشبہ کا ثبوت ہوتا ہے، اِس لئے احتیاطاً پیدا شدہ اَولاد کا نسب اُس شخص سے ثابت ہوجائے گا۔

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره، وكذلك المعتدة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / القسم السادس: المحرمات التي يتعلق بها حق الغير ۲۸۰/۱ زكريا)

أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته ...... لم يقل أحد بجوازه ، فلم ينعقد أصلاً. (شامي، كتاب النكاح / باب المهر ۲۷۴/٤ زكريا)

وفاسد النكاح في ذٰلك أي ثبوت النسب كصحيحه. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة ۲۳۱/۵ زكريا)

والنسب يثبت في الثانية، أي في شبهة المحل. (فتح القدير ۲۵۰/۵ دار الفكر بيروت)

تزوج محرمه أو منكوحة الغير، أو معتدته ...... لاحد. وفي الشامي: وحرر في الفتح: بأن الشبهة في المحل، وفيها يثبت النسب. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ۳۳/٦ زكريا، ۲٤/٤ كراچی)

ہندو عورت سے نکاح کر کے پیدا شدہ اَولاد کا نسب

اگر کوئی مسلمان ہندو لڑکی سے نکاح کرے، تو یہ نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوا، اور اس سے جو اَولاد ہوئی ہے اُن کا نسب بھی اُس شخص سے ثابت نہ ہوگا، دونوں میں فوراً تفریق لازم ہے۔

فلا یجوز للمسلم أن ینکح المشرکة لقوله تعالیٰ: ﴿وَلَا تَنْكِحُوْا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ﴾ (بدائع الصنائع، کتاب النکاح / من شروط صحة النکاح أن لا تکون المرأة مشرکة ۲/۵۵۲ زکریا)

وحرم نکاح الوثنیةِ بالإجماع الخ. (الدر المختار / کتاب النکاح ۴/۱۲۵)

ہندو لڑکے سے نکاح کرنے والی مسلمان عورت کی اَولاد کا نسب

اگر کسی ہندو لڑکے نے کسی مسلمان لڑکی سے نکاح کرلیا، تو یہ نکاح قطعاً باطل ہے، اور اِس کی وجہ سے پیدا شدہ اولاد کا نسب ہندو مرد سے ثابت نہ ہوگا۔

وفي مجمع الفتاویٰ: نکح کافرٌ مسلمةً فولدت منه لایثبت النسب منه، ولا تجب العدة؛ لأنه نکاح باطلٌ (الدر المختار) أي فالوطأ فیه زنا لا یثبت به النسب. (الدر المختار مع الشامي، کتاب النکاح / باب العدة ۵/۲۰۲ زکریا)

مفقود الخبر شوہر کی بیوی نے دوسرا نکاح کرلیا، جس سے اَولاد ہوئی پھر پہلا شوہر واپس آگیا؟

اگر کسی عورت نے شوہر کے مفقود الخبر ہونے کی وجہ سے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا، اور دوسرے شوہر سے اَولاد بھی ہوگئی، اُس کے بعد پہلا شوہر واپس آگیا، تو (اگر کوئی اور مانع نہ ہو) اَولاد؛ دُوسرے شوہر کی طرف منسوب ہوگی۔ (حالاں کہ پہلے شوہر کی واپسی کے بعد یہ اُسی کی بیوی قرار پائے گی، اور دوسرے شوہر سے نکاح کالعدم سمجھا جائے گا)

غـاب عن امرأتهٖ فتزوجت بآخر، وولدت أولادًا، ثم جاء الزوج الأول، فالأولاد للثاني على المذهب الذي رجع إليه الإمام، وعليه الفتوىٰ الخ. وعلّله ابـن الـملك بأنه المستفرش حقيقةً، فالولد للفراش الحقيقي؛ وإن كان فاسدًا.

(الدر المختار، كتاب الطلاق / باب العدة، فصل في ثبوت النسب ٢٤٧/٥-٢٤٨ زكريا)

لے پالک کا نسب کس سے ثابت ہوگا؟

لے پالک اَولاد کسی بھی حال میں گود لینے والے کی حقیقی اور صلبی اَولاد میں شامل نہیں ہوسکتی؛ لہٰذا لے پالک کا نسب اس کے حقیقی باپ سے ہی ثابت ہوگا۔ اس کو دوسرے کی طرف منسوب کرنا درست نہیں۔

قـال الـلّٰـه تبارك وتعالىٰ: ﴿وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَ کُمْ اَبْنَآءَ کُمْ، ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ بِـاَفْـوَاهِـکُـمْ، وَالـلّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ. اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَاَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ [الاحزاب: ٤، وجزء آيت: ٥]

هٰذه الآية ناسخة لما كانوا من التبنى وهو من نسخ السنة بالقرآن فأمره أن يدعو من دعوه إلىٰ أبيه المعروف. (تفسير القرطبي ١١٩/١٤)

عن أنس ابن مالك رضي اللّٰه عنه قال سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسـلـم يـقـول: مـن ادعـىٰ إلىٰ غير أبيه أو انتمى إلىٰ غير مواليه، فعليه لعنة اللّٰه المتتابعة إلىٰ يوم القيامة. (سنن أبي داؤد / باب في الرجل ينتمي إلىٰ غير مواليه ٦٩٧/٢)

عـن سـعـد ابـن مـالك رضي اللّٰه عنه قال: سمعته أذناي ووعاه قلبي من مـحـمـد صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال: من ادعىٰ إلىٰ غير أبيه وهو يعلم أنه غير أبيـه، فالجنة عليه حرامٌ. (صـحـيـح البخاري / باب غزوة الطائف ٦١٩/٢ رقم: ٤٥٢٦، صحيح مسلم / باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه وهو يعلم ٥٧/١)

❍❖❍

کتاب الحضانۃ

(حقِ پرورش سے متعلق مسائل)

حقِ پرورش کے مسائل

اِنسان کا بچہ سب سے زیادہ توجہ کا محتاج ہے

تمام حیوانات میں اِنسان کے بچے سب سے زیادہ ضعیف اور کمزور ہوتے ہیں، اور اگر اُن کی ضروری دیکھ بھال نہ کی جائے، تو وہ بظاہر اسباب زندہ نہیں رہ سکتے؛ اِس لئے شریعت مطہرہ نے اُن بچوں کی پرورش کے متعلق اِنتہائی اَہم اور ضروری اَحکامات اور ہدایتیں اُمت کو عطا فرمائی ہیں۔

پیدائش کے بعد بچوں کے لئے سب سے اَہم چیز اُن کی غذا ہے، جس کے لئے ماں کے پستانوں میں دودھ کا خدائی انتظام کیا گیا ہے، جس سے بہتر اور شاندار غذا بچہ کے لئے متصور نہیں ہے۔ اِسی بنیاد پر ماؤں کے لئے ہدایت ہے کہ وہ دو سال تک بچوں کو دودھ پلائیں، اور باپ کو ہدایت ہے کہ وہ ماں کی ضروریات کا خیال رکھے۔ اِس بارے میں یہ اِرشادِ خداوندی ایک عظیم ناصحانہ اُصولی منشور کی حیثیت رکھتا ہے، جس سے بے شمار جزئیات نکالی جاسکتی ہیں۔ اِرشادِ خداوندی ہے:

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ، وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا، لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ، وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ، فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا، وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں، جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہے، اور لڑکے کے باپ پر اُن دودھ پلانے والیوں کے کھانے اور کپڑے کی دستور کے موافق ذمہ داری ہے، اور کسی کو اُس کی گنجائش سے زیادہ مکلّف نہیں بنایا جاتا، نہ تو ماں کو اُس کے بچہ کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے، اور نہ باپ کو اُس کے بچہ کی وجہ سے، اور وارثوں پر بھی یہی لازم ہے۔ پھر اگر ماں باپ آپسی رضامندی اور مشورہ سے (دو برس کے اندر ہی) بچہ کا دودھ چھڑالیں، تو اُن پر کچھ گناہ نہیں۔ اور اگر تم اپنی اولاد کو (ماں کے علاوہ کسی اور عورت سے) دودھ پلوانا چاہو تو بھی تم پر کچھ گناہ نہیں،

اَنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ. (البقرۃ: ۲۳۳)

جب کہ تم دستور کے موافق مقررہ (ماں یا دودھ پلانے والی کا) حق اَدا کردو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کوخوب دیکھتا ہے۔

آیتِ بالا سے مستفاد چند اَحکام

اِس آیت کا لب لباب یہ ہے کہ:

(۱) اگر کوئی معقول عذر نہ ہو، اور ماں نکاح میں ہو یا عدت کے زمانہ میں ہو، تو اُس پر دیانۃً عنداللہ بچہ کو دودھ پلانا واجب ہے، اور اُس پر باپ سے کوئی اُجرت لینا درست نہیں۔

(۲) اور اگر ماں مطلقہ ہے، اور اُس کی عدت گذر چکی ہے، تو اُس پر اُجرت کے بغیر دودھ پلانا واجب نہیں؛ بلکہ اگر چاہے تو اُجرت کا مطالبہ کرسکتی ہے۔ پس اگر دودھ پلائے گی تو باپ کو مطالبہ پر اُجرت دینی ہوگی۔

(۳) اگر ماں کسی عذر کی وجہ سے دودھ پلانے سے انکار کرے، اور بچہ کے دودھ پلانے کے لئے متبادل انتظام ممکن ہو، تو ماں کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

(۴) البتہ اگر بچہ ماں کے علاوہ کسی اور کا دودھ لیتا ہی نہ ہو تو ماں کو دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے گا۔

(۵) ماں اگر دودھ پلانا چاہے اور اُس کے دودھ میں کوئی نقصان بھی نہ ہو، تو باپ کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ماں کو چھوڑ کر کسی اور سے بچہ کو دودھ پلوائے۔

(۶) اگر ماں کے دودھ میں خرابی ہو، تو بچہ کے مفاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے باپ دوسری عورت سے دودھ پلوا سکتا ہے۔

(۷) اگر مطلقہ ماں عدت گذرنے کے بعد مناسب اُجرت کا مطالبہ کرے، اور دوسری دودھ پلانے والی عورت بھی اُسی اُجرت پر دستیاب ہو، تو باپ پر لازم ہے کہ اُجرت ہی سے دودھ پلوائے، ماں کی مرضی کے بغیر دوسری عورت سے دودھ نہ پلوائے۔

(۸) مطلقہ ماں کی عدت گذرنے کے بعد اگر ماں دودھ پلانے کی زیادہ اُجرت کا مطالبہ کرے، اور دوسری عورت اُس سے کم میں دستیاب ہو، تو باپ دوسری عورت سے دودھ پلوا سکتا ہے؛ لیکن ماں یہ حق رکھتی ہے کہ بچہ کو اپنے سے جدا نہ ہونے دے، اور باپ کی مقرر کردہ عورت ماں کے

پاس رہ کر بچہ کو دودھ پلائے۔

(۹) باپ کی زندگی میں بچہ کا پورا خرچ صرف باپ کے ذمہ ہے۔

(۱۰) اگر باپ کا انتقال ہوجائے، اور بچہ کا خود اپنا مال موجود ہو، تو اُسی مال میں سے بچہ کا خرچ اُٹھایا جائے گا۔

(۱۱) اور اگر بچہ کے پاس مال موجود نہ ہو، تو بچہ کے محرم رشتہ داروں میں بشمول ماں کے جو وسعت والے رشتہ دار ہیں، وہ اپنے حصہ وراثت کے بقدر بچہ کے اخراجات کے ذمہ دار ہوں گے۔

(یہ سب مسائل فقہی کتابوں میں موجود ہیں، اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے مذکورہ آیت میں فائدہ کے تحت اُن کو درج فرمایا ہے، جن کی تلخیص اوپر درج کی گئی ہے)

(مستفاد: بیان القرآن ۱/۱۴۶)

خلاصہ یہ ہے کہ بچہ کے تحفظ اور اُس کے مفادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اُس کی پرورش کے حقوق کے بارے میں شریعتِ اسلامیہ انتہائی سنجیدہ ہے، اور جب اِس کے متعلق اِسلامی اُصول پر گہری نظر ڈالی جاتی ہے، تو یہ واضح ہوتا ہے کہ بچہ کے مفاد میں اِس سے بہتر کوئی رہنمائی ممکن نہیں ہے۔

اَب ذیل میں اِس سلسلہ کی مزید جزئیات ذکر کی جارہی ہیں:

حق حضانت کا استحقاق

اگر مرد وعورت کے درمیان نکاح قائم ہے، تو اُن دونوں کو اپنی اولاد کی پرورش کا یکساں حق حاصل ہے؛ لیکن اگر عورت کو طلاق دے دی جائے، یا مرد کا انتقال ہوجائے، اور بچہ چھوٹا ہو تو:

(۱) اَولاً بچہ کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہوگا۔

تثبت للأم النسبيةِ الخ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۵۳/۵ زكريا)

(۲) اگر ماں اپنا حق چھوڑ دے یا کوئی مانع پیش آجائے (مثلاً: وہ بچہ کے نامحرم سے نکاح کرلے) تو بچہ کی نانی کو اُوپر تک پرورش کا حق حاصل ہوگا۔

وإذا بطل حق الأمِ كانت الحضانة للجدة من قبل الأم، وإن علت.

(الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷۵/۵ رقم: ۷۸۳۹ زكريا)

(۳) اگر نانی یا اُس سے اوپر کی کوئی عورت موجود نہ ہو، تو دادی کو حق ہوگا۔

فإن لم تکن الجدة من قبل الأم فالجدة من قبل الأب. (الفتاویٰ التاتارخانية، کتاب الطلاق / فصل في حکم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷۵/۵ رقم: ۷۸۳۹ زکریا)

(۴) اگر دادی نہ ہو، تو سگی بہن کو حق پرورش دیا جائے گا۔

وبعد أم الأب الحضانة إلی الأخوات أُولاهن الأخت لأب وأمٍّ. (الفتاویٰ التاتارخانية، کتاب الطلاق / فصل في حکم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷۵/۵ رقم: ۷۸۳۹ زکریا)

(۵) اگر سگی بہن نہ ہو، تو ماں شریک بہن کو حق ملے گا۔

وبعدها الأخت لأم. (الفتاویٰ التاتارخانية، کتاب الطلاق / فصل في حکم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷۵/۵ رقم: ۷۸۳۹ زکریا)

(۶) اُس کے بعد باپ شریک بہن کو حق حاصل ہوگا۔

ثم الأخت لأبٍ. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۷) بعد اَزاں سگی بھانجی کو حق حاصل ہوگا۔

ثم بنت الأخت لأبوين. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

قال الزيلعي: وبنات الأخت أولیٰ من بنات الأخ؛ لأن الأخت لها حق في الحضانة دون الأخ، فکان المدلیٰ بها أولیٰ. (شامي، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۸) پھر ماں شریک بھانجی کو حق ہوگا۔

ثم لأمٍّ. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۹) اُس کے بعد سگی خالہ کو حق ملے گا۔

ثم الخالات کذٰلك أي لأبوين. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۱۰) بعد اَزاں ماں شریک خالہ کو حق ہوگا۔

ثم لأم. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۱۱) اُس کے بعد باپ شریک خالہ کو حق ہوگا۔

ثم لأبٍ. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زکریا)

(۱۲) پھر باپ شریک بھانجی کو حق ہوگا۔

ثم بنت الأختِ لأبِ. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زکریا)

(۱۳) بعد ازاں سگی بھتیجی کو حق ملے گا۔

ثم بنات الأخ، أي لأب وأم. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زکریا)

(۱۴) اُس کے بعد ماں شریک بھتیجی کو حق ملے گا۔

أو لأمٍّ. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زکریا)

(۱۵) پھر باپ شریک بھتیجی حق دار ہوگی۔

أو لأبٍ فيما يظهر. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زکریا)

(۱۶) پھر سگی پھوپھی کو حق ملے گا۔

ثم العمات كذٰلك، أي تقدم العمة لأب وأم. (شامي، کتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زکریا)

(۱۷) پھر ماں شریک پھوپھی کو حق ملے گا۔

ثم لأم. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زکریا)

(۱۸) پھر باپ شریک پھوپھی کا حق ہوگا۔

ثم لأبٍ. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زکریا)

(۱۹) پھر اِسی ترتیب سے ماں کی خالہ کو حق ہوگا۔

ثم خالة الأم كذٰلك. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زکریا)

(۲۰) اُس کے بعد بالترتیب باپ کی خالہ کو حق ہوگا۔

ثم خالة الأب كذٰلك. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زکریا)

(۲۱) اُس کے بعد بالترتیب ماں اور باپ کی پھوپھی کو حق ہوگا۔

ثم عمات الأمهات والآباء بهٰذا الترتيب. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲٦٣/٥ زكريا، الموسوعة الفقهية ۳۰۲/۱۷ كويت، اِسلامی قانون متعلق مسلم پرسنل لاء ۱٤٨)

نوٹ:- خالہ اور پھوپھی کی بیٹیوں کو پرورش کا حق نہیں ہے؛ کیوں کہ وہ بچہ کی محرم نہیں ہے۔

ولم يذكر بنات الخالة والعمة؛ لأنه لا حق لهنَّ؛ لأنهن غير محرمٍ.

(شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲٦٣/٥ زكريا)

مستحقِ پرورش عورتوں میں سے کوئی نہ ہو تو بچہ کی دیکھ بھال کس کے ذمہ ہوگی؟

اگر بالفرض مذکورہ بالا مستحق پرورش خواتین میں سے کوئی موجود نہ ہو، تو بالترتیب بچہ کے عصبات کی طرف حق پرورش منتقل ہوگا۔ یعنی:

(۱) باپ دادا اُوپر تک۔

(۲) بھائی اور اُن کی اَولاد۔

(۳) چچا اور اُن کی اَولاد۔ (لیکن چچا زاد بھائی اپنی چچا زاد بہن کی پرورش کا حق نہیں رکھتا؛ کیوں کہ وہ محرم نہیں ہے)

وإذا ماتت الأم وليس أحد من النساء للصغير ذا رحمٍ محرم منه، فحق الحضانة للرجال من العصبات علىٰ ترتيب الميراث. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ٢٧٦/٥ رقم: ٧٨٤١ زكريا)

ثم العصبات بترتيب الإرثِ، فيقدم الأبُ ثم الجدُّ ثم الأخ الشقيق ثم لأبٍ ثم بنوه كذٰلك، ثم العم ثم بنوه الخ. سوىٰ فاسق ومعتوهٍ وابن عم

لمشتهاةٍ وهو غير مامونٍ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥-٢٦٤ زكريا)

عصبات کی غیر موجودگی میں پرورش کا حق

اگر بچہ کے باپ دادا وغیرہ عصبات میں سے کوئی موجود یا مستحق نہ ہو، تو پرورش کا حق ذوی الارحام رشتہ داروں کو ملے گا۔ یعنی:

(۱) ماں شریک دادا۔

(۲) ماں شریک بھائی، پھر اُن کی اولاد۔

(۳) ماں شریک چچا۔

(۴) سگے ماموں۔

(۵) ماں شریک ماموں۔

ثم إذا لم يكن عصبةً فلذوي الأرحام، فتُدفعُ لأخٍ لأمٍ لابنهٖ، ثم للعم لـلأمِّ، ثـم للخال لأبوين، ثم لأمٍ. (الدر المختار) **كان ينبغي أن يذكر أولاً الجدَّ لأمٍ، ففي الهندية: إنه أولىٰ من الأخ لأمٍ والخالِ.** (شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٥/٥ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ٢٧٦/٥ رقم: ٧٨٤١ زكريا)

ماموں کی موجودگی میں بچی کے نامحرم عصبہ کو حق پرورش نہ ہوگا

اگر بچی کا سگا ماموں موجود ہے، تو عصبات میں سے نامحرم چچازاد بھائی وغیرہ کو اُس کی پرورش کا حق نہ ہوگا۔

الصغيرة لا تدفع إلىٰ عصبة غير محرم مع وجود محرمٍ غير العصبة، كالخال مع ابن العم؛ فإنها تُدفع إلى الخال. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل

في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷۷/۵ رقم: ۷۸٤۸ زكريا)

نامحرم عورتوں کو پرورش کا حق نہیں

بچہ کی ایسی نامحرم رشتہ دار عورتیں (یعنی جن سے اُس کا نکاح ممنوع نہیں ہے، مثلاً: پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد بھائی بہن) اُس کی پرورش کا حق نہیں رکھتیں۔

فأما بنات العم والخال والعمة والخالة، فلا حق لهن في الحضانة. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷٦/۵ رقم: ۷۸٤۱ زكريا)

ولا حق لولد عمٍ وعمةٍ وخالٍ وخالةٍ. (الدر المختار) كان المناسب التعبير بالبنات بدل الولد؛ لأن الولد يشمل الذكر والأنثىٰ، وقد مرَّ أن ابن العمِّ له حقٌ في الغلام دون الجاريةِ الخ. وفي البحر: لا حق لبنات العمة والخالة؛ لأنهن غير محرمٍ. وكذٰلك بنات الأعمام والأخوال بالأولىٰ، كذا في كثير من الكتب. ووجه الأولوية: أن العمة والخالةَ مقدمتان على العم والخالِ مع أنه لا حق لبناتهما. ومقتضاه: أنه لا حق لبنت العمة ونحوها في حضانة الجارية، ولا لابن العمة في حضانة الغلام. وينبغي إجراء التفصيل المذكور في ابن العم هنا، ولم أر من ذكره، تأمل. (شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة، مطلب: لو كانت الإخوة والأعمام غير مامونين لا تسلم المحضونة إليهم ۲٦۵/۵ زكريا)

عورت کا حق حضانت کب ساقط ہوجاتا ہے؟

اگر مستحق پرورش عورت خود اپنا حق ساقط کردے (اور متبادل انتظام ممکن ہو) یا بچہ کے نامحرم شخص سے نکاح کرلے، تو اُس عورت کا حق پرورش ساقط ہوجاتا ہے۔

والحاضنة يسقط حقُّها بنكاح غير محرمةٍ أي الصغير. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲٦٦/۵ زكريا)

موذی اور متعدی اَمراض میں مبتلا عورت کو پرورش کا حق نہیں

شرعی اعتبار سے جس عورت کو بچہ کی پرورش کا حق مل رہا ہو، وہ کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو، جس سے بچہ کو نقصان ہوسکتا ہو، مثلاً: پاگل پن، کوڑھ پن اور ٹی بی وغیرہ، تو ایسی عورت کو بچہ کی پرورش کا حق نہ ہوگا۔

وهل يُشترطُ كونُها بصيرةً، ففي الأشباه في أحكام الأعمىٰ: ولم أرىٰ حكم ذبحه وصيده وحضانتهِ الخ، وينبغي أن يكره ذبحه، وأما حضانتُه فإن أمكنه حفظ المحضون كان أهلاً وإلا فلا، وهو بحث وجيهٌ، وهو معلوم من قول الرمل قادرةٌ، كما يعلم منه حكم ما إذا كانت مريضةً أو كبيرةً عاجزةً.

(شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة، مطلب شروط الحضانة ۲۵۳/۵ زكريا، قانون اسلامي ۱۵۱)

مرتد ہوجانے والی ماں کو پرورش کا حق نہیں

جو عورت (نعوذ باللہ) مرتد ہوجائے، تو اُس کو بچہ کی پرورش کا حق نہیں ملتا (کیوں کہ اولاً تو اِرتداد کی سزا پانے کی وجہ سے وہ پرورش ہی نہ کرپائے گی، مزید یہ کہ اُس کے غلط عقائد کا اثر بچہ پر پڑنے کا اندیشہ ہوگا)

لا حق للمرتدة في الولد. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷۷/۵ رقم: ۷۸۴۵ زكريا)

تثبت للأم الخ، إلا أن تكون مرتدةً فحتىٰ تُسلمَ؛ لأنها تُحبسُ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۵۳/۵ زكريا)

فاسقہ فاجرہ کو پرورش کا حق ہے یا نہیں؟

ایسی فاسقہ فاجرہ عورت جس کے پاس رہنے سے بچہ کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو،

(مثلاً: وہ بدکار یا گلوکار وغیرہ ہو، جس کی وجہ سے اُسے گھر سے باہر بکثرت آنا جانا پڑتا ہو) اُس کو بچہ کی پرورش کا حق نہیں دیا جائے گا۔

اور اگر فسق ایسا ہو جو پرورش پر اثر انداز نہ ہو (مثلاً: نماز چھوڑنا وغیرہ) تو جب تک بچہ سمجھ دار اور باشعور نہ ہو، ایسی عورت کا حق پرورش ساقط نہ ہوگا؛ البتہ باشعور ہونے کے بعد بچہ اُس کے پاس نہیں چھوڑا جائے گا؛ تاکہ فسق کے اثرات بچہ کی طرف منتقل نہ ہوں۔

تثبت للأم الخ، إلا أن تكون الخ، أو فاجرةً فجورًا يضيع الولد به، كزنا وغناءٍ وسرقةٍ ونِياحةٍ، كما في البحر والنهر بحثًا. قال المصنف: والذي يظهر العمل بإطلاقهم، كما هو مذهب الشافعي أن الفاسقة بترك الصلاة لا حضانة لها. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۵۳/۵ زكريا)

وقال الشامي بحثًا: والحاصل أن الحاضنةَ إن كانت فاسقةً فسقًا يلزم منه ضياع الولد عندها سقط حقُّها، وإلا فهي أحق به إلىٰ أن يعقل فينزع منه كالكتابية. (شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة، مطلب شروط الحضانة ۲٥٤/٥ زكريا)

وكذٰلك كل ذي رحم محرم منها إذا كان لا يؤمن عليها لفسقه ومجانته، فلا حق له فيها. (المحيط البرهاني، كتاب النكاح / الفصل الرابع والعشرون بيان حكم الولد ٢٤٥/٤ المجلس العلمي، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ٢٧٧/٥ زكريا)

مانع دور ہو جائے تو حق پرورش لوٹ آتا ہے

اگر پرورش کرنے والی عورت نے اپنا حق ساقط کر دیا تھا، پھر بعد میں وہ اُس کا مطالبہ کرنے لگے، یا مثلاً مستحق پرورش عورت کے بچی کے نامحرم سے نکاح کرنے کی وجہ سے حق پرورش ساقط ہو گیا، پھر وہ نکاح ختم ہو جائے، یا مثلاً بیماری کی وجہ سے حق پرورش ساقط ہوا تھا، پھر وہ بیماری دور ہو جائے وغیرہ، الغرض مانع مرتفع ہو جائے، تو دوبارہ حق پرورش ثابت ہو جاتا ہے۔

كذٰلك إذا أسقط الحاضن حقه ثم عاد وطلبَ، أُجيب إلىٰ طلبه؛ لأنه حقٌ يتجدد بتجدد الزمان كالنفقة، وإذا امتنعت الحضانة لمانعٍ ثم زال المانعُ كأنْ عقل المجنونُ أو تاب الفاسقُ أو شفا المريضُ عاد حقُ الحضانة؛ لأن سبيلَها قائمٌ. وإن امتنعت لمانعٍ فإذا زال المانع عاد الحق بالسبب السابق الملازم طبقًا للقاعدة المعروفةِ ''إذا زال المانع عاد الممنوع''، وهٰذا كله متفق عليه عند جمهور الفقهاء. (الموسوعة الفقهية / حضانة ۳۱۳/۱۷ كويت)

ومن تزوجت بأجنبي ثم بانت من زوجها عاد حقها في الحضانة.

(الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷۷/۵ زكريا)

کیا ذمیہ یہودی یا عیسائی عورت کو حق پرورش حاصل ہوگا؟

اگر کوئی ذمیہ (یہودی یا عیسائی کتابی عورت) مسلمان کے نکاح میں ہو، تو اُسے بھی بچہ کے باشعور ہونے تک حسب ضابطہ پرورش کا حق ملتا ہے؛ لیکن جب یہ خطرہ ہو کہ یہ بچہ کو اپنے فاسد عقائد سے خراب کردے گی، تو اُس کے پاس بچہ کو نہیں چھوڑا جائے گا۔

وتستوي في حق الحضانة المسلمة والكتابية الخ، والذمية أحق بولدها المسلم ما لم يعقل الأديان، أو يُخاف أن يألف الكفر. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷۶/۵ زكريا، ومثله في الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۵۳/۵ زكريا)

قال الشامي: لأن الشفقة لا يختلف باختلاف الدين. (شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۵۳/۵ زكريا)

پرورش کے کئی مستحقین جمع ہوجائیں تو کیا کریں؟

اگر کسی بچہ کی پرورش کا استحقاق رکھنے والے متعدد ہوں، مثلاً سگی بہنوں کو حق ملے اور وہ

کئی ہوں، تو جواُن میں سب سے زیادہ دین دار ہو، اُس کو ترجیح ہوگی۔ اور اگر دین داری میں سب برابر ہوں، تو جس کی عمر زیادہ ہواُس کو ترجیح ہوگی۔

وإذا اجتمع إخوة في درجةٍ واحدةٍ الخ، فأيهم أكثر صلاحًا أولىٰ، فإن استووا في الصلاح فأكبرهم سنًّا أولىٰ. (المحيط البرهاني، كتاب النكاح / الفصل الرابع والعشرون بيان حكم الولد ۲٤٦/٤ المجلس العلمي، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷۸/٥ زكريا)

نامناسب ماحول میں بچہ کونہیں رکھا جائے گا

حق پرورش کے معاملات میں بہرصورت بچہ کے مفاد کوملحوظ رکھا جائے گا، پس اگر یہ احساس ہوکہ پرورش کرنے والے گھر میں اُس کے ساتھ تنگی یا نفسانی طور اذیت کا معاملہ کیا جارہا ہے، تو مفتی صورتِ حال معلوم کرکے بچہ کا جہاں رہنا مفید اور محفوظ سمجھے، وہیں رہنے کا فتویٰ دے۔

والحاضنة يسقط حقها بنكاحٍ غير محرمةٍ أي الصغير، وكذا بسكناها عند المبغضين له، لما في القنية: لو تزوجت الأم بآخر فأمسكته أم الأم في بيت الرابِّ، فللأب أخذُه. (الدر المختار) فينبغي للمفتي أن يكون ذا بصيرةٍ ليُراعي الأصلح للولد، فإنه قد يكون له قريبٌ مبغضٌ له، ويتمنىٰ موتَه، ويكون زوج أمهٖ مشفقًا عليه يعزُّ عليه فراقُه الخ، فإذا علم القاضي أو المفتي شيئًا من ذٰلك لا يحل له النزع من أمه؛ لأن مدار أمر الحضانة علىٰ نفع الولد. (شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲٦٦/٥ زكريا)

حق پرورش کب تک؟

الف:- بالترتیب مستحق پرورش عورتوں کولڑکے کی پرورش کا حق سات سال تک ہے،

اس کے بعد باپ یا ولی حق دار ہوگا۔

ب:- جب کہ ماں، نانی اور دادی کو لڑکی کی پرورش کا حق بالغ ہونے تک ہے۔

ج:- ماں، نانی اور دادی کے علاوہ دیگر مستحق پرورش عورتوں کو لڑکی کے مشتہاۃ ہونے تک حق پرورش حاصل ہے، جس کا اندازہ مفتی بہ قول کے مطابق نو سال سے لگایا گیا ہے۔

د:- اُس کے بعد باپ (یا ددھیالی قریبی رشتہ دار) اُس نابالغ یا ناسمجھ بچہ یا بچی کو اپنی پرورش میں لینے کے حق دار ہیں۔ اور نابالغ بچوں کو اپنے طور پر کسی کے پاس رہنے کے فیصلے کا حق نہیں ہے۔

والحاضنة أمًّا أو غيرها أحقُّ بهٖ أي بالغلام، حتى يستغني عن النساء، وقُدّر بسبع وبهٖ يفتىٰ؛ لأنه الغالب الخ. والأم والجدةُ لأمٍ أو لأبٍ أحق بها بالصغيرة حتى تحيض، أي تبلغ في ظاهر الرواية الخ. وغيرهما أحق بها حتى تشتهيَ، وقُدِّر بتسعٍ، وبهٖ يفتىٰ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٥/٢٦٧-٢٦٨ زكريا)

ولا خيار للولد عندنا مطلقًا ذكرًا كان أو أنثىٰ، خلافًا للشافعي. قلتُ: وهٰذا قبل البلوغ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٥/٢٧٠ زكريا)

ناسمجھ بچوں کا حق پرورش بلوغ کے بعد بھی ساقط نہیں ہوتا

جو بچہ یا بچی بڑی عمر کو پہنچنے کے باوجود بھی ناسمجھ رہیں (یعنی دماغی طور پر معذور ہوں) اور دیکھ بھال کی ضرورت سے مستغنی نہ ہوں، تو اُن کا حق پرورش بالغ ہونے کے بعد بھی ختم نہیں ہوتا۔ پس ایسے بچوں کو حسب ترتیب مستحق پرورش عورتوں کے پاس ہی رکھا جائے گا، مردوں کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔

ففي الجوهرة: ومن بلغ معتوهًا كان عند الأم، سواء كان ابنًا أو بنتًا.

وفي الفتح: والمعتوه لا يخيرُ، ويكون عند الأم. (شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۷۱/۵ زكريا)

وقال العلامة الرافعي: اللازم العمل بنص المذهب وإن لم يظهر وجهه، مع أن المعتوه لا يستغني عن الحاضنة، بل قد يكون احتياجه لها أشد، تأمل.

(تقريرات الرافعي علىٰ حاشية ابن عابدين / باب الحضانة ۲٤۷/۵ زكريا، مع الدر المختار زكريا)

ماں باپ میں سے کسی کو بچہ کی ملاقات سے نہیں روکا جائے گا

اگر زوجین میں تفریق کے بعد حسبِ ضابطہ اُن میں سے کوئی ایک اپنے پاس رکھ کر بچہ کی پرورش کرے، تو دوسرے کو اُس بچہ سے ملنے یا اُس کی دیکھ بھال کرنے سے روکا نہیں جائے گا؛ کیوں کہ وہ بہر حال دونوں کا بچہ ہے، اِس نسبت کو کبھی ختم نہیں کیا جاسکتا۔

وفي الحاوي: الولد متى كان عند أحد الأبوين لا يمنع الآخر عن النظر إليه وعن تعاهده. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷٤/۵ رقم: ۷۸۳۵ زكريا)

وفي السراجية: إذا سقطت حضانة الأم وأخذه الأب لا يُجبر علىٰ أن يرسله لها؛ بل هي إذا أرادت أن تراه لا تُمنع من ذٰلك. (الدر المختار) وكذا يقال في جانبها وقت حضانتها. (شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۷۵/۵ زكريا)

بلوغ کے بعد بچوں کو اختیار

جو بچے یا بچیاں بالغ ہوجائیں، اور وہ سمجھ دار ہوں (عقل سے معذور نہ ہوں) اور اُن کو اختیار دینے سے کسی فتنہ کا یا اُن کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو، تو اُنہیں اختیار دیا جائے گا کہ وہ ماں باپ میں سے کسی ایک کے ساتھ رہیں یا الگ رہیں۔ اور اگر اُن کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو، تو یہ اختیار نہ ہوگا؛ بلکہ باپ اُن کو اپنے پاس رکھنے کا حق دار ہوگا۔

أما بعده فيُخيّر بين أبويه، وإن أراد الانفراد فله ذٰلك الخ، بلغت الجارية مبلغ النساء إن بِكرًا ضمّ الأب إلىٰ نفسهٖ الخ، وإن ثيبًا لا يضمُّها إلا إذا لم تكن مامونة علىٰ نفسها، فللأب والجد ولاية الضم لا لغيرهما، كما في الابتداء الخ. والغلام إذا عقل واستغنىٰ برأيهٖ ليس له للأب ضمه إلىٰ نفسهٖ، إلا إذا لم يكن ماموناً علىٰ نفسهٖ فله ضمه لدفع فتنةٍ أو عارٍ، وتأديبه إذا وقع منه شيءٌ. (الدر المختار) ثم المراد الغلام البالغ؛ لأن الكلام فيما بعد البلوغ، وعبارة الزيلعي: ثم الغلام إذا بلغ رشيدًا فله أن ينفردَ إلا أن يكون مفسدًا مُخوَّفًا عليه.

(شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٧٠/٥-٢٧١ زكريا)

کتاب النفقات

(نفقہ سے متعلق مسائل)

نفقہ سے متعلق مسائل

نفقات کے بارے میں شریعتِ اسلامیہ کا اِمتیاز

یہ بات کسی صاحبِ نظر سے مخفی نہیں ہے کہ ہر اِنسان کسی نہ کسی اَنداز میں دوسرے کے تعاون کا ضرور محتاج ہوتا ہے، بغیر تعاون کے اِنسانی زندگی سکون سے ہم کنار نہیں ہوسکتی۔ خاص طور پر بچے اور محتاج اَفراد کی خبر گیری اور اُن کی واجبی ضرورتوں کی تکمیل ایک اَہم اِنسانی فریضہ ہے۔ اگر معاشرہ میں یہ بات نہ پائی جائے، تو اِنسانوں اور جانوروں میں کوئی فرق ہی نہ رہے گا۔

لیکن سوال یہ ہے کہ ضرورت مندوں کی حاجت روائی کیسے کی جائے؟ تو ایک صورت یہ ہوسکتی تھی کہ حکومت کو یہ ذمہ داری دے دی جاتی کہ وہ بچوں سے لے کر بڑوں تک سب کے روٹی کپڑے اور مکان کا انتظام کرے، تو ظاہر ہے کہ یہ نظام ہر جگہ ہرگز کامیاب نہ ہو پاتا، اور اِس بات کا بڑا خطرہ ہوتا کہ اَصل مستحق رہ جائیں اور غیر مستحق حیلے بہانے سے ناحق مال لے لیں، اِس لئے شریعت نے اِس اَہم اِنسانی فریضہ کو صرف حکومت کے حوالے نہیں کیا؛ بلکہ رشتہ داری اور قرابت کو بنیاد بنا کر اَفراد کو ذمہ داری دی ہے کہ وہ اپنے اَقرب ترین رشتہ داروں کے نفقات کا انتظام کریں؛ کیوں کہ وہ اُن کی حالت کو جتنا قریب سے سمجھ اور جان سکتے ہیں، وہ دوسروں کے لئے متصور نہیں ہے۔ اِسی لئے شریعت نے بیوی کا نفقہ شوہر پر، بچوں کا نفقہ باپ پر، محتاج والدین کا نفقہ اَولاد پر، قریبی محارم کا نفقہ محارم پر، اِسی طرح غلام باندیوں کا نفقہ آقا پر لازم کیا ہے۔ اور اگر بالفرض کسی جگہ تعاون کے مذکورہ ذرائع نہ پائے جائیں تو اَب حکومت کے بیت المال پر ذمہ داری عائد کی ہے؛ تاکہ اِسلامی حکومت میں کوئی شہری روٹی کپڑے اور مکان سے محروم نہ رہے۔ بلاشبہ نفقات کا یہ بے مثال اِسلامی نظام ساری دنیا کے لئے مشعلِ راہ اور شریعتِ اسلامیہ کی آفاقی تعلیمات کا بہترین نمونہ ہے۔ (مستفاد: حاشیہ: شامی، تغیر واِضافہ ۲۷۶/۵ شیخ عادل عبدالموجود)

نفقہ کے وجوب کے اَسباب

شریعت میں نفقہ کے وجوب کے اَسباب تین ہیں:

(۱) زوجیت:- (یعنی شوہر پر اپنی منکوحہ کا نفقہ واجب ہوتا ہے)
(۲) رشتہ داری:- (جیسے: باپ پر اپنی اَولاد کا نفقہ یا اَولاد پر اپنے محتاج ماں باپ کا نفقہ وغیرہ)
(۳) ملکیت:- (یعنی آقا پر اپنے غلام باندی کا نفقہ واجب ہوتا ہے)

ونفقة الغير تجب على الغير بأسباب ثلاثة: زوجية وقرابة وملك. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۷۸/۵ زكريا)

بیوی کے نفقہ اور رہائش کے بارے میں قرآنِ کریم کی صراحت

اِسلام نے زوجین میں سے ''مرد'' کو ''قوّام'' قرار دیتے ہوئے گھر کے تمام اِخراجات کی ذمہ داری اس پر ڈالی ہے، اور بیوی کو معاشی ذمہ داریوں سے بالکل آزاد رکھا ہے۔ اِرشادِ خداوندی ہے:

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ. (النساء، جزء آيت: ۳٤)

مرد حاکم ہیں عورتوں پر اِس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، اور اِس وجہ سے کہ اُن مردوں نے اپنے اَموال (عورتوں) پر خرچ کئے (مہر اور نفقہ وغیرہ)

نیز فرمایا:

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. (البقرة: ۲۳۳)

اور لڑکے والے (یعنی باپ) پر اُن عورتوں کا کھانا کپڑا معروف طریقہ پر لازم ہے۔

لیکن نفقہ کی مقدار کے بارے میں شوہر کی مالی وسعت کو معیار بنایا ہے؛ تاکہ اُس پر غیر ضروری بوجھ نہ پڑے۔ چناں چہ سورۂ طلاق میں اِرشاد فرمایا:

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهٖ، وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ، لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَا اٰتَاهَا، سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يسرًا. (الطلاق: ۷)

ہر وسعت والے کو اپنی وسعت کے بقدر خرچ کرنا چاہئے، اور جس کی روزی تنگ ہو تو وہ جو بھی اللہ نے اُسے عطا کیا اُسی میں سے خرچ کیا کرے اور اللہ تعالیٰ کسی کو اُس کی طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں بناتا، عنقریب اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد سہولت کے راستے کھول دیں گے۔

اِسی طرح قرآنِ کریم میں رہنمائی کی گئی کہ اپنی بیویوں کے لئے اپنی وسعت کے بقدر رہائش کا انتظام کیا جائے، اور اُن پر تنگی نہ کی جائے۔ اِرشادِ خداوندی ہے:

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ، وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ. (الطلاق، جزء آیت: ۵)

اُن عورتوں کو رہنے کے لئے گھر دو جہاں تم خود رہتے ہو اپنی وسعت کے مطابق، اور اُن کو ایذا مت پہنچاؤ کہ اُن پر تنگی کرو اور اگر وہ حاملہ ہوں، تو اُن پر وضع حمل تک خرچ کرتے رہو۔

اِس آیت میں نفقہ کے لئے جو حاملہ ہونے کی شرط ہے، وہ حنفیہ کے نزدیک محض اتفاقی شرط ہے، احترازی نہیں ہے؛ لہٰذا منکوحہ یا مطلقہ؛ حاملہ ہو یا غیر حاملہ، بہرصورت معروف طریقہ پر حسبِ شرائط شوہر پر بیوی کا نفقہ واجب ہوگا۔

اِس کے علاوہ حضراتِ مفسرین نے آیت: ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ [النساء: ۱۹] (اور اُن (بیویوں) کے ساتھ معروف طریقہ اچھا برتاؤ کرو) اور آیت: ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ [البقرۃ، جزء آیت: ۲۲۸] (اور اُن بیویوں کے لئے بھی ایسے ہی حقوق ہیں، جیسا کہ اُن پر ذمہ داریاں ہیں معروف طریقہ پر) سے بھی شوہر پر زوجہ کے نفقہ کو ثابت فرمایا ہے۔ (حاشیہ شامی ۲۷۸/۵ شیخ عادل عبد الموجود)

نفقۂ زوجہ کا ذکر اَحادیثِ شریفہ میں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد اَحادیث میں بیوی کو اچھی طرح واجبی نفقہ وغیرہ اَدا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

الف:- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حجۃ الوداع سے متعلق طویل حدیث میں عرفات کے میدان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے خواتین کے حقوق اور ذمہ داریوں سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ بلند پایہ کلمات بھی نقل فرمائے ہیں، جو پرسکون اِزدواجی زندگی کی ضمانت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

وَاتَّقُوْا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَداً تَكْرَهُوْنَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ

عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو! اِس لئے کہ تم نے ان پر اللہ کے امان کے ذریعہ قابو پایا ہے اور اللہ کے حکم سے (ایجاب وقبول کے ذریعہ) ان سے جسمانی تعلق کو اپنے لئے حلال کیا ہے، تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر

فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْباً غَيْرَ مُبَرِّحٍ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. (صحيح مسلم ۳۹۷/۱، حياة الصحابة ۴۰۳/۳-۴۰۴)

ایسے لوگوں کو نہ بیٹھنے دیں جن کا آنا تمہیں ناپسند ہو، اگر وہ خلاف ورزی کریں تو انہیں ہلکی پھلکی تنبیہ کرو، اور ان کا تمہارے اوپر حق یہ ہے کہ تم معروف طریقہ پر ان کے نان نفقہ اور لباس کا انتظام کرو۔

واقعہ یہ ہے کہ معاشرتی زندگی کے لئے درج بالا ہدایات سے بہتر کوئی ہدایت نہیں ہوسکتی، اس میں جہاں عورتوں کے حقوق اور ان کی ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں، وہیں مردوں کو بھی ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا گیا ہے۔ اگر ان ہدایات کی پابندی فریقین کریں تو کبھی بھی نزاع کی نوبت نہ آئے، اور آپس میں الفت ومحبت ہمیشہ استوار رہے، اور خاندانی نظام میں کبھی رخنہ پیدا نہ ہو۔

بیوی اپنا نفقہ شوہر کے مال سے وصول کرسکتی ہے

ب:- اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا جو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی اَہلیہ تھیں، اُنہوں نے پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں آکر شکوہ کیا کہ ابوسفیان ایک تنگ دل آدمی ہیں، وہ میری ضرورت کے بقدر میرا اور میری اَولاد کا نفقہ نہیں دیتے، اِلا یہ کہ میں اُن کو بتائے بغیر لے لوں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں مشورہ دیا:

خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ. (صحيح البخاري / باب النفقات ۸۰۸/۲)

یعنی معروف اور مناسب طور پر جو تمہارے اور تمہاری اَولاد کے لئے کافی ہو، وہ تم لینے کی مجاز ہو۔

اِس ہدایت سے معلوم ہوا کہ اگر شوہر وسعت کے باوجود نفقہ اَدا نہ کرے، تو بیوی بقدرِ ضرورت اُس کی اِجازت کے بغیر اُس کے مال میں سے اپنا نفقہ لے سکتی ہے۔

بیوی اور گھر والوں پر خرچ موجب اَجر وثواب ہے

ج:- عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ مال خرچ کرنے پر ثواب جبھی ملتا ہے، جب اُسے کارِ خیر یا غریب اور فقیر پر خرچ کیا جائے؛ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جابجا گھر والوں پر خرچ کرنے کو اَولین اَجر کا سبب قرار دیا ہے۔ بخاری شریف میں سیدنا حضرت ابومسعود الانصاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰى أَهْلِهِ

جب مسلمان شخص ثواب کی نیت سے اپنے گھر

وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةٌ. والوں پر خرچ کرتا ہے، تو اُسے صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

(صحيح البخاري / باب النفقات ۸۰۵/۲)

بریں بنا شوہر کو خوش دلی کے ساتھ بیوی اور بچوں پر خرچ کرنا چاہئے، اور اُسے کبھی بھی اپنے اُوپر بوجھ نہیں سمجھنا چاہئے۔ آخر اگر آدمی اپنی اَولاد اور شریکِ حیات پر خرچ نہیں کرے گا تو کہاں کرے گا؟

بیوی کے نفقہ کے وجوب کی اَصل بنیاد

بیوی چوں کہ شوہر کے پاس گویا کہ محبوس ہوتی ہے (کہ نہ اُس کے نکاح میں رہتے ہوئے دوسرا نکاح کرسکتی ہے اور نہ ہی شوہر کی اِجازت کے بغیر گھر سے باہر جاسکتی ہے) اِس لئے اِس احتباس کے بدلہ میں شوہر پر اُس کا نفقہ واجب ہوتا ہے۔ (جیسا کہ دیگر سرکاری عملہ کا حال ہے کہ اُن کی کفالت خود حکومت کرتی ہے)

لأنها جزاءً لاحتباس، وكل محبوس لمنفعة غيره يلزمه نفقته كمفتي وقاضٍ ووصي. (الدر المختار مع الشامي ۲۸۱/۵-۲۸۲ زكريا)

وأما سبب وجوب هٰذه النفقة ...... قال أصحابنا: سبب وجوبها استحقاق الحبس الثابت بالنكاح للزوج عليها. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في بيان سبب وجوب هذه النفقة ۴۱۸/۳ المكتبة النعيمية ديوبند)

ذیل میں نفقہ زوجہ سے متعلق چند ضروری مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

بیوی کا نان نفقہ شوہر کے ذمہ ہے

شوہر پر بیوی کا نان نفقہ لازم ہے، خواہ بیوی مسلمان ہو یا ذمیہ، فقیرہ ہو یا مال دار، مدخول بہا ہو یا غیر مدخول بہا، آزاد ہو یا مکاتبہ، بڑی عمر کی ہو یا صغیرہ (بشرطیکہ اس سے جماع کیا جاسکتا ہو، یعنی کم از کم ۹ ؍سال سے زیادہ عمر کی ہو)

تجب على الرجل نفقة امرأته المسلمة والذمية والفقيرة والغنية دخل بها أو لم يدخل، كبيرة كانت المرأة أو صغيرةً، يجامع مثلها. كذا في فتاوىٰ قاضي خان. سواء كانت حرة أو مكاتبة، كذا في الجوهرة النيرة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۴/۱ زكريا قديم)

فتجب للزوجة بنكاح صحيحٍ علىٰ زوجها ولو صغيرًا، لا يقدر على الوطء؛ لأن المانع من قبله أو فقيرًا، ولو كانت مسلمة أو كافرةً أو كبيرةً أو صغيرةً، تطيق الوطء، فقيرة أو غنية موطوئة أو لا، الخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۷۸/۵-۲۸۳ زكريا، ۵۷۲/۳-۵۷٤ كراچی)

رخصتی سے قبل نفقہ کا مطالبہ

اگر کبیرہ بیوی نکاح کے بعد اپنے میکہ میں ہو اور شوہر کی طرف سے رخصتی کا کوئی تقاضا نہ ہو، تو وہ رخصتی سے قبل بھی شوہر سے نفقہ کا مطالبہ کرسکتی ہے، اور شوہر پر اُس کے مطالبہ کو پورا کرنا لازم ہے۔

الكبيرة إذا طلبت النفقة وهي لم تزف إلىٰ بيت الزوج، فلها ذٰلك إذا لم يطالبها الزوج بالنقلة، ومن مشائخ بلخ رحمهم الله من قال: لا تستحقها إذا لم تزف إلىٰ بيته. والفتوىٰ على الأول، كذا في الفتاوىٰ الغياثية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵٤۵/۱ زكريا قديم)

وكذلك إذا لم ينقلها وهي بحيث لا تمنع نفسها وطلبت النفقة ولم يطالبها بالنقلة، فلها النفقة. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ٤۲۲/۳)

فتجب للزوجة علىٰ زوجها ...... ولو هي في بيت أبيها إذا لم يطالبها الزوج بالنقلة، به يفتىٰ. (الدر المختار) قوله: إذا لم يطالبها: الأظهر أن يقول: به يفتىٰ إذا لم تمتنع من النقلة بغير حقٍ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۷۸/۵-۲۸۵ زكريا، ۵۷۲/۳-۵۷۵ كراچی)

شوہر کی طرف سے رخصتی کے تقاضے کے باوجود بیوی کا رخصتی سے بلا وجہ انکار کرنا

اگر نکاح کے بعد شوہر رخصتی کا تقاضا کرے، مگر بیوی بلا وجہ رخصتی سے انکار کرے، تو وہ

نفقہ کی مستحق نہ ہوگی۔

وأما إذا كان الامتناع (أي بعد مطالبة الزوج بالنقلة) بغير حق فلا نفقة لها. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٥/١ زكريا قديم)

وإن كان (أي الامتناع) بغير حق بأن كان الزوج قد أوفاها مهرها أو كان مؤجلاً، فلا نفقة لها لانعدام التسليم حال وجوب التسليم الخ. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ٤٢٣/٣)

لا خارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٨٥/٥-٢٨٦ زكريا، ٥٧٥/٣-٥٧٦ كراچی)

کسی معقول وجہ سے بیوی کا رخصتی سے انکار کرنا

اگر شوہر رخصتی کا مطالبہ کرے؛ لیکن بیوی کسی معقول وجہ سے رخصتی سے انکار کرے (مثلاً: مہرِ معجّل وصول نہ ہونے کی وجہ سے انکار کرے) تو وہ نفقہ کی مستحق ہوگی۔

فأما إذا امتنعت عن الانتقال فإن كان الامتناع بحق بأن امتنعت لتستفي مهرها فلها النفقة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٥/١ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٨٥/٥ زكريا، ٥٧٥/٣ كراچی)

فإن طالبها بالنقلة فامتنعت فإن كان امتناعها بحق بأن امتعنت لاستيفاء مهرها العاجل، فلها النفقة ...... وعلىٰ هٰذا قالوا لو طالبها بالنقلة بعد ما أوفاها المهر إلىٰ دار مغصوبة فامتنعت فلها النفقة؛ لأن امتناعها بحق. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ٤٢٢/٣)

ناشزہ عورت نفقہ کی مستحق نہیں

اگر بیوی شوہر کی اِجازت کے بغیر گھر چھوڑ کر چلی جائے، تو وہ نفقہ کی مستحق نہ رہے گی۔

وإن نشزت فلا نفقة لها حتى تعود إلىٰ منزله، والناشزة هى الخارجة عن منزل زوجها المانعة نفسها منه. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۱/۵٤٥ قديم زكريا)

لا نفقة لأحد عشر ...... وخارجة من بيته بغير حق، وهي الناشزة حتى تعود. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۵/۲۸٦ زكريا، ۳/۵۷٦ كراچی)

ولا نفقة للناشزة ما دامت علىٰ تلك الحالة. (المحيط البرهاني، كتاب النفقة / الفصل الأول في بيان من يستحق النفقة من الزوجات ٤/۲۸۲ المجلس العلمي)

گھر میں رہتے ہوئے جماع پر قدرت نہ دینے والی عورت کا نفقہ

اگر عورت شوہر کے گھر میں موجود ہو؛ لیکن جماع پر قدرت نہ دے، تو (اگر چہ بلا وجہ ایسا کرنا سخت گناہ ہے؛ لیکن) وہ نفقہ کی مستحق ہے۔

لا نفقة خارجة من بيته بغير حق ...... قيّد بالخروج؛ لأنها لو مانعته من الوطء لم تكن ناشزةً. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۵/۲۸٦-۲۸۷ زكريا، ۳/۵۷٦ كراچی)

الناشزة هى الخارجة عن منزل زوجها المانعة نفسها منه، بخلاف ما لو امتنعت عن التمكن في بيت الزوج؛ لأن الاحتباس قائم. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۱/۵٤٥ قديم زكريا)

ولو منعت نفسها عن زوجها بعد ما دخل بها علىٰ كره منها فلها النفقة؛ لأنها محقة في المنع. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ۳/٤۲۳)

اگر عورت اپنے گھر میں شوہر کو نہ آنے دے، تو وہ نفقہ کی مستحق نہیں

اگر گھر عورت کی ملکیت ہو، اور وہ اس میں بلا وجہ شوہر کو داخل نہ ہونے دے، تو شوہر پر اُس کا نفقہ لازم نہیں۔

ولو كان المنزل ملكها فمنعته من الدخول عليها، لا نفقة لها إلا أن تكون سألته أن يحوّلها إلىٰ منزله الخ. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ١/٥٤٥ قديم زكريا)

لا نفقة خارجة من بيته ...... وشمل الخروج الحكمي كأن كان المنزل لها فمنعته من الدخول عليها، فهي كالخارجة ما لم تكن سألته النقلة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٥/٢٨٦-٢٨٧ زكريا، ٣/٥٧٦ كراچی)

بیوی جیل چلی جائے تو شوہر پر نفقہ ہے یا نہیں؟

اگر بیوی اپنے کسی جرم کی وجہ سے جیل چلی جائے، تو اگر شوہر کے لئے اس سے جیل میں تنہائی میں رہنا ممکن ہو تو اس کا نفقہ حسب ضابطہ لازم رہے گا، اور اگر رہنا ممکن نہ ہو، تو شوہر پر اس کا نفقہ لازم نہ ہوگا۔

لا نفقة لأحد عشر – إلىٰ قوله – ومحبوسة ولو ظلمًا، إلا ...... لو قدر على الوصول إليها في الحبس (فلها النفقة). (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٥/٢٨٥-٢٨٨ زكريا، ٣/٥٧٥-٥٧٨ كراچی)

إذا حبست المرأة في دين فلا نفقة – إلىٰ قوله – وهٰذا إذا كان الزوج لا يقدر علىٰ الوصول إليها في الحبس، وإن وجد ثمة مكانًا يصل إليها، قالوا: تجب لها النفقة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ١/٥٤٥ قديم زكريا)

شوہر جیل میں چلا جائے تو بیوی کا نفقہ اُس کے ذمہ ہے یا نہیں؟

اگر شوہر کو جیل ہو جائے، تو اُس کی وجہ سے بیوی بچوں کا نفقہ ساقط نہ ہوگا۔

ولو حبس الزوج وهو يقدر علىٰ أداء الدين أو لم يقدر أو هرب فلها

النفقة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٥/١ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٨٩/٥ زكريا، ٥٧٨/٣ كراچی)

وإن حبس الزوج وهو يقدر على الأداء أو لا يقدر أو حبس ظلمًا أو هرب أو نشز كان لها النفقة؛ لأن الاحتباس ههنا فات لمعنى من جهة الزوج.

(المحيط البرهاني، كتاب النفقة / الفصل الأول في بيان من يستحق النفقة ٢٧٨/٤ المجلس العلمي)

چھوٹے بچے کی بیوی نفقہ کی مستحق ہے

اگر شوہر صغیر (بچہ) ہو اور بیوی کبیرہ ہو، تو وہ نفقہ کی مستحق ہے۔

وإن كان الزوج صغيرًا والمرأة كبيرةً فلها النفقة لوجود التسليم منها.

(بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ٤٢٣/٣، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٦/١ قديم زكريا)

فتجب للزوجة علىٰ زوجها ولو صغيرًا جدًا في ماله. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٧٨/٥-٢٨٢ زكريا، ٥٧٢/٣-٥٧٣ كراچی)

عنین اور مجبوب کی بیوی کا نفقہ

اگر شوہر نامرد یا مجبوب (مقطوع الذکر) ہو، تو بھی بیوی کا نفقہ اُس پر لازم ہے۔

وكذلك لو كان الزوج مجبوبًا أو عنينًا ...... فلها النفقة. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ٤٢٣/٣، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٦/١ قديم زكريا)

فتجب للزوجة علىٰ زوجها ولو صغيرًا ...... لأن المانع من قبله، وتحته في الشامية: دخل في هٰذا المجبوب والعنين الخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٧٨/٥-٢٨٣ زكريا، ٥٧٢/٣-٥٧٤ كراچی)

شوہر بیوی دونوں بچے ہوں تو نفقہ واجب نہیں

اگر شوہر اور بیوی دونوں بچے ہوں تو نفقہ لازم نہیں ہے۔

وإن كانا صغيرين ولا يقدران على الجماع فلا نفقة لها. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٦/١ قديم زكريا)

پاگل یا بیمار بیوی کا نفقہ

اگر بیوی پاگل یا بیمار ہو (خواہ ایسی بیماری ہو جو جماع سے مانع ہے) اور رخصتی ہو چکی ہو، یا رخصتی نہ ہوئی ہو، مگر وہ رخصتی سے انکاری بھی نہ ہو، تو ایسی عورت نفقہ کی مستحق ہوگی۔

ولو كانت المرأة مريضة قبل النقلة مرضًا يمنع عن الجماع فنقلت وهي مريضة، فلها النفقة بعد النقلة وقبلها أيضًا إذا طلبت النفقة فلم ينقلها الزوج، وهي لا تمتنع من النقلة لو طالبها الزوج. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٦/١ قديم زكريا)

أو مرضت في بيت الزوج فإن لها النفقة استحسانًا لقيام الاحتباس، وكذا لو مرضت ثم إليه نقلت أو في منزلها بقيت ولنفسها ما منعت وعليه الفتویٰ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٨٥/٥ زكريا، ٥٧٥/٣ كراچی)

رخصتی سے قبل سفر حج کے دوران نفقہ کا حکم؟

اگر رخصتی سے قبل عورت شوہر کے بغیر حج کے سفر پر جائے، تو اُس کا نفقہ شوہر پر نہیں۔

ولو حجت المرأة حجة فريضة فإن كان ذٰلك قبل النقلة ...... إن حجت مع محرم لها دون الزوج فلا نفقة لها في قولهم جميعًا. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٦/١ قديم زكريا)

لا نفقة لأحد عشر ...... وحاجة ولو نفلاً لا معه، ولو بمحرم لفوات

الاحتباس. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٨٥/٥-٢٩٠ زكريا، ٥٧٥/٣-٥٧٩ كراچی)

حج کے سفر میں اگر شوہر ساتھ ہو تو نفقہ لازم ہے

اگر عورت شوہر کے ساتھ حج کرے، تو اُس کا نفقہ شوہر کے ذمہ میں ہے۔ اور نفقہ کا اندازہ اپنے وطن کے خرچ کے اعتبار سے لگایا جائے گا، نہ کہ سفر کے اعتبار سے۔ (یعنی اگر نفقہ کی مقدار میں اختلاف ہو جائے، تو حالت قیام کے نفقہ کو معیار بنایا جائے گا، اور اگر کوئی اختلاف نہ ہو، تو شوہر کی مرضی ہے جتنا چاہے خرچ کرے)

وأما إذا حج الزوج معها فلها النفقة إجماعًا، وتجب عليه نفقة الحضر دون السفر. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٦/١ قديم زكريا، المحيط البرهاني، كتاب النفقة / الفصل الأول في بيان من يستحق النفقة ٢٧٨/٤ المجلس العلمي)

ولو معه فعليه نفقة الحضر خاصة لا نفقة السفر والكراء. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٩٠/٥ زكريا، ٥٧٥/٣ كراچی)

موطوءہ بالشبہ کا نفقہ

جس عورت سے وطی بالشبہ کی جائے، اُس کا نفقہ واطی پر لازم نہیں ہے۔

كل من وطئت بشبهة فلا نفقة لها. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٧/١ قديم زكريا)

نکاحِ فاسد میں نفقہ کا حکم

جس عورت سے نکاح فاسد ہوا ہو، اُس کا نفقہ شوہر پر نہیں ہے، ایسے نکاح میں فوراً متارکت لازم ہے، اور اس کی عدت میں بھی نفقہ لازم نہیں۔

ولا نفقة في النكاح الفاسد ولا في العدة منه. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٧/١ قديم زكريا)

ولا نفقة في النكاح الفاسد ولا في العدة منه؛ لأنه لم يحصل للزوج بهٰذا الاحتباس منفعة من منافع النكاح. (المحيط البرهاني، كتاب النفقة / الفصل الأول في بيان من يستحق النفقة ٢٨١/٤ المجلس العلمي)

عورت کے خدمت گذاروں کا نفقہ

اگر شوہر تنگ دست ہو، تو عورت کے خادموں کا نفقہ اس پر لازم نہیں، اور اگر وسعت والا ہو، تو ایک خادم کا نفقہ اُس کے ذمہ میں ہوگا۔ (اسی اعتبار سے گھر میں برتن وغیرہ دھونے یا صفائی وغیرہ کے لئے خادم رکھنے کا حکم ہوگا، یعنی شوہر کی وسعت پر مدار رکھا جائے گا)

إذا كان زوج المرأة موسرًا ولها خادم فوض عليه نفقة الخادم ...... فإن كان لها خادمان أو أكثر لا يفرض لأكثر من خادم عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما اللّٰه ...... ولو كان الزوج معسرًا لا تجب عليه نفقة خادمها، وإن كان لها الخادم.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٧/١ قديم زكريا)

وتجب لخادمها المملوك لها لو موسرًا، لا معسرًا في الأصح. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٠٣/٥-٣٠٥ زكريا، ٥٨٨/٣-٥٨٩ كراچی)

نفقہ کے معیار میں شوہر کا اعتبار ہوگا یا بیوی کا؟

نفقہ یعنی کھانے پینے اور کپڑے وغیرہ میں شوہر کی وسعت کو معیار بنایا جائے گا۔ پس اگر شوہر مال دار ہے تو اُسی اعتبار سے نفقہ واجب ہے، اور اگر تنگ دست ہے تو اُسی کو ملحوظ رکھا جائے گا۔

يعتبر حال الزوج في اليسار والإعسار كذا في الكافي، وبهٖ جمع كثير من المشائخ، وقال في التحفة: إنه الصحيح، كذا في فتح القدير. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٨/١ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي ٢٨٤/٥ زكريا، ٥٧٤/٣ كراچی)

ذكر الكرخي أن قدر النفقة والكسوة يعتبر بحال الزوج في يساره وإعساره لا بحالها. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في بيان مقدار الواجب منها ۴۳۰/۳-۴۳۱ نعيمية)

کیا کھانا پکانا بیوی پر لازم ہے؟

اگر بیوی کا تعلق ایسے خاندان سے ہو، جہاں کی عورتیں اُمور خانہ داری خود نہ انجام دیتی ہوں؛ بلکہ سارا کام خادموں کے حوالے ہو، یا عورت مثلاً کسی بیماری کی وجہ سے کھانا پکانے وغیرہ کی خدمت انجام نہ دے سکے، تو ایسی عورت کے لئے شوہر پر پکا پکایا یا تیار کھانے یا خادم کا انتظام کرنا لازم ہے۔

لیکن اگر عورت کو اُمور خانہ داری انجام دینے میں کوئی عذر نہ ہو، تو اُس کے لئے خادم یا تیار کھانے کا انتظام لازم نہیں؛ بلکہ کچے راشن اور اُس کے لوازمات وغیرہ کا انتظام کافی ہے۔

امتنعت المرأة من الطحن والخبز إن كانت ممن لا تخدم، أو كان بها علة فعليه أن يأتيها بطعام مهيأ وإلا بأن كانت ممن تخدم نفسها وتقدر علىٰ ذٰلك لا يجب عليه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۹۰/۵ زكريا، ۵۷۹/۳ کراچی، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۸/۱ قديم زكريا، بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في بيان مقدار الواجب ۴۳۰/۳)

اُمور خانہ داری بیوی پر دیانۃً واجب ہے

گھریلو کام کاج بیوی پر اگرچہ قضاءً لازم نہیں؛ لیکن دیانۃً واجب ہے۔

قالوا: إن هٰذه الأعمال واجبةٌ عليها ديانةً، وإن كان لا يجبرها القاضي.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۸/۱ قديم زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۱۸۳/۴ کراچی)

کیا گھریلو کام پر عورت شوہر سے اُجرت لے سکتی ہے؟

گھریلو خدمت پر بیوی کے لئے شوہر سے اُجرت لینا جائز نہیں ہے۔

لا يجوز لها أخذ الأجرة علىٰ ذٰلك لوجوبه عليها ديانةً ولو شريفة. (الدر المختار مع الشامي ٢٩١/٥ زكريا، بدائع النصائع، كتاب النفقة / فصل في بيان مقدار الواجب ٤٣٠/٣، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ١٨٣/٤ كراچی، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٨/١ قديم زكريا)

نفقہ میں کیا کیا چیزیں داخل ہیں؟

نفقہ کے اندر درج ذیل چیزیں شامل ہوتی ہیں:

الف:- کھانے میں آٹا، سالن، ایندھن، تیل، اور باورچی خانہ کی دیگر ضروریات مثلاً ضروری برتن وغیرہ۔

ب:- بدن کو صاف ستھرا رکھنے کی چیزیں، مثلاً سر میں لگانے کا تیل، کنگھی، صابون، شیمپو وغیرہ۔

ج:- اتنی مقدار میں پانی کا انتظام جس سے بدن اور کپڑا دھونے کی ضروریات پوری کی جاسکیں۔

د:- ایسا لباس جو سردی اور گرمی وغیرہ کے لئے کافی ہو۔

ہ:- ایسی رہائش جس میں زوجین بلا حائل بے تکلف رہ سکیں۔

والنفقة الواجبة المأكول والملبوس والسكنىٰ، أما المأكول فالدقيق والماء والملح والحطب والرهن، كذا في التاتارخانية. وكما يفرض لها قدر الكفاية من الطعام كذٰلك من الإدام، كذا في فتح القدير. ويجب لها ما تنظف به وتزيل الوسخ كالمشط والدهن وما تغسل بهٖ من السدر والخطمي وما تزيل

به الدرن كالأشنان والصابون علىٰ عادة أهل البلد …… ويجب عليه ما يقطع به الصنان. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٩/١ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٩١/٥ زكريا، ٥٧٩/٣ كراچی، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ١٧٥/٤ كراچی)

وتزاد في الشتاء جبة وسروالاً وما يدفع به أذى حر وبردٍ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٩٧/٥-٢٩٨ زكريا، ٥٨٤/٣ كراچی)

تجب السكنىٰ لها عليه في بيت خال عن أهله وأهلها. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الثاني في السكنىٰ ٥٥٦/١ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في مسكن الزوجة ٣١٨/٥ زكريا، ٥٩٩/٣ كراچی، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ١٩٣/٤ كراچی)

کیا بیوی کے میک اَپ کا سامان شوہر پر لازم ہے؟

شوہر پر بیوی کے میک اَپ اور زینت کا سامان مہیا کرنا لازم نہیں ہے؛ لیکن اگر مہیا کرے تو بیوی کو اُسے شوہر کے لئے زیب وزینت میں استعمال کرنا ہوگا۔

وأما ما يقصد به التلذذ والاستمتاع مثل الخضاب والكحل فلا يلزمه؛ بل هو على اختياره إن شاء هيأه لها، وإن شاء تركه، فإذا هيأه لها فعليها استعماله. وأما الطيب فلا يجب عليه منه إلا ما يقطع به السهوكة لا غير.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٩/١ قديم زكريا)

وأما الخضاب والكحل فلا يلزمه؛ بل هو علىٰ اختياره، وأما الطيب فيجب عليه ما يقطع به السهوكة لا غير. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٩١/٥ زكريا، ٥٧٩/٣-٥٨٠ كراچی)

بیوی کی دوا اور ڈاکٹر کی فیس کا حکم؟

بیوی اگر بیمار ہو جائے تو اُس کی دوا اور ڈاکٹر کی فیس شوہر پر قضاءً لازم نہیں (لیکن اَخلاق ومروت کے اعتبار سے اُس کا انتظام شوہر کو کرنا چاہئے، یہ حسن معاشرت کے قبیل سے ہے)

ولا یجب الدواء للمرض، ولا أجرة الطبیب ولا الفصد والحجامة، کذا في السراج الوهاج. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵٤۹/۱ قدیم زکریا، شامي، کتاب الطلاق / باب النفقة ۲۹۱/۵ زکریا، ۵۸۰/۳ کراچی)

ولادت کا خرچ شوہر کے ذمہ ہے

بچہ کی ولادت پر دائی یا اسپتال کا پورا خرچ شوہر یعنی بچہ کے باپ کے ذمہ ہے۔

وأجرة القابلة علیٰ من استأجرها من زوجة وزوج، ولو جاءت بلا استئجار قیل علیه وقیل علیها، وتحته في الشامیة: ویظهر لي ترجیح الأول؛ لأن نفع القابلة معظمة یعود إلی الولد، فیکون علیٰ أبیه. (رد المحتار مع الدر، کتاب الطلاق / باب النفقة ۲۹۱/۵-۵۹۲ زکریا، ۵۷۹/۳-۵۸۰ کراچی)

نان نفقہ میں آپسی رضامندی سے کوئی رقم متعین کرنا

اگر زوجین آپسی رضامندی سے نفقہ کے طور پر کوئی رقم (بالمقطع) یا شئ مقرر کرلیں تو اس میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں، اور آئندہ اس میں رضامندی سے کمی بیشی بھی ہوسکتی ہے۔

وإذا صالحت المرأة زوجها من نفقتها علیٰ ثلاثة درهم من کل شهر فهو جائزٌ، وفائدة اعتبار التقدیر أن تجوز الزیادة علیٰ ذٰلك، والنقصان عنه ...... الخ. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۵۳/۱ قدیم زکریا، البحر الرائق، کتاب الطلاق / باب النفقة ۱۸۸/٤ کراچی)

أن الصلح علی النفقة تارةً یکون تقدیرًا للنفقة کالصلح علیٰ نحو

الدراهم قبل تقدير النفقة بالقضاء أو الرضاء أو بعده، فتجوز الزيادة عليه والنقصان عنه، أي بالغلاء أو الرخص. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الطلاق / باب النفقة ۳۱۰/۵ زکریا، ۵۹۳/۳ کراچی)

بیوی کا شوہر کو نفقہ سے بری کرنا

اگر بیوی شوہر سے یہ کہے کہ جب تک میں تمہارے نکاح میں ہوں، میں نے تمہیں نان نفقہ کی ذمہ داری سے بری کردیا، تو اس کی وجہ سے شوہر سے نفقہ ساقط نہیں ہوتا؛ بلکہ بعد میں بیوی نفقہ کا مطالبہ کرسکتی ہے۔

ولو أبرأت الزوج عن النفقة في حال قيام النكاح لا يصح الإبراء وتجب النفقة؛ لأن النفقة في النكاح تجب شيئًا فشيئًا علىٰ حسب حدوث الزمان يومًا فيومًا، فكان الإبراء عنها إبراء قبل الوجوب فلم يصح. (بدائع الصنائع، کتاب الطلاق / فصل في حكم الخلع ۲۳۹/۳ المکتبة النعيمية ديوبند)

المرأة إذا أبرأت الزوج عن النفقة بأن قالت: أنت بريء من نفقتي أبدًا ما كنت امرأتك، فإن لم يفرض لها القاضي النفقة فالبراءة باطلة، وإن كان فرض لها القاضي كل شهر عشرة دراهم، يصح الإبراء من نفقة الشهر الأول، ولم يصح من نفقة ما سوى ذٰلك الشهر. (الفتاوىٰ الهندية، کتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۵۳/۱ قديم زکریا، البحر الرائق، کتاب الطلاق / باب النفقة ۱۸۷/۴ کراچی، شامي، کتاب الطلاق / باب النفقة ۳۱۲/۵ زکریا، ۵۹۴/۳ کراچی)

بیوی آزاد اور شوہر غلام ہو تو نفقہ کس پر ہے؟

اگر آزاد عورت کا غلام شخص سے نکاح ہو تو اُس کے نفقہ کی ذمہ داری غلام پر ہے۔ (اور وہ غلام خود کما کر بیوی کا نفقہ اَدا کرے گا، یا اُسے فروخت کر کے نفقہ کا انتظام کیا جائے گا)

ولو زوج ابنته من عبده فلها النفقة على العبد. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۱/۵۵۵ قديم زكريا، بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ۳/۴۲۷ المكتبة النعيمية ديوبند)

فإن نكحوا بالإذن فالمهر والنفقة عليهم، أي على القن وغيره لوجود سبب الوجوب منه ……، وبيع قن فيهما (الدر المختار) أي باعه سيده؛ لأنه دين تعلق في رقبته الخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب نكاح الرقيق ۴/۳۱۸-۳۱۹ زكريا، كتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في بيع العبد لنفقة زوجته ۵/۳۱۵ زكريا)

شوہر آزاد اور بیوی باندی ہو تو نفقہ کا کیا حکم ہے؟

اگر شوہر آزاد ہو اور بیوی کسی کی باندی ہو، تو اگر باندی کے آقا نے اسے شوہر کے ساتھ رہنے کی اجازت دی ہے، تو جب تک وہ شوہر کے پاس رہے گی، شوہر اُس کے نفقہ کا ذمہ دار ہوگا، اور جب باندی شوہر کے بجائے آقا کی خدمت میں رہے گی تو شوہر اُس کے نفقہ کا ذمہ دار نہ ہوگا۔

المنكوحة إذا كانت أمة إن بوّأها المولىٰ بيتًا فلها النفقة وإلا فلا، والتبوئة أن يخلي بينها وبين زوجها. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۱/۵۵۵ قديم زكريا، بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ۳/۴۲۶ المكتبة النعيمية ديوبند)

ونفقة الأمة المنكوحة إنما تجب على الزوج بالتبوئة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۵/۳۱۸ زكريا)

بیوی کے لباس (کسوہ) کے بارے میں شوہر کی ذمہ داری

معروف طریقہ پر بیوی کی ضرورت کے اعتبار سے گرمی اور سردی کے کپڑے بنانا شوہر کے ذمہ لازم ہے، اور عام حالات میں ہر چھ مہینہ میں ایک جوڑا کپڑا بنانا ضروری ہوگا (اِس سے زیادہ کا مطالبہ بیوی کی طرف سے قبول نہیں؛ لیکن شوہر اپنی خوشی سے زیادہ بنادے تو یہ حسن معاشرت کا مظاہرہ ہوگا)

الكسوة واجبةٌ عليه بالمعروف بقدر ما يصلح لها عادةً صيفًا وشتاءً، كذا في التاتارخانية ناقلاً عن الينابيع، وإنما نفرض الكسوة في السنة مرتين في كل ستة أشهرٍ مرةً، كذا في المبسوط. ولو فرض لها الكسوة مدة ستة أشهرٍ ليس لها غيرها حتى تمضي المدة ...... الخ. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۱/۵۵۵ قديم زكريا)

وتفرض لها الكسوة في كل نصف حول مرة لتجدد الحاجة حرًا وبردًا. وفي الشامية: قوله: في كل نصف حول مرة ...... واعلم أنه لا يجدد لها الكسوة ما لم يتخرق ما عندها، أو يبلغ الوقت الذي يكسوها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۵/۲۹۲ زكريا، ۳/۵۸۰ كراچی)

إذا كان الزوج معسرًا ينفق عليها ...... من الكسوة أدنىٰ ما يكفيها من الصيفية والشتوية، وإن كان متوسطًا ينفق عليها ...... من الكسوة أرفع من ذٰلك بالمعروف، وإن كان غنيًا ينفق عليها ...... من الكسوة أرفع من ذٰلك، كله بالمعروف. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في بيان مقدار الواجب منها ۳/۴۳۱ المكتبة النعيمية ديوبند)

شوہر کی طرف سے بستر اور گدے کا انتظام

شوہر پر اپنی مالی وسعت کے اعتبار سے گھر میں سردی گرمی کا لحاظ کرتے ہوئے بستر، چٹائی اور گدے وغیرہ کا اہتمام بھی لازم ہے۔

ويجب عليه أن يعطيها ما يتفرش للقعود عليه علىٰ قدر حال الزوج، فإن كان موسرًا وجب عليه طنفسة في الشتاء، ونطع في الصيف وعلى الفقير حصير في الصيف ولبد في الشتاء. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۱/۵۵۶ قديم زكريا)

يزاد في الشتاء جبة وسروالاً وما يدفع به أذى حر وبرد ولحافًا وفراشًا.

وفي الشامية: قوله: وتزاد في الشتاء: ...... وذٰلك يختلف باختلاف الأماكن حرًا وبردًا والعادات، فعلى القاضي اعتبار الكفاية بالمعروف في كل وقت ومكان. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٩٧/٥-٢٩٨ زكريا، ٥٨٤/٣ كراچی)

بیوی کی رہائش کا انتظام

شوہر پر بیوی کے لئے ایسی رہائش کا انتظام لازم ہے جس میں میاں بیوی کے درمیان خلوت کا موقع میسر ہو، اور کوئی غیر حائل نہ ہو، اور باورچی خانہ اور بیت الخلاء کی مستقل سہولت میسر ہو۔

تجب السكنىٰ لها عليه في بيت خال عن أهله وأهلها. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الثاني في السكنىٰ ٥٥٦/١ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في مسكن الزوجة ٣١٨/٥ زكريا، ٥٩٩/٣ كراچی، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ١٩٣/٤ كراچی)

وكل امرأة لها النفقة لها السكنىٰ لقوله عزوجلّ: ﴿اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ﴾ (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ٤٢٨/٣ المكتبة النعيمية ديوبند)

ومراده لزوم كنيف ومطبخ، وينبغي الافتاء به. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٢٠/٥ زكريا)

مشترک فیملی میں رہائش

اگر کسی بڑے گھر میں کئی خاندان رہائش پذیر ہوں؛ لیکن ہر ایک زوجین کے لئے الگ الگ مستقل کمرے اور سہولیات (مثلاً بیت الخلاء اور مطبخ) مہیا ہوں، تو اس طرح کے انتظام سے شوہر پر واجب سکنی کی ذمہ داری اَدا ہوجائے گی (اور ایسی صورت میں بیوی کے لئے بالکل الگ مکان کے مطالبہ کی اجازت نہیں ہے؛ البتہ ایسا مشترک گھرانہ ہو کہ زوجین کے لئے خلوت کا موقع نہ ہو تو عورت الگ کمرے کا مطالبہ کرسکتی ہے)

امرأة أبت أن تسكن مع ضرتها أو مع أحمائها كأمه وغيرها، فإن كان في الدار بيوت وفرغ لها بيتًا وجعل لبيتها غلقًا علىٰ حدة ليس لها أن تطلب من الزوج بيتًا آخر، فإن لم يكن فيها إلا بيت واحد فلها ذٰلك. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الثاني في السكنىٰ ٥٥٦/١ قديم زكريا)

ولو أراد الزوج أن يسكنها مع ضرتها أو مع أحمائها كأم الزوج وأخته فأبت ذٰلك، عليه أن يسكنها في منزل مفرد ...... لأنه يحتاج إلىٰ أن يجامعها ويعاشرها في أي وقت يتفق، ولا يمكنه ذٰلك إذا كان معهما ثالث، حتى لو كان في الدار بيوت ففرغ لها بيتًا وجعل لبيتها غلقًا علىٰ حدة قالوا: إنها ليس لها أن تطالبه ببيت آخر. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ٤٢٨/٣ المكتبة النعيمية ديوبند)

معتدہ کے لئے نفقہ اور رہائش کا نظم

جس طرح منکوحہ بیوی کے نان نفقہ اور رہائش کی ذمہ داری شوہر پر ہے، اسی طرح مطلقہ مغلظہ بائنہ یا رجعیہ کے زمانۂ عدت کا نان نفقہ اور رہائش شوہر کے ذمہ ہوگی، بشرطیکہ وہ شوہر کی مرضی کے مطابق اُس کے گھر یا کسی اور جگہ عدت گذارے، اگر وہ شوہر کی مرضی کے خلاف اُس کے گھر کے باہر عدت گذارے گی تو نفقہ کی مستحق نہ ہوگی۔

المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسكنىٰ كان الطلاق رجعيًا أو بائنًا أو ثلاثًا، حاملاً كانت المرأة أو لم تكن. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الثالث في نفقة المعتدة ٥٥٧/١ قديم زكريا)

وتجب لمطلقة الرجعي والبائن ...... النفقة والسكنىٰ والكسوة. وفي الشامية: قوله: وتجب لمطلقة الرجعي: ...... وفي المجتبى: نفقة العدة كنفقة النكاح، وفي الذخيرة: وتسقط بالنشوز وتعود بالعود، وأطلق فشمل الحامل

وغيرها والبائن بثلاث أو أقل كما في الخانية. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في نفقة المطلقة ۳۳۳/۵ زكريا، ۶۰۹/۳ كراچی، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۱۹۸/٤ كراچی)

متوفی عنہا زوجہا (بیوی) نان نفقہ کی حق دار نہیں

جس عورت کا شوہر انتقال کر جائے تو شوہر کے مال میں سے اُس کا نان نفقہ الگ سے لازم نہیں ہے (بلکہ وہ حسب ضابطہ متروکہ مال میں سے وراثت کی حق دار ہے)

لا نفقة للمتوفىٰ عنها زوجها، سواء كانت حاملاً أو حائلاً. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الثالث في نفقة المعتدة ۵۵۸/۱ قديم زكريا)

لا تجب النفقة بأنواعها لمعتدة موت مطلقًا ولو حاملاً. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۳۳٤/۵ زكريا، ۶۱۰/۳ كراچی)

لا تجب النفقة لمعتدة الموت ...... لأن احتباسها ليس لحق الزوج؛ بل لحق الشرع ...... الخ. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۰۰/٤ كراچی)

عدت کا نفقہ کس حساب سے طے کیا جائے گا؟

دورانِ عدت نان نفقہ شوہر کی مالی وسعت کے اعتبار سے اوسط درجہ کا مقرر کیا جائے گا، شوہر کی وسعت سے زیادہ نفقہ مقرر کرنے کے مطالبہ کا حق نہ ہوگا۔

ويعتبر في هٰذه النفقة ما يكفيها وهو الوسط من الكفاية وهي غير مقدرة؛ لأن هٰذه النفقة نظير نفقة النكاح فيعتبر فيها ما يعتبر في نفقة النكاح. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الثالث في نفقة المعتدة ۵۵۸/۱ قديم زكريا)

ونفقة المعتدة كنفقة النكاح. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۱۹۸/٤ كراچی، شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في نفقة المطلقة ۳۳۳/۵ زكريا، ۶۰۹/۳ كراچی)

متوفی بیوی کی تجہیز وتکفین شوہر کے ذمہ میں ہے

اگر بیوی کا انتقال ہوجائے، تو اُس کی تجہیز وتکفین کا سارا خرچ بہرحال شوہر پر ہے۔

أن مؤنة تجهيزها على الزوج وإن تركت مالاً؛ لأن الكفن كالكسوة حال الحياة. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣١٨/٥ زكريا، البحر الرائق، كتاب الصلاة / كتاب الجنائز ١٧٧/٢ كراچی)

کیا شوہر بیوی کو ملازمت سے منع کرسکتا ہے؟

چوں کہ شریعت نے بیوی کی ضروریات کی ذمہ داری شوہر پر رکھی ہے، اِس لئے شوہر اگر چاہے تو بیوی کو گھر سے باہر ملازمت پر جانے سے روک سکتا ہے۔ (لیکن اگر عورت گھر میں رہتے ہوئے کوئی کام کرے، اور اُس سے شوہر کے حق میں کوئی کمی بھی نہ آئے، مثلاً سلائی کڑھائی کرے تو شوہر کو اُسے روکنے کا حق نہیں ہے، اور وہ ساری آمدنی بیوی ہی کی ہوگی)

بل له أن يمنعها من الأعمال كلها المقتضية للكسب؛ لأنها مستغنية عنه لوجوب كفايتها عليه الخ، والذي ينبغي تحريره أن يكون له منعها عن كل عمل يؤدي إلى تنقيص حقه أو ضرره أو إلىٰ خروجها من بيته، أما العمل الذي لا ضرر له فيه فلا وجه لمنعها عنه. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٢٥/٥ زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ١٩٦/٤ كراچی)

❍❖❍

بچوں کے نفقہ کے مسائل

باپ پر نادار بچوں کے نفقہ کا وجوب

شریعت نے بچوں کی کفالت کی ذمہ داری باپ پر ڈالی ہے؛ کیوں کہ وہی بچوں کی ضروریات سے زیادہ واقف ہوتا ہے، اور فطری شفقت اسے بچوں کی خبر گیری پر آمادہ کرتی ہے۔ اِسی لئے قرآنِ کریم میں بیویوں اور دودھ پلانے والی عورتوں کے نفقہ کا جہاں ذکر فرمایا، وہاں ایسی تعبیر اختیار کی جس سے خود بخود بچوں کے نفقہ کی ذمہ داری باپ پر ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ چناں چہ فرمایا گیا:

فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ. (الطلاق، جزء آیت: ٦) پس اگر وہ (بچوں کو) دودھ پلائیں تمہاری خاطر، تو اُن کا بدلہ اُنہیں عطا کرو

اِسی لئے دلالۃً یہ معلوم ہوا کہ جب بچوں کو دودھ پلانے والی عورتوں کی اُجرت باپ پر ہے، تو بچوں کا نفقہ بدرجہ اولیٰ اُسی پر ہوگا۔

اِسی طرح سورۂ بقرہ میں فرمایا گیا:

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. (البقرة، جزء آیت: ۲۳۳) اور لڑکے والے یعنی باپ پر اُن عورتوں کا روٹی کپڑا معروف طور پر لازم ہے۔

اِس میں ﴿اَلْمَوْلُوْدِ لَهٗ﴾ سے باپ مراد ہے، اور اس میں اِشارہ ہے کہ بیویوں کے نان نفقہ کے وجوب کی علت وہی بچہ ہے جس کی ذمہ داری باپ پر ہے۔

الغرض اِسلام کسی بھی حال میں بچوں کو بے یار و مددگار چھوڑنے کا روادار نہیں ہے، پس جب تک وہ کمانے کے قابل نہ ہوں اور بچیوں کی شادی نہ ہوجائے، اُن کی ذمہ داری معروف طریقہ پر باپ (باپ کے نہ ہونے کی صورت میں) دادا وغیرہ کو اُٹھانی ہوگی۔

اَحادیثِ شریفہ میں بچوں پر خرچ کرنے کا حکم

اَحادیثِ شریفہ میں بھی بکثرت بچوں پر خرچ کنے کا حکم دیا گیا ہے، اور اس پر اَجر وثواب کی بشارتیں سنائی گئی ہیں۔ چناں چہ:

الف:- سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کی ترغیب دی، تو مجلس میں ایک صاحب نے عرض کیا کہ میرے پاس صرف ایک اشرفی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اُس کو اپنے اُوپر ہی خرچ کرو، اُنہوں نے عرض کیا کہ اگر میرے پاس اور مزید ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اپنے بچوں پر صدقہ کرو''، اُنہوں نے عرض کیا کہ ''میرے پاس ایک اشرفی اور ہے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اسے اپنی بیوی پر صدقہ کرو''، اُنہوں نے پھر عرض کیا کہ ''ایک اشرفی اور ہے''، اِس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اپنے خادم پر خرچ کرو، پھر بھی بچ جائے تو جہاں تم مناسب سمجھو خرچ کرو''۔ (سنن ابی داؤد)

دیکھئے! اِس حدیث میں اپنی ذات کے بعد سب سے زیادہ اہمیت بچوں پر خرچ کرنے کو دی گئی ہے۔ (مستفاد: شامی حاشیہ شیخ عبدالموجود ۳۴۰/۵)

بچوں پر خرچ کو اَولیت دی جائے

ب:- سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ. (صحيح البخاري رقم: ١٤٢٦)	سب سے بہتر صدقہ وہ ہے جو مال کی احتیاج کے باوجود دیا جائے، اور صدقہ کی ابتداء اُن لوگوں سے کرو جو تمہاری عیال داری میں ہیں۔

اِس حدیث کی تشریح میں شارحین کے متعدد اَقوال ہیں، جن میں سے دو اَقوال زیادہ معروف ہیں:

(۱) علامہ خطابیؒ نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ سب سے اَفضل صدقہ وہ ہے کہ اپنے واجبی حقوق اَدا کر کے جو مال بچے اُس میں سے خرچ کیا جائے، ایسا نہ ہو کہ اتنا صدقہ کردے کہ خود فقیر ہو جائے اور بچے بھوکے رہ جائیں۔

(۲) اور علامہ بغویؒ نے اِس کی تشریح اِس طرح فرمائی ہے کہ: ''سب سے اَفضل صدقہ وہ ہے جو اپنے لئے مال کی احتیاج اور ضرورت ہونے کے باوجود کیا جائے''۔

بہر حال یہ دونوں تشریحات اپنے اپنے اعتبار سے درست ہیں اور موقع محل کی مناسبت سے معنی متعین کئے جاسکتے ہیں؛ لیکن اہم بات یہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنے بچوں اور گھر والوں پر خرچ کرنے کا حکم دیا ہے، جس سے پتہ چلا کہ عام حالات میں بچوں کی واجبی ضروریات کو پس پشت ڈال کر صدقہ کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔ (فتح الباری، کتاب الزکوٰۃ / باب بعد باب: من امر خادمہ بالصدقۃ ولم یناول بنفسہ ۴؍ الجزء الثالث ۳۷۷ تحت رقم: ۱۴۲۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

باپ خرچ نہ اُٹھائے تو بچے کہاں جائیں؟

ج:- سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ یہ حدیث بیان کی کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِرشاد فرمایا کہ:

أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غِنًى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلىٰ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ. (صحيح البخاري رقم: ۵۳۵۵)

سب سے اَفضل صدقہ وہ ہے جو ضرورت سے فاضل ہو، اور اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے، اور اپنے اہل وعیال پر خرچ سے ابتداء کرو۔

اِس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مذکورہ اِرشادِ عالی کی وضاحت اپنے اَلفاظ میں کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا کہ: بیوی کو اگر نفقہ نہ ملے تو وہ (شوہر سے) کہے گی کہ: ''یا تو مجھے کھلاؤ ورنہ مجھے طلاق دے دو''۔ اِسی طرح (اگر غلام باندی کو کھانا نہ ملے تو) وہ آقا سے کہے گا کہ یا تو مجھے کھلاؤ ورنہ مجھ سے کام لو۔ (اور ایک روایت میں ہے کہ یا تو مجھے کھلاؤ ورنہ آزاد کردو) لیکن بیٹا باپ سے صرف یہی کہے گا کہ: ''مجھے کھلاؤ، ورنہ مجھے تم کس کے حوالہ کروگے'' (یعنی مجھے تو کھلانا ہی پڑے گا، میں تمہیں چھوڑ کر کہاں جاؤں گا) (صحیح البخاری رقم: ۵۳۵۵)

بلاشبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اِرشادِ نبوی: ''وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ'' کی جو دل نشیں تشریح فرمائی ہے وہ بہت خوب ہے، اور معنی خیز ہے۔

مال خرچ کرنے کی ترتیب

د:- سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نادار شخص کا غلام آپ نے آٹھ سو درہم میں نیلام کردیا، اور جب وہ شخص پیسے لے کر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

اِبْدَأْ بِنَفْسِكَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا، فَإِنْ

اپنی ذات سے شروع کرو اور اُس پر صدقہ کرو، پھر

فَضُلَ شَيْءٌ فَلِأَهْلِكَ، فَإِنْ فَضُلَ شَيْءٌ عَنْ أَهْلِكَ فَلِقَرَابَتِكَ، فَإِنْ فَضُلَ شَيْءٌ عَنْ قَرَابَتِكَ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا. يَقُوْلُ بَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ. (صحيح مسلم / كتاب الزكاة رقم: ۹۹۷)

اگر کچھ بچ جائے تو گھر والوں پر خرچ کرو، پھر بھی بچ جائے تو رشتہ داروں پر صرف کرو، پھر رشتہ داروں کو دے کر بھی اگر بچ جائے تو جہاں تہاں (ضرورت کے موافق) خرچ کرو۔ یعنی دائیں بائیں، آگے پیچھے۔

واقعۃً اگر ہر شخص اِس ترتیب پر مال خرچ کرے تو اِن شاء اللہ سبھی کے حقوق پورے ہوں گے، اور کتنے ہی نادار رشتہ داروں اور پڑوسیوں کی ضرورتیں پوری ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق مرحمت فرمائیں، آمین۔

سب سے افضل خرچ

ہ:- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

أَفْضَلُ دِيْنَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى عِيَالِهٖ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى دَابَّتِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى أَصْحَابِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. (رواه مسلم ۳۲۲/۱ رقم: ۹۹۴)

خرچ میں سب سے افضل دینار وہ ہے جو آدمی اپنے بچوں پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جو جہاد میں اپنی سواری پر خرچ کرتا ہے، اور وہ دینار ہے جو سفر جہاد میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔

اس روایت کے راوی حضرت ابوقلابہ کہتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام نے بچوں پر خرچ کو سب سے پہلے ذکر فرمایا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے زیادہ ثواب کا مستحق کون ہوگا جو چھوٹے بچوں کی ضرورتوں پر خرچ کرے؛ تاکہ انہیں سوال کی ذلت سے بچائے یا اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ ان بچوں کو نفع پہنچائے یا مستغنی فرمادے۔ (مسلم شریف ۳۲۲/۱ حدیث: ۹۹۴، المتجر الرابح ۳۵)

مطلب یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کی ضرورتوں کو اگر باپ پورا نہیں کرے گا تو اور کون کرے گا؟ اگر باپ توجہ نہ دے تو ظاہر ہے کہ بچے بھیک مانگنے پر مجبور ہوں گے یا بھوکے ختم ہوجائیں گے، اس لئے شرعاً باپ پر یہ فرض ہے کہ وہ ان بچوں کی خبر گیری کرے، اور فرض کا ثواب یقیناً نفلی عطایا سے زیادہ ہی ہوتا ہے، اسی بنا پر پیغمبر علیہ السلام نے ایک روایت میں متعدد مصارفِ خیر ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِيْ أَنْفَقْتَهُ عَلٰى أَهْلِهٖ. (مسلم شريف ۳۲۲/۱ رقم: ۹۹۵)

سب سے زیادہ ثواب اس خرچ میں ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا۔

اور ایک روایت میں پیغمبر علیہ السلام کا یہ ارشاد عالی منقول ہے:

أَوَّلُ مَا يُوْضَعُ فِيْ مِيْزَانِ الْعَبْدِ نَفَقَتُهُ عَلٰى أَهْلِهٖ. (الطبراني في الأوسط الترغيب والترهيب ٦٨٩/٢ رقم: ٣٠٤٣)

آخرت میں نیکیوں کے پلے میں سب سے پہلے انسان کے اپنے گھر والوں پر خرچ کے عمل کو رکھا جائے گا۔

اِس لئے باپ کو خوش دلی کے ساتھ اہل وعیال پر خرچ کا اہتمام کرنا چاہئے۔

اَب ذیل میں بچوں کے نفقہ سے متعلق ضروری مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

چھوٹے نادار بچوں کے اِخراجات باپ کے ذمہ ہیں

چھوٹے نادار بچوں کے تمام اِخراجات (نان نفقہ، کپڑے، رہائش، دوا علاج وغیرہ) بلاشرکت غیر باپ کے ذمہ میں ہیں۔ (البتہ اگر بچہ مال دار ہو، تو اُس کے اِخراجات اُسی کے مال سے اَدا کر سکتے ہیں۔

تجب النفقة والسكنىٰ والكسوة لولده الصغير الفقير لقوله تعالىٰ: ﴿وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ﴾ ...... وإن الأب ينفرد بتحمل نفقة الولد ولا يشاركه فيها أحد ...... وقيد بالفقير؛ لأن الصغير إذا كان له مال فنفقته في مالهٖ. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٠١/٤ كراچی، مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب النفقة، فصل في نفقة الطفل الفقير الخ ١٩١/٢-١٩٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

نفقة الأولاد الصغار على الأب لا يشاركه فيها أحد. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في نفقة الأولاد ٥٦٠/١ قديم زكريا، بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في نفقة الأقارب ٤٤٠/٣-٤٤٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

دودھ پیتے بچے کے لئے رضاعت کا انتظام

الف:- اگر بچہ کی پرورش ماں کے دودھ کے علاوہ متبادل دودھ سے ہوسکتی ہو، اور

باپ کے پاس وسعت بھی ہو، تو ماں کو اُسے دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ باپ متبادل انتظام کا ذمہ دار ہوگا۔

ب:- اگر بچہ ماں کے علاوہ کسی اور کا دودھ نہ لے، یا کوئی اور عورت دودھ پلانے والی دستیاب نہ ہو، یا باپ کے پاس مرضعہ کی اُجرت دینے کی گنجائش نہ ہو، تو ماں کو اُسے دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے گا۔

ج:- منکوحہ بیوی یا مطلقہ رجعیہ اپنے بچہ کو دودھ پلانے کی اُجرت شوہر سے لینے کی حق دار نہیں ہے؛ البتہ مطلقہ بائنہ اگر چاہے تو اُجرت لے سکتی ہے۔ اِسی طرح مطلقہ رجعیہ عدت گذر جانے کے بعد اُجرت کا مطالبہ کرسکتی ہے۔

د:- اگر منکوحہ بیوی سے اپنی دوسری بیوی کے بچے کو دودھ پلانے کے لئے اُجرت کا معاملہ کرے، تو اِس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

الولد الصغير إذا كان رضيعًا، فإن كانت الأم في نكاح الأب والصغير يأخذ لبن غيرها لا تجبر الأم على الإرضاع، وإن لم يأخذ الولد لبن غيرها ...... قال شمس الأئمة السرخسي: تجبر ولم يذكر فيه خلافًا، وعليه الفتوىٰ. وإن لم يكن للأب ولا للولد مال تجبر الأم على الإرضاع عند الكل، كذا في الفتاوىٰ قاضي خان وهو الصحيح ...... وإن استأجرها وهي زوجته أو معتدته عن طلاق رجعي لم يجز، كذا في الكافي. المعتدة عن طلاق بائن أو طلقات ثلاث في رواية بن زياد تستحق أجر الرضاعة، وعليه الفتوىٰ، هٰكذا في جواهر الأخلاطي، وإن مضت عدتها فاستأجرها لإرضاع ولدها جاز ...... وإن استأجرها وهي منكوحته أو معتدته لإرضاع ابن له من غيرها جاز، كذا في الهداية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في نفقة الأولاد ۱/ ۵۶۰-۵۶۱ قديم زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۴/ ۲۰۲ كراچی، مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب النفقة، فصل في نفقة الطفل الفقير الخ ۲/ ۱۹۱-۱۹۳ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

مدتِ رضاعت کے بعد بچہ کا نفقہ

اگر بچہ کی ملکیت میں خود مال ہوتو مدتِ رضاعت کے بعد اُس کے اِخراجات اُسی مال میں سے اَدا کیے جائیں گے، اور اگر ذاتی مال نہ ہوتو باپ خرچ اُٹھائے گا۔

ونفقة الصبي بعد الفطام إذا كان له مال في ماله، هٰكذا في المحيط.

(الفتاویٰ الهندية ۵٦٢/۱ قديم زكريا)

وبعد الفطام يفرض للقاضي نفقة الصغير علىٰ طاقة الأب ...... وفي المجتبىٰ: وإذا كان للصبي مال فمؤنة الرضاع ونفقته بعد الفطام في مال الصغير. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۰۵/٤ كراچی)

نابالغ بچہ اگر کمانے لگے تو اُس کا نفقہ باپ پر نہ ہوگا

نابالغ بچہ اگر کوئی کاری گری سیکھ کر کمانے لگے تو باپ اُس کے اِخراجات اُسی کی کمائی سے پورا کرے گا، باپ پر الگ سے نفقہ واجب نہ ہوگا۔

فإن بلغه (حد الكسب) كان للأب أن يوجره أو يدفعه في حرفة ليكتسب وينفق عليه من كسبه. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب: الصغير والمكتسب نفقة في كسبه لا علىٰ أبيه ۳۳٦/۵-۳۳۷ زكريا)

وإن كان الأب غنيًا والولد الصغير فقيرًا، فالنفقة على الأب إلىٰ أن يبلغ الذكر حد الكسب وإن لم يبلغ الحلم، فإذا كان هٰذا كان للأب أن يؤاجره وينفق عليه من أجرته. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۰۱/٤ كراچی)

صحت مند بالغ لڑکوں کا نفقہ باپ پر نہیں ہے

جب لڑکے صحت مند ہوں اور کما سکتے ہوں، تو بالغ ہونے کے بعد اُن کا نفقہ باپ پر واجب نہیں ہے۔ (اگر خرچ کرے گا تو تبرع واحسان ہوگا)

ولا یجب علی الأب نفقة الذکور الکبار. (الفتاویٰ الهندیة ۵۶۳/۱ قدیم زکریا، البحر الرائق، کتاب الطلاق / باب النفقة ۲۰۱/۴ کراچی، مجمع الأنهر، کتاب الطلاق / باب النفقة، فصل: نفقة الطفل الصغیر ۱۹۲/۲ مکتبة فقیه الأمة دیوبند)

معذور ومفلوج بچوں کا نفقہ

اگر بچے معذور، مفلوج اور کمانے سے عاجز ہوں، اور اُن کی ملکیت میں کوئی مال نہ ہو، تو اُن کا نفقہ حسب وسعت باپ کے ذمہ میں ہے۔

الرجل البالغ إذا کان زمنًا أو مقعدًا أو أشل الیدین لا ینتفع بهما أو معتوهًا أو مفلوجًا، فإن کان له مال تجب النفقة في ماله، وإن لم یکن له مال وکان له أب موسر وأم موسرة تجب النفقة علی الأب. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الفصل الرابع في نفقة الأولاد ۵۶۳/۱ قدیم زکریا، البحر الرائق ۲۱۰/۴ کراچی، مجمع الأنهر، کتاب الطلاق / باب النفقة، فصل: نفقة الطفل الصغیر ۱۹۴/۲ مکتبة فقیه الأمة دیوبند)

أما شرائط وجوب هٰذه النفقة ...... أحدها إعسارها، فلا تجب لموسر علیٰ غیره نفقة في قرابة الولاد وغیرها ...... الثاني عجزه عن الکسب بأن کان به زمانة أو قعد أو فلج ...... الخ، حتی لو کان صحیحًا مکتسبًا لا یقضیٰ له بالنفقة علیٰ غیره. (بدائع الصنائع، کتاب النفقة / مباحث نفقة الأقارب، فصل: شرائط وجوب هٰذه النفقة ۴۴۶/۳ المکتبة النعیمیة دیوبند)

باپ پر لڑکیوں کے نفقہ کی ذمہ داری کب تک ہے؟

شادی ہونے تک لڑکیوں کے نان نفقہ کی پوری ذمہ داری باپ پر ہے (لیکن وہ لڑکیاں اگر سلائی کڑھائی یا کسی جائز عمل کے ذریعہ کچھ پیسہ کمالیں تو اُن کے اِخراجات اُسی پیسہ سے پورے کئے جائیں گے)

ونفقة الإناث واجبة مطلقة علی الآباء ما لم یتزوجن إذا لم یکن لهن

مال، كذا في الخلاصة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في نفقة الأولاد ٥٦٣/١ قـديـم زكـريـا، مـلـتـقـى الأبـحـر مع مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب النفقة، فصل: نفقة الطفل الصغير ١٩٤/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

قـال الـخيـر الـرمـلـي: لـو استغنت الأنثىٰ بنحو خياطة وغزل يجب أن تـكـون نـفقتها في كسبها، كما هو ظاهر، ولا نقول تجب على الأب مع ذٰلك. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٣٧/٥ زكريا، منحة الخالق علىٰ هامش البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٠١/٤ كراچی)

جائز حدود میں رہ کر لڑکیوں کو ہنر مند بنانا؟

اگر باپ لڑکیوں کو کسی ہنر مند عورت کے پاس بھیج کر (فتنہ سے محفوظ رکھتے ہوئے) جائز ہنر (سلائی، کڑھائی) یا تعلیم دلائے، تو اِس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

وعـليه فله دفعها لامرأة تعلمها حرفة كتطريز وخياطة مثلاً. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٣٧/٥ زكريا)

علم دین پڑھنے والے بچوں کا نفقہ

جو بچے (لڑکے یا لڑکیاں) علم دین پڑھ رہے ہوں (اور اُن کا اپنا مال نہ ہو) تو فراغت تک اُن کا نفقہ باپ کے ذمہ ہے۔ (اگرچہ وہ بالغ ہوں)

وكـذا طـلبة الـعـلـم إذا كـانـوا عـاجزين عن الكسب لا يهتدون إليه لا تسـقـط نـفـقتهم عن آبائهم إذا كانوا مشتغلين بالعلوم الشرعية. (الـفتاویٰ الهندية ٥٦٣/١ قديم زكريا)

وهٰكذا قالوا في طالب العلم إذا كان لا يهتدي إلى الكسب لا تسقط نفقته عن الأب بمنزلة الزمن والأنثىٰ. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢١٠/٤ كراچی)

اگر باپ نادار ہوتو بچہ کا نفقہ کس پر ہے؟

اگر باپ بالکل غریب ہو، اور بچوں کا نفقہ نہ اُٹھا سکتا ہو؛ لیکن ماں کے پاس وسعت ہوتو وہ شوہر پر قرض لے کر بچہ کی پرورش کرے گی، اور اُس کے پاس وسعت نہ ہو یا ماں موجود ہی نہ ہوتو بچہ کے صاحب حیثیت دادا، چچا یا ماموں وغیرہ کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ بطور قرض نادار باپ کے بچوں پر خرچ کریں، اور جب باپ کو وسعت ہوجائے تو اُس سے وصول کرلیں۔

ولو لم يتيسر أنفق عليهم القريب ورجع على الأب إذا أيسر (الدر المختار) في جوامع الفقه إذا لم يكن للأب مال والجد أو الأم أو الخال أو العم موسر يجبر علىٰ نفقة الصغير ورجع بها على الأب إذا يسر. (شامي ۳۳۸/۵ زكريا)

وفي المنية: أب معسر وأم موسرة تؤمر الأمر بالإنفاق، ويكون ديناً عن الأب وهي أولىٰ من الجد الموسر. (الدر المختار ۳۳۹/۵ زكريا)

باپ مفلوج یا پاگل ہوتو اُس کے بچوں کی ذمہ داری کون اُٹھائے؟

اگر باپ خدانخواستہ بالکل مفلوج یا پاگل ہو، تو اُس کے بچوں کا نفقہ اِصالۃً دادا پر ہوگا۔

وهذا إذا لم يكن الأب زمناً عاجزًا عن الكسب وإلا قضى بالنفقة على الجد اتفاقًا؛ لأن نفقة الأب حينئذٍ واجب على الجد، فكذا نفقة الصغار. (شامي ۳۳۸/۵ زكريا)

باپ کا انتقال ہوجائے تو یتیموں کی پرورش کون کرے گا؟

اگر باپ کا انتقال ہوگیا؛ لیکن اُس کے نابالغ بچے موجود ہیں، تو اُن بچوں کی ساری ذمہ داری ماں اور دادا پر اُن کی میراث کے حصوں کے بقدر ہوگی (مثلاً وارثین میں ایک ماں اور دادا موجود ہوں) تو دونوں کے حصۂ میراث کے بقدر روپیہ کی تقسیم ہوگی۔ یعنی تہائی خرچ ماں کے ذمہ اور بقیہ دادا کے ذمہ ہوگا۔

اعلم أنه إذا مات الأب فالنفقة على الأم والجد علىٰ قدر ميراثهما ثلاثًا في ظاهر الرواية. (شامي ۳۳۹/۵ زكريا)

محرم رشتہ داروں کے نفقہ کے مسائل

رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک

اسلام کی اخلاقی اور معاشرتی تعلیمات میں رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کی بڑی تاکید کی گئی ہے، خود قرآنِ کریم میں متعدد جگہ اہل قرابت کے حقوق کی ادائیگی اور ان کے ساتھ نصرت وحمایت کا معاملہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چناں چہ ایک جگہ ارشاد ہے:

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ. (بنی اسرائیل: ۲۶) اور رشتہ دار کو اس کا حق دو۔

گوکہ آیتِ بالا میں ''حق'' عام ہے، جس میں ہر طرح کے حقوق شامل ہیں؛ لیکن مالی حقوق کی اس باب میں خاص اہمیت ہے؛ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں نیکی کے خصوصی اعمال شمار کرائے، تو ان میں رشتہ داروں پر مال خرچ کرنے کو خصوصیت سے ذکر فرمایا، چناں چہ ارشادِ خداوندی ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ،وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى الخ. (البقرۃ: ۱۷۷)

صرف یہی نیکی نہیں کہ اپنا رخ مشرق یا مغرب کی طرف کرو؛ لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر اور مال کی محبت کے باوجود اسے رشتہ داروں پر خرچ کرے۔

اسی طرح کئی جگہ حسن سلوک کا حکم دیتے ہوئے والدین کے بعد متصلاً اہل قرابت کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی تاکید کی گئی، اور ان پر خرچ کرنے کو مال کا بہترین مصرف قرار دیا گیا۔ ایک جگہ ارشاد ہوا:

قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ، وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ. (البقرۃ: ۲۱)

آپ فرمادیجئے جو کچھ تم مال خرچ کرو سو ماں باپ کے لئے اور قرابت والوں کے لئے اور مسکین، یتیم اور مسافر کے لئے، اور جو بھی تم نیکی کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔

یہی نہیں؛ بلکہ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی سابقہ آسمانی مذاہب میں بھی تاکید کی جاتی

رہی ہے، جس کا ذکر قرآنِ کریم میں بھی کیا گیا، سورۂ بقرہ میں آیت نازل ہوئی:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَائِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ، وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَاناً وَذِی الْقُرْبیٰ. (البقرۃ: ۸۳)

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے یہ قرار لیا کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرنا اور ماں باپ اور کنبہ والوں کے ساتھ احسان کرنا۔

رشتہ داروں پر خرچ کرنے کا ثواب

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ مسجد، مدرسہ یا دیگر لوگوں پر صدقہ کرنا ہی کارِ ثواب ہے، حالاں کہ قرآن وحدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے قریبی اعزاء پر ضرورت کے وقت خرچ کرنا بھی صدقہ کا ثواب رکھتا ہے؛ بلکہ اس کا ثواب عام صدقات سے دوگنا ملتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الصَّدَقَةَ عَلٰی ذِیْ قَرَابَةٍ یُضَعِّفُ أَجْرَهَا مَرَّتَیْنِ. (الطبراني ۲۰۶/۸، المتجر الرابح ۳۴۸)

رشتہ دار پر صدقہ اُس کے ثواب کو دوگنا کر دیتا ہے۔

اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَلصَّدَقَةُ عَلَی الْمِسْکِیْنِ صَدَقَةٌ وَعَلٰی ذِی الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ. (المتجر الرابح ۳۴۸)

غیر رشتہ دار مسکین پر صدقہ ایک صدقہ ہے اور رشتہ دار مسکین پر صدقہ ڈبل صدقہ ہے، ایک عام صدقہ دوسرے صلہ رحمی۔

حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے دورِ نبوت میں ایک باندی کو آزاد کیا تھا، جب اس بات کا تذکرہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ أَعْطَیْتِهَا أَخْوَالَكِ کَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ. (بخاري ۳۵۳/۱ رقم ۲۵۹۲، مسلم ۳۲۳/۱ رقم: ۹۹۹)

اگر تم اپنے ماموؤں کو یہ باندی دے دیتی تو اس میں تمہارے لئے ثواب زیادہ ہوتا۔

خادم رسول سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ مدینہ کے بڑے مال دار شخص تھے، اور ان کا سب سے پسندیدہ مال ''بیرحاء'' (کھجور کا ایک بڑا باغ) تھا، یہ مسجد نبوی کے بالکل قریب تھا اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کبھی وہاں تشریف لے جاتے اور اس کنویں کا بہترین پانی نوش جان فرماتے تھے، جب یہ آیت: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ [آل عمران، جزء آیت: ۹۲] (یعنی اس وقت تک تم نیکی میں کمال حاصل نہیں

کر سکتے، جب تک کہ اپنے پسندیدہ مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو) نازل ہوئی، تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اور میرا سب سے پسندیدہ مال یہ باغ (بیرحاء) ہے، میں اسے ثواب کی امید پر اللہ کے لئے صدقہ کرنا چاہتا ہوں، آپ اسے قبول فرمالیں اور جہاں مناسب ہو صرف فرمائیں، تو پیغمبر علیہ السلام نے بہت مسرت کا اظہار فرمایا اور حضرت ابوطلحہ کو مبارک باد دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ’’واہ واہ! بہت نفع کا سودا ہے، بہت نفع کا سودا ہے‘‘۔ پھر فرمایا کہ میرا مشورہ یہ ہے کہ تم اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کردو، چناں چہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فوراً حکم کی تعمیل فرمائی اور وہ پورا باغ اپنے چچازاد بھائیوں اور دیگر قریبی عزیزوں میں تقسیم فرمادیا۔ (بخاری ۱/۱۹۷ حدیث: ۱۴۶۱)

اس سے معلوم ہوا کہ رشتہ داروں پر خرچ کرنا بسا اوقات عام صدقہ سے بھی افضل ہوتا ہے، اسی لئے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو اس کا مشورہ دیا، جس کی آں موصوف نے فوراً تعمیل فرمائی، فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى خَيْرَ الْجَزَاءِ۔

ناراض رشتہ دار پر خرچ کی فضیلت

خاص طور پر ایسا خرچ جو کسی ایسے رشتہ دار پر کیا جائے جس سے دل نہ ملتا ہو؛ بلکہ وہ رشتہ دار برابر درپئے آزار رہتا ہو، پھر بھی محض رشتہ داری کی بنیاد پر اسے عطا کیا جائے اور اس پر نوازش جاری رکھی جائے، تو اس خرچ کو حدیث میں ’’افضل ترین صدقہ‘‘ کہا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ: اَلصَّدَقَةُ عَلٰى ذِي الرَّحِمِ الْكَاشِحِ. (الطبراني ۸۰/۳۵، وغيره، المتجر الرابح ۳۴۸)

سب سے افضل صدقہ وہ ہے جو دل میں کدورت والے رشتہ پر کیا جائے۔

اَحادیث وسیر کی کتابوں میں مذکور ہے کہ جب ’’واقعۂ اِفک‘‘ پیش آیا اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر منافقین نے طوفانِ بدتمیزی مچایا، تو ایک سادہ لوح مہاجر بدری صحابی حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ بھی پیرو پیگنڈہ سے کچھ متأثر ہوگئے، یہ ایک غریب صحابی تھے، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی تھے، اس رشتہ کی بنا پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی گاہے گاہے مالی مدد فرماتے رہتے تھے، جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ علم ہوا کہ وہ بھی افک میں دلچسپی لینے والوں میں ہیں، تو آپ کو شدید ناگواری ہوئی اور ان کی مالی مدد کا سلسلہ بند فرمادیا، اور قسم کھائی کہ اب ان پر کچھ خرچ نہ کروں گا، تو اس پر قرآنِ کریم کی یہ آیت تنبیہ کے طور پر نازل ہوئی:

وَلَا يَأْتَلِ اُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْآ اُولِى الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا، اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (النور: ۲۲)	اور نہ قسم کھائیں تم میں بڑے درجے والے اور مالی وسعت والے لوگ اس بات پر کہ دیں رشتہ داروں، محتاجوں اور دین کی خاطر وطن چھوڑنے والوں کو، اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو معاف فرمائیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے ہیں مہربان ہیں۔

جب یہ آیت اتری تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بلاتامل فوراً بول اٹھے: ''اللہ کی قسم اے ہمارے رب! ہم یہی چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں بخش دیں'' اور پھر حضرت مسطح کا وظیفہ نہ صرف یہ کہ جاری کیا؛ بلکہ پہلے سے دوگنا کردیا۔ (روح المعانی ۱۸/۱۸۵) رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

اس سے معلوم ہوا کہ معمولی کشیدگیوں کی بنا پر رشتہ داریوں میں ہدیہ کا لین دین بند نہیں ہونا چاہئے؛ بلکہ اس سلسلہ کو بہرحال جاری رکھنا چاہئے۔

حضراتِ فقہاء کرام نے قرآن وحدیث کی تعلیمات کو سامنے رکھ کر اعزۂ محارم کے نفقہ کے اُصول وضوابط مقرر فرمائے ہیں، اور اُن کی روشنی میں جزئیات کی تخریج فرمائی ہے؛ تاکہ کوئی بھی رشتہ دار اپنے حق سے محروم نہ رہے، اُنہیں میں سے چند اہم جزئیات ذیل میں پیش کی جارہی ہیں:

محتاج والدین کا نفقہ

اگر والدین یا دادا نانا وغیرہ نادار اور محتاج ہوں، تو اُن کے اِخراجات کی ذمہ داری اُن کی سرمایہ دار صاحبِ حیثیت اَولاد پر ہے، حتیٰ کہ اگر متعدد اَولاد ہوں؛ خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں، تو وہ سب برابری کے ساتھ والدین کے ضروری اِخراجات کی ذمہ داری اُٹھائیں گے۔

وتجب علیٰ موسرٍ ولو صغیرًا یسار الفطرة علی الأرجح الخ، النفقة لأصولہٖ ولو أب أمہٖ – ذخیرة – الفقراء، ولو قادرین علی الکسب الخ، بالسویة بین الابن والبنت (الدر المختار) وفي الشامي: قولہ: ولو قادرین علی الکسب: فالمعتبر في إیجاب نفقة الوالدین مجرد الفقر، قیل: وهو ظاهر الروایة، فتح، الخ. والجد کالأب، بدائع. (شامي، کتاب الطلاق / باب النفقة ۵/۳۵۰–۳۵۵ زکریا،

الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الخامس في نفقة ذوي الأرحام ٥٦٤/١ قديم زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النفقات / الفصل الثالث في نفقة ذوي الأرحام ٤٢٤/٥-٤٢٥ رقم: ٨٣٦٦ زكريا، بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل نفقة الأقارب، فصل: سبب وجوب هذه النفقة ٤٣٩/٣-٤٤٦-٤٤٧ المكتبة النعيمية ديوبند)

اگر باپ بیٹے دونوں کمانے کے لائق ہوں تو کون کمائے؟

اگر باپ بھی کمانے کی طاقت رکھتا ہو، یعنی مفلوج اور معذور نہ ہو، اور بیٹا بھی قدرت رکھتا ہو، تو بیٹے پر کمانا اور اپنی فاضل آمدنی باپ پر خرچ کرنا واجب ہوگا۔

فلو كان كل من الابن والأب كسوبًا يجب أن يكتسب الابن وينفق على الأب، بحر عن الفتح. أي ينفق عليه من فاضل كسبه علىٰ قول محمدٍ، كما مر. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٥٥/٥ زكريا، ٦٢٣/٣ كراچی، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النفقات / الفصل الثالث في نفقة ذوي الأرحام ٤٢٦/٥ رقم: ٨٣٦٧ زكريا)

فلو كان كل منهما كسوبًا يجب أن يكسب الإبن وينفق على الأب، فالمعتبر في إيجاب نفقة الوالدين مجرد الفقر. وسيأتي في كلام الشارح أن نفقة الوالدين تجب على الولد؛ وإن كانا قادرين على الكسب. (حاشية چلپی علیٰ تبيين الحقائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ٦٣/٣ المكتبة الإمدادية ملتان)

اگر باپ اور بیٹے دونوں نادار ہوں؟

اگر باپ اور بیٹے دونوں تنگ دست اور نادار ہوں (یعنی کمانے کے قابل نہ ہوں) تو فی الحال کسی پر دوسرے کا نفقہ واجب نہیں ہے۔

وفي الأصل: إذا كان الأب والابن معسرين لا تجب علىٰ أحدهما نفقة الآخر. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النفقات / الفصل الثالث في نفقة ذوي الأرحام ٤٢٦/٥ زكريا، حاشية چلپی علیٰ تبيين الحقائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ٦٤/٣ المكتبة الإمدادية ملتان))

غیر مسلم ماں باپ کا نفقہ

اگر کسی شخص کے ماں باپ نعوذ باللہ غیر مسلم اور نادار ہوں، تو اُن کا نفقہ بھی مال دار اَولاد پر لازم ہے۔

ولا تجب النفقة مع اختلاف الدين إلا للزوجة والأبوين والأجداد والجدات الخ. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الخامس في نفقة ذوي الأرحام ٥٦٧/١ قديم زكريا)

ولا نفقة بواجبة مع الاختلاف دِينًا إلا للزوجة والأصول والفروع علوا أو سفلوا الذميين لا الحربيين. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٦٦/٥-٣٦٧ زكريا، ٦٣١/٣ كراچی)

فأما في قرابة الولاء فاتحاد الدين فيها ليس بشرطٍ فيجب على المسلم نفقة آبائهٖ وأمهاتهٖ من أهل الذمة. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / مباحث: نفقة الأقارب، فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ٤٤٩/٣ المكتبة النعيمية ديوبند)

منکوحہ ماں کا نفقہ بیٹے پر واجب نہیں

اگر کسی بیٹے کی ماں (مطلقہ یا بیوہ ہونے کی بنا پر) دوسرے شخص سے نکاح کرلے، تو اُس کا نفقہ بیٹے پر واجب نہیں ہوتا؛ بلکہ شوہر ہی پر لازم ہوتا ہے۔ (تاہم اگر وہ ماں کی خبر گیری کرے تو یہ عین سعادت اور اَجر وثواب کی بات ہوگی)

والحاصل أن الأم إذا كان لها زوجٌ تجب نفقتها علىٰ زوجها لا علىٰ ابنها، وهٰذا لو كان الزوج غير أبيه، كما صرح بهٖ في الذخيرة. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٥٥/٥ زكريا، ٦٢٢/٣ كراچی)

ذی رحم محرم رشتہ داروں کا نفقہ

مال دار شخص پر ایسے نادار ذی رحم محرم (یعنی وہ نسبی رشتہ دار جن سے ابداً نکاح حرام ہے،

جیسے بھائی بہن، چچا پھوپھی وغیرہ) کا نفقہ بھی حسب شرائط لازم ہے۔

وتجب أيضًا لكل ذي رحم محرمٍ صغيرٍ أو أنثىٰ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٦١/٥ زكريا، ٦٢٧/٣ كراچی، بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل نفقة الأقارب، ٤٤٢/٣ المكتبة النعيمية ديوبند، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النفقات / الفصل الثالث في نفقة ذوي الأرحام ٤٣٢/٥ رقم: ٨٣٨٤ زكريا)

ويجب عليه أي الموسر نفقة كل ذي رحم محرم منه، وهو من لا يحل مناكحته على التأبيد مثل الإخوة والأخوات ...... الخ. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب النفقة، فصل: ونفقة الطفل الفقير الخ ١٩٧/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

دودھ شریک رشتہ داروں کا نفقہ واجب نہیں

دودھ شریک بھائی بہنوں یا دیگر رشتہ داروں کا نفقہ اُصولاً واجب نہیں۔

قوله: لكل ذي رحم محرمٍ خرج بالأول الأخ رضاعًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٦١/٥ زكريا، ٦٢٧/٣ كراچی، بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل نفقة الأقارب، ٤٤٢/٣ المكتبة النعيمية ديوبند، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النفقات / الفصل الثالث في نفقة ذوي الأرحام ٤٣٢/٥ رقم: ٨٣٨٤ زكريا)

ويجب عليه نفقة كل ذي رحم محرم منه ...... ولا نفقة لمحرم غير ذي رحم، كزوجات الآباء والبنين والأصهار وآباء الأمهات والإخوة والأخوات من الرضاعة وأولادهم. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب النفقة، فصل: ونفقة الطفل الفقير الخ ١٩٧/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

نامحرم رشتہ داروں کا نفقہ لازم نہیں

ایسے رشتہ دار جو نسبی قرابت تو رکھتے ہوں؛ لیکن اُن سے اَبدی حرمت متعلق نہ ہو، جیسے:

چچازاد بھائی (اگرچہ وہ رضاعی بھائی بھی ہو) تو اُس کا نفقہ اُس کے چچازاد بھائیوں پر واجب نہ ہوگا؛ لیکن اگر وہ بطورِ تطوع اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کرے، تو یہ یقیناً اَجر وثواب کا باعث ہوگا۔

وفي الينابيع: قال الأرحام ثلاثةٌ: الأولاد، ورحم محرم، ورحم غير محرمٍ، كأولاد أعمامٍ ونحوه، فلا نفقة لهم أصلاً بالإجماع الخ. والأصل فيه قول الله تعالىٰ: ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ﴾ فالمراد من الوارث الذي هو ذو رحم محرم منه الخ. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النفقات / الفصل الثالث في نفقة ذوي الأرحام ٤٣٢/٥ رقم: ٨٣٨٤ زكريا، بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في نفقة الأقارب ٤٤١/٣-٤٤٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

قوله: لكل ذي رحم محرمٍ: خرج ...... بالثاني ابن العم، ولا بد من كون المحرمية بجهة القرابة، فخرج ابن العم إذا كان أخًا من الرضاع، فلا نفقة له، كذا في شرح الطحاوي. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٦١/٥ زكريا، ٦٢٧/٣ كراچی)

محارم کے نفقہ میں حصۂ وراثت کا اعتبار

محرم رشتہ داروں کے نفقہ میں اُصول یہ ہے کہ اُن کا جو مال دار رشتہ دار وراثت کا حصہ دار بن سکتا ہو، وہ اپنے حصہ کے بقدر اُن کے نفقہ کا بھی ذمہ دار ہوگا۔ مثال کے طور پر اگر کسی نادار شخص کے حقیقی بھائی کے ساتھ ماں شریک بھائی بھی ہوں، تو اُس کے نفقہ کے چھٹے حصہ کی ذمہ داری ماں شریک بھائیوں پر ہوگی اور بقیہ نفقہ کی اَدائیگی سگے بھائی کریں گے۔

بقدر الإرث لقوله تعالىٰ: ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ﴾ فنفقة من له أخوات متفرقات موسرات عليهن أخماسًا الخ، كإرثه. وفي الشامية: قوله: بقدر الإرث: أي تجب نفقة المحرم الفقير علىٰ من يرثونه إذا مات بقدر إرثهم منه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٦٣/٥-٣٦٤ زكريا، ٦٢٩/٣ كراچی، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النفقات / الفصل الثالث في نفقة ذوي الأرحام ٤٣٤/٥ رقم: ٨٣٩٠ زكريا)

ولو كانت له ثلاثة إخوةٍ متفرقين فالنفقة على الأخ لأب وأمٍ، وعلى

الأخ لأمٍ علىٰ قدر الميراث أسداسًا. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الخامس في نفقة ذوي الأرحام ٥٦٦/١ قديم زكريا)

مسلمان پر غیر مسلم نسبی بھائی کا نفقہ واجب نہیں

اگر کسی مسلمان شخص کا کوئی بھائی غیر مسلم ہو (نعوذ باللہ) تو اُس کا نفقہ مسلمان پر واجب نہیں ہے۔

وكذٰلك لا تجب على المسلم نفقةَ أخيه النصراني. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الخامس في نفقة ذوي الأرحام ٥٦٧/١-٥٦٨ قديم زكريا)

إتحاد الدين في غير قرابة الولاد من الرحم المحرم، فلا تجري النفقة بين المسلم والكافر في هٰذه النفقة. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / مباحث نفقة الأقارب، فصل: شرائط وجوب هٰذه النفقة ٤٤٩/٣ المكتبة النعيمية ديوبند، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٦٦/٥ زكريا، ٦٣١/٣ كراچی)

لاوارث نادار شخص کا نفقہ

اگر کوئی نادار شخص ایسا ہو، جس کا کوئی رشتہ دار دستیاب نہ ہو، تو اُس کے نفقہ کی ذمہ داری حکومت پر ہے۔ (اور اگر حکومت اِس ذمہ داری کو اَدا نہ کرے، تو اِنسانیت کے ناطے عوام یا سماجی اِداروں کو ایسے اَفراد کی کفالت کا انتظام کرنا چاہئے)

وعلىٰ هٰذا نفقة الشيخ الكبير والزمن والمريض علىٰ بيت المال، إذا لم يكن له مالٌ ولا قرابةٌ، كذا في المضمرات. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السابع عشر في النفقات، الفصل السادس في نفقة المماليك ٥٧٠/١ قديم زكريا)

○❖○

غلام باندیوں کے نفقہ کے مسائل

غلام باندیوں کے ساتھ شفقت آمیز رویہ

اسلام سے پہلے غلاموں کے ساتھ بدترین مظالم روا رکھے جاتے تھے اور انسانیت کے ناطے وہ ہر منصفانہ حق سے پوری طرح محروم تھے اور انسانی اعتبار سے انہیں ایک آزاد شخص کے برابر ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اسلام نے اپنی اعلیٰ انسانیت نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے غلاموں کو جائز حقوق دلانے کی جدوجہد کی۔ قرآنِ کریم میں ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا۔ چناں چہ ارشاد ہے:

وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ. (النساء: ۳۶)

اور (احسان کرو) اپنے ہاتھ کے مالوں (غلام باندیوں) کے ساتھ۔

اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ایک غلام پر ڈانٹ ڈپٹ کرنے پر بطور تنبیہ فرمایا کہ تم میں جاہلیت کی بات پائی جاتی ہے، پھر ارشاد فرمایا کہ:

إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوْهُ فَأَعِيْنُوْهُمْ. (بخاری شريف ۹/۱ رقم: ۳۱، ۸۹٤/۲ رقم: ٦٠٥٠، ترمذي شريف ۱٦/۲)

یہ غلام تمہارے بھائی اور تمہارے معاون ہیں جنھیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے قبضے میں دیدیا ہے لہٰذا جب کسی کے قبضے میں اس کا بھائی آئے (یعنی کوئی شخص غلام کا مالک بنے) تو اپنے کھانے ہی میں سے اسے کھلائے اور اپنے لباس میں سے اسے پہنائے۔ اور تم ان سے اتنا بھاری کام نہ لو جوان کے بس میں نہ ہو اور اگر ایسا کام لینا ہی ہو تو تم خود ان کی مدد کرو۔

اور ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ لَطَمَ مَمْلُوْكَهُ أَوْ ضَرَبَهُ فَكَفَّارَتُهُ اَنْ يُعْتِقَهُ. (مسلم ۵۱/۲، رقم: ۱٦۵۷، ابوداؤد ۷۰۲/۲ رقم: ۵۱٦۸)

جو شخص اپنے غلام کے چہرے یا بدن پر مارے تو اس کی تلافی کی شکل یہ ہے کہ اس کو آزاد کر دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غلاموں کے حقوق کا کس قدر خیال تھا اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ انتقال سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری تاکید نماز پڑھنے اور غلاموں کی رعایت رکھنے کی فرمائی ہے۔ (ابوداؤد شریف ۲/۱۰۷ حدیث: ۵۱۵۶، ابن ماجہ حدیث: ۲۶۹۸)

آج دنیا میں نوکروں اور ملازموں کے ساتھ کتنی حق تلفیاں کی جاتی ہیں اور کس طرح ان کے حقوق غصب کئے جاتے ہیں اور کیسی کیسی اذیتوں سے انھیں دوچار ہونا پڑتا ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ اسلام نے ہر فرد کے دل میں اس بات کا ڈر پیدا کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے ماتحت پر زیادتی کرے گا تو اس کو اس کا بدلہ آخرت میں دینا ہوگا۔

ایک صحابی حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے ماررہا تھا، اسی درمیان میں نے اپنے پیچھے سے یہ آواز سنی کہ: اِعْلَمْ أَبَا مَسْعُوْدٍ! (ابو مسعود خبردار!) مگر میں غصہ کی شدت کی وجہ سے یہ نہیں سمجھ سکا کہ آواز دینے والا کون ہے؟ پھر جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے قریب آگئے تو مجھے احساس ہوا کہ آپ ؐ ہی مجھے آواز دے رہے تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہیبت سے میرے ہاتھ سے کوڑا گر گیا، تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اِعْلَمْ أَبَا مَسْعُوْدٍ! إِنَّ اللّٰهَ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلٰى هٰذَا الْغُلَامِ.

ابومسعود! اچھی طرح جان لو کہ جتنا تم اپنے اس غلام کو مارنے پر قادر ہو اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دینے پر قادر ہے۔

حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے فوراً عرض کیا کہ: ''حضرت میں اَب کبھی کسی غلام کو نہ ماروں گا''۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے اس غلام کو فوراً آزاد کردیا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اگر تم ایسا نہ کرتے تو جہنم کی آگ تم کو جھلسا دیتی''۔ (مسلم شریف ۲/۵۱ حدیث: ۱۶۵۹)

ملازمین بھی بہرحال انسان ہیں، اُن سے غلطی ہوسکتی ہے، اَب آدمی کی اعلیٰ ظرفی کی بات یہ ہے کہ اُن کے ساتھ عفو ودرگذر کا معاملہ کرے، ہر وقت اُن کی ٹوہ اور گرفت میں نہ پڑا رہے، اور نہ اُن پر بے جا غصہ اُتارے، اور نہ اُن سے انتقام لے؛ بلکہ حسنِ مصاحبت اور تحمل وبردباری کا مظاہرہ کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں اپنے خادم کی غلطی کو کتنی مرتبہ معاف کروں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش

رہے، اس شخص نے پھر یہی سوال عرض کیا، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''روزانہ ستر مرتبہ درگذر کیا کرو''۔ (ابوداؤد شریف ۲/۷۰۲ حدیث: ۵۱۶۴، منتخب احادیث ۴۵۲) یعنی بکثرت معاف کیا کرو۔

بہرحال مملوک یعنی غلام باندیاں بھی انسانوں ہی میں شامل ہیں، اور فطری طور پر وہ بھی ضروریاتِ زندگی کے محتاج ہیں، اس لئے انہیں ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ جب آدمی اُن سے خدمت لیتا ہے تو اُن کے جائز حقوق کا خیال رکھنا اور روزی روٹی کا معقول انتظام کرنا اُس کی ذمہ داری ہے۔ اسی کے متعلق چند اہم مسائل ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

غلاموں کے نفقہ کی پوری ذمہ داری آقا پر ہے

آقا پر لازم ہے کہ وہ اپنے غلام باندیوں کے نفقہ کا خیال رکھے، (خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے، تندرست ہوں یا مریض، وغیرہ)

على المولىٰ أن ينفق علىٰ عبده وأمته سواء كان العبد أو الأمة قنًّا أو مدبرًا أو أم ولدٍ صغيرًا كان أو كبيرًا، زمنًا كان أو صحيحًا الخ. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السابع عشر في النفقات، الفصل السادس في نفقة المماليك ۱/۵۶۸ قديم زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النفقات / الفصل الخامس: في نفقة المماليك ۵/۴۳۹ زكريا)

وتجب النفقة بأنواعها لمملوكه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في نفقة المملوك ۵/۳۷۴ زكريا، ۳/۶۳۶ کراچی)

غلاموں کے نفقہ کا معیار

عام عرف اور ماحول کے اعتبار سے عموماً کھانے پینے اور پہننے میں غلام باندیوں میں جو معیار جس زمانہ میں اور جس جگہ رائج ہو، اُسی کی رعایت رکھتے ہوئے آقا پر اُن کے نفقہ کی ذمہ داری عائد کی جائے گی۔

قدر النفقة للرقيق كفاية من غالب قوت البلد وإدامه، وكذٰلك الكسوة.

(الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السابع عشر، الفصل السادس في نفقة المماليك ۱/۵۶۸ قديم

زکریا، شامي، کتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في نفقة المملوك ۳۷۴/۵ زکریا، ۶۳۶/۳ کراچی، بدائع الصنائع، مباحث نفقة الرقیق / فصل في مقدار الواجب ۴۵۴/۳ المکتبة النعیمیة دیوبند)

اگر آقا غلاموں کا نفقہ برداشت نہ کرے؟

اگر کوئی آقا اپنے غلاموں کے خرچ کو اُٹھانے پر تیار نہ ہو، تو:

الف:- اگر وہ غلام خود مزدوری کر سکتے ہیں، تو وہ خود کما کر اپنی ضرورتیں پوری کریں گے، اور جو کمائی بچ جائے گی وہ آقاء کو لوٹا دیں گے۔

ب:- لیکن اگر وہ غلام باندیاں مزدوری کرنے کے قابل نہ ہوں، مثلاً بچے ہوں، وغیرہ، تو قاضی کی طرف سے آقا کو حکم دیا جائے گا کہ یا تو وہ اُن کا خرچ اُٹھائے یا اُنہیں بیچ ڈالے۔

فإن أبی المولیٰ عن الإنفاق فکل من یصلح للإجارة یؤاجر، ویُنفق علیه من أجرته، کذا في المحیط الخ. ومن لا یصلح لذٰلك لعذر الصغر أو ما أشبه ذٰلك، ففي العبد والأمة یؤمر المولیٰ لینفق علیهما أو یبیعهما. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب السابع عشر، الفصل السادس في نفقة الممالیك ۵۶۸/۱ قدیم زکریا)

فإن امتنع فهي في کسبه إن قدر بأن کان صحیحًا ولو غیر عارف بصناعة، فلیؤجر نفسه کمعین البناء وإلا لا، ککونه زمنًا أو جاریةً لا یؤجر مثلها أمره القاضي ببیعه. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في نفقة المملوك ۳۷۵/۵ زکریا، بدائع الصنائع، کتاب النفقة / مباحث نفقة الرقیق، فصل في کیفیة وجوبها ۴۵۴/۳ المکتبة النعیمیة دیوبند)

متعدد غلاموں کے ساتھ یکساں سلوک

اگر کسی شخص کی ملکیت میں متعدد غلام باندیاں ہوں، تو نفقہ میں سب کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنا مستحب اور اَفضل ہے۔ (البتہ جس باندی کو اپنی خاص خدمت کے لئے مقرر کرے، اُس کے لباس اور پہناوے کا دیگر باندیوں سے زیادہ لحاظ رکھے)

وإذا كان له عبيدٌ يستحب أن يسوّيَ بينهم في الطعام والإدام والكسوة.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في نفقة المماليك ٥٦٨/١ قديم زكريا)

ويزيد الجارية التي للاستمتاع في الكسوة للعرف، كذا في غاية السروجي.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في نفقة المماليك ٥٦٨/١ قديم زكريا)

ويستحب التسوية بين عبيده وجواريه في الأصح، ويزيد جارية الاستمتاع في الكسوة لعرفٍ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في نفقة المملوك ٣٧٤/٥ زكريا)

غلاموں کو اپنے ساتھ بیٹھا کر کھلانا؟

اگر کوئی شخص اپنی خدمت کرنے والے غلاموں کو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھا کر کھلائے، تو یہ تواضع کی دلیل اور اُونچے اَخلاق کی علامت ہے۔

وإذا ولّى رقيقه إصلاح طعامهٖ وجاء بهٖ، فينبغي أن يجلسه ليأكل معه، فإن امتنع العبد تأدبًا، فينبغي لسيدهٖ أن يطعمه منه وإجلاسه معه أفضل نُدبًا إلى التواضع ومكارم الأخلاق، كذا في السراج الوهاج. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في نفقة المماليك ٥٦٨/١ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في نفقة المملوك ٣٧٤/٥ زكريا)

مکاتب کا نفقہ آقا پر لازم نہیں

مکاتب غلام (یعنی جس نے مقررہ مال اَدا کرنے کی شرط پر آقا سے آزادی کا عقد کرلیا ہو) کا نفقہ آقا پر لازم نہیں؛ بلکہ وہ خود اپنی کمائی سے اپنی ضرورت پوری کرنے کا مجاز ہے۔

ولا تجب على المولیٰ نفقة مكاتبهٖ. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في نفقة المماليك ٥٦٩/١ قديم زكريا، بدائع الصنائع، كتاب النفقة / مباحث نفقة الرقيق، فصل

شـرط وجـوبهـا ٣/ ٤٥٤ المكتبة النعيمية ديوبند، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النفقات / الفصل الخامس: في نفقة المماليك ٥/ ٤٤٠ رقم: ٨٤٠٠ زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ٤/ ٢١٧ كراچی)

مشترک غلام کا نفقہ

جس غلام میں کئی لوگوں کی شرکت ہوتو اُس کا نفقہ بھی حصۂ ملکیت کے اعتبار سے ہر شریک پر لازم ہوگا۔

ولـو كـان الـمـملوك بين الشريكين فنفقته عليهما علىٰ قدر ملكيهما.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل في نفقة المماليك ١/ ٥٧٠ قديم زكريا)

جانوروں کا نفقہ مالک پر لازم ہے

جوشخص کسی جانور (بھیڑ بکری یا پرندہ وغیرہ) کا مالک ہو،تو اُس پر لازم ہے کہ وہ اُن جانوروں کے چارے اور پانی اور دیگر ضروریات کا خیال رکھے۔

ومـن ملك بهيمةً لزمه علفها وسقيها. (الـفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل في نفقة المماليك ١/ ٥٧٠ قديم زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ٤/ ٢١٨ كراچی)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلىٰ خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

مأخذ ومراجع

(اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے۔ مرتب)

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر
۱	تفسیر روح المعانی	علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی بغدادیؒ (م ۱۲۷۰ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۲	تفسیر ابن کثیر مکمل	علامہ اسماعیل بن عمر عماد الدین ابن کثیرؒ (م: ۷۷۴ھ)	دار السلام ریاض
۳	الجامع لاحکام القرآن	الامام ابوعبداللہ محمد بن احمد الاندلسی القرطبیؒ (م ۶۶۸ھ)	دار الفکر بیروت
۴	احکام القرآن	الامام ابوبکر جصاص الرازیؒ (م ۳۷۰ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۵	تفسیر کبیر للرازی	الامام محمد فخر الدین الرازیؒ (م ۵۰۴ھ)	دار الفکر بیروت
۶	معارف القرآن	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (۱۳۹۵ھ)	معراج بک ڈپو دیوبند
۷	صحیح البخاری	الامام ابومحمد بن اسمٰعیل بن بردزبۃ البخاریؒ (م ۲۲۶ھ)	مکتبۃ الاصلاح لاالباغ مرادآباد
۸	عمدۃ القاری	علامہ بدر الدین عینیؒ (م: ۸۵۵ھ)	دار الفکر بیروت
۹	فتح الباری	امام حافظ ابن حجر العسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۱۰	صحیح مسلم	الامام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیریؒ (م ۲۶۱ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند مرقم: دار الفکر بیروت
۱۱	نووی علی مسلم	شیخ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النوویؒ (م: ۶۷۶ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند
۱۲	سنن الترمذی	الامام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذیؒ (م ۲۷۹ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند مرقم: دار الفکر بیروت
۱۳	سنن النسائی	الامام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائیؒ (م ۳۰۳ھ)	اشرفی بک ڈپو دیوبند مرقم: دار الفکر بیروت
۱۴	سنن ابی داؤد	الامام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ (م ۲۷۵ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند مرقم: دار الفکر بیروت
۱۵	مراسیل ابی داؤد	الامام سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ (م ۲۷۵ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۱۶	بذل المجہود	الشیخ خلیل احمد السہارنفوریؒ (م ۱۳۴۶ھ)	مرکز الشیخ ابی الحسن الندویؒ
۱۷	سنن ابن ماجہ	الامام ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینیؒ (م ۲۷۵ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند دار الفکر بیروت
۱۸	موطا مالک	الامام مالک بن انسؒ (م ۱۷۹ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۱۹	طحاوی شریف	ابوجعفر احمد بن محمد الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ)	یاسر ندیم دیوبند
۲۰	مشکوۃ المصابیح	الامام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزیؒ (م ۷۴۱ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر
۲۱	مرقاۃ المفاتیح	العلامۃ علی بن السلطان محمد القاریؒ (م۱۰۱۴ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۲۲	السنن الکبریٰ للبیہقی	الامام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ (۴۵۸ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۲۳	شعب الایمان	الامام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقیؒ (م۴۵۸ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۲۴	الترغیب والترہیب	الحافظ ذکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی المنذریؒ (م۶۵۶ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۲۵	مصنف ابن ابی شیبہ	ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ الکوفیؒ (م۲۳۵)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۲۶	مصنف عبد الرزاق	الحافظ ابوبکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعانیؒ (م۲۱۱ھ)	دار القلم بیروت
۲۷	المعجم الطبرانی الکبیر	علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م۳۶۰ھ)	دار احیاء التراث بیروت
۲۸	سنن الدار القطنی	الامام حافظ علی بن عمر الدار قطنیؒ (م۳۸۵ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۲۹	مجمع الزوائد	علامہ ابوبکر الہیثمیؒ (م:۸۰۷ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۰	اعلاء السنن	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (م:۱۳۹۴ھ)	دار الکتب العلمیہ
۳۱	کتاب الآثار للامام محمدؒ	تشریح: علامہ ابوالوفاء افغانیؒ	مجلس علمی ڈابھیل
۳۲	الجامع الصغیر	ابوعبد اللہ محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م۱۸۹ھ)	دار الایمان سہارنپور
۳۳	المبسوط	شمس الائمہ شمس الدین ابوبکر محمد السرخسیؒ (م:۴۹۰ھ)	دار الفکر بیروت
۳۴	ہدایہ	شیخ الاسلام علامہ برہان الدین المرغینانیؒ (م۵۹۳ھ)	ادارۃ المعارف دیوبند
۳۵	کنز الدقائق	ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد النسفیؒ (م۷۱۰ھ)	مکتبہ تھانوی دیوبند
۳۶	فتاویٰ قاضی خاں	علامہ فخر الدین حسن بن منصور المعروف بقاضی خاںؒ (م۵۹۲ھ)	دار احیاء التراث بیروت
۳۷	فتح القدیر	شیخ الاسلام علامہ برہان الدین مرغینانیؒ (م:۵۹۳ھ)	دار الفکر بیروت
۳۸	عنایہ شرح الہدایہ مع الفتح	اکمل الدین محمد بن محمد بن محمود الرومیؒ (م۷۸۶ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۳۹	البنایہ شرح الہدایہ	ابومحمد محمود بن احمد الحنفی بدر الدین العینیؒ (م۸۵۵ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۴۰	البحر الرائق	العلامہ زین العابدین ابراہیم ابن نجیم الحنفیؒ (م۹۷۰)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۴۱	تنویر الابصار مع الدر المختار	محمد بن عبد اللہ بن احمد الخطیب التمر تاشیؒ (م۱۰۰۴ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۴۲	درمختار	شیخ علاء الدین الحصکفیؒ (م۱۰۸۸ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۴۳	رد المحتار (فتاویٰ شامی)	علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدینؒ (م۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، دار الفکر بیروت، زکریا بک ڈپو دیوبند، احیاء التراث العربی بیروت
۴۴	تقریرات رافعی	علامہ عبد القادر الرافعیؒ (م:۱۳۲۳ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۴۵	غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار	مترجم: مولانا محمد احسن صدیقی نانوتویؒ	نول کشور لکھنؤ
۴۶	حاشیۃ الطحطاوی علی الدر	امام احمد بن محمد بن اسماعیل الطحطاویؒ (م۱۲۳۱ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۴۷	منحۃ الخالق علی البحر	علامہ ابن عابدین شامیؒ (م۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۴۸	بدائع الصنائع	العلامۃ علاء الدین ابوبکر بن سعود الکاسانی الحنفیؒ (م ۵۸۷ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۴۹	تبیین الحقائق	فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفیؒ (م ۷۴۳ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۵۰	حاشیۃ چلپی علی تبیین	شہاب الدین احمد بن حجر الشلبیؒ (م ۱۰۲۱ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۵۱	الجوہرۃ النیرۃ	ابوبکر بن علی بن محمدؒ (م ۸۰۰ھ)	مکتبہ تھانوی دیوبند
۵۲	مجمع الانہر	شیخ عبدالرحمٰن محمد بن سلیمانؒ (شیخ زادہ) (م ۱۰۷۸ھ)	داراحیاء التراث بیروت
۵۳	الدر المنتقی مع مجمع الانہر	شیخ محمد بن علی الحصینی المعروف بالعلاء الحصکفیؒ (م ۱۰۳۲ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۵۴	النہر الفائق	سراج الدین عمر بن ابراہیم بن نجیم الحنفیؒ (م ۱۰۰۵ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۵۵	الفتاویٰ السراجیہ	سراج الدین ابی محمد علی بن عثمان التیمیؒ (م ۵۶۹ھ)	مکتبۃ الاتحاد دیوبند
۵۶	الفتاویٰ الولوالجیۃ	ظہیر الدین عبدالرشید بن ابی حنیفہ الولوالجیؒ (م ۵۴۰ھ)	دارالایمان سہارنپور
۵۷	خلاصۃ الفتاویٰ	امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاریؒ (م ۵۴۲ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۵۸	غنیۃ المتملی (حلبی کبیر)	الشیخ ابراہیم الحلبی الحنفیؒ (م ۹۵۶ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
۵۹	بزازیہ علی ہامش الہندیہ	علامہ حافظ الدین محمد بن محمد المعروف بابن بزازؒ (م: ۸۲۷ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۶۰	شرحِ وقایہ	صدر الشریعہ عبیداللہ بن مسعود بن محمودؒ (م: ۷۴۷ھ)	فیصل پبلی کیشنز دیوبند
۶۱	المحیط البرہانی	علامہ برہان الدین محمود بن صدر الشریعہ البخاریؒ (م: ۶۱۶ھ)	ادارۃ القرآن کراچی
۶۲	فتاوی تاتارخانیہ	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلویؒ (۷۸۶ھ) (تحقیق: مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی)	اِدارۃ القرآن کراچی زکریا بک ڈپو دیوبند
۶۳	عالمگیری	علامہ نظام الدین وجماعۃ من العلماء	داراحیاء التراث بیروت
۶۴	الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ	مجموعۃ من العلماء	وزارۃ الاسلامیہ کویت
۶۵	موسوعۃ الفقہ الاسلامی	الدکتور وہبہ زحیلی	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۶۶	الفقہ الاسلامی وادلتہ	الدکتور وہبہ زحیلی	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۶۷	الفقہ علی المذاہب الاربعۃ	علامہ عبدالرحمٰن جزیری	المکتبۃ العصریہ بیروت
۶۸	الفتاویٰ الحدیثیہ	العلامہ احمد بن محمد بن علی ابن حجر الہیتمیؒ (م ۹۷۴ھ)	داراحیاء التراث بیروت
۶۹	نفع المفتی والسائل	حضرت مولانا عبدالحئ صاحب لکھنویؒ	تالیفاتِ اشرفیہ ملتان
۷۰	الاشباہ والنظائر	العلامہ زین العابدین ابراہیم ابن نجیم الحنفیؒ (م ۹۷۰)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۷۱	مراقی الفلاح	امام حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی المصریؒ (م ۱۰۶۹ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۷۲	کشف الاسرار	ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفیؒ (م ۷۱۰ھ)	
۷۳	مجموعہ رسائل بن عابدین	علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدینؒ (م ۱۲۵۲ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
۷۴	قواعد الفقہ	علامہ عمیم الاحسان مجددیؒ	زکریا بک ڈپو دیوبند
۷۵	فقہ السنہ	السید سابق	دارالکتاب العربی بیروت
۷۶	عمدۃ الاثاث	حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحبؒ (م ۱۴۳۰ھ)	دارالکتاب دیوبند

۷۷	مختصر الخلیل	امام خلیل بن اسحٰق بن موسیٰ المالکی المصری (م۷۶۷ھ)	دار الحدیث القاہرۃ
۷۸	حاشیۃ الصاوی علی شرح الصغیر	ابو العباس احمد بن محمد الخلوتی الشہیر بالصاوی (م۱۲۴۱ھ)	دار المعارف
۷۹	منح الجلیل شرح مختصر خلیل	امام محمد بن احمد بن محمد ابو عبد اللہ المالکیؒ (م۱۲۹۹ھ)	دار الفکر بیروت
۸۰	مواہب الجلیل شرح مختصر خلیل	امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن محمد الطرابلسیؒ (م۹۵۴ھ)	دار الفکر بیروت
۸۱	حاشیۃ العدوی علی کفایۃ الطالب	ابو الحسن علی ابن احمد الصعیدی العدویؒ (م۱۱۸۹ھ)	دار الفکر بیروت
۸۲	الشرح الکبیر	الشیخ احمد الدردیر العدویؒ	دار الفکر بیروت
۸۳	المدونۃ	مالک ابن انس ابن مالک المدنیؒ (م۱۷۹ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۸۴	الاحوال الشخصیۃ	الشیخ محمد ابو زہرہ	دار الکتب المصریہ
۸۵	مجموعۃ الفتاویٰ	علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہؒ (م۷۲۸ھ)	مدینہ منورہ
۸۶	حجۃ اللہ البالغہ	احمد بن عبد الرحیم شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (م۱۱۷۶ھ)	مکتبہ حجاز دیوبند
۸۷	رحمۃ اللہ الواسعہ شرح حجۃ اللہ البالغہ	حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ	مکتبہ حجاز دیوبند
۸۸	فتاویٰ دار العلوم دیوبند	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ (م۱۳۴۷ھ)	مکتبہ دار العلوم دیوبند
۸۹	الحیلۃ الناجزۃ	حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۳۶۲ھ)	امارتِ شرعیہ ہند
۹۰	مسائل بہشتی زیور	مرتبہ: ڈاکٹر مفتی عبد الواحد صاحب	جامعہ مدنیہ لاہور
۹۱	امداد الفتاویٰ	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م۱۳۶۲ھ)	ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند
۹۲	امداد المفتیین	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (م۱۳۹۵ھ)	مکتبہ دار العلوم کراچی
۹۳	فتاویٰ محمودیہ	حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ (م۱۴۱۷ھ)	اِدارۃ الصدیق ڈابھیل
۹۴	منتخبات نظام الفتاویٰ	حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ (م۱۴۲۰ھ)	ایفا پبلی کیشنز دہلی
۹۵	فتاویٰ رحیمیہ	حضرت مولانا مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاجپوریؒ (م۱۴۲۲ھ)	مکتبہ رحیمیہ سورت
۹۶	احسن الفتاویٰ	حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ (م۱۴۲۲ھ)	دار الاشاعت دہلی
۹۷	آپ کے مسائل اور اُن کا حل	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ (م:۱۴۲۱ھ)	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
۹۸	قاموس الفقہ	حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
۹۹	فتاویٰ قاسمیہ	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۱۰۰	کتاب النوازل	محمد سلمان منصور پوری	فرید بک ڈپو دہلی
۱۰۱	کتاب الفسخ والتفریق	مولانا عبد الصمد رحمانی صاحب	المعہد العالی حیدر آباد
۱۰۲	اسلامی قانون	زیر نگرانی: حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانیؒ	مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

مرتب کی علمی کاوشیں

سیرتِ طیبہ:

❑ نعت النبی ﷺ نمبر (ماہنامہ ندائے شاہی):

۶۵۸ر صفحات پر مشتمل اس ضخیم نمبر میں علماء دیوبند اور ان کے ہم مشرب شعراء کی حمد ونعت اور منقبت پر مشتمل ۵۳۸ر نظمیں (عربی، فارسی اور اُردو) نہایت خوبصورتی سے جمع کردی گئی ہیں، بفضلہٖ تعالی اس مجموعہ کے مطالعہ سے قارئین کے قلوب نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت سے معمور ہورہے ہیں، عشاقِ رسول کے لئے یہ ایک قیمتی سوغات ہے۔

❑ شمائلِ رسول:

یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شمائل طیبہ سے متعلق ۴۰ر اَحادیث کا مختصر مجموعہ ہے، اُردو ترجمہ مولانا مفتی محمد عفان منصور پوری زید علمہ نے کیا ہے، یہ رسالہ بار بار چھپ چکا ہے، اور کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔ جیبی سائز، صفحات:۶۴

❑ خطباتِ سیرتِ طیبہ:

سرورِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے مختلف گوشوں پر دس خطبات کا یہ مجموعہ خاص طور پر نوجوانوں اور عام مسلمانوں کے لئے شائع کیا گیا ہے، یہ خطبات مرادآباد کی ''مسجد ابراہیمی'' محلّہ کسرول میں بالترتیب دس روز تک جاری رہے، بعد میں انہیں کتابی شکل دے دی گئی۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ گھروں میں اس کی تعلیم ہو؛ تاکہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے متعلق اہم معلومات مسلم معاشرہ کو حاصل ہوں۔ الحمد للہ یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے، نیز ہندی زبان میں بھی اس کی اشاعت ہوچکی ہے۔ صفحات :۲۴۰

❑ مسک الختام فی الصلوٰۃ علی خیر الانام:

اس رسالہ میں اولاً درود شریف کے مختصر فضائل جمع کئے گئے ہیں، بعد ازاں احادیثِ شریفہ اور سلفِ صالحین سے منقول درود شریف کے چالیس منتخب اور پسندیدہ کلمات یکجا کردئے گئے ہیں، اور اخیر میں چند مقبول دعائیں بھی درج ہیں، جن کی قبولیت کی بہت امید ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔ تمام عربی عبارتوں کا سلیس اور عام فہم ترجمہ بھی کیا گیا ہے؛ تاکہ عوام کے لئے سہولت ہو۔ جیبی سائز، صفحات:۱۰۴

فقہ وفتاویٰ:

❑ کتاب المسائل (پانچ جلدیں، کتاب الطہارت تا کتاب النفقات):

واقعہ یہ ہے کہ مسائل کا یہ مجموعہ ہر مسلمان گھرانے کی دینی ضرورت ہے، اور عوام وخواص سب کے لئے یکساں طور پر مفید ہے، اور چوں کہ ہر مسئلہ کے ساتھ اصل فقہی عبارات مذکور ہیں؛ اس لئے یہ کتاب حضراتِ علماء کرام اور مفتیانِ عظام کے لئے اصل مآخذ سے مراجعت میں سہولت کا ذریعہ بھی ہے۔ کتاب کی اصل افادیت کا اندازہ اس کے مطالعہ ہی سے ہوسکتا ہے، اس منصوبہ پر آگے بھی کام جاری ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تکمیل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔ ملنے کا پتہ: فرید بک ڈپو دریا گنج دہلی

❑ کتاب النوازل (۱۹؍جلد):

یہ کتاب اُن فتاویٰ کا منتخب مجموعہ ہے، جو دارالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد سے مرتب کے قلم سے گذشتہ تیس سالوں میں جاری ہوئے ہیں، ترتیب وتحقیق کا کام مولانا مفتی محمد ابراہیم قاسمی زید علمہ نے انجام دیا ہے۔ فتاویٰ کی زبان نہایت آسان اور اُسلوب دل نشیں ہے، اور ہر فتویٰ معتبر حوالہ جات سے مزین ہے۔ یہ کتاب فہرست سمیت ۱۹؍جلدوں میں معتبر کتب خانوں سے شائع ہورہی ہے، فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

ملنے کا پتہ: فرید بک ڈپو دریا گنج دہلی

❑ دینی مسائل اور اُن کا حل:

دورِ حاضر کے اہم پیش آمدہ مسائل کے ۶۵۰؍مختصر اور جامع جوابات پر مشتمل یہ قیمتی مجموعہ ہر گھر کی ضرورت اور قدم قدم پر رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ یہ مسائل کئی سال سے رسالہ تحفۂ خواتین مرادآباد میں سوال وجواب کی صورت میں شائع ہورہے تھے، اب انہیں عربی عبارات اور حوالوں کے ساتھ جمع کر کے شائع کیا گیا ہے، جو عوام کے علاوہ اہل علم اور اربابِ افتاء کے لئے بھی مفید ہے۔ صفحات: ۴۱۶۔

❑ درسی سوال وجواب:

یہ اُن پانچ سو سے زائد سوال وجواب کا مجموعہ ہے، جو مسلم شریف اور ترمذی شریف کے درس کے دوران طلبہ دورۂ حدیث شریف کی طرف سے کئے گئے، ہر جواب مختصر جامع اور مدلل ہے۔ مطالعہ ہی سے اس کی اَہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ صفحات: ۴۰۰۔ ملنے کا پتہ: کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

❑ مسائلِ موبائل:

اِس رسالہ میں موبائل سے متعلق ضروری سوالات کے جوابات مدلل طور پر دئے گئے ہیں، اپنے موضوع پر یہ ایک مقبول رسالہ ہے، کئی زبانوں میں اِس کی اِشاعت ہوچکی ہے، اور عوام وخواص اِس سے فائدہ اُٹھارہے ہیں۔ فالحمد للہ تعالیٰ۔

☐ فتویٰ نویسی کے رہنما اُصول:

یہ فقیہ العصر علامہ ابن عابدین شامیؒ کی معروف کتاب ''شرح عقود رسم المفتی'' کی روشنی میں اُصولِ افتاء پر ایک انوکھی کتاب ہے، جس میں ۳۴؍اُصول متعین کر کے ہر اُصول کے اِجراء اور تمرین کے لئے رہنمائی کی گئی ہے۔ جو طلبۂ افتاء نظر میں گہرائی اور مطالعہ میں گیرائی کے مشتاق ہیں، اُن کے لئے یہ کتاب قدم قدم پر معاون بن رہی ہے۔ نیز بفضلہٖ تعالیٰ تجربہ سے یہ طرز اِجراء بہت مفید ثابت ہوا ہے۔

کتاب کے شروع میں ایک قیمتی ابتدائیہ ہے، جس میں فقہ وحدیث اور تفسیر سے متعلق ماخذ کی ۱۱۹؍کتابوں کا تعارف کرایا گیا ہے، جو طلبہ اور علماء کے لئے نہایت مفید اور کارآمد ہے۔

صفحات: ۴۲۹، ناشر: کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

☐ فتاویٰ شیخ الاسلام:

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کی علمی اور فقہی آراء اور مکتوبات کا یہ مرتب مجموعہ بالخصوص فقہ وفتاویٰ کے شائقین کے لئے گراں قدر تحفہ ہے۔ ہر مسئلہ حوالہ جات سے مزین ہے، اور نادر علمی نکات، فقہی تحقیقات اور قیمتی اِفادات کو بہت سلیقہ اور عمدگی سے مرتب کیا گیا ہے، یہ کتاب ہندوستان کے علاوہ پاکستان میں بھی شائع ہوچکی ہے۔ صفحات: ۲۵۱، ناشر: مکتبہ دینیہ دیوبند

☐ تحفۂ رمضان:

رمضان المبارک، رؤیتِ ہلال، صدقہ فطر، اعتکاف، زکوٰۃ اور عیدین وغیرہ سے متعلق فضائل ومسائل پر مشتمل یہ مختصر کتاب اپنے موضوع پر بہت جامع ہے، اور مرتب کے سلسلۂ تالیفات کی پہلی کڑی ہے، اور عرصۂ دراز سے مختلف کتب خانوں سے شائع ہورہی ہے۔ صفحات: ۱۷۲۔

☐ الفہرس الحاوی علی حاشیۃ الطحطاوی:

فقیہ الامت حضرت الاستاذ المعظم مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح'' کی تفصیلی فہرست تیار فرمائی تھی، اُسی کو مختلف نسخوں سے ملا کر مرتب نے بہت اچھے انداز میں شائع کیا ہے، جس کی بنا پر اِس کتاب سے استفادہ بہت آسان ہوگیا ہے۔ حضرات اہل علم وطلبۂ اِفتاء بطورِ خاص اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ناشر: مرکز نشر وتحقیق لالباغ مرادآباد

☐ حج وزیارت نمبر (ندائے شاہی):

۲۳۲؍صفحات پر مشتمل یہ معلوماتی نمبر حجاجِ کرام کی رہنمائی میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے، اور اپنی جامعیت کی وجہ سے نہایت مقبول ہے۔

❑ ایک مجلس کی تین طلاق کا مسئلہ دلائل کی روشنی میں:

یہ رسالہ خاص طور پر تین طلاق کے سلسلہ میں جمہور علماء اہل سنت کے موقف کی تائید میں تحریر کیا گیا ہے، اوراس میں فرقۂ غیر مقلدین کے پیش کردہ دلائل کا مناسب جواب دیا گیا ہے۔

دعوت واصلاح:

❑ ایک جامع قرآنی وعظ:

یہ قرآنِ کریم کی ایک جامع ترین آیت: ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الخ﴾ کی مبسوط ومفصل شرح پر مشتمل ایک ضخیم تالیف ہے، جس میں اسلام کی انسانیت نواز فطری تعلیمات کو بہت مثبت اور مؤثر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ عوام وخواص بالخصوص داعیانِ قوم، ائمہ وعلماء کرام کیلئے اس کتاب میں بیش بہا مواد جمع کردیا گیا ہے، فالحمد کلہ للہ۔ صفحات: ۷۲۸۔ ناشر: فرید بک ڈپو دہلی

❑ اللہ سے شرم کیجئے:

اِس کتاب میں اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے کے متعلق ایک جامع ارشادِ نبوی ﷺ کی تفصیلی شرح کے ضمن میں نہایت مفید اِصلاحی مضامین (آیاتِ قرآنیہ اَحادیثِ طیبہ اور اَحوال واَقوالِ سلف) خوبصورتی کے ساتھ جمع کردئے گئے ہیں، یہ کتاب مردہ ضمیر کو جھنجوڑنے، اور غفلت کے پردے ہٹانے میں تریاق کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو شخص بھی صدق دل سے اور عمل کی نیت سے اِس کا مطالعہ کرے گا، اُسے انشاء اللہ یقیناً نفع ہوگا، کتاب کی زبان سادہ اور عام فہم ہے۔ ہر بات حوالہ جات سے مزین ہے۔ عوام وخواص کے لئے یکساں طور پر مفید ہے۔ اب تک ہندوپاک کے مختلف کتب خانوں سے اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں، اور مسلسل اِس کی اِشاعت جاری ہے۔ کئی زبانوں میں اِس کا ترجمہ بھی ہوچکا ہے، فالحمد کلہ للہ۔ صفحات: ۴۳۲، ناشر: فرید بک ڈپو دہلی وغیرہ

❑ اللہ والوں کی مقبولیت کا راز:

اِس کتاب میں اَکابر واَسلاف کی مقبول صفات مثلاً: تواضع، زہد وتقویٰ، عفو ودرگذر، حلم وبردباری، جود وسخا اور خوف وخشیت سے متعلق پُر اَثر اور حیرت انگیز حالات وواقعات بیان کرکے اُن کی روشنی میں اپنے کردار کا مؤثر انداز میں جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ کتاب علماء، طلباء اور اَپنی اِصلاح کے خواہش مند حضرات کے لئے اکسیر کی حیثیت رکھتی ہے۔ زبان بہت آسان اور عام فہم ہے، یہ کتاب بھی ہندوپاک کے متعدد کتب خانوں سے مسلسل شائع ہورہی ہے، الحمد للہ۔ صفحات: ۱۹۲، ناشر: فرید بک ڈپو دہلی وغیرہ

❑ دعوتِ فکروعمل:

یہ کتاب مختلف دینی، اِصلاحی، سماجی اور معاشرتی موضوعات پر مبنی ۹۷ رقیمتی مضامین کا مجموعہ ہے،

جن میں پوری قوت کے ساتھ فکری اِصلاح پر زور دیا گیا ہے۔ اِن مضامین کے مطالعہ سے اِصابت رائے اوراعتدال کے جذبات پروان چڑھتے ہیں، موجودہ دور میں دینی خدمات میں مشغول حضرات کے لئے اِس کتاب کا مطالعہ نہایت کارآمد ہے، اَکابر علماء کی تقریظات سے کتاب مزین ہے، متعدد کتب خانوں سے اِس کی اِشاعت ہورہی ہے۔ صفحات: ۵۴۰، ملنے کا پتہ: فرید بک ڈپو دہلی وغیرہ

❑ لمحاتِ فکریہ:

اِس کتاب میں ندائے شاہی مارچ ۲۰۰۳ء سے لے کر مئی ۲۰۰۵ء تک کے اِدارتی مضامین اور دو رسالوں ''اِسلام کی اِنسانیت نوازی'' اور ''اِسلامی معاشرت'' کو یکجا کر کے شائع کیا گیا ہے۔ اِس مجموعۂ مضامین میں قرآن وسنت اور آثارِ صحابہ سے نہایت قیمتی ہدایات نقل کی گئی ہیں۔

صفحات: ۳۲۰، قیمت: ۱۰۰/روپے ناشر: فرید بک ڈپو دہلی

❑ مشعلِ راہ:

یہ کتاب بھی ماہنامہ ندائے شاہی مرادآباد کے اِدارتی مضامین ''نظر وفکر'' کا مجموعہ ہے، جس میں جون ۲۰۰۵ء سے ستمبر ۲۰۰۸ء تک کے مضامین شامل کئے گئے ہیں، اِس مجموعے میں خاص طور پر اُمت میں رائج کج فکری اور بدعملی پر نکیر سے متعلق مستند تحریریں شامل ہیں، جو علماء اور عوام سبھی کے لئے مفید ہیں۔

صفحات: ۴۰۰، ناشر: مرکز نشر وتحقیق لالباغ مرادآباد

❑ نظر کی پاکیزگی:

حیا اور پاک دامنی کے بارے میں اِسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے متعلق اِس رسالہ میں مفید اور مستند معلومات جمع کردی گئی ہیں، یہ رسالہ اس قابل ہے کہ گھر گھر پہنچایا جائے؛ تاکہ فواحش کا سدِباب ہوسکے۔

❑ نورِ نبوت:

یہ رسالہ ۹۹/قیمتی اَحادیثِ طیبہ اور اُن کی مختصر تشریحات پر مشتمل ہے۔ جو حضرات اَحادیثِ شریفہ کو یاد رکھنا چاہیں، اُن کے لئے یہ بہت مفید اور نفع بخش مجموعہ ہے۔ صفحات: ۷۲، ناشر: مرکز نشر وتحقیق مرادآباد

❑ اِسلام کی اِنسانیت نوازی:

اِس مختصر رسالہ میں اختصار کے ساتھ اسلام کی اِنسانیت نواز تعلیمات کو بہت خوش اُسلوبی کے ساتھ اُجاگر کیا گیا ہے، اور اِسلام پر کئے جانے والے اعتراضات کا مناسب جواب دیا گیا ہے۔

❑ درسِ سورۂ فاتحہ:

یہ رسالہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر پر مبنی مرتب کے درسی اِفادات پر مشتمل ہے، یہ ہفتہ واری درس ہر پیر کو عصر کے بعد مدرسہ احسن البنات محلّہ طویلہ میں گذشتہ بیس سال سے جاری ہے، فالحمدللہ۔ صفحات: ۷۲

سیر وسوانح:

❑ ذکرِ رفتگاں:

یہ ماہ نامہ ''ندائے شاہی'' مرادآباد میں گذشتہ (۱۹۸۹ء تا ۲۰۰۴ء) میں وفات پانے والی اُمت کی اہم اور مؤثر شخصیات پر شائع شدہ تعزیتی مضامین کا بیش قیمت مجموعہ ہے، جس میں تقریباً ڈیڑھ سو حضرات کے مختصر سوانحی خاکے اور تأثرات جمع ہوگئے ہیں، تذکرۂ اکابر کے شائقین کے لئے یہ بیش بہا تحفہ اور سیر وسوانح کے باب میں قیمتی معلومات کا ذخیرہ ہے، جس کا مطالعہ انشاء اللہ ذہن میں تازگی اور روح میں بالیدگی کا سبب ہوگا۔ صفحات: ۵٦٨، ملنے کا پتہ: فرید بک ڈپو دہلی وغیرہ

❑ تذکرۂ فدائے ملتؒ:

یہ امیر الہند، فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ صدر جمعیۃ علماء ہند کی یاد میں منعقدہ فدائے ملت سیمینار (منعقدہ ۲۰۰۸ء) میں پیش کردہ مقالات کا بہترین مجموعہ ہے، جس میں نہ صرف حضرت فدائے ملتؒ کے حالات اور قابلِ تقلید روشن کارنامے جمع ہوگئے ہیں؛ بلکہ ملتِ اسلامیہ ہند کی گذشتہ نصف صدی کی تاریخ کے اہم پہلو بھی اس مجموعۂ مضامین میں جابجا بکھرے ہوئے ہیں۔ اکابر کی سوانح سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے یہ ایک قیمتی سوغات ہے، جسے جمعیۃ علماء ہند نے بہت اہتمام سے شائع کیا ہے، اور مختصر مدت میں اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔ صفحات: ۱۲۰۰، ناشر: جمعیۃ علماء ہند

❑ فدائے ملت نمبر (ندائے شاہی):

حضرت فدائے ملت مولانا سید اسعد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہٗ کی حیاتِ طیبہ اور خدماتِ عالیہ پر یہ ایک تاریخی اور جامع دستاویز ہے، جس میں نصف صدی کی ملی تاریخ کے اہم واقعات یکجا ہوگئے ہیں۔ اس ضخیم نمبر کے صفحات کی تعداد ۷۸۸ ہے۔

❑ مشاہدات وتأثرات:

یہ کتاب حضرت مولانا سید حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مختلف حضرات کے تأثراتی مضامین کا مجموعہ ہے، جسے مرتب نے حضرت مولانا سید رشید الدین حمیدیؒ سابق مہتمم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کے حکم سے ترتیب دیا تھا۔

❑ خصوصی ضمیمہ:

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کے مایۂ ناز مہتمم حضرت مولانا سید رشید الدین حمیدیؒ کی وفات پر یہ ضمیمہ شائع کیا گیا تھا، جس میں حضرت موصوف کی گراں قدر خدمات اور تأثراتی مضامین کا احاطہ کیا گیا ہے۔

❑ پیکرِ عزم وہمت، اُستاذ اور شاگرد:

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہما کی سبق آموز حیاتِ طیبہ پر مشتمل کئی قیمتی مضامین اِس مختصر رسالہ میں شامل ہیں، جن کا مطالعہ علماء اور طلباء کے لئے بالخصوص مفید ہے۔ صفحات: ۸۰، ناشر: مرکز نشر وتحقیق لال باغ مرادآباد

تاریخ:

❑ تحریک آزادئ ہند میں مسلم عوام اور علماء کا کردار:

ہندوستان کی تحریکات آزادی میں شروع سے لے کر اخیر تک مسلم عوام اور علماء نے جو عظیم ترین قربانیاں پیش کی ہیں، اُن کو نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ سوال وجواب کے انداز میں اِس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔ انداز نہایت دلچسپ ہے، اور ہر بات حوالہ سے مدلل ہے۔ کتاب کے اَخیر میں مولانا معز الدین احمد صاحب کے قلم سے اُن حضرات کا جامع تعارف بھی شامل ہے، جن کا نام کتاب کے اندر کسی نہ کسی عنوان سے آیا ہے، اپنے اسلاف کے کارناموں سے واقفیت کے لئے نئی نسل کے حضرات کو اِس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے۔ صفحات: ۲۲۸، ناشر: مرکز نشر وتحقیق لال باغ مرادآباد

❑ تحریک ریشمی رومال؛ ایک مختصر تعارف:

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی اِنقلابی تحریک ریشمی رومال کے متعلق تاریخی اور دستاویزی معلومات پر مشتمل یہ مقالہ مرتب نے طالبِ علمی کے زمانہ میں شیخ الہند سیمینار (منعقدہ جنوری ۱۹۸۶ء) کے لئے لکھا تھا، جو بعد میں رسالہ کی شکل میں شائع کیا گیا، اور موقع بموقع ہندوپاک میں اس کی اِشاعت ہوتی رہتی ہے۔ صفحات: ۴۱، ناشر: جمعیۃ علماء ہند

❑ تاریخ شاہی نمبر (ندائے شاہی):

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی کی سوا سو سالہ تاریخ پر مبنی یہ نمبر دستاویزی حیثیت کا حامل ہے، اور نادر ونایاب تاریخی معلومات کو شامل ہے، اِس کی اہمیت کا اندازہ باذوق حضرات ہی لگا سکتے ہیں۔

ردِ قادیانیت:

❑ ردِ مرزائیت کے زریں اُصول:

یہ سفیرِ ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد صاحب چینوٹیؒ (پاکستان) کے اُن تربیتی محاضرات کا

مجموعہ ہے، جو موصوف نے ۱۴۰۹ھ کو دارالعلوم دیوبند میں رونق اَفروز ہوکر علماء وطلباء کے بڑے مجمع کے سامنے دئے تھے۔ اُنہیں مرتب نے اپنے رفقاء: مولانا شاہ عالم گورکھپوری اور مولانا عزیز الحق صاحب اعظمی کے تعاون سے از سر نو ترتیب دیا، اصل کتابوں سے مراجعت کرکے حوالہ جات نوٹ کئے، اور پھر صاحبِ محاضرات کی نظر کے بعد اُسے شائع کیا گیا، یہ اپنے موضوع پر ایک جامع کتاب ہے، جس کے متعدد ایڈیشن ہندوپاک میں شائع ہوچکے ہیں۔

صفحات: ۲۱۶، شائع کردہ: کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

❑ قادیانی مغالطے:

یہ مختصر رسالہ اُن ہرزہ سرائیوں کے جوابات پر مشتمل ہے، جو قادیانی لوگ عام مسلمانوں کو بہکانے اور شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے کے لئے عوام میں پھیلاتے رہتے ہیں۔ مرزائیوں کی تلبیسات کا اِس رسالہ میں مضبوط جواب دیا گیا ہے۔

صفحات: ۱۲۴، شائع کردہ: کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

❑ منامی بشارتیں:

یہ مختصر رسالہ اُن منامی بشارتوں پر مشتمل ہے جو تحفظ ختم نبوت کے لئے کام کرنے والوں کے بارے میں معتبر ذرائع سے معلوم ہوئی ہیں، اُن کے مطالعہ سے اِس عظیم خدمت میں لگے ہوئے لوگوں کو حوصلہ ملتا ہے، اور عزم وہمت میں اِضافہ ہوتا ہے۔

❑ مہدیٔ موعود:

مسیلمۂ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٔ مہدویت کی تردید پر مبنی یہ رسالہ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی طرف سے شائع کیا گیا ہے، اِس رسالہ میں اختصار کے ساتھ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہرگز ہرگز وہ مہدی نہیں ہوسکتا، جس کے ظہور کی خبر اَحادیث میں دی گئی ہے۔

❑❖❑

رابطہ:

محمد ابوبکر صدیق منصورپوری 08791034667 محمد اسجد قاسمی 09058602750